

اللَّهُمَّ جَلَّالَهُ

بے سہاروں کا سہارا

کتاب وسنت سے ثابت
اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی

تالیف:

ڈاکٹر عبد اللہ مشیب القحطانی

مراجعة:

شیخ محمد عالم بن نذیر احمد سلفی

ترجمہ:

سیف الرحمن حفظ الرحمن تیمی

ج) عبدالله مشيب مسفر القحطاني ، ١٤٤٢ھ

فہرستہ مکتبہ الملک فہد الوطنیۃ أثناء النشر

القحطاني ، عبدالله بن مشيب بن مسفر
الله بے سپاروں کا سپارا -الله انیس المحبين . / عبدالله بن مشيب
بن مسفر القحطاني ؛ سيف الرحمن حفظ الرحمن تيمى . - الدمام ،
١٤٤٢ھ

٥٩٥ ص . . سم

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٠٣-٧١٤٩-٥

١- الاسماء و الصفات ٢- الاسماء الحسنی أ تيمى ، سيف
الرحمن حفظ الرحمن (مترجم) ب.العنوان

١٤٤٢/٧٥٨٧

ديوي ٢١٤

رقم الإيداع: ١٤٤٢/٧٥٨٧

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٠٣-٧١٤٩-٥

* کتاب کے جملہ بحق بحق مؤلف محفوظ ہیں *

خلاصہ:

حدیث رسول ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ ایسے ہیں کہ جس نے انہیں یاد کیا، ان کے معانی و مفاہیم کو سمجھا اور ان کے تقاضوں کے مطابق عمل کیا، اس کے لئے جنت کی بشارت ہے، اسی حدیث کے پیش نظر فاضل مؤلف ڈاکٹر عبد اللہ بن مشبب القحطانی / حفظہ اللہ نے یہ کتاب تالیف کی ہے تاکہ اسمائے الہی کی معرفت کے ذریعے بندوں کو اللہ سے قریب کیا جائے، ان اسماء کے انتخاب میں مؤلف کا طریقہ کار یہ رہا کہ انہی اسماء کو اس کتاب میں ذکر کیا ہے جو کتاب اللہ اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں، سہل اور دلکش اسلوب میں ان اسماء کے معنی و مفہوم کو واضح کیا گیا ہے، قرآنی آیات، احادیث رسول اور علماء کے اقوال اور اشعار کے ذریعہ ان کے معانی و مفاہیم سے پردہ اٹھایا گیا ہے، ساتھ ہی عام انسانی زندگی سے ان اسماء کو مربوط کر کے ان کی افادیت و اہمیت پر روشنی ڈالنے کی سعی مشکور کی گئی ہے۔

کتاب میں ایسا رواں اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ قاری پڑھتا جائے اور الفاظ و جمل اس کے ذہن و دل پر نقش ہوتے جائیں، ان کی تاثیر سے قلب و جگر روشن ہوتے جائیں اور دل میں معرفت الہی کی جوت جلتی جائے۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے مؤلف و مترجم اور اس کی تصحیح و مراجعہ، تنسیق و ترمیم اور نشر و اشاعت میں حصہ لینے والے تمام حضرات کے لئے توشہ آخرت بنائے۔ آمین

انتساب

والدین کے نام...

یہ آپ کی ان دعاؤں کا ثمرہ ہے جو آپ میرے لئے مولیٰ عزوجل سے مانگا کرتے تھے، میں آپ کی بے پناہ نوازشوں اور بیش بہا فضل و احسان کا ادنیٰ سا بدلہ بھی ادا کرنے سے عاجز ہوں...

نیز ہر اس دل کے نام جو اپنے رب سے آشنا اور اس سے قریب ہے.. میں اپنی کاوش آپ سب کے نام کرتا ہوں... اور اللہ سے دعا گو ہوں کہ اسے شرف قبولیت سے نوازے!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُقَدِّمَةٌ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، وعلى آله وصحبه، أما بعد:

ایمان میں اضافے کا ایک عظیم ترین دروازہ یہ ہے کہ: اللہ پاک و برتر کو اس کے اسماء و صفات اور افعال کے

ذریعہ جانا جائے، کیوں کہ اللہ کا ہر اسم اس سے قریب ہونے کا ایک دروازہ ہے:

{وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا} [سورة الأعراف: 180]

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔

(اس سے آپ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ) اس شخص کی (کیا فضیلت ہوگی جو اللہ کے) ان ناموں کو شمار کرے؟ نبی

ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ کے ایک کم سو یعنی (۹۹) نام ہیں، جو ان کو شمار کرے گا جنت میں

داخل ہوگا" [بخاری و مسلم]۔

میں اللہ سے دعا کرتا تھا کہ مجھے ان ناموں کو شمار کرنے کا شرف عطا کرے، چنانچہ (۱۴۳۰ھ) میں ان ناموں

سے متعلق میں نے مختصر دروس کا سلسلہ شروع کیا اور مجھے محسوس ہوا کہ سامعین کے اندر اللہ کے اسماء و صفات کو

جاننے کا شوق اور بے تاب پائی جاتی ہے۔

مومن کیوں نہ ان ناموں کو جاننے کا مشتاق رہے، جب کہ ہر نام کو جاننے کے بعد اس کے اندر اللہ کی محبت اور

اس کی ملاقات کا شوق فزوں تر ہو جاتا ہے!؟

مومن کیوں نہ اللہ کے اسماء و صفات کو جاننے کا مشتاق رہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ یہ اسماء و صفات: ہر غمزدہ،

مظلوم، قرض دار، بیمار، قیدی اور حیران و پریشان شخص کے لیے باعثِ نجات ہیں!؟

مومن کیوں نہ اللہ کے اسماء و صفات کو جاننے کا مشتاق رہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ یہ اسمائے حسنیٰ: کشتادگی، خوش بختی اور خزانوں کی کنجی ہیں؟! بلکہ جو شخص ان ناموں سے کماحقہ واقف ہو جائے، سعادت و خوش بختی ہمیشہ اس کا مقدر بنی رہتی ہے۔

ان ہی اسباب کے پیش نظر میں نے اللہ سے یہ التجا کی کہ مجھے ایک ایسی کتاب تالیف کرنے کی توفیق بخشے جو میرے لیے ایک حسین یادگار اور علم کا ایسا سرچشمہ ہو جس سے تشنگان علم ہمیشہ سیراب ہوتے رہیں۔ چنانچہ میں اللہ پاک کے اسماء و صفات سے متعلق صرف مواد جمع کرنے اور اسے اپنے اسلوب میں ڈھالنے میں مشغول ہو گیا۔ کیوں کہ میں جانتا تھا کہ میرے اندر کتاب تالیف کرنے کی صلاحیت اور قابلیت نہیں ہے اس لیے کہ نہ تو میں اس میدان کا شہسوار ہوں اور نہ پیادہ۔

میں نے نگاہوں سے گزرنے والے تمام قابل اطمینان مواد جمع کر لیے، میں نے جمع و تدوین کے اس عمل میں اس کی بھرپور کوشش کی میرا جمع کردہ مواد اسماء و صفات کے باب میں سلف صالحین کے عقیدہ کے مطابق ہو۔ پھر میں نے اس مواد کو حسین و دلکش اسلوب میں ڈھالنے کی کوشش کی جس میں الفاظ و جملے کا جلال بھی ہو اور زبان و بیان کا جمال بھی، میں نے (اس عمل میں) اہل علم اور عوام دونوں کے معیار کی رعایت کی اور خالص علمی اسلوب سے گریز کیا۔

حدیث کے باب میں میں نے صحیح اور حسن پر اکتفا کیا ہے اور آثار و سیر کا احاطہ نہیں کیا ہے۔

میرا مقصود یہ رہا ہے کہ: (ابلاغِ معلومات میں) آسانی برقرار رکھی جائے اور (قاری کے اندر معرفتِ الہی کا) شوق پیدا کیا جائے، نیز سہل ترین اسلوب کے ذریعہ کم سے کم وقت میں قاری کے ذہن و دل تک رسائی حاصل کی جائے۔
مجھے امید ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ (قاری کو) سعادت و خوش بختی حاصل ہوگی، غم و اندوہ کے بادل چھٹ جائیں گے، انشراح صدر پیدا ہوگا، ایمان میں مضبوطی آئے گی، علم میں اضافہ ہوگا، دل (ایمان سے) معمور ہوگا اور فکر کو غذا فراہم ہوگی۔

اس پورے عمل کا سہرا صرف اللہ عزیز و برتر کو جاتا ہے، پھر اس کے بعد ان اصحابِ علم و فضل کو جن کی کتابوں سے گنجینہء علوم و معارف کو میں نے جمع کیا ہے، اگر میں اپنی اس کاوش میں راہ حق و صواب پر گامزن رہا ہوں تو یہ اللہ عزیز و برتر کی توفیق کا نتیجہ ہے جس پر ہم اس کے شکر گزار ہیں، اور اگر اس میں کوئی غلطی در آئی ہے تو یہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے، البتہ میری نیت صرف خیر و بھلائی کی رہی ہے، میں اللہ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں!

آخری بات یہ کہ یہ ایک کم علم اور بے بضاعت شخص کی کاوش ہے، جس کی تکمیل پر میں اللہ کی حمد و ثنایاں کرتا ہوں، اللہ سے اس کی قبولیت کی امید کرتا ہوں، ساتھ ہی اس کے رد کیے جانے سے خائف بھی ہوں، نیز اللہ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اپنے پاک و برتر (پالنہار) سے محبت کرتا اور اس سے حسن ظن رکھتا ہوں۔

اللہ سے دعا گو ہوں کہ مجھے اور جن علماء کی کتابوں سے میں نے استفادہ کیا ہے اور جنہوں نے اس کتاب کی نظر ثانی، تصحیح و تنقیح، ترتیب و تنسیق، کتابت و طباعت میں حصہ لیا یا اس کے تئیں اپنے مشورہ اور رائے کا اظہار کیا، ان سب کو اجر عظیم و ثواب جزیل سے نوازے۔

نیز میں اللہ عزیز و برتر سے یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کو حق و صداقت کا حامل بنائے، اسے اپنے وجہ کریم کے لیے خالص کر لے، اسے اپنی محبت اور خوشنودی کو مجھ سے قریب کرنے کا ذریعہ بنائے، میری، میرے والدین، میرے اساتذہ، میرے اہل خانہ اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے، یقیناً وہ بہت زیادہ سنے والا اور قبول کرنے والا ہے!

آپ کا بھائی: عبد اللہ بن مشبب القحطانی

qa.1440.qa@gmail.com



کتنا عظیم مقام اور کتنا دشوار امر ہے!

کلمات عاجز، دل پریشاں، زباں بے حرف، عبار تیں پیچ، عقل حیران ہے اور تیرا بندہ تیری بارگاہ میں کھڑا تیری حمد و ثنا اور تیرے سامنے دل کے ارماں پیش کرنا چاہتا ہے، تو اس سے بخوبی واقف ہے۔

وَمَا بَلَغَ الْمَهْدُونَ نَحْوَكَ مِدْحَةً
وَإِنْ أَطْنَبُوا، إِنَّ الَّذِي فِيكَ أَعْظَمُ

ترجمہ: تیری حمد و ثنا کا ہدیہ پیش کرنے والے خواہ جتنا بھی مبالغہ کر لیں، وہ تیری حمد کا حق نہیں ادا کر سکتے، یقیناً

تیری ذات (تمام ترجمہ و ثنا سے) بڑھ کر ہے۔

اے پروردگار!

ہم جانتے ہیں کہ ہمارا تیری تعریف و تمجید کرنا، تیری عظمت و توقیر کے گن گانا اور تیرے ذکر میں محور ہونا، یہ سب تیرے ہی انعام و احسان ہیں، تو نے ہی ہمیں اس کی ہدایت دی اور اس کی رہنمائی فرمائی...

ہم جانتے ہیں۔ اے ہمارے پالنہار!۔ کہ تیری ذات تمام حمد و ثنا کرنے والوں کی حمد و ثنا سے اعلیٰ و بالا ہے۔

اے اللہ! تو نے میرے اوپر اور ان حروف کے پڑھنے والے پر جو انعام کیا ہے، اسے قبول فرما اور ہماری

کو تا ہیوں کو درگزر کر دے۔

إِلَى اللَّهِ أُهْدِي مِدْحَتِي وَثَنَائِيَا
وَقَوْلًا رَضِيًّا لَا يَبِي الدَّهْرَ بَاقِيَا

ترجمہ: میں اللہ کی خدمت میں اپنی حمد و ثنا اور (اس کی) پسندیدہ توصیف کا ہدیہ پیش کرتا ہوں جو رہتی دنیا تک

باقی رہے۔





ہم ایک ایسے نام سے آغاز کر رہے ہیں جو بنی نوع انسانی کے علم میں سب سے عظیم اور بے حد شیریں نام ہے، جو ناموں میں سب سے پیارا... حرفوں میں سب سے خوبصورت... جس سے زبانیں تر ہوتیں... روحوں کو سکون ملتا... اور جو جان سے قریب اور دل کا محبوب ہے۔

یقیناً اس سے مراد بلند و بابرکت ذات کا اسمِ گرامی (اللہ) ہے: { هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا } [سورة مريم: 65].

ترجمہ: کیا تیرے علم میں اس کا ہمنام ہم پہلہ کوئی اور بھی ہے؟

یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا وہ نام ہے جس میں اس کی پاک و برتر ذات سارے جہان والوں سے یکتا و منفرد ہے، یہ صرف اسی کا نام ہے، اس کے سوا کسی اور سے اس نام کی کوئی وابستگی نہیں، نہ اس نام سے کسی اور کو پکارا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کی مخلوقات میں سے کوئی اس کا دعویٰ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اہل جاہلیت کے دلوں اور زبانوں پر اس نام سے خود کو موسوم کرنے کی بندش لگادی تھی۔

بلاشبہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذاتِ عظمت و جلال، حسن و جمال اور ہیبت و کبریائی والی ہے۔

قُدْسِيَّةٌ تَشْدُو بِهَا الْأَرْوَاحُ

مَهْمَا رَسَمْنَا فِي جَلَالِكَ أَحْرَفًا

يَا رَبِّ عِنْدَ جَلَالِكَ تَنَدَاخُ

فَلَأَنْتَ أَعْظَمُ وَالْمَعَانِي كُلُّهَا

ترجمہ: تیری شانِ کبریائی میں جس قدر بھی ہم پاک و صاف جملے لکھ لیں کہ جن سے رو حیں جھوم جائیں۔ تیری

عظمت ان سب سے بڑھ کر ہے، اے میرے پروردگار! تیری جلالتِ شان کے سامنے تمام تر معانی ہیچ ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام (کی برکت کا کیا کہیے کہ جب بھی) اسے تھوڑی سی چیز پر پڑھا جاتا ہے تو اسے زیادہ کر دیتا ہے، اس کا ذکر جب خوف کے وقت کیا جاتا ہے تو اسے ختم کر دیتا ہے، جب مصیبت کے وقت کیا جاتا ہے تو

اسے دور کر دیتا ہے، جب رنج و غم کے وقت کیا جاتا ہے تو اس سے نجات بخشتا ہے، جب تنگ دستی کے وقت کیا جاتا ہے تو اسے فراخی میں بدل دیتا ہے، جب کوئی کمزور اس سے وابستہ ہوتا ہے تو اسے تو نگر بنا دیتا ہے، کوئی ذلیل و خوار اس کا سہارا لیتا ہے تو اسے عزت دیتا ہے، کوئی خستہ حال اس سے دامن گیر ہوتا ہے تو اسے خوش حال و بے نیاز کر دیتا ہے اور کوئی بے بس و مغلوب اس کا آسر لیتا ہے تو اسے نصرت و فتح سے ہمکنار کرتا ہے۔

یہی وہ نام ہے جس کے ذریعہ آنتیں اور مصیبتیں دور کی جاتیں، برکتیں طلب کی جاتیں، دعائیں قبول ہوتیں، نیکیاں حاصل ہوتیں، برائیوں سے چھٹکارا ملتا اور لغزشیں معاف ہوتی ہیں... معلوم ہوا کہ اللہ کی جلالتِ شان سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں!

اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام کی اصل: الہ ہے، جو کہ معبود کے معنی میں ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِى دِيْنِكُمْ وَلَا تَقْوَلُوْا عَلٰى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيسٰى

ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلًا لِّلّٰهِ وَكَلِمَتُهُ اَلْقَنَاطُ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاَمْنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَلَا تَقْوَلُوْا ثَلٰثَةً

اَنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهُ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهُ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ وَلَدٌ لَّهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى

الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِىْلًا {سورة النساء: 171}.

ترجمہ: اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ اور اللہ پر بجز حق کے اور کچھ نہ کہو، مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں، جسے مریم (علیہا السلام) کی طرف ڈال دیا تھا اور اس کے پاس کی روح ہیں، اس لئے تم اللہ کو اور اس کے سب رسولوں کو مانو اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں، اس سے باز آ جاؤ کہ تمہارے لئے بہتری ہے، اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اسی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: "اللہ اپنی تمام مخلوقات پر حق عبادت و بندگی رکھنے والا ہے۔" اللہ تبارک و تعالیٰ وہ محترم و معظم محبوب ہے جس کے لئے دل بے تاب رہتے، اس کے ذکر اور قربت سے دلوں کو انس و فرحت محسوس ہوتی اور وہ (ہمہ تن) اس کے مشتاق ہوتے ہیں: { وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ } [سورة البقرة: 165].

ترجمہ: لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو غیر اللہ میں سے کچھ شریک بنا لیتے ہیں، وہ ان سے اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اللہ سے محبت میں کہیں زیادہ ہیں۔

اللہ پاک و برتر سے ہی ہر قسم کی مصیبت و آفت کے وقت مدد طلب کی جاتی ہے: { وَمَا يَكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ } [سورة النحل: 53].

ترجمہ: تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں، اب بھی جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آجائے تو اسی کی طرف نالہ و فریاد کرتے ہو۔

اللہ کی ذات وہ ہے کہ عقلیں جس (کی حقیقت کو سمجھنے سے) حیران و ششدر اور اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں، انسانی فہم و بصیرت اس کا ادراک نہیں کر سکتی، تخیل و تصور اس کی عظمت تک رسائی نہیں پاسکتا اور مخلوق اپنے علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتی: { وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ ۗ عِلْمًا } [سورة طہ: 110].

ترجمہ: مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ وہ ہے جسے (انسانوں کے) دل محبت، ذلت و انکساری، خوف و طمع، امید، عظمت و احترام اور اطاعت و فرماں برداری کے ذریعے اپنا معبود بناتے (اور پروردگار تسلیم کرتے) ہیں۔ وہی معبود برحق ہے۔ اس کے علاوہ عرش سے فرش تک، جس کی بھی عبادت کی جاتی ہے وہ معبود باطل ہے۔

اللہ عزیز و برتر وہ ہے جو الوہیت کی تمام صفات سے متصف ہے؛ الوہیت کی صفات سے مراد یہ ہے کہ: کمال و کبریائی اور جمال و عظمت کی صفات (سے اللہ متصف ہے) اور ان کے مخالف اوصاف سے اللہ جل جلالہ کی ذات پاک و بری ہے۔

○ انسانوں کے دل اسے اپنا پالنہار (اور معبود) مانتے اور جانیں اس کے لئے بے تاب رہتی ہیں...

یہی وجہ ہے کہ جب بندہ (اللہ) نام کے معانی سے واقف ہو جاتا ہے تو اس کا دل اپنے رب سے وابستہ ہو جاتا ہے، پھر وہ ایسی محبت، شوق اور لذت کے ساتھ (اس کی یاد میں) محو ہو جاتا ہے کہ اس سے بڑھ کر دلکش و عمدہ کوئی چیز نہیں۔ یہی وہ سب سے عظیم (عبادت) ہے جس کے ذریعے عبادت کرنے والے اس کی عبادت کرتے اور تقرب حاصل کرنے والے اس کا تقرب حاصل کرتے ہیں: {يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُمْ} [سورة المائدة: 54].

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا) جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔

(محبت کی یہ) کیفیت اسی قدر پاکیزہ و عمدہ ہوتی ہے جس قدر اللہ کے اسما و صفات سے بندے کی واقفیت عمدہ و پاکیزہ ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دنیا میں بھی ایک جنت ہے، جو دنیاوی جنت میں داخل نہیں ہو سکا، وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہیں ہوگا۔

کسی رب شناس کا کہنا ہے: دل پر بعض اوقات ایسے گزرتے ہیں کہ جس کے متعلق میں کہتا ہوں: اگر اہل جنت اس کیفیت میں بھی ہوں گے تو ان کی زندگی عیش و عشرت والی ہوگی!

ابن عیینہ کہتے ہیں: "اللہ نے بندوں پر اس سے افضل کوئی انعام نہیں کیا کہ انہیں لا الہ الا اللہ کی معرفت عطا کی، آپ فرماتے ہیں: ان کے (دلوں میں) اخروی زندگی کے لئے لا الہ الا اللہ کی وہی اہمیت ہوتی ہے جو اہمیت ان کی دنیاوی زندگی کے لئے پانی کی ہے۔"

مومن یہ جانتا ہے یہ کیفیت بندے کو اپنی طاقت و قوت سے حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندے سے محبت کرتا اور اپنی محبت اس کے دل میں ڈال دیتا ہے، پھر جب بندہ اللہ کی توفیق سے اپنے رب سے محبت کرنے لگتا ہے تو اللہ اسے ایک دوسری محبت (محبتِ آخرت) سے نوازتا ہے، اور یہی ہے خالص احسان و انعام، کیوں کہ اللہ ہی سبب اور مسبب دونوں کو پیدا کرتا ہے۔

○ اسمِ اعظم (سب سے بڑا نام):

قرطبی نے ذکر کیا ہے کہ بعض علما کے نزدیک اسمِ (اللہ) ہی اسمِ اعظم ہے، جس کے ذریعے اگر دعا کی جائے تو قبول ہوتی اور مانگا جائے تو دیا جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا

أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ" (یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس وسیلے سے کہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، تو تنہا اور ایسا بے نیاز ہے جس نے نہ تو جنما ہے اور نہ ہی وہ جنما گیا ہے اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے)، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس رب کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس شخص نے اللہ سے اس کے اس اسمِ اعظم کے وسیلے سے مانگا ہے کہ جب بھی اس سے یہ نام لے کر دعا کی جاتی ہے تو قبول کرتا ہے اور جب بھی اس کے ذریعے کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو عطا کرتا ہے" (یہ حدیث صحیح ہے، اسے اصحابِ سنن اور امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے)۔

یہی ایک نام ہے جو ان تمام احادیث میں وارد ہوا ہے جن میں نبی ﷺ نے اللہ کے اسمِ اعظم کی خبر دی ہے۔

بالعموم (تمام) ماثور اذکار اسی نام سے مربوط ہیں، چنانچہ لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ، سبحان اللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ، حسبی اللہ، انا للہ وانا الیہ راجعون اور بسم اللہ اور ان جیسے دیگر اذکار اسی نام سے مربوط ہیں، کوئی اس سے جدا نہیں ہے۔

یہ نام اللہ کے اسمائے حسنیٰ کی اصل اور بنیاد ہے، چنانچہ اسمائے حسنیٰ میں سے کسی اسم کی طرف اس نام کو منسوب نہیں کیا جاتا، بلکہ تمام اسمائے حسنیٰ اسی اسم عظیم کی طرف منسوب ہوتے ہیں، اس لیے یہ نہیں کہا جاتا کہ: اللہ، رحمن یا رحیم کے اسمائے حسنیٰ سے ہے، بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ: رحمن و رحیم اللہ کے اسمائے حسنیٰ سے ہیں: {وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا} [سورة الأعراف: 180].

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔

اللہ جل جلالہ کو سب سے زیادہ جس لفظ سے پکارا جاتا ہے وہ ہے: (اللہم! - اے میرے پروردگار!)۔ رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے (اللہم! - اے میرے پروردگار!) کہہ کر بہت دعا کیا کرتے تھے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: "اللہم: تمام دعاؤں کا مجموعہ ہے، اگر دعا گو یہ کہے کہ: اللہمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ! (اے میرے پروردگار! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں)۔ تو گویا اس نے یہ کہا کہ: میں اس اللہ سے جس کے لئے تمام خوبصورت نام اور اعلیٰ صفات ہیں، اس کے اسماء و صفات کے ذریعہ دعا کرتا ہوں"۔

خیر و برکت کے حصول کے لئے ہر کام کا آغاز اسی نام سے کیا جاتا ہے۔

نیز قرآن کی سب سے پہلی آیت میں وارد ہونے والا سب سے پہلا اسم بھی یہی ہے:

{بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}

(یعنی: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)۔ یا یہ آیت: {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

الْعَالَمِينَ} (یعنی: سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے)۔ اسی طرح سورة الناس

میں وارد ہونے والا سب سے آخری نام بھی یہی ہے: {إِلَهُ النَّاسِ} [سورة الناس: 3]۔ (یعنی: لوگوں

کے معبود کی [پناہ میں آتا ہوں]۔)

وہ شہادت (گواہی) جو کفر سے (نکال کر) اسلام میں داخل کر دیتی ہے، اس میں صرف یہی ایک نام آیا ہے:
 (اشہد أن لا إله إلا الله)، اس نام کے بغیر شہادت (توحید کی گواہی) درست نہیں ہوتی۔
 اس اسمِ عظیم کا مقام و مرتبہ یہ بھی ہے کہ: آخری زمانے میں جب اللہ تمام مومنوں کی روحیں قبض کر لے گا تو اس
 نام کو بھی روئے زمین سے اٹھالے گا، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "قیامت اس شخص پر قائم نہ ہوگی جو اللہ اللہ کہتا
 ہوگا" (یعنی اس کے مرنے کے بعد ہی قائم ہوگی) [مسلم]۔

یہی وہ نام ہے جو قرآن کریم میں سب سے زیادہ وارد ہوا ہے، چنانچہ ۲۲۰۰ سے زائد مقام پر اس نام کا ذکر آیا
 ہے، اللہ کے فرمان: { قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ } [سورة الإسراء: 110]۔ (ترجمہ: کہہ دیجیے کہ اللہ کو اللہ
 کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر) کے تعلق سے بعض علما کہتے ہیں کہ: ان دو ناموں کو بطور خاص ذکر کرنے کی وجہ ان
 ناموں کا (خصوصی) مقام و مرتبہ ہے، نیز اسم "اللہ" کو مقدم رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ: ذکرِ الہی میں وہ رحمن سے زیادہ
 اشرف و اعلیٰ ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "تمہارے ناموں میں اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام: عبد
 اللہ اور عبد الرحمن ہیں" (مسلم)۔

○ تم اللہ کے ساتھ ہو جاؤ اللہ تمہارے ساتھ ہو جائے گا!

بندہ اگر اپنی پسند اور اختیار سے اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے تو ضرورت کی مار پڑنے پر ضرور متوجہ ہوتا
 ہے۔

قِفْ بِالْحُضُوعِ وَنَادِ يَا اللَّهُ
 وَإِذَا بُلِّيتَ بِغُرْبَةٍ أَوْ كُرْبَةٍ
 إِنَّ الْكُرْبِمَ يُجِيبُ مَنْ نَادَاهُ
 فَادْعُ الْإِلَهَ وَنَادِ يَا اللَّهُ

ترجمہ: (اللہ کے دربار میں) خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور یا اللہ کی ندا لگاؤ۔ یقیناً اللہ کریم اپنے پکارنے والے کی سنتا اور اسے نوازتا ہے۔ جب اجنبیت یا کسی مصیبت سے دوچار ہو تو معبودِ حقیقی کو پکارو اور یا اللہ کی ندا لگاؤ۔

جب غم و اندوہ اپنا ڈیرا ڈال دے، حزن و ملال کی تاریکی چھا جائے، تکلیف زیادہ بڑھ جائے، معاملہ سنگین ہو جائے، راستے تنگ پڑ جائیں اور تدبیریں ناکام ہو جائیں تو پکارنے والا: یا اللہ! کی ندا بلند کرتا ہے۔ جب بیمار کا مرض بڑھ جاتا اور طبیب عاجز و ناکام ہو جاتا ہے تو وہ یا اللہ! کی ندا لگاتا ہے، جب سمندر کی تاریکیوں میں سفینہ بے قابو ہو جاتا، ہوا کے تھپیڑے اس کے ساتھ رقص کرنے لگتے ہیں تو منادی ندا لگاتا ہے: یا اللہ! جب زمین پر قحط پڑتا ہے، پودے مرجھا جاتے ہیں، تھنوں میں خشکی پڑ جاتی ہے تو منادی پکار اٹھتا ہے: یا اللہ! یقیناً وہ اللہ ہی ہے جو: مصیبت کے وقت پناہ دیتا، خوف و وحشت میں انس و محبت عطا کرتا اور تنگ دستی کے عالم میں مدد سے نوازتا ہے۔

لوگ نہ تو اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی فائدہ دے سکتے، اس لئے اپنا دل اللہ سے ہی وابستہ رکھیں!

اللہ کی رسی کے سوا تمام رسیاں ٹوٹ جاتیں اور اس کے در کے سوا تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں: { اَمَّنْ

يُحِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ } [سورة النمل: 62].

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ نسفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "سیوطی فرماتے ہیں کہ: جو اللہ سے بے نیازی طلب کرتا ہے، وہ محتاج نہیں ہوتا، جو اللہ کے ذریعہ سربلندی حاصل کرتا ہے، وہ ذلیل و خوار نہیں ہوتا۔ حسین کہتے ہیں کہ: جس قدر بندہ اللہ کے سامنے اپنی محتاجی اور فقر ظاہر کرتا ہے، اسی قدر اللہ کے ذریعہ وہ بے نیاز ہوتا ہے۔"



يا صَاحِبَ الِهِمِّ إِنْ الِهِمَّ مُنْفَرِحٌ أَبْشِرْ بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْفَارِحَ اللَّهُ
 الْيَأْسُ يَقْطَعُ أحيانًا بِصَاحِبِهِ لَا تَيَأَسَنَّ فَإِنَّ الْكافِيَ اللَّهُ
 اللَّهُ يُحْدِثُ بَعْدَ الْعُسْرِ ميسرَةً لَا تَجَزَعَنَّ فَإِنَّ الْقَاسِمَ اللَّهُ
 إِذَا بُيِّتَ فَتَقِ بِاللَّهِ وَارْضَ بِهِ إِنَّ الَّذِي يَكْشِفُ الْبَلْوَى هُوَ اللَّهُ
 وَاللَّهُ مَا لَكَ غَيْرُ اللَّهِ مِنْ أَحَدٍ فَحَسْبُكَ اللَّهُ فِي كُلِّ لَكَ اللَّهُ

ترجمہ: اے افسردہ انسان! یقیناً غم کا بادل چھٹ جائے گا۔ خیر و بھلائی کی خوش خبری قبول کر کہ غم کو دور کرنے والا اللہ ہے۔

نامیدی بسا اوقات انسان کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ ہرگز ناامید نہ ہو کیوں کہ اللہ (ہر مصیبت کے لئے) کافی ہے۔

اللہ سختی کے بعد آسانی پیدا کرتا ہے، بالکل نہ گھبرا کہ (سختی اور آسانی کو) بانٹنے والا اللہ ہے۔ جب کسی آزمائش سے دوچار ہو تو اللہ پر بھروسہ رکھ اور اس سے راضی رہ، بے شک آزمائش کو دور کرنے والا صرف اللہ ہے۔

اللہ کی قسم اللہ کے سوا کوئی تیرے کام نہیں آسکتا، ہر ضرورت اور مصیبت میں اللہ ہی تیرے لئے کافی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، ہم کما حقہ تیری عبادت کرنے سے قاصر رہے! اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا طالب ہوں اور اس قول و عمل کا بھی جو جنت سے قریب کر دے، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم سے اور اس قول و عمل سے جو جہنم سے قریب کر دے۔



(۳)

الرَّبُّ جَلَّ جَلَالُهُ

○ درابھی پہ دستک...

اے پالنہار! ہم تجھ سے تیری عزت و بلندی اور اپنی پستی و کمتری کے واسطے سے، تیری قوت اور اپنی کمزوری کے حوالے سے، تیری بے نیازی اور تیرے سامنے اپنی محتاجگی کے وسیلے سے سوال کرتے ہیں، ہماری جھوٹی اور خطا کا رپیشانیوں تیرے درپہ خم ہیں، ہمارے علاوہ تیرے بندے بہت ہیں لیکن تیرے سوا ہمارا کوئی (پالنہار) نہیں، تیرے سوانہ میرے لیے کوئی جائے پناہ ہے اور نہ ہی تجھ سے بچ کر تیرے سوا کوئی ٹھکانا۔

ہم تجھ سے مسکین و درماندہ شخص کی طرح سوال کرتے ہیں، تیرے سامنے ذلت و انکساری کے ساتھ الحاح و زاری کرتے ہیں، اور تجھے خائف و ہراساں انسان کی طرح پکارتے ہیں۔

(تجھ سے) ان لوگوں کی طرح سوال کرتے ہیں جن کی گردنیں تیرے درپہ خم ہیں، ان کی ناکیں تیرے لیے خاک آلود ہیں، ان کی آنکھیں تیرے خوف سے پر نم ہیں، ان کے دل تیری عزت و جلال کے سامنے بچھے ہوئے ہیں، کہ اے ارحم الراحمین! تو ہمیں اور تمام مسلمانوں کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت کے سائے میں پناہ عطا کر۔

وَمَنْ لِّلْقَىٰ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكَرْبِ

بِمَنْ يَسْتَعِيْثُ الْعَبْدُ اِلَّا بِرَبِّهِ

وَمَنْ كَاشَفِ الْبَلَوَىٰ عَلَى الْبَعْدِ

وَمِنْ مَالِكِ الدُّنْيَا وَمَالِكِ اَهْلِهَا

وَهَلْ ذَاكَ اِلَّا مِنْ فِعَالِكَ يَا رَبِّي

وَمَنْ يَدْفَعُ الْعَمَاءَ وَقْتَ نُزُوْهَا

ترجمہ: بندہ اپنے پروردگار کے سوا کس سے مدد کی گویا لگائے۔ کون ہے جو مصیبتوں اور سختیوں کے وقت انسان کے کام آتا ہے۔ کون ہے جو دنیا جہان اور اس کے تمام باشندوں کا مالک ہے۔ کون ہے جو دور اور نزدیک کی

آزمائش کو زائل کرتا اور کون ہے جو حزن و ملال کے نازل ہوتے ہی اسے دور کر دیتا ہے۔ اے میرے پالنہار! یہ سب محض تیری تدبیر سے ہی انجام پاتے ہیں۔

ذیل کے سطور میں ہم اللہ کے جس خوبصورت نام کے بارے میں گفتگو کا شرف حاصل کرنے جا رہے ہیں، وہ ہے: (الرب تبارک و تعالیٰ):

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ } [سورة الرحمن: 17].

ترجمہ: وہ رب ہے دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا۔

نیز اللہ پاک و برتر فرماتا ہے: { سَلَّمٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ } [سورة يس: 58].

ترجمہ: مہربان پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

ہمارا پالنہار، خالق و مالک، مدبر و کارساز ہے، وہ تمام مالکوں کا پالنہار اور تمام بندوں کا معبود ہے، تمام ملکوں اور ریاستوں، بادشاہوں اور تمام بندوں کا مالک ہے، وہی مخلوق کی منفعت و مصلحت کی تدبیر کرتا، تمام انس و جن کی حاجتوں کو پوری کرتا اور ان کے معاملات کو درست رکھتا ہے، وہی دنیا و آخرت کو قائم رکھنے والا ہے۔

○ مخلوق پر اس کی ربوبیت دو قسم کی ہے:

ربوبیت عامہ: جو کہ تمام مخلوقات کو شامل ہے، خواہ نیک ہو یا فاجر، مومن ہو یا کافر، یہاں تک کہ جمادات بھی اس میں داخل ہیں۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ: وہی انہیں پیدا کرتا، انہیں رزق دیتا، ان کے معاملات زیست کی تدبیر کرتا، ان پر اپنا انعام کرتا اور انہیں اپنی نوازشیں عطا کرتا ہے۔

ربوبیت خاصہ: اس سے مراد یہ ہے کہ: اللہ بلند و برتر اپنے اولیاء اور چنندہ بندوں کی تربیت کرتا ہے، ایمان پر ان کی پرورش کرتا اور انہیں اس کی توفیق عطا کرتا ہے، ان کے دلوں، روحوں اور اخلاق کی اصلاح فرماتا ہے، اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

اس کے معنی ہیں: ہر قسم کی بھلائی کی توفیق دینا اور ہر طرح کے شر سے حفاظت کرنا۔
تیرے ہی لیے ہر قسم کی حمد و ثنا ہے..

ہمارے پاک و برتر پالنہار نے اپنی تعریف یوں کی کہ وہ تمام جہانوں کا پالنہار ہے:

{ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ } [سورة الفاتحة: 2].

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔
اس نے اپنی تعریف یوں بھی کی کہ وہ عرش کا مالک ہے:

{ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ } [سورة الزخرف: 82].

ترجمہ: آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اس سے (بہت) پاک ہے۔

{ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ } [سورة النمل: 26].

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہی عظمت والے عرش کا مالک ہے۔
اس نے اپنی تعریف یوں بھی کی کہ وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے:

{ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ } [سورة الزخرف: 82].

ترجمہ: آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اس سے (بہت) پاک ہے۔

اسی لیے تمام مخلوقات پاک و برتر رب کی حمد و ثنا بیان میں محو ہیں: { وَقِيْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ } [سورة

الزمر: 75].

ترجمہ: کہہ دیا جائے گا کہ ساری خوبی اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔

چنانچہ دنیا میں بھی اس کی تعریف بیان کی جاتی ہے اور آخرت میں بھی اس کی تعریف بیان کی جائے

گی: { دَعْوَتُهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اَللّٰهُمَّ وَنَحْنُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَّءَاخِرُ دَعْوَتُهُمْ اَنْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعٰلَمِيْنَ } [سورة يونس: 10].

ترجمہ: ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی "سبحان اللہ" اور ان کا باہمی سلام یہ ہو گا "السلام علیکم" اور ان کی اخیر بات یہ ہو گی: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے۔

○ خزانوں کی کنجیاں..

چوں کہ انبیاء و صالحین کو یہ معلوم تھا کہ یہ نام دعا کی کنجی ہے، اس لیے انہوں نے اپنی دعاؤں میں اسی نام کے ذریعہ اللہ سے الحاح و زاری کی۔

نوح علیہ السلام نے اس نام سے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

{ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ } [سورة نوح: 28].

ترجمہ: اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میرے ماں باپ اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں آئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔

ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے بھی اس نام سے اپنے رب کو پکارا:

{ وَإِسْمَاعِيلَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ } [سورة البقرة: 127].

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اور (محمد) مصطفیٰ ﷺ نے اسی نام سے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

{ وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ﴿٩٧﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ ﴿٩٨﴾ }

[سورة المؤمنون: 97-98].

ترجمہ: اور دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں۔

○ اے میرے پروردگار!

نبی ﷺ کو جب کوئی پریشانی درپیش ہوتی اور کوئی مصیبت لاحق ہوتی تو آپ فرماتے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْكَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ"

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظیم اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب اور عرش عظیم کا رب ہے [بخاری و مسلم]۔
جو شخص اپنے اختیار سے عزیز و برتر رب کے اسما کے وسیلے سے دعا نہیں کرتا، وہ مجبور ہو کر ان ناموں کا سہارا ضرور لیتا ہے، چنانچہ بیمار شخص جب بستر پر پڑا بیماری سے لڑ رہا ہوتا ہے تو وہ پکار اٹھتا ہے: اے میرے پروردگار.. اے میرے پالنہار! جس کے نتیجے میں عافیت اس سے قریب ہونے لگتی اور اللہ بلند و برتر کی جانب سے شفا یابی کا نزول ہونے لگتا ہے۔

فقیر و در ماندہ انسان جو حقیر و معمولی چیز سے بھی محروم ہوتا ہے، وہ اللہ کے نام سے گڑ گڑاتا ہے، فقر و محتاجی سے کراہتے ہوئے اور فاقہ و تنگ دستی سے تنگ آ کر یارب.. یارب! کی آواز بلند کرتا ہے، اور دیکھتے ہی دیکھتے اللہ اس کی حاجت کو دور کر دیتا اور اللہ بلند و برتر صرف اپنے فضل سے اس کی تنگ دستی کو ختم کر دیتا ہے۔
بھوکا شخص جب بھوک سے کراہتا اور تکلیف سے بے چین ہوتا ہے تو: اے رب... اے رب! کی ندا لگاتا ہے، اور پھر وہ رزق سے مالا مال ہو جاتا اور اللہ کی نوازش اس پر برسنے لگتی ہے۔

مظلوم و ستم زدہ انسان اپنے گرم آنسو اور دکھتی آہ و کراہ کو چھپاتے ہوئے یارب.. یارب! کی پکار لگا کر اللہ سے مدد کی التجا کرتا ہے تو وہ بڑی نصرت و مدد اور بہترین انجام سے سرفراز ہوتا ہے۔

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ربوبیت کو بار بار ذکر کر کے اللہ سے الحاح و زاری کرنا قبولیت دعا کا ایک عظیم ترین وسیلہ ہے۔"

يَا رَبِّ نَقِّسْ عَنِّي غَيْبِيكَ كُرْبَةً وَأَرْحُهُ مِنِّي قَدْ عَنَّا وَدَهَاهُ

ترجمہ: اے میرے پروردگار! اپنے بندے کی مصیبت کو دور فرمادے اور اسے جو (حزن و ملال) لاحق ہوا ہے، اس سے نجات و راحت عطا کر۔

○ ہم اپنے پروردگار کو بھول جاتے ہیں!!

ہمارا رب کتنا عظیم الشان ہے، اس کی بادشاہت کتنی وسیع و کشادہ ہے، اس کا مقام و مرتبہ کس قدر بلند ہے، وہ اپنی مخلوق سے کتنا قریب اور اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے۔

اللہ بلند و برتر کی ربوبیت: عظمت و جلال کی ربوبیت ہے: {سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ} [سورة الأعلى: 1].

ترجمہ: اپنے بہت ہی بلند رب کے نام کی پاکیزگی بیان کر۔

اللہ پاک و برتر کی ربوبیت: برکت، افزائش و نمو اور نوزائش کی ربوبیت ہے:

{تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ} [سورة الأعراف: 54].

ترجمہ: بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

اللہ پاک و برتر کی ربوبیت یہ ہے کہ: وہ (عیوب پر) پردہ ڈالتا اور (گناہوں کو) معاف فرماتا ہے:

{بَلَدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبُّ غَفُورٌ} [سورة سبأ: 15].

ترجمہ: یہ عمدہ شہر اور وہ بخشنے والا رب ہے۔

اللہ پاک و برتر کی ربوبیت: عزت و قوت اور غلبہ و طاقت کی ربوبیت ہے:

{رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَرُ} [سورة ص: 66].

ترجمہ: جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے۔

اللہ پاک و برتر کی ربوبیت: رحمت والی ربوبیت ہے: {رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَنُ} [سورة

النبا: 37].

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، ان کا پروردگار ہے اور بڑی بخشش کرنے والا ہے۔

اللہ پاک و برتر کی ربوبیت: سخاوت و فیاضی کی ربوبیت ہے:

{ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا غَرَّكَ رَبَّكَ أَكْرَبُ } [سورة الانفطار: 6].

ترجمہ: اے انسان تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا؟

اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں، جو اکیلا اور یکتا ہے، اے ہمارے پروردگار ہم کا حقہ تیری عبادت نہ کر

سکے!

جو شخص یہ جان لے کہ اللہ پاک و برتر ہی: تمام مالکوں کا مالک ہے وہ کسی غیر اللہ کو اپنا مالک و پروردگار نہیں مان سکتا، بلکہ اللہ کی ربوبیت سے ہی راضی ہو سکتا ہے اور جو انسان (اللہ کی ربوبیت سے) راضی ہو جائے وہی ایمان کی چاشنی سے شاد کام ہوتا ہے، اس سلسلے میں نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ: "جو اللہ کی ربوبیت و حکمرانی پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کی پیغمبری پر راضی ہو گیا، اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا" [مسلم]۔

{ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ } [سورة المؤمنون: 118].

ترجمہ: اور کہو کہ اے میرے رب! تو بخش اور رحم کر اور تو سب مہربانوں سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔

اے ہمارے پروردگار! ہم تیری ہی رحمت کے خواستگوار ہیں، تو ہمیں ایک لمحہ کے لیے بھی نظر انداز نہ کر، اور

ہمیں اپنی رحمت کے سائے تلے پناہ عطا کر۔

اے ہمارے پروردگار! تو بخش دے اور رحم فرما، تو تمام مہربانوں سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔



(۴، ۵)
الْأَحَدُ، الْوَاحِدُ جلد جلالہ

صحیح بخاری میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے قیامت کے دن جب ملیں گے تو ان کے (والد کے) چہرے پر سیاہی اور غبار ہو گا۔ ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ: کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ: آج میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا۔ ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ: اے رب! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا۔ آج اس رسوائی سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہو گی کہ میرے والد تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہیں؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: میں نے کافروں پر جنت حرام قرار دی ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ: اے ابراہیم! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور (ذبح) خون میں لتھڑا ہوا وہاں پڑا ہو گا اور پھر اس کے پاؤں پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔"

حدیث میں (ذبح) کا لفظ آیا ہے جس سے: گھنے بالوں والا نر بھیڑیا مراد ہے۔

ہمارا مہربان پروردگار سبحانہ و تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد کے حق میں کی جانے والی سفارش کو قبول نہیں کرے گا، کیوں کہ ان کے والد کی موت شرک پر ہوئی تھی، اور اللہ نے ہر کافر و مشرک پر جنت کو حرام قرار دیا ہے، اور چوں کہ اللہ نے ابراہیم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا اس لیے ان کے والد کو اس دن بھیڑیے کی شکل میں بدل دے گا، اس کے بعد جہنم میں ڈال دے گا، جس سے کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں، اس طرح وہ رسوائی سے محفوظ رہیں گے۔

مشرک کے حق میں خلیل اللہ (اللہ کے دوست) کی سفارش قبول نہیں ہو گی، تو خلیل علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کی سفارش کیسے قبول ہو سکتی ہے؟!

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ

يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا } [سورة النساء: 48].

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

اس لیے بندہ پر عائد ہونے والا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ: عبادت میں اللہ کی توحید کو بجلائے۔

اللہ پاک و برتر نے اپنی تعریف میں یہ بیان فرمایا ہے کہ (وہ عزیز و برتر احد- اکیلا- اور واحد- یکتا و منفرد- ہے): { قُلْ

هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ } [سورة الإخلاص: 1].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔

{ وَمَا أُمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا ۚ إِلَهَ إِلَّا هُوَ } [سورة التوبة: 31].

ترجمہ: انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ہم ان دونوں اسما پر ٹھہر کر غور کریں گے اور ان کے (ٹھنڈے) سائے میں راحت (جاں) حاصل کریں گے، ہونہ ہو اللہ ہمیں اپنی توحید کو بروئے عمل لانے اور اس کے منفرد اور یکتا ہونے پر پوری طرح ایمان لانے کی توفیق بخشے:

ہمارا عزیز و برتر پروردگار شرافت و جلالت کی تمام تر صفات، عظمت و کبریائی اور حسن و جمال کے تمام تر اوصاف میں منفرد ہے۔

چنانچہ وہ اپنی ذات میں یکتا ہے، اس کے مشابہ کوئی نہیں۔

وہ اپنی صفات میں یکتا ہے، اس کا ہم مثل کوئی نہیں۔

وہ اپنے افعال میں یکتا ہے، نہ تو اس کا کوئی سا جھی ہے اور نہ معاون۔



وہ اپنی الوہیت میں یکتا ہے، نہ تو محبت اور تعظیم میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ ذلت و انکساری میں۔ وہ یکتا ہے جس کی ساری صفات عظمت کی حامل ہیں، وہ ہر قسم کے کمال میں منفرد ہے، مخلوقات کے لیے یہ نام ممکن ہے کہ وہ (سب مل کر) اس کی صفات کے ادنیٰ حصے کا بھی احاطہ کر سکیں، یا اس کے اوصاف کے کسی حصے کا ادراک کر سکیں، چہ جائے کہ اس کی کسی ایک صفت کے اندر بھی کوئی اس کا ہم سر و ہم مثل ہو۔

○ فطرت...

وحدانیت: رسولوں کی دعوت کا خلاصہ اور ان کی پیغامبری کی بنیاد ہے: {قُلْ إِنَّمَا يُوحِي إِلَيَّ أَنَّمَا

إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ} [سورة الأنبياء: 108].

ترجمہ: کہہ دیجئے! میرے پاس تو وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی ہے، تو کیا تم بھی اس کی فرمانبرداری کرنے والے ہو؟۔

وحدانیت سے مراد: اللہ پاک و برتر کی وہ فطرت ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا فرمایا، وہ عہد و پیمان ہے جو اللہ نے ان سے لیا، رسولوں کی وہ دعوت ہے جس کے ساتھ اللہ نے انہیں مبعوث فرمایا اور ان کتابوں کا مقصود و مفہوم ہے جنہیں اللہ نے نازل فرمایا۔

وحدانیت الہی کی خاطر ہی جنت و جہنم کو وجود میں لایا گیا، اسی کے سبب پل صراط قائم کیا جائے گا، صحیفے کھولے جائیں گے، میزان نصب کیا جائے گا، اسی کی خاطر ملت میں تلوار بے نیام ہوئی، علم جہاد بلند ہوا، شہیدوں کی روحیں پرواز کیں، (ان کے لیے) موت کا مزہ شیریں ہو گیا، اور مجاہدوں کی جانیں موت کا مہر بن گئیں: {قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحِي إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ} [سورة فصلت: 6].

[سورة فصلت: 6].

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے! کہ میں تو تم ہی جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو، اور ان مشرکوں کے لیے (بڑی ہی) خرابی ہے۔

وحدانیت کو ثابت کرتے ہوئے اور اس کی خاطر دین کو خالص کرنے کو واجب قرار دیتے ہوئے اللہ پاک و برتر نے فرمایا: { وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ } [سورة البينة: 5].

ترجمہ: انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔ اللہ پاک و برتر نے اپنی وحدانیت اور عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو واجب ٹھہرایا: { فَالْهَكْمُ لِلَّهِ وَحْدَهُ أَاسَلِمُوا وَيَشِرِ الْمُخِصِينَ } [سورة الحج: 34].

ترجمہ: سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ۔ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

○ روشن دلیل:

اللہ پاک و برتر نے مشرکوں کے عقائد کو باطل و بے بنیاد قرار دیتے ہوئے فرمایا:

{ وَقَالَ اللَّهُ لَا نَتَّخِذُ الْإِنهِينَ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَحْدٌ فَإِنِّي فَأَرْهَبُونَ } [سورة النحل: 51].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرما چکا ہے کہ دو معبود نہ بناؤ۔ معبود تو صرف وہی اکیلا ہے، پس تم سب صرف میرا ہی ڈر خوف رکھو۔

{ ءَأَرْبَابٌ مَّتَفَرَّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ } [سورة يوسف: 39].



ترجمہ: کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقتور؟۔

نیز ان لوگوں کی تردید فرمائی جو اللہ کو تین (معبودوں میں) تیسرا مانتے ہیں:

{ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً ۚ أَنْتَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهُ وَاحِدٌ } [سورة النساء: 171].

ترجمہ: نہ کہو کہ اللہ تین ہیں، اس سے باز آ جاؤ کہ تمہارے لئے بہتری ہے، اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے۔

اللہ نے ہر قسم کی برابری، شراکت اور ہمسری و مماثلت کی نفی فرمائی ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ: یکتا و منفرد

ہے جس کے ہم مثل اور نظیر کوئی نہیں: { هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا } [سورة مریم: 65].

ترجمہ: کیا تیرے علم میں اس کا ہمنام ہم پلہ کوئی اور بھی ہے؟

ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ ہم اسے کسی مخلوق سے تشبیہ دیں، (اس کی ذات سے متعلق اسی چیز کو ثابت

کریں) جس کی اس نے اپنے بارے میں خبر دی ہے، کیوں کہ وہ اپنی ذات سے سب سے زیادہ باخبر ہے۔

انسان کے ذہن میں اللہ پاک و برتر کے تعلق سے جو بھی (نازیبا) خیالات آتے ہیں، اللہ ان سے بری و پاک

ہے، کیوں کہ اس کا نہ تو کوئی شریک و نظیر ہے اور نہ کوئی اس کے ہم مثل اور مشابہ ہے: { لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ }^ط

{ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ } [سورة الشوری: 11].

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

کوئی مخلوق اس کی ہم مثل نہیں، اس کے لیے خوبصورت نام اور بلند و بالا صفات ہیں، اس کے لیے کمال و جمال،

عظمت و جلال اور شرافت و کبریائی ہے۔

مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ہمیں اپنے رب کی صفت بتاؤ! کیا وہ سونے کا ہے؟ یا سرخ پیتل یا پیلا پیتل

کا؟ ان میں سے کچھ کہتے تھے کہ: اے محمد! ہمیں اپنے رب کا نسب نامہ بتاؤ۔

یہود کہتے کہ: ہم عزیز ابن اللہ کی عبادت کرتے ہیں، نصاریٰ کہتے کہ: ہم مسیح ابن اللہ کی پرستش کرتے ہیں، مجوس کہتے کہ: ہم سورج اور چاند کی پوجا کرتے ہیں اور مشرکین کہتے کہ: ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں..

اللہ پاک و برتر نے ان سب کو جواب دیتے ہوئے فرمایا: {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴿۱﴾} [سورة الإخلاص: 1].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے۔

○ اللہ ان کی باتوں سے پاک و بالاتر ہے!

انہوں نے اللہ عزیز و برتر کے خلاف جرات کا مظاہرہ کیا اور ایسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا کہ قریب ہے کہ اس کی سنگینی کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں!! کہ انہوں نے اللہ کی طرف اولاد کی نسبت کی۔ جو کچھ یہ کہتے ہیں اس سے اللہ پاک اور بالاتر ہے!۔

سب کے سب اس کی بادشاہت اور حاکمیت کے ماتحت ہیں اور سارے کے سارے اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں: {لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِذَا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَنْفَطَرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًا ﴿۹۰﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ إِنْ كُنْ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتَى الرَّحْمَنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾} [سورة مریم: 89-95].

ترجمہ: یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو۔ قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں کہ وہ رحمان کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے۔ شان رحمن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے۔ آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں۔ ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔ یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔

صحیح بخاری میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے گالی دی اور اس کے لیے مناسب نہ تھا کہ وہ مجھے گالی دیتا! اس نے مجھے جھٹلایا اور اس کے لیے یہ بھی مناسب نہ تھا! اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جس طرح اللہ نے مجھے پہلی بار پیدا کیا، دوبارہ (موت کے بعد) وہ مجھے زندہ نہیں کر سکے گا، حالانکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے سے زیادہ دشوار و مشکل نہیں۔ اس کی گالی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ نے اولاد رکھا ہے، حالانکہ میں اللہ کیلا اور بے نیاز ہوں، نہ میں نے کسی کو جنا، نہ مجھے کسی نے جنا، اور نہ کوئی میرا ہم سر ہے۔" معلوم ہوا کہ اللہ پاک و برتر کیلا معبود برحق ہے، اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں، اور نہ اس کی ذات، یا صفات یا افعال میں کوئی اس کا ہم مثل ہے۔

○ کائنات اس کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہے:

کائنات میں جو بھی ایجادات، نظم و نسق، اتحاد اور یکجہتی پائی جاتی ہے وہ سب کے سب اپنے ایک موجد اور ایک مدبر و کار ساز پر دلالت کرتے ہیں، اس کائنات کے پیچھے اگر ایک سے زائد کار ساز اور تنظیم کار ہوتے تو اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور اس کے طریقے باہم مضطرب ہوتے:

{ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ } [سورة الأنبياء: 22].

ترجمہ: اگر آسمان و زمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ عرش کار ہر اس وصف سے پاک ہے جو یہ مشرک بیان کرتے ہیں۔

تَأْمَلْ فِي نَبَاتِ الْأَرْضِ وَاَنْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ مَا صَنَعَ الْمَلِكُ
عِيُونٌ مِنْ لِحْنِ شَاخِصَاتٍ بِأَحْدَاقِ هِيَ الذَّهَبُ السَّبِيكُ
عَلَىٰ قَصَبِ الزَّبْرِجِدِ شَاهِدَاتٌ بِأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ لَهُ شَرِيكُ

ترجمہ: زمین میں اگنے والے پودوں پر غور کرو اور بادشاہ کی صنایع کے آثار میں تامل سے کام لو۔

چاندی (سی سفید) آنکھیں اپنی سیاہ پتلیوں کے ساتھ ایسے ٹکٹی لگا کر دیکھتی ہیں جیسے وہ قیمتی پتھر کے تراشے پر سونے کی ڈلی ہوں، یہ سب اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک و ساجھی نہیں۔

○ اللہ تمام شریکوں کے مقابلے میں شرکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہے..

اللہ عزیز و برتر ہی تمام تر عبادتوں کا تنہا مستحق ہے، اس لیے بندہ غیر اللہ کا رخ نہ کرے، اور نہ اللہ کے سوا کسی اور کے لیے کوئی عبادت انجام دے، خواہ نماز ہو یا دعا، ذبح ہو یا نذر و نیاز، توکل ہو یا امید، خوف ہو یا خشوع و خضوع:

{ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٣﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

{ [سورة الأنعام: 162-163]. }

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔

معلوم ہوا کہ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ: تمام تر عبادتوں میں اللہ کو منفرد و یکتا مانا جائے: { وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ [سورة الذاریات: 56].

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

{ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا ۗ إِلَهُهُ } [سورة التوبة: 31].

ترجمہ: انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

چنانچہ توحید سب سے نازک، سب سے پاک اور صاف و شفاف چیز ہے، ادنیٰ اور معمولی سی آمیزش بھی اس کو مجروح، گدلا اور متاثر کر دیتی ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ غیر کو ساجھی کیا تو میں اس کو اور اس کے ساجھی کے کام کو چھوڑ دیتا ہوں" [مسلم]۔

یہ بھی نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جس کے آنے میں ذرا بھی شک نہیں ہے جمع کرے گا تو پکارنے والا پکار کر کہے گا: جس نے اللہ کے واسطے کوئی کام کیا ہو اور اس کام میں کسی کو شریک کر لیا ہو، جس غیر کو اس نے شریک کیا تھا وہ اسی سے اپنے عمل کا ثواب مانگ لے، کیوں کہ اللہ بنسبت اور شریکوں کے شرکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے احمد نے "مسند" میں روایت کیا ہے]۔

○ پند و نصیحت..

نبی ﷺ کی صحیح سنت میں بہت سی ایسی حدیثیں آئی ہیں جو توحید پر ابھارتی اور اس کی فضیلت بیان کرتی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص دن بھر میں سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے، تمام تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ سونیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹا دی جائیں گی۔ اس روز دن بھر یہ دعا شیطان سے اس کی حفاظت کرتی رہے گی تا آنکہ شام ہو جائے اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہ آئے گا، مگر جو اس سے بھی زیادہ یہ کلمہ پڑھ لے" [بخاری و مسلم]۔

ترمذی اور ابوداؤد کی روایت کردہ بریدہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ

يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ" (اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس وسیلہ سے کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو اکیلا اور بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور نہ کوئی اس کا ہم سر ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اللہ سے اس کے اس اسم اعظم کے ذریعہ سوال کیا ہے جس کے ذریعے اگر سوال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے، اور دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

رسول ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ جو اکیلا اور بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور نہ کوئی اس کا ہم سر ہے: کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے، یقیناً تو بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے معاف کر دیا گیا، اسے معاف کر دیا گیا، اسے معاف کر دیا گیا" تین دفعہ آپ نے یہ کلمات دہرائے۔ [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے "مسند" میں روایت کیا ہے]۔

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "کلمہ توحید کو بروئے عمل لانے سے گردنوں کی (جہنم سے) رہائی واجب ہو جاتی ہے، اور گردنوں کی رہائی، جہنم سے (انسان کی) آزادی کو واجب ٹھہراتی ہے"۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: "مغفرت کا ایک سبب توحید بھی ہے، بلکہ یہ سب سے بڑا سبب ہے، جس کے اندر توحید ناپید ہو وہ مغفرت سے بھی محروم ہو جاتا ہے، اور جو شخص توحید کو بروئے عمل لائے وہ مغفرت کے عظیم ترین سبب کو بروئے عمل لاتا ہے"۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "توحید: وہ سب سے پہلی چیز ہے جس کے ذریعہ انسان دین اسلام میں داخل ہوتا ہے اور وہ سب سے آخری چیز ہے جس کے ساتھ (بندہ مسلم) دنیا سے جدا ہوتا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس کا آخری کلام «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا"، معلوم ہوا کہ کلمہ توحید کا اقرار ہی سب سے پہلا اور سب سے آخری واجب ہے۔ کیوں کہ توحید ہی: سب سے پہلی اور سب سے آخری چیز ہے"۔



آپ ﷺ مزید فرماتے ہیں: "جس طرح توحید دنیاوی مصائب و مشکلات کو دور کرتی ہے اس طرح کوئی اور چیز نہیں کرتی۔"

نیز آپ فرماتے ہیں کہ: "کوئی مشرک انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا، بلکہ اس میں صرف توحید پرست ہی داخل ہوں گے، کیوں کہ توحید ہی بابِ جنت کی کنجی ہے۔"

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "سفیان ثوری ابراہیم بن ادہم کے پاس آتے اور کہتے: اے ابراہیم! اللہ سے دعا کرو کہ توحید پر میرا خاتمہ فرمائے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دو انگلیوں کے اشارے سے دعا کرتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک سے ایک سے!" [یہ صحیح حدیث ہے جسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ: جب دعائیں اشارہ کرے تو صرف ایک انگلی سے اشارہ کرے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اے واحد و منفرد.... اے یکتا... اے بے نیاز! کہ تو ہمیں ان خوش نصیبوں میں شمار فرما جنہوں نے تجھ سے دعا کی اور تو نے سن لی، جنہوں نے تیرے سامنے الحاح و زاری کی اور تو نے انہیں اپنی رحمت سے مالا مال کر دیا، جنہوں نے تیری پناہ طلب کی اور تو نے انہیں جہنم سے پناہ بخش دی، اور اے اللہ! دنیا کے اندر ہمارا آخری کلام کلمہ توحید (لا الہ الا اللہ) کو قرار دے، یقیناً تو تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔





آپ کو جب کوئی حاجت درپیش ہو، تو (اللہ) سے لو لگائیں جو بے نیاز ہے، جب عزت سے دامن بے مراد ہو جائے اور ذلت دامن گیر ہو تو بے نیاز (اللہ) کے دروازے پر دستک دیں، جب آپ کے جسم میں کمزوری سرایت کر جائے تو اسی بے نیاز سے قوت و طاقت حاصل کریں۔

إِنَّهُ الْوَاحِدُ الَّذِي لَا يُضَاهِي فِي مَعَانِي أَسْمَائِهِ وَالصِّفَاتِ صَمَدٌ تَصَمُّدُ الْبَرَايَا إِلَيْهِ وَأَنْيَسُ الْأَضْمَائِرِ الْمُوَحِّشَاتِ

ترجمہ: یقیناً (اللہ) واحد و یکتا ہے جس کے اسماء و صفات کے معانی میں کوئی اس کا ہم سر نہیں۔

وہ بے نیاز ہے جس کی طرف تمام مخلوقات (اپنی حاجتوں کے ساتھ) قصد کرتے ہیں، اور وہ سہمے ہوئے دلوں کو انسیت بخشتا ہے۔

اللہ کے (الصمد - بے نیاز) نام کا ذکر (نصوص کے اندر) کم آیا ہے، لیکن یہ نام ایک خاص قسم کی جلالت کا حامل ہے۔

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝۱ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَكِدْ وَلَمْ يُولَدْ

۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝۴} [سورة الإخلاص: 1-4].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

ہمارا پاک و برتر رب وہ ہے کہ تمام مخلوقات: انسان و جنات، بلکہ پورا کاپورا عالم علوی و سفلی اس کا قصد کرتے ہیں، مطلوبہ امور کی حصولیابی کے لیے اسی کا رخ کرتے اور مصائب کے وقت بھی اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

ہمارا پاک و برتر رب وہ آقا و سردار ہے جو اپنی سرداری میں درجہ کمال پر فائز ہے، ایسا شریف ہے جو اپنی شرافت میں مکمل ہے، ایسا عظیم ہے جو اپنی عظمت میں کمال کو پہنچا ہوا ہے، ایسا حلیم و بردبار ہے جو اپنی بردباری میں کامل ہے، اور ایسا غنی و بے نیاز ہے جس کی بے نیازی منتہائے کمال کو پہنچی ہوئی ہے، یہ وہ صفات ہیں جو اس پاک و برتر رب کے سوا کسی اور کے لیے زیبا نہیں۔

ہمارا پاک و برتر رب وہ ہے جو شکم کا محتاج نہیں، وہ نہ تو کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے، وہ کھاتا ہے، کھاتا نہیں، وہ اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز ہے، اس پاک و برتر ذات کے علاوہ سب اس کے محتاج ہیں، اس کی طرح کوئی چیز نہیں، وہ بہت زیادہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

شانی جواب...

بیہتی نے روایت کیا ہے اور حافظ (ابن حجر) نے اسے حسن کہا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد! ہمارے سامنے اپنے اس رب کا نسب نامہ بیان کرو جس نے تجھے معبود کیا ہے؟! اس پر اللہ عز و جل نے یہ آیتیں نازل فرمائی:

{قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝١ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَكِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُن لَّهُ

كُفُوًا أَحَدٌ ۝٤} [سورة الإخلاص: 1-4].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

یہ ایک چھوٹی سی سورت ہے جو عظمت و جلال کی تمام صفاتِ کاملہ اپنے اندر سموئے ہوئی ہے۔ اس کی عظمت یہ ہے کہ جو شخص اس کی تلاوت کرتا ہے وہ گویا قرآن کے ایک تہائی حصہ کی تلاوت کرتا ہے، صحیحین میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے عرض کیا: "کیا تم میں سے کسی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا

ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے؟" صحابہ نے عرض کیا: ایک تہائی قرآن کیسے پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} ایک تہائی قرآن کے برابر ہے" [حدیث کے یہ الفاظ مسلم کے روایت کردہ ہیں]۔ بعض علما کہتے ہیں کہ: قرآن تین حصوں میں نازل ہوا: اس کی ایک تہائی: احکام پر مشتمل ہے، دوسری تہائی: وعد اور وعید پر مشتمل ہے اور تیسری تہائی: اسماء و صفات پر مشتمل ہے، سورۃ الصمد (الإخلاص) ان تین تہائیوں میں سے ایک تہائی یعنی اسماء و صفات کو اپنے اندر سموئی ہوئی ہے، اسی لیے اس کی تلاوت قرآن کے ایک تہائی حصہ کی تلاوت کے برابر ہے۔"

صحیح بخاری میں ہے کہ: "ایک صحابی اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تھے اور ہر نماز میں {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} پڑھا کرتے تھے۔ صحابہ نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ان سے پوچھو کہ وہ یہ طرز عمل کیوں اختیار کئے ہوئے ہیں؟۔ چنانچہ صحابہ نے پوچھا تو انہوں نے کہا: میں ایسا اس لیے کرتا ہوں کہ یہ اللہ کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا عزیز رکھتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: انہیں بتادو کہ اللہ بھی انہیں عزیز رکھتا ہے۔"

دل کی سپردگی...

نیک و صالح لوگوں کے دلوں میں جب یہ محبت پیدا ہوتی ہے تو ان چاہنے والوں کے اندر اپنے آقا و مولیٰ کی محبت کی جستجو پیدا کر دیتی ہے..

بندوں کے دل میں جب یہ محبت پیدا ہوتی ہے تو انہیں اسی وقت سیرابی حاصل ہوتی ہے جب اپنے آقا کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں، اس کے گھر کا طواف کریں، اس کے دربار میں کھڑے ہوں، اس کی (عبادت کی) خاطر نیند کو ترک کر دیں اور اس کی راہ میں اپنی جانوں کی قربانی پیش کریں۔

اس سے محبت کرنے والوں کے دل اس کے ذکر سے ہی اطمینان حاصل کرتے ہیں، اور اس کا اشتیاق رکھنے والوں کی روحیں اس کے دیدار سے ہی سکون پاتی ہیں۔

إِذَا مَرِضْنَا تَدَاوِينَا بِذِكْرِكُمْ فَتَذَكَّرُكَ الدِّكْرُ أَحْيَانًا فَتَسْتَكْسِرُ

ترجمہ: جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو تیرے ذکر سے اپنا علاج کرتے ہیں، کبھی کبھار جب تیرے ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں تو بیماری عود کر آتی ہے۔

یہ نیک لوگ جب حالتِ فرانی میں اللہ سے وابستہ رہتے اور اسی سے لو لگاتے ہیں تو اللہ بھی انہیں شدت و تنگی کی حالت میں یاد رکھتا ہے، جس قدر (بندہ اپنے رب سے) وابستہ رہتا اور اس سے لو لگاتا ہے اسی کے بقدر اسے رفعت و بلندی اور فرانی و خوش حالی ملتی ہے۔

اللہ کے نبی ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام مختلف آزمائشوں سے گزرتے ہیں، اللہ پاک و برتر انہیں ان آزمائشوں کے ذریعہ اتنی رفعت و بلندی عطا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خلیل کے رتبہ پر فائز کر دیتا ہے:

{ وَأَخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا } [سورة النساء: 125].

ترجمہ: ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنا لیا ہے۔

ایوب عَلَيْهِ السَّلَام آزمائش کے شکار لوگوں کے لئے اُسوہ اور بیماری و مصیبت سے دوچار لوگوں کے لیے نمونہ ہیں، جب انہوں نے یہ کہتے ہوئے اپنے پاک و برتر رب کا سہارا لیا کہ: { أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ } [سورة الأنبياء: 83].

ترجمہ: مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

تو پاک و برتر بے نیاز رب کا جواب تھا کہ: { فَاسْتَجَبْنَا لَهُ، فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرِّهِ } [سورة الأنبياء: 84].

ترجمہ: تو ہم نے اس کی سن لی اور جو دکھ انہیں تھا اسے دور کر دیا۔

یونس عَلَيْهِ السَّلَام مچھلی کے پیٹ میں، تین تاریکیوں کے اندر سے، اپنے پاک و برتر رب کا سہارا لیتے ہوئے دعا کرتے ہیں: { لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ } (۸۷) فَاسْتَجَبْنَا لَهُ، وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ

الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ } (۸۸) [سورة الأنبياء: 87-88].



ترجمہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔ تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچالیا کرتے ہیں۔

تمام انبیاء و صالحین کی یہی صورت حال ہے... کہ جب انہوں نے حالت فراخی میں اللہ کو یاد رکھا تو اللہ نے حالت تنگی و شدت میں انہیں بھی یاد رکھا۔

وہ آخر کیوں نہیں مانتے!؟

تیرے عزیز و برتر بے نیاز پروردگار نے اپنا در صرف اولیا کے لیے نہیں بلکہ تمام مخلوقات کے لیے کھول رکھا ہے۔

یہ اس کی مہربانی، رحمت اور فیاضی ہے، حتیٰ کہ مشرکین کے اوپر بھی جب دنیا تنگ ہو جاتی ہے اور وہ موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنے لگتے ہیں، تو اللہ پاک و برتر کا سہارا لیتے اور: اے اللہ... اے اللہ! کی ندا لگاتے ہیں۔ پھر انہیں بھی نجات مل جاتی ہے:

{ فَإِذَا رَكَبُوا فِي الْفُلِكِ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ } (٦٥)

[سورة العنكبوت: 65].

ترجمہ: یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں، اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے۔ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ مشرکین بھی۔ تنگی کی حالت میں۔ توحید باری تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں، بلکہ پوری کائنات اگر اپنی چاہت اور اختیار سے اللہ پاک و برتر کی طرف رجوع نہیں کرتی تو مجبوری کے ضرب سے لاچار ہو کر رب کا سہارا ضرور لیتی ہے۔

مطمئن رہیں!

اللہ پاک و برتر نے مجبوری و لاچارگی کی حالت میں کافروں (نے جو دعائی اسے) بھی قبول فرمایا، تو بھلا وہ اس شخص کی دعا کیوں نہیں قبول کرے گا جو اللہ کی وحدانیت اور نبی ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے؟! اس لیے جب آپ کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اسی کا قصد کریں، اس کے در پر اپنی محتاجگی کا اظہار کریں، اور یہ ندا لگائیں کہ: اے بے نیاز! میری پریشانی کو دور فرمادے۔ آپ حزن و ملال، یا بیماری، یا اپنے قرض کو لے کر پریشان نہ ہوں، کیوں کہ آپ کا رب ایسا بے نیاز ہے کہ اگر آپ اس سے التجا کریں گے تو وہ آپ کو مایوس نہیں کرے گا، اور نہ آپ کو رسوا ہونے دے گا، یاد رکھیں کہ سب سے افضل عبادت: کشادگی و فراخی کا انتظار کرنا ہے، ایک حالت کا ہمیشہ برقرار رہنا ناممکن ہے، زمانہ الٹ پھیر کا نام ہے، رات کے شکم میں (صبح کا اجالا) پل رہا ہوتا ہے، غیب پوشیدہ ہے، اور بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

سنن ابی داؤد میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: **"اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ! الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ"** یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تو اکیلا اور بے نیاز ہے، جس نے کسی کو نہ جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے، کہ تو میرے گناہوں کو معاف فرمادے، یقیناً تو بڑا معاف کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے معاف کر دیا گیا.. اسے معاف کر دیا گیا" آپ نے تین دفعہ یہ کلمات دہرائے۔ [حدیث صحیح ہے]۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "تو نے اللہ سے اس اسم اعظم کے وسیلے سے سوال کیا ہے کہ جب اس کے ذریعہ اس سے مانگا جاتا ہے تو دیتا ہے اور جب اس کے ذریعہ اس سے دعا کی جاتی ہے تو قبول کرتا ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

وَرِضَاكَ قَصْدِي فَاسْتَجِبْ لِدُعَائِي

رُحْمَاكَ يَا رَبَّ الْعِبَادِ رَحَائِي

إِنْ لَمْ تُجِبْنِي فَمَنْ يُجِيبُ بُكَائِي؟

نَادَيْتُ بِاسْمِكَ يَا إِلَهِي ضَارِعًا

أَنْتَ الْكَرِيمُ فَلَا تَدْعِنِي تَائِبًا
فَلَقَدْ عَيْشْتُ مِنَ الْبَعَادِ النَّائِبِ
وَلَقَدْ رَجَوْتُكَ يَا إِلَهِي ضَارِعًا
مُتَذَلِّلًا فَلَا تَرُدُّ رَجَائِي

ترجمہ: اے بندوں کے پالنہار، میری امید (تجھ سے ہی ہے)، مجھ پر رحم فرما۔ تیری خوشنودی ہی میرا مقصود (حیات) ہے، میری دعا قبول فرما۔ الہی! میں نے تیرے نام سے گڑگڑا کر تجھے پکارا۔ اگر تو میری پکار کو نہیں سنے گا تو کون ہے جو میری آہ و بکا کو سنے گا؟ تو سخی و فیاض ہے، مجھے بھٹکتا ہوا (بے بس) نہ چھوڑ، میں دور دراز کے اس (پر) مشقت سفر) سے عاجز آچکا ہوں۔ الہی! میں الحاح و زاری اور ذلت و انکساری کے ساتھ تجھ سے امید کر رہا ہوں، میری امید کو مسترد نہ کرنا۔

اے اللہ، اے منفرد و یکتا... اے تنہا و اکیلا... اے بے نیاز... ہم تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور ہر اس قول و عمل کا جو جنت سے قریب کر دے، اور جہنم سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور ہر اس قول و عمل سے جو اس سے قریب کرے۔



(٤، ٨)
الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ } [سورة الإسراء: 110].

ترجمہ: تم اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔

ہمارے نبی ﷺ کو جب کوئی کام سخت پریشانی میں ڈال دیتا تو آپ یہ دعا پڑھتے: "یا حی .. یا قیوم!

برحمتک أستغیث" (یعنی: اے زندہ جاوید.. اے (آسمان وزمین کو) تھامنے والے! تیری رحمت کے وسیلے

سے تیری مدد چاہتا ہوں) [اسے احمد نے "مسند" میں روایت کیا ہے]۔ رحمن - نہایت مہربان سے کیوں نہ مدد طلب

کی جائے جب کہ وہی سختی و پریشانی کے وقت پناہ دیتا، خوف و وحشت کے وقت انس و محبت سے نوازتا اور قلت و تنگ

دامنی کے وقت نصرت و فتح سے ہمکنار کرتا ہے؟

اللہ ہی اطاعت گزاروں کے لیے باعث تسلی، (پناہ کی تلاش میں) بھٹکنے والوں کے لیے جائے پناہ اور خوف

وہر اس کے شکار لوگوں کے لیے ماوی و ملجأ ہے، یقیناً وہ تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

إِلَيْهِ وَإِلَّا لَا تَسُدُّ الرِّكَابُ وَمَنْهُ وَإِلَّا فَلَمَوْلُ خَائِبٌ

ترجمہ: اگر رختِ سفر باندھا جائے تو صرف اسی کی طرف اور امید رکھی جائے تو محض اسی سے ورنہ مایوسی کے

علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

{ وَإِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ } [سورة البقرة: 163].

ترجمہ: تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

رحمت: ربوبیت کی شان اور الوہیت کی پہچان ہے، اسی لیے اللہ عزیز و برتر نے اپنی ذات کو رحمن و رحیم (بہت رحم کرنے والا نہایت مہربان کی صفت) سے متصف کیا ہے۔

ہم کتاب اللہ کی تلاوت کا آغاز انہی دو اسماء سے کرتے ہیں جو نہایت عظیم اور دل کو محبوب ہیں: (بسم اللہ الرحمن الرحیم)۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

یہ دونوں اسمائے گرامی (رحمت) سے مبالغہ کے طور پر مشتق ہیں۔

رحمت کے لغوی معنی: نرمی و شفقت، مہربانی اور محبت کے ہوتے ہیں۔

ہمارے پاک و برتر رب کی رحمت تمام مخلوقات کو شامل ہے: { وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ } [سورة

الأعراف: 156].

ترجمہ: میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے۔

{ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرءُوفٌ رَّحِيمٌ } [سورة الحج: 65].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر شفقت و نرمی کرنے والا اور مہربان ہے۔

تاہم اللہ نے مومنوں کے لیے اپنی رحمت کا سب سے زیادہ اور کامل ترین حصہ مختص فرمایا ہے:

{ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا } [سورة الأحزاب: 43].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار "رحمن" ہے یعنی: رحمت اس کی صفت ہے، وہ "رحیم" ہے یعنی: اپنے بندوں پر رحم

فرماتا ہے۔ چنانچہ وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ ہم پر مہربان ہے، وہ ہمارے ماں باپ اور اولاد، بلکہ خود ہماری

ذات سے بھی زیادہ ہم پر مہربان ہے۔

بخاری نے "الادب المفرد" میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ ایک بچے کو اپنے سینے سے لگائے ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہیں اس پر رحم آتا ہے"، انہوں نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: "جتنا تم اس پر مہربان ہو، اس سے کہیں زیادہ اللہ تم پر مہربان ہے، بلکہ وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہے"۔ [حدیث صحیح ہے]۔

اللہ پاک و برتر کا اسمِ رحمن، صرف اسی کی ذات کے ساتھ خاص ہے، اللہ پاک و برتر کے علاوہ کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس نام سے خود کو موسوم کرے، اور نہ اس کے علاوہ کسی کو اس سے متصف کرنا درست ہے: {قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ} [سورة الاسراء: 110]۔

ترجمہ: تم اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔

اللہ نے اس آیت میں اسمِ رحمن کو اسمِ جلالہ (اللہ) کے برابر قرار دیا، جس میں کوئی اور اللہ کا شریک نہیں ہو سکتا، اسی لیے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ: اسمِ اعظم سے مراد (اسمِ رحمن ہی) ہے۔

جہاں تک اسمِ رحیم کی بات ہے تو: اس سے مخلوق کو بھی متصف کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ اللہ پاک و برتر کے اس فرمان میں وارد ہوا ہے: {لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ} [سورة التوبة: 128]۔

ترجمہ: تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں۔ ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

اس بنا پر یہ کہنا درست ہو گا کہ: فلاں شخص رحیم (بڑا مہربان) ہے، لیکن یہ کہنا درست نہیں ہو گا کہ: فلاں شخص رحمان (نہایت رحم کرنے والا) ہے۔

رحمت الہی کی دو قسمیں ہیں:

عمومی رحمت: اس سے مراد وہ رحمت ہے جو تمام مخلوقات کو محیط ہے، چنانچہ ساری مخلوق اللہ کی رحمت سے فیض یافتہ ہے کہ اللہ نے ان کو وجود بخشا، ان کی پرورش و پرورش پر داخست کی، انہیں رزق سے نوازا اور دیگر بے شمار نعمتوں سے مالا مال کیا۔

{ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَكَرِيمٌ } [سورة البقرة: 1۴۳].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر شفقت و نرمی کرنے والا اور مہربان ہے۔

{ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا } [سورة الإسراء: 66].

ترجمہ: وہ تمہارے اوپر بہت ہی مہربان ہے۔

خصوصی رحمت: اس سے مراد وہ رحمت ہے جس سے دنیا و آخرت کی سعادت و خوش بختی حاصل ہوتی ہے، یہ صرف اللہ کے خاص مومن بندوں کو ہی نصیب ہوتی ہے:

{ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا } [سورة الأحزاب: 43].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

{ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ } [سورة التوبة: 21].

ترجمہ: انہیں ان کا رب خوش خبری دیتا ہے اپنی رحمت کی اور رضامندی کی اور جنتوں کی۔

یقیناً وہ نہایت رحم کرنے والا ہے...

وہ اس بات کا سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے، اس کی عبادت بجالائی جائے اور اس کے فضل و احسان اور رحمت و مہربانی پر اس کا شکر ادا کیا جائے۔

آپ جس طرف بھی رخ کریں، پوری کائنات میں آپ کو اللہ کی رحمت بکھری ہوئی ملے گی، اس کائنات میں اللہ کی سب سے بڑی رحمت اس کی نازل کردہ وحی ہے:

{ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بَيِّنَاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ } [سورة النحل: 89].



ترجمہ: ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور خوش خبری ہے مسلمانوں کے لیے۔

جب زمین بخر ہو جاتی ہے، پودے مرجھا جاتے ہیں، تھن خشک پڑ جاتا ہے اور آزمائش سخت ہو جاتی ہے تو رحمت الہی کی برکھا برستی ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۗ وَهُوَ الْوَلِيُّ﴾ [سورة الشوری: 28].

ترجمہ: وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔ وہی ہے کارساز اور قابل حمد و ثنا۔

جب عذاب نازل ہوتا ہے، مرد آہ و فغاں کرتے اور عورتیں چیخ چیخ کر روتی ہیں، بچے سرا سبگی کے شکار ہو جاتے ہیں، ہر طرف خوف کی فضا چھا جاتی اور ہولناکی بڑھ جاتی ہے تو اللہ کے مخلص بندوں پر اس کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں: ﴿وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا﴾ [سورة هود: 58].

ترجمہ: جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور اس کے مسلمان ساتھیوں کو اپنی خاص رحمت سے نجات عطا فرمائی۔

﴿وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا﴾ [سورة هود: 94].

ترجمہ: جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور ان کے ساتھ (تمام) مومنوں کو اپنی خاص رحمت سے نجات بخشی۔

کوئی چاہت و خواہش رحمن کی راہ سے گزرے بغیر منزل کو نہیں پہنچ سکتی، کوئی ضرورت رحمن کے در کے سوا کہیں اور نہیں پوری ہو سکتی، یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی چیز رحمن (کی رحمت) کے بغیر واقع ہو جائے، کیوں کہ وہی تنہا رحمن (نہایت رحم کرنے والا) ہے جس کی پاک و برتر ذات کے بغیر نہ تو زندگی میں کسی چیز کی طاقت ہے اور نہ کوئی قوت۔



چنانچہ اس نے اپنی رحمت سے ہماری طرف رسولوں کو مبعوث فرمایا۔

اپنی رحمت سے ہمارے اوپر کتابیں نازل فرمائی۔

اپنی رحمت سے ہمیں گمراہی سے نکال کر (دین کی) ہدایت بخشی۔

اپنی رحمت سے ہمیں جہالت و تاریکی سے نکال کر (حق کی) رہنمائی فرمائی۔

اپنی رحمت سے ہمیں اس چیز کا علم عطا کیا جس سے ہم ناواقف تھے۔

اپنی رحمت سے سورج اور چاند کو مسخر فرمایا، رات اور دن کا نظام قائم کیا اور زمین کو فرش بنا دیا۔

اپنی رحمت سے جنت کو پیدا فرمایا، پھر اسے جنتوں سے آباد کرے گا اور انہیں بہترین زندگی عطا کرے گا۔

اس کی رحمت ہی ہے کہ: اس نے سورحمتیں پیدا فرمائی، ہر ایک رحمت، آسمان وزمین کے درمیان کی وسعت

کے بقدر ہے، ان سورحمتوں میں سے صرف ایک رحمت کو زمین پر نازل فرمایا اور اسے مخلوقوں کے درمیان پھیلا دیا

تاکہ وہ ایک دوسرے پر رحم کریں، اسی ایک رحمت کی بدولت ماں اپنے بچے پر رحم کرتی ہے، اور اسی کے نتیجے میں

پوری کائنات اور اس کا نظام قائم ہے۔

بشارت و خوش خبری:

اللہ کی وسعتِ رحمت کو جاننے کے لیے اس آیت پر نظر ڈالیے:

{ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ } [سورة الزمر: 53].

ترجمہ: (میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا

امید نہ ہو جاؤ۔ بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اگر مومن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے یہاں کیسی کیسی سزائیں ہیں تو جنت کی کوئی امید نہ رکھے اور اگر کافر یہ جان لے کہ اللہ کی رحمت کتنی وسیع و عظیم ہے تو جنت میں پہنچنے سے کوئی بھی ناامید نہ ہو۔"

یہ رحمتیں: عزت و قوت اور غلبہ و طاقت سے حاصل ہونے والی رحمتیں ہیں، نہ کہ کمزوری کے سبب ملنے والی

رحمت: { وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٩﴾ } [سورة الشعراء: 9].

ترجمہ: تیرا رب یقیناً وہی غالب اور مہربان ہے۔

وَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ لَا رَبَّ غَيْرَهُ كَرِيمٌ رَحِيمٌ يُرْتَجَىٰ وَيُؤْتَلَىٰ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پالنہار نہیں، وہ سخی و فیاض اور نہایت مہربان ہے، اسی سے رجاء

و امید قائم کی جاتی ہے۔

رحمت کی کنجیاں:

اللہ ہم سے اور ہماری عبادت سے بے نیاز ہے، ہم صرف اس کی رحمت ہی سے جنت میں داخل ہو سکتے ہیں، حتیٰ کہ نبی ﷺ بھی رحمت الہی کے سبب ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی شخص کا عمل اسے جنت میں داخل نہیں کر سکے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میرا بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ اپنے فضل و رحمت سے مجھے نوازے۔"

جو شخص اس حقیقت سے واقف ہو جائے اسے عبادت میں رجاء و امید کو لازم پکڑنا چاہئے، اللہ پاک و برتر کی رحمت سے وابستہ رہنا چاہئے اور اسے حاصل کرنے کی جتن کرنی چاہئے جو کہ تقویٰ و خشیت، ایمان اور اطاعت و عبادت کی بجا آوری سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی کے ذریعہ اللہ کی رحمتیں نصیب ہوتی ہیں:

{ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ

بِأَيِّنَّا يُؤْمِنُونَ } [سورة الأعراف: 156].

ترجمہ: میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔ تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

اللہ کی رحمتیں اللہ عزیز و برتر کی اطاعت اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری سے ملتی ہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے:

{ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ } [سورة آل عمران: 132].

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

نیز نیکی و بھلائی کرنے سے بھی اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

{ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ } [سورة الأعراف: 56].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔

اسی طرح استغفار کرنے سے بھی (بندہ) رحمت الہی سے فیض یاب ہوتا ہے، اللہ پاک و برتر فرماتا ہے:

{ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ } [سورة النمل: 46].

ترجمہ: تم اللہ تعالیٰ سے استغفار کیوں نہیں کرتے، تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ پاک و برتر کو یاد کرنے اور بکثرت دعا کرنے سے بھی رحمت حاصل کی جاتی ہے۔

سنن ابی داؤد میں نبی ﷺ کی یہ حدیث آئی ہے کہ: "مصیبت زدہ و پریشان حال کے لیے یہ دعا ہے: **اللهم**

رحمتك أرجو، فلا تكلني إلى نفسي طرفة عين، وأصلح لي شأني كله، لا إله إلا أنت" (یعنی: اے اللہ

میں تیری ہی رحمت کا امیدوار ہوں، مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی نظر انداز نہ کر، میرے تمام کام درست فرمادے، تیرے

سوا کوئی معبود برحق نہیں" [یہ حدیث حسن ہے]۔

رحمت الہی صرف اللہ کے انہی بندوں کو حاصل ہوتی ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں، کیوں کہ نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ: "اللہ صرف انہی بندوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں" [بخاری و مسلم]۔ (مثال کے طور پر) اس بدکار و زنا کار عورت کو دیکھ لیجئے کہ جو جنت میں محض اس لیے داخل ہوئی کہ اس نے ایک پیاسے کتے پر رحم کھاتے ہوئے اپنے موزے میں پانی بھر کر اسے سیراب کیا۔

شیطان تمہاری ہمت پست نہ کر دے!

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ مصائب و مشکلات، مختلف بحران اور حزن و ملال سے دوچار ہوتے ہیں تو اپنے ایمان سے بے زار ہو جاتے ہیں، وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ اس کی ذات سے بھی زیادہ اس پر مہربان ہے! چنانچہ وہ رحمن کے در پر دستک نہیں دیتے اور نہ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں، جس کے نتیجے میں وہ شیطان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں، بلکہ بسا اوقات شیطان انہیں ہلاکتِ نفس تک پہنچا دیتا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: { وَلَا تَقْتُلُوا

أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا } [سورة النساء: 29].

ترجمہ: اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔

آپ اس بد عقیدگی سے باز رہیں کہ آپ کا گناہ، خواہ جتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو، وہ اللہ کی رحمت سے بڑھ کر ہے! شیطان آپ کو اسی وہم میں مبتلا کرنا چاہتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ: آپ کی نگاہوں میں گناہ کو بڑا اور اللہ کی رحمت کو حقیر و معمولی بنا دے۔

اللہ کی رحمت آپ کے گناہ بلکہ ہر گناہ سے زیادہ کشادہ ہے، وہ شخص جس نے نناوے آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد سو کی گنتی مکمل کی، جب اللہ نے اس کی سچی توبہ کو دیکھا تو اللہ عزیز و برتر نے بھی اس کے ساتھ صداقت و راستی کا معاملہ (کرتے ہوئے اسے بخش دیا)۔

وَإِنِّي بِكَ اللَّهُمَّ رَبِّي لَوَائِقٌ وَمَا لِي بِبَابِ غَيْرِ بَابِكَ مَدْخَلٌ

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ پر مکمل بھروسہ رکھتا ہوں۔ تیرے در کے سوا میرے لیے کوئی در نہیں کہ جہاں میں داخل ہو سکوں۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: {يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾} [سورۃ مریم: 85].

ترجمہ: جس دن ہم پر ہیروز گاروں کو اللہ رحمن کی طرف بطور مہمان کے جمع کریں گے۔

یہ کتنا بڑا وعدہ ہے، وہ کتنے عظیم مہمان ہوں گے، اس وقت کتنا حسین احساس ہو گا! اللہ مجھے اور آپ سب کو مہمانوں کے اس وفد میں شامل فرمائے۔

اے اللہ! اگر ہم اس قابل نہیں کہ تیری رحمت کو پاسکیں، تو تیری رحمت ضرور اس قابل ہے کہ ہمیں پالے، تیری رحمت ہر چیز کو محیط ہے، اے تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے! ہمیں دنیا و آخرت میں اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔



(۹)
الْحَيُّ - جلالہ

جب حزن و ملال کے بادل آپ کے اوپر حملہ آور ہوتے ہیں اور غموں کی بیڑیاں آپ کو جکڑ لیتی ہیں، تب آپ کو نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا، آپ کی جان گھٹنے لگتی ہے، گویا خلق سے روح پرواز کر رہی ہو، ایسا لگتا ہے کہ حالات کی ستم ظریفی آپ کا گلا گھونٹ رہی ہو اور آپ بمشکل سانس لے پارہے ہوں، آپ کے لیے دنیا تنگ ہو جاتی ہے، لوگ آپ کے گرد و پیش سے دور ہو جاتے ہیں، آپ تنہا رہ جاتے ہیں، آپ کا نہ کوئی دل بہلانے والا ہوتا ہے اور نہ کوئی تسلی دینے والا، اس وقت آپ کو موت کا یقین ہو جاتا ہے...

ایسے میں پروردگار آپ کے لیے کشادگی اور فراخی کا دروازہ کھولتا ہے، (آپ کے اندر) امید اور اطمینان کی روح پھونکتا ہے، آپ کی طرف مدد کا ہاتھ بڑھاتا ہے، آپ کو زندگی بخشتا ہے جب کہ آپ موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہوتے ہیں، آپ (رب کے اس انعام پر شکر بجالاتے ہوئے) پر نم آنکھوں کے ساتھ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور آپ کی زبان ان کلمات کا ورد کرنے لگتی ہے: اے زندہ جاوید.. اے (آسمان و زمین کو) تھامنے والے! تیرے ہی لیے ہر قسم کا شکر و سپاس ہے۔

یہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب آپ اس زندہ جاوید رب پر بھروسہ کرتے ہیں جسے موت نہیں آسکتی:

{ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَىٰ بِهِ بُذُوبِ عِبَادِهِ خَيْرًا } [سورة

الفرقان: 58].

ترجمہ: اس ہمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں جسے کبھی موت نہیں اور اس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے رہیں، وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔

ہمارے پاک و برتر پروردگار نے اپنی ذات کے لیے صفتِ حیات کو ثابت کیا ہے، اس سے مراد ایسی کامل زندگی ہے جو نہ تو کبھی معدوم تھی، نہ اسے کبھی بھی زوال و فنا لاحق ہوگی، نہ اس کے اندر کوئی نقص اور عیب ہے، نہ اسے غفلت اور عاجزی درپیش ہوتی ہے، نہ اس پر نیند اور اونگھ طاری ہوتی ہے اور نہ کسی بھی صورت میں اسے موت آنے والی ہے: { لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ } [سورة البقرة: 255].

ترجمہ: نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

ہمارا پروردگار اس سے بالاتر اور پاک ہے۔

اللہ عزیز و برتر کی زندگی مخلوق کی زندگی کی مشابہت سے پاک ہے:

{ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ } [سورة الشورى: 11].

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سنے اور دیکھنے والا ہے۔

وہ ایسی زندگی ہے جو اللہ پاک و برتر کی تمام صفاتِ کمال کو لازم ہے، جیسے اس کا علم، اس کی سماعت و بصارت،

اس کی قدرت، اس کا ارادہ اور اپنی مشیت سے جس پر چاہے اس پر رحم کرنا اور ان جیسی دیگر صفاتِ کمال۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار زندہ جاوید ہے: جس سے زندگی قائم ہے، جس کی وجہ سے تمام زندہ مخلوقات باحیات

ہیں، اس کے سوا ہر ایک کی زندگی اللہ پاک و برتر کے زندہ رکھنے سے ہی قائم ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

{ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ } [سورة

البقرة: 28].

ترجمہ: تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں مار ڈالے گا، پھر زندہ کرے گا، پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ

گے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو ارواح و نفوس کو علم و معرفت، رشد و ہدایت اور ایمان کی روشنی سے حیات

بخشتا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو جنتیوں کو ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی عطا کرے گا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان

ہے: {وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٦٤﴾}

[سورۃ العنکبوت: 64].

ترجمہ: آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے، کاش! یہ جانتے ہوتے۔

روشن دلیل:

زندہ جاوید وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، جو اس پر بھروسہ کرتا ہے، اس کے لیے وہ کافی ہوتا ہے، اس کے ارادہ پر کسی کا زور نہیں چلتا، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، وہ مصیبت کو دور کرتا اور مجبور و بے کس کی فریاد سنتا ہے، وہی ہڈیوں کو سڑنے کے بعد زندہ کرے گا، جس طرح مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کیا اسی طرح انہیں دوبارہ پیدا کرے گا، دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے زیادہ آسان ہے، وہ حکمت و دانش والا ہے جو کوئی چیز بے کار نہیں پیدا کرتا اور نہ کسی چیز کو رائیگاں ہونے دیتا ہے۔

ابن جریر اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: عاص بن وائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ایک سڑی ہوئی بوسیدہ ہڈی کو اٹھا کر اپنے ہاتھ سے ریزہ ریزہ کر دیا اور -بعث بعد الموت کا انکار کرتے ہوئے- بولنے لگا: کون ہے جو ان ہڈیوں کو بوسیدہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں، اللہ اسے دوبارہ زندہ کرے گا، پھر تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر تمہیں جہنم میں داخل کرے گا"، پھر اللہ پاک و برتر نے اس آیت سے لے کر (سورہ یس کی) آخری آیت تک نازل فرمائی: {أَوَلَمْ يَرِ

الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٧٧﴾} [سورہ یس: 77].

ترجمہ: کیا انسان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا ہے؟ پھر یکایک وہ صریح جھگڑا لو بن بیٹھا۔ [یہ

حدیث صحیح ہے، اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے]

انسان کتنا شکر ا ہے! اپنی خلقت کو فراموش کر دیا اور اپنے خالق کا انکار کرنے لگا، جس (اللہ) نے اسے پہلی مرتبہ پیدا فرمایا، وہی (اللہ) اسے دوبارہ بھی زندہ کرے گا، کیوں کہ دوسری بار پیدا کرنا - منطقی اعتبار سے - زیادہ آسان ہے، اور اللہ کے لیے تو دونوں ہی تخلیق آسان ہیں، اس لیے کہ پہلی بار پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا دونوں اللہ کے نزدیک یکساں ہیں: { وَهُوَ الَّذِي بَدَأُ الْخَلْقَ نَمْ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ } [سورة الروم: 27].

ترجمہ: وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر بہت ہی آسان ہے۔ عزت و شوکت اسی کے لیے ہے، قدرت و جلالت، عظمت و کبریائی، سلطنت و بادشاہی اسی کے لیے ہیں، فیصلہ اسی کا چلتا ہے اور ساری قوت اسی کے لیے ہے، ہر قسم کی پاکی اور بڑائی اسی کے لیے زیبا ہے... وہ کتنا عظیم الشان ہے... اس کی بادشاہت کس قدر وسیع و کشادہ اور اس کا مقام و مرتبہ کتنا بلند و بالا ہے!

ندائے کائنات..

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر مخلوق کو ایک خاص قسم کی زندگی عطا کی! چنانچہ فرشتوں کی زندگی انسان کی زندگی سے مختلف ہے، جنوں کی زندگی انسانوں کی زندگی سے الگ ہے، حیوانوں کی زندگی انسان، جنات اور فرشتوں کی زندگی سے مختلف ہے۔ حتیٰ کہ جمادات پر بھی اللہ کے اسم "حی" (زندہ و جاوید) کے اثرات رونما ہوتے ہیں، ان کے اندر بھی ایک قسم کی زندگی پائی جاتی ہے، ان جمادات پر ان کے مناسب حال زندگی رونما ہوتی ہے، عصائے موسیٰ عَلَيْهِمَا کو مثال کے طور پر لے لیجیے (جس کے متعلق ارشاد ربانی ہے):

{ فَالْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ } [سورة الشعراء: 45].

ترجمہ: اب (حضرت) موسیٰ عَلَيْهِمَا نے بھی اپنی لاٹھی میدان میں ڈال دی جس نے اسی وقت ان کے جھوٹ موٹ کے کرتب کو نکلنا شروع کر دیا۔

درختوں کے اندر بھی ایک مخصوص زندگی ہوتی ہے، اسی لیے کھجور کا ایک تنار سول اللہ کے اشتیاق میں رونے لگا، صحیح بخاری میں آیا ہے کہ: "نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کھجور کے ایک تنے کے سہارے خطبہ دیتے تھے، جب منبر تیار ہو گیا تو آپ

منبر سے خطبہ دینے لگے، اس پر وہ تیار ہونے لگا تو آپ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھ (کر اسے چپ کرایا) "سنن" کی روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ اس تے کے پاس آئے اور اسے گود میں لے لیا تو وہ خاموش ہو گیا: آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں اسے گود میں نہ لیتا تو وہ قیامت تک روتار ہتا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔ بے زبان تے کے اندر اس زندگی کا رونما ہونا کیا اللہ عزیز و برتر کی نشانی نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ زندہ و جاوید ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں!؟

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّهُ آيَةٌ
تَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّهُ الْوَاحِدُ

ترجمہ: ہر ایک چیز میں اس کی نشانی موجود ہے، جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ یکتا و منفرد ہے۔

چاہنے والوں کے دل...

نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: "اللهم! إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْتَ الْحَيُّ

الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْحَيُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ" [مسلم]۔

ترجمہ: اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس بات سے کہ تو مجھے

گمراہ کر دے، تو وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرتا، جن اور انسان مر جاتے ہیں"

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہدایت: دلوں کے زندہ رہنے کا نام ہے، جو کہ اس زندہ جاوید سے ملتی ہے جس کے

سوا کوئی معبود برحق نہیں، چنانچہ جو شخص ہدایت کا خواہاں ہو، اسے چاہئے کہ زندہ و جاوید (اللہ) سے ہی اس کی امید

لگائے اور اسی سے سوال کرے، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر فرماتا ہے:

{ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ } (٦٥)

[سورۃ غافر: 65]۔

ترجمہ: وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو۔ تمام

خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دل جب ایمان اور اللہ کی جلالتِ شان سے معمور ہوتا ہے، تو اس کی زندگی خوش نما اور دنیا اس کے لیے شیریں ہو جاتی ہے، نگاہِ بصیرت پر نور ہو جاتی، حزن و ملال کے بادل چھٹ جاتے، غموں سے نجات مل جاتی اور زندگی خوش و خرم ہو جاتی ہے۔

اللہ عزوجل کے اسما مومنوں کے دلوں میں محبت اور چاہت پیدا کرتے ہیں، چنانچہ وہ دنیا میں بھی خوش بخت ہوتے ہیں اور آخرت میں خوش بخت ہوں گے: { مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَتَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةًۢ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ } [سورة النحل: 97].
ترجمہ: جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن با ایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے۔

(اس کے برعکس) جو شخص کفر کرتا ہے، اس کی زندگی تنگ ہو جاتی، اور دنیا و آخرت دونوں جگہ اس کی حیات مکدر ہوتی ہے، کیوں کہ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُۥ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْمٰی ﴿١٢٤﴾ } [سورة طه: 124].

ترجمہ: جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

ہر چند کہ وہ اپنے قدموں چل پھر رہا ہو، تاہم اس کا شمار مردوں میں ہوتا ہے:

{ أَمْوَاتٌ غَيْرٌ أَحْيَاءٍۭ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾ } [سورة النحل: 21].

ترجمہ: مردے ہیں زندہ نہیں، انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

لَيْسَ مَن مَاتَ فَاسْتَرَاحَ بِمَيِّتٍ وَإِنَّمَا الْمَيِّتُ مَيِّتٌ الْأَحْيَاءُ

ترجمہ: حقیقی مردہ وہ نہیں جو مرنے کے بعد آرام و راحت کی (برزخی زندگی) میں چلا جاتا ہے، بلکہ حقیقی مردہ تو وہ ہے زندہ رہ کر بھی مردہ (میں شمار ہوتا) ہے۔

اس کے سامنے انکساری اختیار کریں!

مسند احمد میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت آئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی دشواری اور پریشانی درپیش ہوتی تو آپ یہ دعا پڑھتے: "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ"

ترجمہ: اے زندہ جاوید... اے (آسمان وزمین کو) تھامنے والے! تیری رحمت کے وسیلے سے میں تیری مدد کا خواستگوار ہوں" [یہ حدیث حسن ہے]۔

نسائی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر نیک اختر فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: "تمہیں کون سی چیز میری وصیت پر عمل کرنے سے روکتی ہے! کہ تم صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو: "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ، أَصْدِي لِيْ شَأْنِيْ كُلِّهٖ، وَلَا تَكْلِبْنِيْ اِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ"

ترجمہ: اے زندہ و جاوید! میں تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد طلب کرتی ہوں، میرے تمام کام درست فرمادے، مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی نظر انداز نہ کر" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

ترمذی اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کہے: «أَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيْمَ الَّذِي لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ» (یعنی: میں مغفرت مانگتا ہوں اس بزرگ و بڑے اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، جو زندہ ہے اور ہر چیز کا نگہبان ہے اور میں اسی سے توبہ کرتا ہوں)، تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی اگرچہ وہ لشکر (وفوج) سے بھاگ ہی کیوں نہ آیا ہو" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

سنن میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث آئی ہے کہ ایک شخص نے دعا میں یہ کہا کہ: «اللَّهُمَّ اِنِيْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ» (یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس لیے کہ تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں، سوائے تیرے کوئی معبود برحق

نہیں ہے، تو بہت احسان کرنے والا ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے اور وجود میں لانے والا ہے، اے عظمت و جلال اور احسان والے، ہمیشہ زندہ و باقی رہنے والے اور ہر چیز کی نگہبانی کرنے والے۔ یہ سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: " اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعے دعا کی ہے جس کے ذریعے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے، اور جب اس کے ذریعے مانگا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے۔"

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "صفتِ حیات (ہمیشہ زندہ جاوید رہنے کا وصف) تمام صفاتِ کمال کو شامل اور ان کو لازم ہے، اور صفتِ قیومیت (ہر چیز کی نگہبانی کرنے کا وصف) تمام فعلی صفات کو شامل ہے، اس لیے (یہ دونوں مل کر) اللہ کا وہ اسم اعظم قرار پائے جس کے ذریعے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس کے ذریعے مانگا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے، وہ اسم ہے: الْحَيُّ الْقَيُّومُ (ہمیشہ زندہ جاوید رہنے والا اور ہر چیز کی نگہبانی کرنے والا)۔"

اے اللہ! میں اس بات سے تیری عزت و وقار کی پناہ چاہتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، کہ تو مجھے گمراہ کرے، تو ہی زندہ و جاوید ہے جسے موت نہیں آتی، اور انسان و جنات تو مر جاتے ہیں۔

اے اللہ، اے زندہ و جاوید... اے ہر چیز کی نگہبانی کرنے والے! تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد کا طلب گار ہوں، میرے تمام کام درست فرمادے۔





يا مُبَدِعَ الْأَكْوَانِ أَنْتَ الْوَاحِدُ كُلُّ الْوُجُودِ عَلَىٰ وُجُودِكَ شَاهِدُ
يا حَيُّ يا قَيُّوْمُ أَنْتَ الْمَرْبِيُّ وَإِلَىٰ عِلَّاكَ عَالَا الْجَبِينُ السَّاجِدُ

ترجمہ: اے تمام کائنات کو وجود میں لانے والے! تو منفرد ویکتا ہے۔ ہر ایک مخلوق تیرے وجود پر گواہ ہے۔ اے زندہ و جاوید، اے ہر چیز کے نگہبان! تجھ سے ہی امیدیں قائم ہیں، تیری ہی بلندی کی طرف سجدہ ریز پیشانی پرواز کرتی ہے۔

سنن ترمذی میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز کے اندر یہ دعا کرتے ہوئے سنا: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ» (یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس لیے کہ تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں، سوائے تیرے کوئی معبود برحق نہیں ہے، تو بہت احسان کرنے والا ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے اور وجود میں لانے والا ہے، اے عظمت و جلال اور احسان والے، ہمیشہ زندہ و باقی رہنے والے اور ہر چیز کو قائم رکھنے والے!)۔
یہ سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعہ دعا کی ہے جس کے ذریعہ دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے، اور جب اس کے ذریعہ مانگا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

یہ آپ کے نبی کریم ﷺ کا پیغام ہے ہر اس شخص کے لیے جو زندگی سے شکوہ کناں ہے کہ: اپنے رب سے رجوع کر، اس کے علاوہ ہر ایک سے اپنے دل کو خالی کر لے، پھر اسے یہ کہہ کر پکار کہ (اے زندہ و جاوید... اے ہر چیز کو قائم رکھنے والے!) کیوں کہ وہی ہے جو تیری دعا قبول کرتا اور تجھے تیری امید سے بڑھ کر نوازتا ہے۔

إِيَّاهِ وَإِلَّا لَا تُشَدُّ الرِّكَابُ وَمِنْهُ وَإِلَّا فَاَلْمَوْمَلُ خَائِبٌ

ترجمہ: اس کے علاوہ کسی اور کی طرف رخت سفر باندھنا درست نہیں اور نہ اس کے علاوہ کسی اور سے امید رکھنا درست ہے، (اس کے سوا کسی اور سے) امید رکھنے والا خائب و خاسر ہوتا ہے۔

آئیے ہم اللہ کے خوبصورت ناموں میں سے ایک عظیم نام پر غور و فکر کرتے ہیں، اور وہ ہے: (القیوم عزوجل)۔ ہر چیز کا نگہبان)۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { وَعَنْتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ } [سورة طه: 111].

ترجمہ: تمام چہرے اس زندہ اور قائم و دائم مدبر، اللہ کے سامنے کمال عاجزی سے جھکے ہوئے ہیں۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار (اپنی ذات کے ساتھ) مطلق طور پر بذات خود قائم ہے، اسے قائم و دائم رہنے کے لیے کسی اور کی حاجت نہیں، وہ اپنی ذات کے ذریعہ اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے:

{ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ } [سورة فاطر: 15].

ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبوں والا ہے۔

ہمارا عزیز و برتر رب وہ ہے جس کے ذریعہ آسمان و زمین کی تمام مخلوقات قائم ہیں، ان کی بقا اور صلاح کا دار و مدار صرف اللہ پاک و برتر پر ہی ہے، وہ سب کے سب ہر ناحیہ سے اللہ کے محتاج ہیں، اور اللہ ہر اعتبار سے ان سب سے بے نیاز ہے، یہاں تک کہ عرش اور اس کو تھامنے والے فرشتے بھی (اللہ کے ذریعے قائم ہیں)، کیوں کہ عرش اللہ عزوجل سے ہی قائم ہے اور عرش کو تھامنے والے بھی محض اللہ بزرگ و برتر کے ذریعے ہی قائم ہیں۔

ہمارا پروردگار وہ عزیز و برتر ہے جو تمام عالم علوی و سفلی اور ان کے اندر رہنے والی مخلوقات کا نگہبان ہے، ان کے تمام احوال میں (اللہ ہی ان کی نگہبانی کرتا ہے)، ان کے معاملات کی تدبیر فرماتا، انہیں رزق سے نوازتا اور ان کی حفاظت کرتا ہے اور ان کے تمام امور حیات میں، ہمہ وقت اور ہر لمحہ ان کی دیکھ رکھ کرتا ہے۔

بلکہ اللہ عزیز و برتر ہی اپنے تمام بندوں کی نگہبانی کرتا ہے، ان کے اعمال و اقوال اور ان کی نیکیوں اور گناہوں کو شمار کرتا ہے، اور وہی انہیں آخرت کے دن ان اعمال کا بدلہ دے گا: ﴿أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلُوبًا سَمُّوهُمْ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بَيِّظُهُمْ مِنَ الْقَوْلِ بَلْ زَيْنٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرَهُمْ وَصَدُّوا عَنِ السَّبِيلِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾﴾ [سورة الرعد: 33].

ترجمہ: آیا وہ اللہ جو نگہبانی کرنے والا ہے ہر شخص کی، اس کے کیے ہوئے اعمال پر ان لوگوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے ہیں کہہ دیجئے ذرا ان کے نام تولو، کیا تم اللہ کو وہ باتیں بتاتے ہو جو وہ زمین میں جانتا ہی نہیں، یا صرف اوپری اوپری باتیں بتا رہے ہو، بات اصل یہ ہے کہ کفر کرنے والوں کے لئے ان کے مکر سجادیے گئے ہیں، اور وہ صحیح راہ سے روک دیے گئے ہیں، اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو راہ دکھانے والا کوئی نہیں۔

اس کی کمال الوہیت کی دلیل ہے کہ: بغیر کسی ستون کے محض اس کے حکم اور قدرت سے زمین اور آسمان قائم ہو گئے، اور (اپنی جگہ پر) مستحکم ہو کر جم گئے۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِن زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤١﴾﴾ [سورة فاطر: 41].

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں، اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا، وہ حلیم (بردبار) و غفور (بخشنے والا) ہے۔

عبادت کا سب سے زیادہ حقدار.. وہ اللہ عزیز و برتر ہے جو: زندہ و جاوید اور قائم و دائم ہے، تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے، تمام قدرت رکھنے والوں سے زیادہ قادر اور سب حاکموں کا حاکم ہے، اسی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، اور اسی کے ہاتھ میں نفع و نقصان کی ملکیت ہے۔

جو انسانی فطرت میں معروف و مشہور ہے... عقلوں نے جس کا اقرار کیا، تمام موجودات جس پر دلالت کرتی ہیں، جس کے وجود اور تمام تر حرکات و سکنات پر اس کی نگہبانی کی گواہی (ہر ایک مخلوق نے) دی... جو بے کس و مضطر کی پکار کو سنتا ہے جب وہ اسے پکارے، حسرت مند کی مدد کرتا ہے جب وہ اسے ندا لگائے، پریشانی کو دور کرتا، مصیبت سے نجات بخشتا اور لغزشوں کو درگزر کرتا ہے۔

ہر آفت و مصیبت پر اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور ہر قسم کی بھلائی و فیاضی میں وہ معروف و مشہور ہے۔

جس کے سامنے تمام چہرے کمال عاجزی سے جھکے ہوئے اور تمام آوازیں پست ہیں: { وَعَنْتِ أَلْوَجُوهُ

لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ } [سورۃ طہ: 111].

ترجمہ: تمام چہرے اس زندہ اور قائم و دائم مدبر، اللہ کے سامنے کمال عاجزی سے جھکے ہوئے ہیں۔

وہ اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کو یاد کیا جائے، اس کی عبادت کی جائے، اس کی حمد و ثنایاں کی جائے، اور اس کا شکر بجالایا جائے، جن سے بھی (نصرت و مدد کی) التجا کی جاتی ہے وہ ان میں سب سے زیادہ مدد کرنے والا ہے، سب سے مہربان و شفیق بادشاہ، سب سے سخی و فیاض داتا، قدرت رکھنے والوں میں سب سے زیادہ معاف کرنے والا، (نوازش کے لیے) جن کا بھی قصد و ارادہ کیا جاتا ہے ان میں سب سے زیادہ نوازنے والا، اور انتقام لینے والوں میں سب سے زیادہ عادل و منصف ہے۔

وہ علم رکھنے کے بعد حلم و بردباری سے پیش آتا ہے، قدرت رکھنے کے باوجود بھی درگزر کر دیتا ہے، اپنی عزت و شوکت کے باوصف معاف فرماتا ہے، اور اپنی حکمت و دانش کی بنا پر (کسی کو) محروم رکھتا ہے۔

وہ اللہ ہے جو زندہ و جاوید اور قائم و دائم ہے، کوئی اس کا شریک و ساجھی نہیں، وہ یکتا و منفرد ہے جس کا کوئی نظیر

نہیں: { اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ } [سورۃ البقرۃ: 255].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے۔

اللہ نے غور و فکر کرنے والوں کے لیے اپنی دلالت و رہنمائی واضح کر دی، نگاہ و بصارت رکھنے والوں کے لیے اپنے شواہد و آثار نمایاں کر دیے، علم رکھنے والوں کے لیے اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کر دیں، سرکشوں کے لیے معذرت خواہی اور بہانہ تراشی کا دروازہ بند کر دیا، اور منکرین کی دلیلوں کو باطل و بے اثر کر دیا، چنانچہ ربوبیت کی نشانیاں روشن ہو گئیں اور الوہیت کے دلائل ظاہر و باہر ہو گئے۔

اللہ عزیز و برتر وہ ہے جو اپنی مخلوقات کو قائم رکھتا ہے، وہ ان کا محتاج نہیں، اور وہ سب کے سب اس کے محتاج ہیں: مقرب فرشتوں اور حاملین عرش (کے ساتھ ساتھ) آسمان و زمین کے تمام باشندے اس کے محتاج ہیں: ﴿يَأَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾ {سورة فاطر: 15}.

ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

عزت و شوکت اسی کے لیے ہے، عظمت و کبریائی اسی کی ہے، حکومت و بادشاہی اسی کے لیے ہے، فیصلے اسی کے (چلتے ہیں)، قوت اسی کے لیے ہے، ہر طرح کی پاکی اور بڑائی اسی کو زیبا ہے... وہ اپنے اوصاف اور افعال میں کامل ہے: ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ {سورة البقرة: 255}.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں۔

چنانچہ اللہ پاک و برتر کو نہ نیند آتی ہے اور نہ یہ اس کے شایان شان ہے کہ وہ سوئے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ سوتا نہیں اور اس کے لیے مناسب بھی نہیں کہ سوئے، میزان کو اوپر نیچے کرتا ہے، رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے اس تک پہنچا دیا جاتا ہے، اس کا حجاب نور ہے، اگر اس کو ہٹا دے تو اس کے چہرے کی تجلیات ان ساری مخلوقات کو جہاں تک اس کی نظر پہنچے، جلادیں" [مسلم]۔



پاک ہے وہ ذات جس کے نور سے آسمان وزمین روشن ہیں اور جس کے چہرے کی تجلیات سے تاریکیاں منور ہیں! زندہ و جاوید اور ہر چیز کی نگہبانی کرنے والا اللہ پاک ہے!

مطمئن رہیں!

جو شخص یہ جان لے کہ اللہ ہی ہر چیز کی نگہبانی کرنے والا (کارساز) ہے، اس کا دل مخلوق سے کٹ کر اپنے خالق و رازق اور مدبر و کارساز سے وابستہ ہو جاتا ہے، دل کے اندر ایک ایسی حاجت و تڑپ بھی ہے جسے نہ تو مال و دولت سیراب کر سکتی ہے، نہ رفعت مکانی، نہ ساز و سامان اور شہرت و ناموری۔

اس کی سیرابی صرف اسی سے حاصل ہو سکتی ہے کہ اللہ عزیز و برتر پر ایمان لایا جائے، اس پر اطمینان رکھا جائے اور اسی پر توکل و بھروسہ کیا جائے۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { الَّذِينَ ءَامَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ

الْقُلُوبُ } [سورة الرعد: 28].

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

اے اللہ! اے زندہ و جاوید... ہر چیز کی نگہبانی کرنے والے! ہم تجھ سے دعا گو ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے، ہماری خطاؤں پر پردہ ڈال دے، اپنی اطاعت و فرمانبرداری پر ہماری مدد فرما، ہمیں جنت میں داخل فرما اور جہنم سے نجات عطا کر۔





صحیح بخاری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت آئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: علمائے یہود میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، اسی طرح زمین کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر، پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ کا یہ ہنسنا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی: {وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ} [سورة الزمر: 67].

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کی تعظیم نہ کی جیسی تعظیم کرنا چاہئے تھی اور حال یہ کہ ساری زمین قیامت کے دن اسی کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے، وہ ان لوگوں کے شرک سے بالکل پاک اور بلند تر ہے۔

اللہ جس عظمت کا مستحق ہے، اسے صرف وہی جانتا ہے...!

اس کے علم کا، اس کے سوا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا...!

اس کی قدر و منزلت کا صحیح اندازہ اس کے سوا کوئی نہیں لگا سکتا...!

اس کے سوا کوئی اس کی کماحقہ حمد و ثنا نہیں کر سکتا...!

زبان و بیان، فصاحت و بلاغت اور انشا و تعبیر... (اس کی عظمت کے سامنے) سب اپنی عاجزی کا اعلان کرتے ہیں....!

ہمارے دل اس وقت شرم و حیا سے لبریز ہیں جب کہ ہم شاہانِ شاہ کے اوصاف شمار کرنا چاہتے ہیں! ہمارے لیے یہ شرف کی بات ہے کہ ہم اس عزیز و برتر کی جلالتِ شان اور عظمتِ سلطان کے سامنے اپنی ناکیں خاک آلود کریں، ہماری زبان و قلم کو اس کی حمد و ثنا کرنے کا شرف حاصل ہو، اگر ہم اس کی بڑائی، پاکی اور بزرگی بیان کریں تو یہ بھی ہمارے اوپر اس پاک و برتر کا احسان ہی ہے۔

وَمَا بَلَغَ الْمُهْدُونَ نَحْوَكَ مِدْحَةً وَإِنْ أَطْبَعُوا، إِنَّ الَّذِي فِيكَ أَعْظَمُ

ترجمہ: تیری حمد و ثنا کا ہدیہ پیش کرنے والے خواہ جتنا بھی مبالغہ کر لیں، وہ تیری حمد کا حق نہیں ادا کر سکتے، یقیناً تیری ذات (تمام تر حمد و ثنا سے) بڑھ کر ہے۔

(اللہ کے) اسم الملک (بادشاہ) کے سائے میں:

{ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ } [سورة الحشر: 23].

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ ہے۔

ہمارا عزیز و برتر وہ ہے جو اپنی بادشاہت میں اپنا حکم نافذ کرتا ہے، وہ تمام بادشاہوں کا شاہ ہے، اس کی بادشاہت مکمل ہے، وہ قیامت کے دن کا مالک ہے، وہ مخلوقات کا بادشاہ ہے، اس کے اوپر کوئی شاہ نہیں، ہر چیز اس سے نیچے ہی ہے، وہ ہر چیز میں تصرف کرتا ہے، پاک و برتر کو کوئی روکنے اور ٹوکنے والا نہیں۔

مَلِكٌ عَزِيزٌ لَا يُفَارِقُ عِزَّهُ يُقْضَىٰ وَيُرجَىٰ عِنْدَهُ الْعُفْرَانُ

مَلِكٌ لَهُ ظَهْرُ الْقَضَاءِ وَبَطْنُهُ لَمْ تُبْلِ جِدَّةً مُلْكِهِ الْأَزْمَانُ

مَلِكٌ هُوَ الْمَلِكُ الَّذِي مِنْ جِلْمِهِ يُعْصَىٰ بِحُسْنِ بَلَائِهِ وَيُحْتَأَنُ

يَلَىٰ لِكُلِّ مُسْلِمٍ سُلْطَانُهُ وَاللَّهُ لَا يَبْلَىٰ لَهُ سُلْطَانُ

ترجمہ: وہ غلبہ رکھنے والا بادشاہ ہے، جو اپنے غلبہ سے کبھی دستبردار نہیں ہوتا، اسی کے پاس مغفرت کا فیصلہ ہوتا اور اسی سے اس کی امید کی جاتی ہے۔ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ فضا کا ظاہر و باطن (یعنی آسمان و زمین) اسی کی ملکیت میں ہے، اس کی بادشاہت کی جدت کو زمانے (کی گردش) متاثر نہیں کرتی۔ وہ ایک ایسا بادشاہ ہے کہ اس کی بردباری اس درجہ تک پہنچی ہوئی ہے کہ وہ آزمائش کے طور پر (بندے کو) معصیت اور خیانت کی (چھوٹ دیتا ہے)۔

ہر ایک بادشاہ کی بادشاہت کمزور پڑتی اور گدلا ہو جاتی ہے، لیکن اللہ کی بادشاہی کبھی مکدر نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا کہ حقیقی بادشاہت صرف ایک اللہ عزیز و برتر کی بادشاہی ہے، جس میں اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں، (اس کے علاوہ) جس کو بھی کسی چیز کی ملکیت ملتی ہے، وہ اللہ کے عطا کرنے سے ملتی ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "اللہ عزوجل کے سوا کوئی مالک حقیقی نہیں"، ایک روایت میں ہے کہ: "اللہ کے سوا کوئی حقیقی بادشاہ نہیں" [یہ دونوں حدیثیں مسلم نے روایت کی ہے]،

{ قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْأَمَلِكِ تُؤْتِي الْأَمَلِكُ مَن تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْأَمَلِكُ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعْزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٦﴾ } [سورة آل عمران: 26].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

چنانچہ ہمارا عزیز و برتر پروردگار ہی آسمان و زمین کے خزانوں کا مالک ہے، اسی کے ہاتھ میں ہر طرح کی خیر اور بھلائی ہے، جسے چاہتا ہے اپنے رزق سے نوازتا ہے۔

وہ عزیز و برتر پروردگار ہی موت و حیات اور بعث بعد الموت کا مالک ہے، ہر طرح کے نفع و نقصان کی ملکیت اسی کے لیے ہے، تمام معاملات اسی کی طرف لوٹتے ہیں۔

وہ اپنی ملکیت و بادشاہت میں جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے، وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہے! نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اس کی شان میں سے یہ ہے کہ وہ کسی کے گناہ کو بخش دیتا ہے، کسی کی مصیبت کو دور کرتا ہے، کسی قوم کو بلند اور کسی کو پست کرتا ہے" [سنن ابن ماجہ]۔

یہ اللہ پاک و برتر کی بادشاہت ہے، جسے چاہتا ہے نوازتا ہے:

{ وَاللَّهُ يُؤْتِي مَلَكُهُ مَن يَشَاءُ } [سورة البقرة: 247].

ترجمہ: اللہ جسے چاہے اپنا ملک دے۔

مسند احمد میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زمانے کو گالی نہ دو! کیوں کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے: میں ہی زمانہ ہوں، دن و رات میری ہی ملکیت ہیں، میں ہی ان کو نیا اور پرانا کرتا ہوں (یعنی شب و روز کو الٹ پھیر کرتا ہوں)، اور میں ہی (پرانے) بادشاہوں کے بعد (نئے) بادشاہ منتخب کرتا ہوں"۔ [یہ حدیث صحیح ہے اور اس کا ابتدائی حصہ صحیح مسلم میں بھی ہے]۔

أَيْنَ الْمُلُوكِ دَوُو التَّيْحَانِ مِنْ يَمِينٍ
أَتَى عَلَى الْكُلِّ أَمْرٌ لَا مَرَدَّ لَهُ
وَأَيْنَ مِنْهُمْ أَكَالِيلٌ وَتِيْحَانُ
حَتَّى قَضَوْا فَكَأَنَّ الْقَوْمَ مَا كَانُوا

ترجمہ: یمن کے تاج دار بادشاہ کہاں گئے اور ان کے شاہانہ تاج کہاں ہیں۔ ان سب پر ایسا فیصلہ آیا جسے کوئی ٹال نہیں سکا، یہاں تک کہ وہ صفحہ ہستی سے اس طرح مٹ گئے کہ گویا کبھی ان کا وجود تھا ہی نہیں۔

شیطان نے ان کے لیے (ان کے عمل کو) مزین کر دیا:

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرعون کو (وقتی) بادشاہت عطا کی تو وہ سمجھنے لگا کہ وہی مالک حقیقی ہے، چنانچہ لوگوں پر کبر و غرور، زور و جبر اور ظلم و زیادتی کرنے لگا، اس کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ اپنے لیے بادشاہت اور الوہیت کا دعویٰ کرنے لگا:

{ وَقَالَ فِرْعَوْنُ إِنِّي الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي } [سورة القصص: 38].

ترجمہ: فرعون کہنے لگا اے درباریو! میں تو اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود نہیں جانتا۔

اسی لیے اللہ عزیز و برتر نے اسے ہلاک و برباد کر دیا اور قیامت تک آنے والے شاہانِ عالم کے لیے سامانِ عبرت بنا دیا، تاکہ ان کی بادشاہت انہیں سرکشی میں مبتلا کر کے ان کی اصل حقیقت، کمزوری و ناتوانی اور وعدے کے دن سے غافل نہ کر دے۔

ہر چند کہ شاہانِ عالم کو دنیاوی زندگی میں بادشاہت ہی کی طرح (خود مختاری) حاصل ہوتی ہے، جس کی بنا پر وہ زمین و جائیداد، محلات و باغات اور سونے چاندی کے مالک ہوتے ہیں، اس کے باوجود ان کے پاس صرف دو اختیار ات ہوتے ہیں: یا تو یہ بادشاہت ان سے زائل ہو جائے، یا وہ اس بادشاہت سے زائل ہو جائیں، کیوں کہ یہ زائل ہونے والی بادشاہت اور لوٹایا جانے والا قرض ہے..

اللہ عزیز و برتر نے انہیں یہ یاد دہانی کرائی ہے کہ انہیں اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے:

{ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿١٨﴾ [سورة المائدة: 18].

ترجمہ: زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

نبی ﷺ نے "شاہانِ شاہ" نام رکھنے سے منع فرمایا ہے، صحیحین کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس کا نام ہو گا جو اپنا نام "ملک الاملاک" (شاہانِ شاہ) رکھے گا۔"

قیامت کے دن کا مالک..

قیامت کے دن اللہ عز و جل اپنے داہنے ہاتھ میں آسمانوں کو اور دوسرے ہاتھ میں زمین کو اٹھائے گا، جیسا کہ

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۗ سُبْحٰنَهُ ۗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾ [سورة الزمر: 67].

ترجمہ: ان لوگوں نے جیسی اللہ تعالیٰ کی قدر کرنی چاہئے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا: اصل بادشاہ میں ہوں، زمین (دنیا) کے بادشاہ کہاں ہیں؟"

صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لے گا اور ان کو داہنے ہاتھ میں لے لے گا، پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زور والے؟ کہاں ہیں غرور کرنے والے؟ پھر بائیں ہاتھ سے زمین کو لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زور والے؟ کہاں ہیں کبر و غرور کرنے والے؟"

قیامت کے دن پاک و برتر (اللہ) یہ ندا لگائے گا کہ: {لَمِنَ الْمَلِكِ الْيَوْمَ} ترجمہ: آج کس کی بادشاہی ہے؟

کوئی جواب نہیں دے سکے گا! پھر حق تعالیٰ اپنے سوال کا جواب خود پیش کرے گا:

{لِلَّهِ الْوَحْدُ الْقَهَّارِ} [سورۃ غافر: 16]. ترجمہ: (آج بادشاہی) فقط اللہ واحد و قہار کی ہے۔

اس کی بادشاہت مکمل ہے:

ہر چند کہ اللہ عزیز و برتر ہی اصل بادشاہ ہے اور وہ ہماری عبادت سے بے نیاز ہے، لیکن بندوں پر اس کے عمدہ فضل و احسان کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ: اس نے اپنے (ملک / بادشاہ) نام کو اپنے دیگر ناموں کے ساتھ مربوط کر کے پیش کیا ہے، تاکہ دلوں کو اطمینان حاصل ہو اور اس سے ملنے کا اشتیاق بڑھے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: {الرَّحْمٰنِ

الرَّحِيمِ} {سورۃ الفاتحہ: 3-4}.

ترجمہ: بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا۔ بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے۔



نیز پاک و برتر رب نے فرمایا: {هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ {

[سورة الحشر: 22-23].

ترجمہ: وہ مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ ہے۔

اس طرح اللہ عزوجل ہمیں یہ خبر دے رہا ہے کہ بادشاہت بغیر احسان و بھلائی اور رحمت و مہربانی کے مکمل اور خوش نما نہیں ہوتی، اس لیے اللہ پاک و برتر رحم کرنے والا بادشاہ ہے۔

ہمارے عزیز و برتر پروردگار کی بادشاہت تمام تر نقص و عیب سے پاک ہے: {يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا

فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ [سورة الجمعة: 1].

ترجمہ: (ساری چیزیں) جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہیں (جو) بادشاہ نہایت پاک (ہے) غالب و باحکمت ہے۔

چوں کہ دنیا کے بادشاہوں کو مختلف قسم کے نقائص لاحق ہوتے ہیں، جیسے کبر و غرور، شہوت پسندی، ظلم و جور، اس لیے اللہ عزوجل نے ہمیں یہ خبر دی کہ اس کی بادشاہت مکمل ہے، جس میں کمال کے تمام تر خوبصورت صفات یکجا ہیں، اسی لیے رسول اللہ ﷺ جب وتر سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے اور تیسری بار آواز بلند فرماتے: "سبحان الملك القدوس" (پاکی ہے اس بادشاہ کے لیے جو تمام تر نقائص سے) پاک و برتر ہے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے نسائی نے روایت کیا ہے]۔

بندے پر یہ واجب ہے کہ اللہ کی بادشاہی اور اس کی رحمت و مہربانی پر ہمیشہ اس کی حمد و ثنا بیان کرتا رہے، اللہ

عزوجل کا فرمان ہے: {لَهُ الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ} [سورة التغابن: 1].

ترجمہ: اسی کی سلطنت ہے اور اسی کی تعریف ہے۔

وہ اپنی بادشاہت میں لائق حمد و ستائش ہے، کیوں کہ جو بادشاہت تعریف و ستائش سے عاری ہو، اس میں نقص کا پایا جانا لازمی ہے، اور وہ تعریف جو بادشاہت سے عاری ہو، اس میں عاجزی و لاچارگی کا پایا جانا لازمی ہے، جب کہ بادشاہت کے ساتھ تعریف و ستائش کا پایا جانا انتہائے کمال اور غایت درجے کی عظمت و جلال ہے۔

اس کی بادشاہت کی عظمت و جلالت یہ ہے کہ: جب کوئی اس کی پناہ طلب کرتا ہے تو وہ اسے پناہ دیتا ہے، اور جس شخص کو اللہ ہلاک و برباد کرنا چاہے اسے نہ کوئی پناہ دے سکتا ہے اور نہ اس کی حفاظت کر سکتا ہے: { قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُحْيِيهِ وَلَا يُمَيِّتُهُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ } [سورة المؤمنون: 88].

ترجمہ: پوچھئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا، اگر تم جانتے ہو تو بتلا دو؟۔

يا مالِكا هُوَ بِالنَّوْاصِي آخِذٌ
اَنَا عَائِدٌ بِكَ يَا كَرِيمٌ وَلَمْ يَجِبْ
وَقَضَاؤُهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ نَافِذٌ
عَبْدٌ بِعِزِّكَ مُسْتَعِجِرٌ عَائِدٌ

ترجمہ: اے بادشاہ حقیقی کہ جو تمام پیشانیوں (مخلوقات) کا مالک ہے، اور ہر چیز میں جس کا فیصلہ نافذ ہو کر رہتا ہے۔

اے سخی و فیاض (رب) میں تیری پناہ کا طلب گار ہوں، وہ بندہ کبھی رسوا نہیں ہو سکتا جو تیری عزت و شوکت کی پناہ میں آئے۔

اے (رب) کہ جس کی بادشاہت کبھی زائل نہیں ہونے والی!

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ: "جب ہارون رشید نے اپنا محل بنوایا جو کہ (اتنا عالی شان تھا کہ) اس جیسا دلکش و خوش نما محل (خود انہوں نے) اپنے زمانے میں نہیں دیکھا تھا! تو لوگ اسے مبارک باد دینے کے لیے آئے، ان کے ساتھ ابو العتہیبہ بھی تھا، اس نے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے کہ:

عِش	مَا	بَدَا	لَكَ	سَالِمًا	فِي	ظِلِّ	شَاهِقَةٍ	الْفُصُورِ
يَسْعَى	إِلَيْكَ	بِمَا	اسْتَهَيْتَ	لَدَى	الرَّوَّاحِ	وَفِي	الْبُكُورِ	الْبُكُورِ
يَجْرِي	عَلَيْكَ	بِمَا	أَزْدَتَ	مَعَ	الْعُدُوِّ	مَعَ	الْبُكُورِ	الْبُكُورِ
فَإِذَا	النَّفُوسُ	تَفَعَّمَتْ	فِي	ظِلِّ	حَشْرَجَةٍ	الْصُّدُورِ	فَإِذَا	النَّفُوسُ
فَهُنَاكَ	تَعَلَّمُ	مَوْفِنًا	مَا	كُنْتَ	إِلَّا	فِي	عُرُورِ	عُرُورِ

ترجمہ: بلند و بالا محلات کے ٹھنڈی چھاؤں میں جب تک چاہو سلامتی کے ساتھ زندگی کے لطف لیتے رہو۔ صبح و شام تیری خواہش کے مطابق تیری خدمت کی جاتی رہے۔ ہر صبح تازہ دم تجھے تیری چاہت کے سامان فراہم کیے جاتے رہیں۔ جب سینے سے جان نکلتے وقت روح مضطرب و بے کل ہو جائے گی تب یقین ہو جائے گا کہ تم صرف اور صرف دھوکے میں تھے۔

یہ سن کر ہارون رشید زار و قطار رونے لگے یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے، اور ایک مہینہ کے اندر ہی جاں بحق ہو گئے۔

یہ اس ہارون کی صورت حال ہے!... جس نے بادل سے مخاطب ہو کر کہا: تو چاہے جہاں بھی برسے، (تیری سیرابی سے اگنے والے اناج کا) ٹیکس میرے پاس پہنچ کر رہے گا؟! وہ ہارون... جو ایک سال حج کرتا اور دوسرے سال غزوہ میں شریک ہوتا تھا!؟

عبد الملک بن مروان جو کہ اسلامی دنیا کا حکمران تھا، جب اس پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو اس نے اپنے محل کے قریب ایک دھوبی کو دیکھا کہ وہ خوش و خرم گنگنائے جا رہا ہے! اس پر عبد الملک نے کہا: کاش کہ میں ایک دھوبی ہوتا! کاش کہ میں بادشاہت اور خلافت سے نا آشنا رہتا! پھر اس کی جان پرواز کر گئی۔

کوئی یہ کہتا ہوا (سنا گیا) کہ: اے وہ کہ جس کی بادشاہی کبھی زائل نہیں ہونے والی، اس پر رحم فرما کہ جس کی بادشاہی زائل ہو چکی، جب سعید بن المسیب نے یہ کلمات سنے تو جواب میں عرض کیا: "تمام تعریف اس اللہ کے لیے

ہے جس نے ان-شاہانِ عالم-کو حالتِ نزع میں ہماری طرف رجوع کرنے پر مجبور کیا اور ہمیں ان کی پناہ لینے پر مجبور نہیں کیا۔"

بادشاہ کے دروازے پر دستک دیجئے!

میرے محترم قاری! بیماری دور اور مصیبت کافور ہو جاتی ہے، گناہ معاف ہو جاتا، قرض کی ادائیگی ہو جاتی، قیدی کو رہائی مل جاتی، گمشدہ گھر واپس آ جاتا، گناہ گار توبہ کر لیتا اور فقیر مالدار ہو جاتا ہے... یہ سب پاک و برتر شاہانِ شاہ (اللہ) کے ہاتھ میں ہے، اس لیے ہر گھڑی اور ہر لمحہ، بطور خاص رات کے آخری پہر میں آپ اللہ ہی کی پناہ طلب کیجئے اور اسی سے آس و امید قائم رکھئے، اللہ عزیز و برتر ہر رات آسمان دنیا پر نازل ہوتا اور یہ ندا لگاتا ہے کہ: "میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے نوازوں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اسے بخش دوں؟ فجر کے روشن ہونے تک اللہ یہی ندا لگاتا رہتا ہے" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

ہمارے نبی ﷺ - جو کہ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ اللہ سے آشنا اور ان میں سب سے زیادہ رب کے عبادت گزار تھے - (آپ ﷺ) نے ہمیں یہ رغبت دلائی ہے کہ ہم ہمیشہ نماز سے فارغ ہونے کے فوراً بعد، اور رات کو نیند سے بیدار ہوتے وقت، اللہ عزیز و برتر کی بادشاہی کا اقرار کریں، ہماری صبح و شام کی دعاؤں میں یہ شامل ہو اور سفر سے لوٹنے کے بعد بھی ہم اسے دہرائیں، نیز اگر آپ دن بھر میں سو مرتبہ اس کا ورد کرتے ہیں تو آپ کامیاب و کامران لوگوں میں سے ہیں:

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے: "جو شخص دن بھر میں سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" (یعنی: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کا کوئی

شریک نہیں، ملک اسی کا ہے، تمام تعریف اسی کے لیے ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ سونکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹادی جائیں گی۔ اس



روز دن بھریہ دعاشیطان سے اس کی حفاظت کرتی رہے گی، تا آنکہ شام ہو جائے اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہ آئے گا، مگر جو اس سے بھی زیادہ یہ کلمہ پڑھے۔"

اے اللہ! اے روز قیامت کے مالک! زندگی کے آخری لمحہ کو ہماری زندگی کا سب سے اچھا حصہ بنا دے اور اے تمام جہانوں کے پروردگار! ہمارے لیے حساب و کتاب کو آسان فرما دے۔





علماء کہتے ہیں کہ: توحید اسماء و صفات دو ستونوں پر قائم ہے، اور وہی توحید کا خلاصہ بھی ہے:

۱- اسماء و صفات اور افعال میں اللہ پاک و برتر کا کمال ثابت کرنا۔

۲- اللہ پاک و برتر کو ان تمام نقائص و عیوب سے پاک و منزہ ماننا جو اس کی ذات، صفات اور افعال کے کمال کے

منافی ہیں۔

ہمارے اوپر اللہ کی رحمت ہی ہے کہ اس نے ہمیں اس کا طریقہ بھی بتایا اور وہ یہ ہے کہ ہم اس کی تسبیح کیا کریں،

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً ﴿۴۲﴾ } [سورة الأحزاب: 42].

ترجمہ: صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو۔

سُبْحَانَ مَنْ هُوَ لَا يَزَالُ مُسَبِّحًا أَبَدًا وَلَيْسَ لِعَبْرِهِ السُّبْحَانُ
سُبْحَانَ مَنْ فِي ذِكْرِهِ طُرُقَ الرِّضَا مِنْهُ وَفِيهِ الرُّوحُ وَالرِّيحَانُ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس کی پاکی ہمیشہ بیان کی جاتی رہتی ہے، اس کے علاوہ کسی اور کے لیے پاکی نہیں

ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا ذکر کرنے سے اس کی رضا و خوشنودی اور راحت و مسرت حاصل ہوتی ہے۔

ہمارے رسول ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سُبُّوحٌ قَدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ

وَالرُّوحِ" (فرشتوں اور جبریل امین کا رب ہر قسم کے نقص و عیب اور تمام آلائشوں سے پاک ہے)۔ [مسلم]۔

لغت میں تسبیح کے معنی: پاکی بیان کرنے کے ہوتے ہیں، (سبح اللہ) کے معنی ہوتے ہیں: اس نے ہر عیب سے

اللہ کی پاکی و بڑائی بیان کی۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار ہر عیب، نقص اور برائی سے پاک ہے، اس پاک و برتر کے لیے کمالِ مطلق ہے۔

تو زیادہ حقدار ہے...

پوری کائنات عبادت گاہ ہے، اس میں رہنے والی ہر مخلوق اللہ عزیز و برتر کی پاکی بیان کرتی ہے، اور یہ اللہ کی سب سے بڑی عبادت ہے۔

آسمان میں رہنے والے ان فرشتوں کو ہی دیکھ لیں: { قَالُوا أَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ

الدِّمَاءِ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ } [سورة البقرة: 30].

ترجمہ: انہوں نے کہا ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے؟ اور ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

کائنات کی ہر ایک چیز اپنے خالق کی پاکی بیان کرتی اور ہمہ تن اپنے خالق کی تسبیح میں محور ہتی ہے، سوائے کفر کرنے والے انسان و جنات کے۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: { تَسْبِيحٌ لَهُ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَالْأَرْضِ وَمَن فِيهِنَّ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ

وَلَكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾ } [سورة الاسراء: 44].

ترجمہ: ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہے اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

اللہ بزرگ و برتر ہر قسم کی تسبیح اور پاکیزگی کا مستحق ہے، کیوں کہ وہ اپنی ذات اور صفات میں کامل ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "ایک چیونٹی نے ایک نبی کو

کاٹ لیا تھا، تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کے سارے گھر جلادے گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ

اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایک ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی

تھی" [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ بخاری کے روایت کردہ ہیں]۔

پہاڑ اور پرندے تک اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، بلکہ ہر ایک مخلوق اللہ کی تسبیح کرتی ہے:

{ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ آلَ حِجْبَالٍ يُسَبِّحُنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ } [سورة الانبياء: 79].

ترجمہ: داود کے تابع ہم نے پہاڑ کر دیے تھے جو تسبیح کرتے تھے اور پرند بھی۔ ہم کرنے والے ہی تھے۔

ہم انسان تو اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اللہ بزرگ و برتر کی تسبیح کیا کریں۔

کسی سلف کا قول ہے کہ: کیا تم میں سے کسی کو شرم نہیں آتی کہ اس کی سواری جس پر وہ سوار ہوتا ہے اور وہ کپڑا

جسے وہ زیب تن کرتا ہے، وہ اس سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

گوش بر آواز دل...

جب نیک و صالح حضرات کو اجر و ثواب کا علم ہوتا ہے اور وہ جان جاتے ہیں کہ تسبیح کرنا اللہ کے نزدیک محبوب

ترین کلام ہے، تو وہ ہر حال میں، تسبیح کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں، کیوں کہ

یہ ایک باسانی حاصل ہونے والی نعمت و غنیمت ہے، نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ: (دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں لیکن ترازو

پر) (آخرت میں) بھاری ہوں گے اور اللہ رحمن کے یہاں پسندیدہ ہیں، وہ یہ ہیں: "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ

اللَّهِ الْعَظِيمِ" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "جس نے "سبحان اللہ و بحمده" دن میں سو مرتبہ کہا، اس کے گناہ

معاف کر دیے جاتے ہیں، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ہر روز ہزار نیکیاں کمائے؟ آپ کے پاس

تشریف فرما (صحابہ) میں سے کسی نے سوال کیا: ہم میں سے کوئی کیسے ہزار نیکیاں کما سکتا ہے؟

آپ نے فرمایا: "سوار (سبحان اللہ) کہے تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے ہزار گناہ مٹا دیے

جائیں گے" [مسلم]۔

سعادت و خوش بختی کی کنجی:



اللہ پاک و برتر کی تسبیح کرنا: باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے۔

تسبیح: اطاعت گزاروں کے لیے تسلی کا سامان، متلاشیانِ امن کے لیے پناہ گاہ اور خائف و ہراساں کے لیے ماویٰ و ملجأ ہے، تسبیح کرنے والے یہ جانتے ہیں کہ ہر عیب اور نقص سے جس (اللہ) کی وہ تسبیح اور پاکی بیان کرتے ہیں، وہی: پریشانی کے وقت انہیں پناہ دیتا، خوف و وحشت کے وقت انہیں انس و محبت عطا کرتا اور فقیری و کم مائیگی کے وقت ان کی مدد کرتا ہے۔

تسبیح کرنے والوں کی دعائیں کیوں نہ قبول ہوں جب کہ وہی لوگ فراخی و خوش حالی میں اللہ کو یاد کرتے ہیں، تو بھلا پریشانی اور سختی کے وقت اللہ انہیں کیوں نہ یاد رکھے!؟

اللہ کے نبی یونس بن متی عَلَيْهِ السَّلَام کے بارے میں اللہ نے فرمایا: { فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿۱۴۳﴾ لَلْبَيْتِ فِي

بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿۱۴۴﴾ [سورة الصافات: 143-144].

ترجمہ: اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔ تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس کے پیٹ میں ہی رہتے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: "اللہ کی تسبیح سے سمندر کی مچھلیاں پر سکون ہو جاتی تھیں، تو بھلا انہیں کیوں نہ سکون ملتا، اللہ پاک و برتر کے ذکر سے مینڈکوں کی ٹرٹراہٹ تھم جاتی تھی، تو حضرت یونس عَلَيْهِ السَّلَام کی بے چینی کیوں نہ کم ہوتی۔"

حسن فرماتے ہیں کہ: "مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس عَلَيْهِ السَّلَام نے کوئی نماز نہیں پڑھی تھی، لیکن انہوں نے فراخی و کشادگی میں کیے ہوئے اپنے نیک عمل کو (بطور وسیلہ) پیش کیا تو اللہ نے اس کے سبب انہیں حالت آزمائش و مصیبت میں یاد رکھا۔"

کرجی کہتے ہیں کہ: "یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تسبیح و تہلیل (سُبْحَانَ اللَّهِ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کا ورد

کرنے سے غموں کے بادل چھٹ جاتے اور آفت و مصیبت سے نجات مل جاتی ہے۔"

اثر (سلف صالحین کے قول) میں آیا ہے کہ: "بندہ جب نیک و صالح ہوتا ہے تو آسمان میں وہ مشہور ہو جاتا ہے۔" اور تسبیح کرنا بھی ایک نیک عمل ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے: { وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ } [سورة فاطر: 10].

ترجمہ: اور نیک عمل ان کو بلند کرتا ہے۔

تسبیح کرنے سے بندے کو رزق ملتا ہے، "الأدب المفرد" میں نبی ﷺ کی یہ حدیث آئی ہے کہ: ".. سبحان اللہ وحمده، ہر ایک مخلوق کی نماز (عبادت) ہے اور اس کے ذریعہ ہر ایک مخلوق کو رزق ملتا ہے" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

توپاک ہے!

اللہ کے لیے اتنی پاکی ہے جتنی آسمان میں مخلوقات ہیں۔

اللہ کے لیے اتنی پاکی ہے جتنی زمین میں مخلوقات ہیں۔

اللہ کے لیے اتنی پاکی ہے جتنی آسمان و زمین کے درمیان مخلوقات ہیں۔

اللہ کے لیے اتنی پاکی ہے جتنی اس کی مخلوقات ہیں۔

اللہ پاک و برتر نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا کہ: صبح و شام کثرت سے اللہ کی تسبیح کیا کریں، چنانچہ فرمایا:

{ فَسَبِّحْ لِلَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ } [سورة الروم: 17].

ترجمہ: اللہ کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو۔

نیز عزیز و برتر نے فرمایا: { وَسَبِّحْهُ بَكْرَةً وَأَصِيلًا } [سورة الأحزاب: 42].

ترجمہ: صبح و شام اس کی پاکی بیان کیا کرو۔

تسبیح کی اہمیت کے پیش نظر جنیتوں کو تسبیح کا الہام اسی طرح کیا جائے گا، جس طرح انہیں سانس لینے کا الہام کیا

جائے گا: { دَعَوْنَهُمْ فِيهَا سَبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَحَيَّتَهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَعَآخِرُ دَعْوَانَهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

الْعَالَمِينَ } [سورة يونس: 10].

ترجمہ: ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی "سبحان اللہ" اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا "السلام علیکم" اور ان کی اخیر بات یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "تمام اعمال سے فراغت حاصل کی جاسکتی ہے، لیکن ذکر کی کوئی انتہا اور اختتام نہیں ہے! تمام اعمال کا سلسلہ دنیا ختم ہونے کے ساتھ ختم ہو جائے گا، آخرت میں کوئی عمل باقی نہیں رہے گا، سوائے ذکر کے، ذکر کا سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں۔

مومن ذکر الہی کے ساتھ جیتا ہے، اسی پر اس کی موت ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ اسے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔"

سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحْتَهُ الْأُسْنُ الْأُمَمِ تَسْبِيحَ حَمْدٍ بِمَا أَوْلَىٰ مِنَ النَّعَمِ
سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحْتَهُ الْأُسْنُ عَرَفَتْ بِأَنَّ تَسْبِيحَهُ مِنْ أَفْضَلِ الْعِصَمِ
سُبْحَانَ مَنْ إِنْ يَشَأْ يُخْزِ الْمَسِيءَ وَإِنْ يَشَأْ عَفَا عَنْ كَبِيرِ الْإِثْمِ وَاللَّمَمِ
سُبْحَانَ مَنْ مِنْهُ نَرْجُو عَفْوَ مُقْتَدِرٍ وَنَسْتَعِيدُ بِهِ مِنْ بَطْشِ مُنْتَقِمِ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات کہ تمام مخلوقات جس کی تسبیح میں رطب اللسان ہیں۔ اس نے جو نعمتیں دی ہیں، (ان پر اس کی) تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

پاک ہے وہ ذات جس کی تسبیح ایسی زبانیں کرتی ہیں جو جانتی ہیں کہ اس کی تسبیح کرنا حفاظت کے افضل ترین (وسائل) میں سے ہے۔

پاک ہے وہ (اللہ) جو اپنی مشیت سے بدکار و گناہ گار کو رسوا کرتا ہے اور اپنی مشیت سے بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی معاف کر دیتا ہے۔

پاک ہے وہ (اللہ) جس سے ہم یہ امید کرتے ہیں کہ وہ قدرت رکھنے کے بعد بھی ہمیں معاف کر دے، اور انتقام لینے والے کی گرفت سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔

اللہ پاک و برتر ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے جو تعریف اور پاکی کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں، اس کے اسماء و صفات پر ایمان رکھتے ہیں، اس کی توحید اور عظمت کو بروئے عمل لاتے ہیں، یقیناً وہ سب کچھ سننے والا اور قریب ہے۔

{ فَسُبِّحْنَ اللَّهَ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ﴿١٧﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿١٨﴾ } [سورة الروم: 17-18].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو۔ تمام تعریفوں کے لائق آسمان و زمین میں صرف وہی ہے، تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت بھی (اس کی پاکیزگی بیان کرو)۔



(۱۴)
الْقُدُّوسُ جلد جلالہ

آج ہی اپنی جان کی خریداری کر لو! کیوں کہ بازار لگا ہوا ہے، قیمت بھی موجود ہے، سامان بھی فراہم ہیں، اس بازار پر اور ان سامانوں پر ایک ایسا دن بھی آنے والا ہے جس دن نہ تو تھوڑی قیمت ملے گی نہ زیادہ:

{ ذٰلِكَ يَوْمُ النَّعَابِ } [سورة التغابن: 9].

ترجمہ: وہی دن ہے ہارجیت کا۔

{ وَيَوْمَ يَعْصُ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا } [سورة

الفرقان: 27].

ترجمہ: اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا ہائے کاش کہ میں نے رسول ﷺ کی راہ اختیار کی ہوتی۔

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَرْحَلْ بِزَادٍ مِنَ الثَّقَىٰ
نَدِمْتَ عَلَىٰ أَنْ لَا تَكُونَ كَمِثْلِهِ
وَأَبْصَرْتَ يَوْمَ الْحَشْرِ مَنْ قَدْ تَزَوَّدُوا
وَأَنْتَ لَمْ تَرُصِدْ لِمَا كَانَ أَرْصَدًا

ترجمہ: اگر تم سفر (آخرت) پر تقویٰ کا توشہ لے کر نہیں نکلو گے اور قیامت کے دن تقویٰ کے توشہ سے لیس لوگوں کو دیکھو گے تو تمہیں اس بات پر حسرت و ندامت ہوگی کہ تم ان کے مثل نہیں ہو سکے، اور جس چیز کی انہوں نے تیاری کی اس کی تم تیاری نہیں کر سکے۔

آئیے ہم اللہ کے خوبصورت ناموں میں سے ایک ایسے نام پر غور و فکر کرتے ہیں جو ہمیں اس سے قریب

کر دے۔

یہ نام توحید الہی کا خلاصہ اور توحید اسماء و صفات کا ایک ستون ہے، وہ نام ہے: اللہ کا اسم گرامی (قدوس جل جلالہ۔ نہایت پاک)۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ } [سورة الحشر: 23]۔
ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک ہے۔

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ نبی ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ" (فرشتوں اور جبریل امین کا رب ہر قسم کے نقص و عیب اور تمام آلائشوں سے پاک ہے)۔

مسند امام احمد میں آیا ہے کہ نبی ﷺ جب وتر کی نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ" (یعنی: پاک ہے اس بادشاہ کے لیے جو تمام تر نقائص سے پاک و برتر ہے) اور تیسری دفعہ آواز بلند فرماتے۔ [یہ حدیث صحیح ہے]۔

قدوس کے لغوی معنی: طہارت و پاکیزگی کے آتے ہیں، اسی طرح بابرکت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ہمارا پاک و برتر رب قدوس ہے، یعنی وہ: ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک، بیوی، اولاد اور شریک و ساجھی سے منزہ ہے، تمام تر فضائل اور خوبیوں کا سزاوار اور ہر طرح کی صفاتِ کمال سے متصف ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار ایسا بابرکت ہے کہ آسمان و زمین میں ہمہ وقت اس کی خیرات و برکات وافر مقدار میں پھیلی رہتی ہیں، اس کا نام مبارک ہے، اس کے افعال، اس کی ذات اور بلند و بالا صفات، سب کے سب بابرکت ہیں، وہی ہے جو اپنی حکمت کے مطابق اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے پاک و صاف کرتا ہے: { إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا } [سورة الأحزاب: 33]۔

ترجمہ: اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ (ہر قسم کی) کی گندگی دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔

وہ نہایت پاک و برتر ہے!

ہمارا عزیز و برتر پروردگار اس بات کا مستحق ہے کہ تمام مخلوقات اس کی پاکیزگی اور عظمت و بڑائی بیان کریں، پاکیزگی بیان کرنا: آسمان میں رہنے والے فرشتوں کی عبادت ہے:

{ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ } [سورة البقرة: 30].

ترجمہ: ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔

پوری کائنات اللہ پاک و برتر کی تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتی ہے: { يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ

الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ } [سورة التغابن: 1].

ترجمہ: (تمام چیزیں) جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں، اسی کی سلطنت ہے اور اسی کی تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

{ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ } [سورة الاسراء: 44].

ترجمہ: ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے، اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔

آپ زیادہ حقدار ہیں...

تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ اولاد آدم کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اللہ کی پاکیزگی بیان کریں۔

اللہ عزیز و برتر کی پاکیزگی بیان کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ:

اس سے محبت کی جائے، ہر قسم کے نقص و عیب سے اس پاک و برتر ذات کی بڑائی بیان کی جائے۔

اس کے لیے وہ صفات ثابت کیے جائیں جنہیں اس نے اپنے لیے اور اس کے رسول ﷺ نے اس کے لیے ثابت کیے ہیں۔

کسی بھی مخلوق سے اس کو تشبیہ دینے کی نفی کی جائے:

{ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ } [سورة الشورى: 11].

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

ہر قسم کے شریک و ساجھی سے اس کی پاکی بیان کی جائے، نیز اس کی شریعت کو فیصل مانا جائے اور اس سے راضی رہا جائے، اور پاک و برتر اللہ کے تئیں بدگمانی رکھنے سے گریز کیا جائے۔

جس نے اللہ کے تئیں ایسا گمان رکھا جو اللہ و رسول کے بیان کردہ اوصاف الہی کے مخالف ہو، یا اس نے ان صفات کی حقیقت کو بے معنی قرار دیا جن سے اللہ نے اپنی ذات کو متصف کیا ہے، یا رسولوں نے ان سے اللہ کو متصف کیا ہے، تو اس نے اللہ کے ساتھ بدگمانی رکھی۔

التَّزْيِيهِ بِالتَّعْظِيمِ لِلرَّحْمَنِ

هَذَا وَمِنْ أَوْصَافِهِ الْقُدُّوسُ ذُو

ترجمہ: اس کے علاوہ اللہ رحمن کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ قدوس (نہایت پاک) ہے، وہ رحمن اس بات کا سزاوار ہے کہ عظمت و بڑائی کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کی جائے۔

اس عمل میں آپ کا حصہ...

مومن، اطاعت و فرمانبرداری کے ذریعہ، معصیت و نافرمانی سے باز رہ کر، دلوں میں لگنے والے زنگ کو دور کر کے، مال حرام کو کھانے سے گریز کر کے اور شبہات سے اپنے مال کو پاک کر کے اپنے نفس کو پاکیزہ رکھتا ہے، یہی وہ مومن ہے جس کی تعریف اللہ عزیز و برتر نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ کی ہے:

{ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ﴿١٠﴾ } [سورة الشمس: 9-10].

ترجمہ: جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہو اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔

اللہ عزیز و برتر نے موسیٰ علیہ السلام سے بیان کیا کہ انہیں فرعون کے پاس بھیجنے کا مقصد کیا تھا، وہ یہ تھا کہ وہ اللہ پاک و برتر کی پاکیزگی بیان کر کے اپنے نفس کی اصلاح کرے: { أَذْهَبَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿١٧﴾ فَقُلْ هَلْ لَكَ إِلَٰهٌ إِلَّا أَن تَزَكَّىٰ

﴿١٨﴾ وَأَهْدِيكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ﴿١٩﴾ } [سورة النازعات: 17-19].

ترجمہ: تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی اختیار کر لی ہے۔ اس سے کہو کہ کیا تو اپنی درستگی اور اصلاح چاہتا ہے اور یہ کہ میں تجھے تیرے رب کی راہ دکھاؤں تاکہ تو (اس سے) ڈرنے لگے۔

یہی وجہ ہے کہ اس ایمانی پاکیزگی اور اصلاح کے بغیر کامیابی سے ہمکنار ہونا ممکن نہیں: {قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ} ﴿۱۴﴾ وَذَكَرْ

أَسْمَاءَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿۱۵﴾ [سورۃ الأعلیٰ: 14-15].

ترجمہ: بے شک اس نے فلاح پائی جو پاک ہو گیا۔ اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔

بلکہ وہ قوم جو ظلم و ستم روا رکھتی ہے، اس کی پاکیزگی چھن جاتی ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ اس قوم کو پاک (اور ان کی اصلاح) نہیں کرتا جس کا کمزور طبقہ، اس کے مضبوط طبقہ سے اپنا حق حاصل نہ کر پاتا ہو"۔ اس حدیث کو بیہقی نے "السنن الکبریٰ" میں روایت کیا ہے، نیز یہ بھی آپ ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ اس قوم کو کیسے پاک کرے (اور ان کی اصلاح فرمائے) جس کے مضبوط طبقہ سے اس کے کمزور طبقہ کا حق نہ لیا جاتا ہو؟"۔

جب ابو الدرداء نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کو خط لکھا کہ وہ عراق سے ارض مقدسہ کی طرف ہجرت کر جائیں، تو سلمان نے اس قدر بلیغانہ جواب دیا کہ اس سے اصلاح و پاکیزگی کا معنی واضح ہو جاتا ہے، آپ نے فرمایا: "زمین کسی کو پاک نہیں کرتی! بلکہ انسان کا عمل اسے پاک کرتا ہے"۔

سُبْحَانَ مَنْ هُوَ لَا يَزَالُ وَرِزْقُهُ
لِلْعَالَمِينَ بِهِ عَلَيْهِ ضَمَانٌ
سُبْحَانَ مَنْ يُعْطِي الْمَنَىٰ بِخَوَاطِرٍ
فِي النَّفْسِ لَمْ يَنْطِقْ بِهِنَّ لِسَانٌ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے ازل سے تمام جہان والوں کے لیے اپنے رزق کی ضمانت لے رکھی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو دل اور خیالات میں آنے والی تمناؤں کو زبان پر آنے سے پہلے پوری کر دیتا ہے۔

اے اللہ! اے سبوح (پاک و برتر).. اے قدوس (تمام عیوب سے منزہ)! ہم تجھ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں پاک کر دے، اے ارحم الراحمین! ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہم پر رحم فرما۔



(۱۵)
السَّلَامُ جَلِيلُهُ

انس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "السلام: اللہ تعالیٰ کا ایک اسم گرامی ہے جسے اللہ نے روئے زمین پر نازل فرمایا ہے، اس لیے آپس میں سلام پھیلاؤ" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے بخاری نے "الأدب المفرد" میں روایت کیا ہے]۔

مومن ہمیشہ اللہ سے دنیا و آخرت کی سلامتی کا سوال کرتا ہے، دنیا کی سلامتی دو قسم کی ہے: ظاہری اور باطنی: ظاہری سلامتی سے مراد ہے: ہر قسم کی بیماریوں اور ناپسندیدہ امور سے عافیت۔ دنیا کی باطنی سلامتی سے مراد ہے: کفر و بدعت اور معصیت و نافرمانی سے دین و ایمان کی سلامتی۔ یہ چیز جس کی مومن دعا کرتا ہے، وہ ایمان کا سب سے مضبوط کڑا ہے، اگر یہ صحیح سلامت رہا تو آپ قلب سلیم سے سرفراز ہوں گے اور دار السلام (جنت) میں داخل ہوں گے۔

ہر شخص سلامتی کا جو یا ہے، اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہی سلام (ہر عیب و نقص سے پاک و صاف ہے)۔ ابن القیم رَحِمَهُ اللَّهُ فرماتے ہیں: "کتنے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس نام کو یاد تو کر لیا لیکن اس کے اندر جو اسرار و معانی مضمحل ہیں، ان سے نابلد ہیں"۔

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ } [سورة الحشر: 23]۔

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان ہے۔

معلوم ہوا کہ ہمارا عزیز و برتر پروردگار سلام ہے: جو کہ ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے، کیوں کہ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں کامل ہے۔

سلامت: براءت و پاکیزگی اور ایک قول کے مطابق: عافیت و سلامتی کے معنی میں ہے۔

وَهُوَ السَّلَامُ عَلَى الْحَقِيقَةِ سَلَامٌ مِنْ كُلِّ تَمْثِيلٍ وَمِنْ نُقْصَانٍ

ترجمہ: وہ (اللہ) حقیقی معنوں میں السلام ہے، جو کہ ہر قسم کی تشبیہ و تمثیل اور نقص و عیب سے پاک و صاف ہے۔

اس نام سے موسوم ہونے والے تمام لوگوں سے زیادہ ہمارا عزیز و برتر پروردگار اس نام کا مستحق ہے۔

(اللہ کے) اسم گرامی السلام کے سائے میں:

اللہ عزیز و برتر کی صفات میں اس نام (کے اثرات) پر غور کریں! اللہ کی حیات: موت، اونگھ اور نیند سے پاک و صاف ہے، اس کی قیومت (نگہبانی) اور قدرت: تکان اور تھکاوٹ سے پاک و صاف ہے۔

اللہ کے علم پر غور کریں! جو کہ اس بات سے پاک و صاف ہے کہ کوئی چیز اس سے مخفی ہو، یا اسے نسیان لاحق ہو، یا اسے یاد کرنے اور غور و فکر کرنے کی ضرورت پیش آئے! { وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي

الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦١﴾ [سورة یونس: 61].

ترجمہ: آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔

{ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا } [سورة مریم: 64].

ترجمہ: تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں۔

رب کا کلام جھوٹ اور ظلم سے پاک ہے، بلکہ اس کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے: { وَتَمَّتْ

كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا } [سورة الأنعام: 115].

ترجمہ: آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے۔

اس کی مالداری و بے نیازی دوسرے کی ادنیٰ ترین محتاجی سے بھی پاک و بری ہے، بلکہ اس کے سوا تمام مخلوقات اس کے محتاج ہیں، اور وہ ہر ایک سے بے نیاز ہے۔

اس کی بادشاہت اس بات سے پاک و صاف ہے کہ کوئی اس میں اس سے جھگڑے، یا اس کا شریک، یا معاون و مددگار ہو۔

اس کی بردباری، عفو و درگزر اور مغفرت و بخشش، (تمام طرح کی) حاجت و ذلت اور بدلے کی چاہت سے پاک و صاف ہے، جیسا کہ اس کے سوا (معاف کرنے والے حاجت و ذلت کی وجہ سے یا بدلے کی چاہت میں معاف کرتے ہیں)۔

حتیٰ کہ اس کا عذاب اور انتقام بھی اس بات سے پاک ہے کہ اس میں ظلم و زیادتی، نفس کی تسلی، غیظ و غضب اور سختی و درشتی کی آمیزش ہو، بلکہ یہ تو محض اس کی حکمت اور انصاف پر مبنی ہے: { وَمَا رَبُّكَ بِظَلَمٍ لِّلْعَبِيدِ } [سورة فصلت: 46].

ترجمہ: آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

آپ اللہ کے فیصلے اور اس کی تقدیر پر غور کریں! آپ اسے بے ہودگی اور ظلم و زیادتی سے پاک پائیں گے۔ اللہ کی شریعت اور اس کے دین پر غور کریں! اسے (ہر قسم کے) تضاد، اختلاف اور خلل سے پاک پائیں گے:

{ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا } [سورة النساء: 82].

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

اللہ کا عرش پر مستوی اور بلند ہونا اس بات سے پاک ہے کہ وہ اس چیز کا محتاج ہو جو اسے اٹھائے اور جس پر وہ مستوی ہو، بلکہ عرش اس کا محتاج ہے اور اس کو اٹھانے والے فرشتے اس کے محتاج ہیں، وہ عرش سے اور اس کو تھامنے والے فرشتوں سے، بلکہ اپنے سواہر ایک سے بے نیاز ہے۔

اس کی سماعت و بصارت اس بات سے پاک و صاف ہے کہ اس پر کوئی چیز مشتبہ ہو یا کوئی بات اسے بے معنی معلوم ہو۔

حتیٰ کہ اپنے اولیا سے اس کی محبت بھی ان شانوں سے پاک ہے جو مخلوقات کی باہمی محبت میں لاحق ہو کرتی ہیں، جیسے حاجت و ضرورت کی وجہ سے کسی سے محبت کرنا، تعلق کے طور پر اس سے محبت ظاہر کرنا اور اس کی قربت کے ذریعہ کوئی منفعت حاصل کرنا۔

محبت کرنے والوں کا بدلہ و انعام:

اللہ پاک و برتر نے اپنے نبیوں اور رسولوں پر ان کے ایمان اور حسن اعمال کی وجہ سے سلامتی بھیجی ہے، تاکہ لوگ ان کی اقتدا و پیروی کریں اور کوئی ان کو برائی کے ساتھ یاد نہ کرے:

{ وَسَلِّمْ عَلَى الْمُرْسَلِينَ } [سورة الصافات: 181].

ترجمہ: پیغمبروں پر سلام ہے۔

اللہ عزوجل نے یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو عزت و اکرام سے نوازا اور مختلف مقامات پر انہیں سلامتی سے سرفراز فرمایا: کسی نے کہا ہے کہ: (تین مواقع) مخلوق کے لیے سخت و وحشت ناک ہوتے ہیں: جب انسان کی ولادت ہوتی ہے تو وہ خود کو رحم مادر سے باہر دیکھتا ہے۔ جب موت کا شکنجہ اسے اپنی گرفت میں لیتا ہے تو وہ ایسی مخلوقات کو دیکھتا ہے جنہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوتا ہے۔ اور جب اسے قبر سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا تو وہ خود کو میدانِ محشر کی عظیم ہولناکیوں

میں گھرا ہوا پائے گا: { وَسَلِّمْ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا } [سورة مريم: 15].

ترجمہ: اس پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

جو شخص اللہ پاک و برتر کی ہدایت پر چلے گا وہ اس کی ناراضگی اور عذاب سے محفوظ رہے گا، یہی معنی ہے اللہ کے

اس فرمان کا: { وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰى } [سورة طه: 47].

ترجمہ: سلامتی اسی کے لیے ہے جو ہدایت کا پابند ہو جائے۔

جنت، سلامتی کا گھر ہے: { هُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ } [سورة الانعام: 127].

ترجمہ: ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جنت میں اپنے بندوں پر سلام پیش کرے گا: { سَلَّمْتُ قَوْلًا مِّنْ رَبِّ رَحِيْمٍ } [سورة

یس: 58].

ترجمہ: مہربان پروردگار کی طرف سے انہیں "سلام" کہا جائے گا۔

فرشتے جب اللہ کے نیک بندوں کی روح قبض کرتے ہیں تو انہیں سلامتی کی بشارت دیتے اور اطمینان دلاتے

ہیں: { الَّذِينَ نُوَفِّيهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُولُوْنَ سَلَّمَ عَلٰيْكُمْ اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ } [سورة

سورة النحل: 32].

ترجمہ: وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں کہتے ہیں کہ تمہارے لیے سلامتی

ہی سلامتی ہے، جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔

اس نام سے آپ نے کیا حاصل کیا...

اللہ پاک و برتر کے اسم گرامی (السلام) کے ذریعہ عبادت کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ: بندہ مسلم کا دل اور

اس کی زبان دوسرے مسلمانوں کے تئیں ہر طرح کی آلائش اور برائی سے پاک ہو، کیوں کہ نبی ﷺ کی حدیث ہے

:"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ

نے منع فرمایا ہے" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

مومن صرف اس پر بس نہ کرے کہ اس کی اذیت سے دوسرے محفوظ رہیں، بلکہ اس عظیم نام کا حق ادا کرنا بھی اس پر واجب ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "السلام: اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے، جسے اللہ نے روئے زمین پر رکھا ہے، اس لیے آپس میں سلام پھیلاؤ" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے بخاری نے الأدب المفرد میں روایت کیا ہے]۔

سلام۔ یعنی "السلام علیکم"۔ کہنے کی ایک فضیلت یہ ہے کہ یہ دار السلام (جنت) تک پہنچاتا ہے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ: "تم جنت میں نہ جاؤ گے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ، اور تم (کامل) مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھنے لگو، کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرنے لگو گے تو تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے۔ آپس میں سلام کو عام کرو"۔

غور طلب بات..

یہ کہنا درست نہیں کہ: اللہ پر سلام ہو!

کیوں کہ سلامتی اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے اور اسی کے لیے ہر قسم کی سلامتی ہے، جب نبی ﷺ نے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: اللہ پر سلام ہو! تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ نہ کہو کہ "اللہ پر سلام ہو" کیوں کہ اللہ تو خود سلام ہے، بلکہ یہ کہو: **التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ**" (یعنی: آداب بندگان، تمام عبادات، اور ساری پاکیزہ خیراتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، آپ پر اے نبی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو)۔

"أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" (یعنی: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں) [اس حدیث کو بخاری و مسلم نے تقریباً انہی الفاظ میں روایت کیا ہے]۔

ایک روایت میں یہ اضافہ آیا ہے: "کیوں کہ جب تم اس طرح کہو گے تو زمین و آسمان میں رہنے والے اللہ کے ہر نیک بندے کو یہ شامل ہو گا" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

اے اللہ! تو سلام ہے، تجھ ہی سے سب کی سلامتی ہے، اے عزت و بزرگی والے! تیری ذات بڑی بابرکت ہے۔

اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے دین کو سالم رکھ جو ہمارے لیے بچاؤ کا ذریعہ ہے، ہمارے لیے ہماری دنیا کو سالم (درست) فرما دے جس میں ہماری روزی ہے، ہمارے لیے ہماری آخرت کو سالم (درست) کر دے جہاں ہمیں لوٹ کر جانا ہے، اور اے ہمارے پروردگار ہمیں سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل فرما، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔





پہاڑ کی چوٹیوں کے اوپر (افق کا) منظر بدلتا ہے: فرحت و کشادگی کا سورج روشن ہوتا ہے، ٹیلوں کی بلندیوں پر نور کی کرنیں ضوفشانی کرتی ہیں، اور غم و اندوہ کے ہر دروازے پر مسرت کی سوغات لے کر دستک دیتی ہیں۔ اپنی آنکھیں کھولیں، دونوں ہاتھ بلند کریں، غم و اندوہ کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں، اور نہ یاس و قنوط کو اپنے قریب آنے دیں، کیوں کہ وہ (رب موجود) ہے جو آپ کو امن و امان عطا کرے، اور آپ کے دکھ درد کو سمجھ سکے... یقیناً وہ امن و امان دینے والا عزیز و برتر (اللہ) ہے۔

مچھلیاں، سمندری مخلوقات، چرند و پرند اور وحشی جانور، سب کے سب امن دینے والے پاک و برتر (اللہ) سے ہی امن و امان کی امید قائم رکھتے ہیں۔

آپ بھی اسی امن دینے والے عزیز و برتر (پروردگار) کا قصد کریں، اس کے سامنے اپنی حالت زار بیان کریں، کیوں کہ اس کی فراخی و کشادگی، پلک جھپکتے نظر سے او جھل ہو جانے والی بجلی (کی کوند) سے بھی زیادہ تیز رو ہے، اور ہر لمحہ اس کی مہربانیوں کی برکھا برستی رہتی ہے۔

المؤمن عزوجل: اللہ عزیز و برتر کا ایک اسم گرامی ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: { هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا

هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ } [سورة الحشر: 23].

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا ہے۔

(المؤمن) ایسا اسم ہے جو صرف قرآن کی ایک آیت میں وارد ہوا ہے، اس کا ذکر خائف و ہراساں لوگوں کے لیے بطور امن و سکون، امید رکھنے والوں کے لیے بطور امان و اطمینان اور غمزدوں کے لیے بطور فرحت و کشادگی کے ہوا ہے۔

(اللہ کے) اسم گرامی المؤمن کے سائے میں... غور و فکر کی چند گھڑیاں:

اہل علم کہتے ہیں کہ: المؤمن کے دو معانی ہیں:

پہلا معنی: تصدیق کرنے کے ہیں، جب سے اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، اس وقت سے لے کر روز قیامت تک کی سب سے بڑی تصدیق یہ ہے کہ: اللہ عزیز و برتر نے اپنے ذات کی تصدیق فرمائی، اپنے لیے وحدانیت اور تمام تر عبودیت میں اپنی انفرادیت کی گواہی دی، کمال و جلال اور بلند و بالا صفات کے ذریعہ اپنی تعریف فرمائی، اللہ بزرگ و برتر اپنے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: { شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ } [سورة آل عمران: 18].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

عظیم بادشاہ (اللہ)، جو کہ تمام جہانوں کا پالنہار ہے، اس کی یہ عظیم ترین گواہی ہے، جو کہ سب سے بڑی اور عظیم الشان امر کی گواہی ہے، اور وہ ہے: اللہ بزرگ و برتر کی توحید، اس کے لیے دین کو خالص کرنے اور اس کا انصاف پر قائم رہنے کی گواہی۔

وَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ كَرِيمٌ رَحِيمٌ يُرْتَجَى وَيُؤْمَلُ

ترجمہ: میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پالنہار نہیں، وہ سخی و فیاض اور رحم دل و مہربان ہے، اسی سے امیدیں قائم رکھی جاتی ہیں۔

وہی عزیز و برتر پروردگار ہے جس نے اپنے قول اور وعدے کو سچ ٹھہرایا:

{ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا } [سورة النساء: 122].

ترجمہ: اور کون ہے جو اپنی بات میں اللہ سے سچا ہو۔

اس نے انبیائے کرام کے ہاتھوں پر واضح اور روشن نشانیاں رونما کر کے ان کی تصدیق فرمائی:

{ قَدْ جِئْتَكُمْ بِبَيِّنَاتٍ مِّن رَّبِّكُمْ } [سورة آل عمران: 49].

ترجمہ: میں تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں۔

{ وَأَتَيْنَكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ } [سورة الحجر: 64].

ترجمہ: ہم تو تیرے پاس صریح حق لائے ہیں اور ہیں بھی بالکل سچے۔

اللہ نے اپنے بندوں سے دنیا میں نصرت و فتح، روئے زمین کی سلطنت اور آخرت میں اجر و ثواب سے نوازنے کا

جو وعدہ کیا ہے، وہ (پالنہار) ان وعدوں کو سچ کرتا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: {ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ

وَمَنْ نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ} [سورة الأعمياء: 9].

ترجمہ: پھر ہم نے ان سے کیے ہوئے سب وعدے سچ کیے۔ انہیں اور جن جن کو ہم نے چاہا نجات عطا فرمائی اور حد سے نکل جانے والوں کو غارت کر دیا۔

اور کافروں کو (ہمارے پروردگار نے) دنیا و آخرت میں جس سزا اور رسوائی کی وعید سنائی ہے، اسے بھی پورا

کرتا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: {وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَن قَدْ جَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ

مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا نَعَمْ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَن لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ} [44]

[سورة الأعراف: 44].

ترجمہ: اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اس کو واقعہ کے مطابق

پایا، سو تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو واقعہ کے مطابق پایا؟ وہ کہیں گے ہاں، پھر ایک پکارنے

والا دونوں کے درمیان میں پکارے گا کہ اللہ کی مار ہو ان ظالموں پر۔

اللہ بزرگ و برتر کی ساری خبریں درست اور سچ ہیں۔

وَمَا لِي بِبَابٍ غَيْرِ بَابِكَ مَدْخُلٌ

وَإِنِّي بِكَ اللَّهُمَّ رَبِّي لَوَاتِقٌ

ترجمہ: اے اللہ! میرے پروردگار! مجھے تیرے اوپر کامل اعتماد و بھروسہ ہے۔ تیرے در کے سوا میرے لیے کوئی در نہیں کہ میں جہاں داخل ہو سکوں۔

اللہ بزرگ و برتر ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اپنے وعدے اور باتوں میں سچے ہوتے ہیں: {يَأْتِيهَا

الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ} [سورة التوبة: 119].

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

(المؤمن کا) دوسرا معنی: امن و امان دینے کے ہیں، جو کہ ڈرانے کی ضد ہے:

{وَأَمْنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ} [سورة قريش: 4].

ترجمہ: اور ڈر (اور خوف) میں امن (وامان) دیا۔

لوگوں کی صورت حال یہ ہے کہ ان میں کوئی بیماری کا شکار ہے، تو کوئی دوا کی قلت سے جو جھ رہا ہے، کوئی دشمنوں کے غلبہ سے پریشان ہے، کوئی ایسے فقر و فاقہ سے دوچار ہے جو (آرائش حیات کو) بھلا دے، کوئی موت کا سامنا کر رہا ہے، وہ سب کے سب امن کی تلاش میں ہی کھانے کے انتظامات کرتے ہیں، اسی کی خاطر قلعے اور ہسپتال قائم کرتے ہیں، بند اور ڈیم تعمیر کرتے ہیں اور امن کی تلاش میں ہی مختلف سماج اور ممالک کے کمزور لوگ بعض دفعہ مضبوط لوگوں کی پناہ لینے (پر مجبور ہوتے) ہیں۔

اور جس وقت یہ ساری طاقتیں ڈھیر ہو جاتی ہیں، حقیقتیں منکشف ہو جاتی ہیں، ان کے پاس سوائے اس کے کوئی اور چارہ نہیں رہتا کہ پاک و برتر مؤمن (امن دینے والے رب) کی پناہ لیں: جو اپنے بندوں کو امن سے نوازتا ہے، تو اس سے فرار ہونے کے بعد پھر اسی کی طرف لوٹ آتے ہیں، جو ان کا خالق بلکہ پوری کائنات کا خالق ہے، جو ہر چیز کا نگہبان ہے اور تمام بندوں کی پیشانیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

جب قیامت کے دن اللہ عزیز و برتر کا عذاب واقع ہوگا، تو کوئی نہ ہوگا جو لوگوں کو امن دے سکے اور نہ انسانوں کے پاس کوئی طاقت ایسی ہوگی جو اس عذاب کو دور کر سکے: {ءَأَمْنُمْ مِّنْ فِي السَّمَآءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا



ہے تَمُورٌ ﴿١٦﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ مِّنَ السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ﴿١٧﴾ {سورة الملك: 16-17}.

ترجمہ: کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ آسمانوں والا تمہیں زمین میں دھنسا دے اور اچانک زمین لرزے لگے۔ یا کیا تم اس بات سے نڈر ہو گئے ہو کہ آسمانوں والا تم پر پتھر برسائے؟ پھر تو تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا۔

تین مقامات:

لوگ تین مقامات پر امن وامان کی جستجو کرتے ہیں، اور یہ تینوں مقامات عزیز و برتر امن دینے والے (اللہ کے) ہاتھ میں ہیں جو ہر چیز پر قادر ہے اور جو اپنے تقویٰ شعار اولیا کو ہی اس سے نوازتا ہے:

پہلا مقام: دنیاوی امن اپنی مختلف قسموں کے ساتھ: {وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ ءَامَنُوا وَأَتَقُوا لَفَنَحْنَا عَلَيْهِم

بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ} {سورة الأعراف: 96}.

ترجمہ: اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔

دوسرا مقام: جاں کنی کے وقت، جب ملک الموت نازل ہوتا ہے اور برزخ میں جب (سوال و جواب کرنے والے) دو فرشتوں کا سامنا ہوتا ہے۔

اس وقت مومنوں کو امن وامان اور بشارت و خوش خبری دی جاتی ہے: {إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ

اسْتَقَمُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ

تُوعَدُونَ} {سورة فصلت: 30}.

ترجمہ: (واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو۔

تیسرا مقام: آخرت میں سب سے بڑی ہولناکی کے وقت، جہاں پر ہیزگاروں کو سب سے بڑے امن وامان سے نوازا جائے گا، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { لَا يَخْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَنَتَلَقَهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ } [سورة الأنبياء: 103].

ترجمہ: وہ بڑی گھبراہٹ (بھی) انہیں غمگین نہ کر سکے گی اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے، کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے رہے۔

صرف موحد بندہ کو ہی امن سے نوازا جائے گا:

{ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِمَّا هُمْ مِنْ فَرَجٍ يَوْمَئِذٍ ءَامِنُونَ } [سورة النمل: 89].

ترجمہ: جو لوگ نیک عمل لائیں گے انہیں اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے۔

آپ کے ایمان کے بقدر آپ کو امن وامان ملے گا، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

{ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا ءِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ ءَامْنٌ وَهُمْ مُهْتَدُونَ } [سورة الأنعام: 82].

ترجمہ: جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔

اس میں آپ کا حصہ...

مومنوں کے لیے اس عظیم نام کا فائدہ یہ ہے کہ: وہ جان لیں کہ ابتلاء و آزمائش اور مصائب و مشکلات کے وقت جو اسے امن وامان دیتا ہے وہ اللہ عزیز و برتر ہی ہے، اسی طرح یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ: جیسا عمل ہوگا، بدلہ اسی کے مثل ملے گا، اس لیے (جو سچے مومن ہیں) وہ اللہ کے پاس جو امن وامان ہے، اس کی چاہت و خواہش میں اور قیامت کے دن امن چھن جانے کے خوف سے لوگوں کو اپنے شر اور برائیوں سے مامون رکھتے ہیں۔



رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں سچے مومن کی (صفت) نہ بتلا دوں؟ سچا مومن وہ ہے جس (کے شر سے) لوگوں کی جانیں اور ان کے مال مامون و محفوظ ہوں اور سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کے شر) سے لوگ محفوظ رہیں" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے "المسند" میں روایت کیا ہے]۔

اے اللہ! ہمیں اپنے ملک میں پر امن زندگی عطا کر... اے اللہ! ہمیں ہر قسم کے خوف سے مامون رکھ، ہمارا نامہ اعمال دانتے ہاتھ میں دے اور ہمارا حساب آسان فرمادے۔





یہ ایک پیغام ہے ہر اس شخص کے لیے جو زندگی سے اوب چکا ہے، اپنی حیات سے اکتا چکا ہے، شب و روز سے تنگ آچکا ہے، رنج و غم کا مزہ چکھ چکا ہے... ایسے شخص کے لیے بشارت و خوش خبری ہے کہ واضح اور کھلی فتح آپ کے سامنے ہے، نصرت و مدد آپ کے قریب ہے، پریشانی کے بعد فراخی اور سختی کے بعد آسانی ہی آتی ہے۔
ایک امید ہے جو (پوری آب و تاب کے ساتھ) روشن ہے، آپ کے سامنے (امنگوں سے) بھرپور ایک مستقبل اور سچا وعدہ ہے: {وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ} [سورة الروم: 6].

ترجمہ: اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو خلاف نہیں کرتا۔

کیا آپ کے آقا و مولیٰ اور خالق نے یہ نہیں فرمایا کہ: {وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا} [سورة الأعراف: 180].

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، ان ناموں سے ہی اللہ کو موسوم کیا کرو۔

اگر آپ ان ناموں سے اللہ کو پکاریں گے، تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ {وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ}

[سورة غافر: 60].

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

آئیے ہم اس مقام پر (ٹھہر کر) اللہ کے ایک اسم گرامی: (المہمین عزوجل۔ نگہبان) کی معرفت حاصل کر کے اس کی قربت حاصل کریں:

اللہ عزیز و برتر کو اس کے خوبصورت ناموں اور صفات کے ساتھ جاننا: دین کی اصل، ہدایت و راستی کی بنیاد، دلوں اور عقلوں کو حاصل ہونے والی سب سے افضل اور سب سے واجب چیز ہے۔
اللہ کے اسم گرامی (المہمین عزوجل) کا ذکر سورۃ الحشر کے اخیر میں ہوا ہے:

{ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ } [سورۃ الحشر: 23].

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان ہے۔

ہمارا نگہبان پروردگار عزوجل وہ ہے جو: اپنی مخلوق کے تمام امور و معاملات کی نگہداشت کرتا ہے، چنانچہ وہ تمام پوشیدہ امور اور دلوں کے بھید سے واقف ہے، اس کا علم ہر ایک چیز کو محیط ہے، وہ تمام مخلوقات کے اعمال کو دیکھ رہا ہے، ان سے جو بھی اقوال و افعال سرزد ہوتے ہیں، وہ ان سب پر نگران ہے، ان کا کوئی بھی عمل اس سے مخفی نہیں، اس سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں: { وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ } [سورۃ یونس: 61].

ترجمہ: آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔

بندہ کے تمام حالات، اس کے شب و روز کی نقل و حرکت، اس کا ظاہر و باطن، اس کا سفر و حضر، سب سے غیبوں کا جاننے والا (رب) واقف ہے اور انہیں بندہ کے (نامہ اعمال میں) شمار کرتا ہے:

{ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ الْسِّرَ وَأَخْفَى } [سورۃ طہ: 7].

ترجمہ: وہ پوشیدہ سے پوشیدہ ترین چیز کو بھی بخوبی جانتا ہے۔

سرگوشی اس کے نزدیک ظاہر اور راز اس پر عیاں ہے، اور مخفی چیز بھی اس کے لیے بے حجاب ہے۔

یقیناً وہ المہمین - نگہبان ہے:

مناقضوں کی ایک جماعت نے رات کے اندھیرے میں (اہل ایمان کے خلاف) دسیسہ کاریاں کی اور سازشی
 جال بنے، لیکن (صبح ہوتے ہی) علام الغیوب (غیبوں کے جاننے والے رب) نے ان کے سب کیے کو منکشف کر دیا،
 اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّنُونَ مَا لَا
 يَرْضَىٰ مِنْ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا } [سورة النساء: 108].

ترجمہ: وہ لوگوں سے تو چھپ جاتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے، وہ راتوں کے وقت جب کہ اللہ کی
 ناپسندیدہ باتوں کے خفیہ مشورے کرتے ہیں اس وقت اللہ ان کے پاس ہوتا ہے، ان کے تمام اعمال کو وہ گھیرے
 ہوئے ہے۔

غزوہ بدر کے بعد عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ رات کے اندھیرے میں خانہ کعبہ کے پاس بیٹھ کر رسول
 اللہ ﷺ پر حملہ آور ہونے کی سازش رچ رہے تھے، اللہ نے اپنے رسول کو ان کی سازش کی خبر دے دی اور ان کے
 کاربد سے آپ ﷺ کو مطلع فرمایا۔

مَلِيكٌ عَلَىٰ عَرْشِ السَّمَاءِ مُهَيَّمٌ لِعِزَّتِهِ تَعْنُو الْوُجُوهُ وَتَسْجُدُ

ترجمہ: عرش پر مستوی بادشاہ ہر چیز کا نگہبان و محافظ ہے۔ اس کی عزت و شوکت کے سامنے ساری مخلوقات
 سرنگوں اور سجدہ ریز ہیں۔

ہاں، یقیناً وہ عزیز و برتر (اللہ) نگہبان و محافظ، امین اور گواہ ہے، مخلوق کے تمام اعمال کی نگرانی کر رہا ہے۔

اطمینان رکھیں!

اے وہ کہ جس نے اپنی آنکھیں اشکبار کر لی ہے! اپنے آنسوؤں کو پوچھ لیں، آنکھوں کو راحت پہنچائیں اور
 اطمینان رکھیں! کیوں کہ جس نے آپ کو پیدا کیا اور وجود میں لایا وہ آپ کی نگہبانی کر رہا ہے اور اپنے لطف و کرم کے
 ذریعہ آپ کی دیکھ دیکھ کر رہا ہے۔

اے بندہ! آپ مطمئن رہیں، کیوں کہ تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہے، (اللہ نے آپ کے لیے جو) اختیار کیا وہ واقع ہو چکا ہے، اور (رب کی) مہربانی بھی حاصل ہو چکی ہے۔

(ذرا سوچئے کہ) کتنی دفعہ ہمیں موت کا خوف لاحق ہوا، لیکن ہم مرے نہیں!؟

کتنی مرتبہ ہمارے راستے تنگ ہو گئے، سارے حیلے ناکام ہو گئے اور ہماری نگاہوں میں افق عالم (اپنی تابانی کے باوجود) تاریک ہو گیا، کہ اچانک فتح و نصرت، خیر و بھلائی اور بشارت و خوش خبری نے دستک دی: ﴿قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ مُشْكِرُونَ﴾ [سورة الأنعام: 64].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے، تم پھر شرک کرنے لگتے ہو۔

کتنی دفعہ ایسا ہوا کہ ہمارے سامنے دنیا تاریک ہو گئی، آسمان وزمین اپنی کشادگی کے باوجود ہم پر تنگ ہو گئے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے خیر و بھلائی اور فراخی و آسانی کے دروازے کھلنے لگے: ﴿وَإِنْ يَمَسُّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ [سورة یونس: 107].

ترجمہ: اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار نگہبان ہے، ساری عزت و شوکت اور غلبہ و سر بلندی اسی کے لیے ہے، اور اسی سے فراخی و کشادگی حاصل ہوتی ہے۔

ابن کثیر نے وہب بن منبہ کا ایک اثر نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ: "اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی ایک کتاب میں فرماتا ہے: (میری عزت و جلالت کی قسم! جو بندہ میری پناہ حاصل کرتا ہے، اور اس کے خلاف زمین و آسمان مل کر سازش

کرتے ہیں، تو میں آسمان وزمین کے درمیان سے اس کے لیے آسانی اور نجات کی راہ پیدا کر دیتا ہوں، میری عزت و جلال کی قسم! جو بندہ میرے علاوہ کسی اور کی پناہ حاصل کرتا ہے، میں اس کے پاؤں تلے سے زمین کھسکا دیتا ہوں)۔"

جَلَّالُكَ يَا مُهَيِّمٌ لَا يَبِيدُ
وَحُكْمُكَ نَافِذٌ فِي كُلِّ أَمْرٍ
قَصَدْتُ إِلَى الْمُلُوكِ فَكُلُّ بَابٍ
وَبَابُكَ مَعْدِنٌ لِلْخُودِ يَا مَنْ
وَمُلْكُكَ دَائِمٌ أَبَدًا جَدِيدُ
وَلَيْسَ يَكُونُ إِلَّا مَا تُرِيدُ
عَلَيْهِ حَاجِبٌ فَظُّ شَدِيدُ
إِلَيْهِ يَقْصِدُ الْعَبْدُ الطَّرِيدُ

ترجمہ: اے نگہبان! تیری عظمت و جلالت کبھی ختم نہیں ہونے والی، تیری بادشاہت ہمیشہ باقی اور نئی رہنے والی ہے۔ ہر ایک چیز میں تیرا فیصلہ نافذ ہو کر رہتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو تو چاہے۔ میں نے (دنیا کے مختلف) بادشاہوں کا قصد کیا تو دیکھا کہ ہر ایک کے در پر سخت مشنڈے پہرے دار ہیں، اور اے وہ (رب) کہ (زمانے کا) دھتکارا ہوا بندہ جس کا قصد کرتا ہے، تیرا در تو ہر قسم کی سخاوت و فیاضی کا سرچشمہ ہے۔

نجات کی رسی..

ہمارے عزیز و برتر پروردگار نے اپنی کتاب - قرآن - کو تمام سابقہ کتابوں کا محافظ قرار دیا ہے:

{ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّمًا } [سورة

المائدة: 48].

ترجمہ: ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآن اپنے سے قبل کی ساری کتابوں پر حاکم و فیصل ہے، ان کتابوں میں جو بہترین (احکام و تعلیمات) موجود تھیں، ان کے ساتھ نازل ہوا ہے، (ان احکام و تعلیمات میں سے) جس کو قرآن نے منسوخ کر دیا وہ



منسوخ ہے، قرآن نے بنی اسرائیل کے سامنے ان اکثر چیزوں کو بیان کر دیا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے، چنانچہ ان کی تحریف کو ظاہر کر دیا اور سابقہ کتابوں میں جو حق کی بات تھی اس سے پردہ اٹھا دیا۔ جو مسلمان اس پر ایمان لاتا ہے، کتاب الہی کی تعظیم اس کے دل میں محبت و سرور اور اس بات پر اللہ کی حمد و ثنا اور شکر و شکیبائی (کا جذبہ) پیدا کرتی ہے کہ اللہ نے اسے ایمان کی ہدایت دی، اور یہی وہ چیز ہے جس کی امید ہر انسان کرتا اور مومن ہر رکعت میں اس کی دعا کرتا ہے:

{ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿٦﴾ } [سورة الفاتحة: 6].

ترجمہ: ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔

اے محافظ و نگہبان! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی اور اپنی حفاظت و نگرانی میں رکھا، ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔





حاکم نے "المستدرک" میں ذکر کیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ "جب شام آئے تو (راستے میں) ایک نہر پڑ گیا، چنانچہ عمر اپنی اونٹنی سے اترے، اپنے موزے اتارے، پھر اپنی سواری کی نکیل تھامی اور نہر (پار کرنے کے لیے) اس میں اتر گئے۔

ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اس ملک کے باشندوں کے سامنے ایک بڑا کام انجام دیا، اپنے موزے اتار دیے، سواری کو اپنے آگے کر دیا اور نہر میں اتر گئے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور کہا: اف! اے ابو عبیدہ! کاش کہ یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا۔

تم سب سے کمتر لوگ تھے، لیکن اللہ نے اسلام کے ذریعہ عزت و سر بلندی عطا کی، تم اگر اس کے علاوہ کسی اور چیز میں عزت تلاش کرو گے تو اللہ پاک و برتر تمہیں ذلیل کر دے گا۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: { مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا } [سورة فاطر: 10].

ترجمہ: جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کی ساری عزت ہے۔

ہمارے پاک و برتر پروردگار نے اپنی بلند و بالا ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

{ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ } [سورة الشعراء: 9].

ترجمہ: تیرا رب یقیناً وہی غالب اور مہربان ہے۔

{ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ } [سورة آل عمران: 6].



ترجمہ: اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

نیز اللہ نے ہمیں سات آسمانوں کے اوپر سے یہ حکم دیا ہے کہ ہم یہ جان رکھیں اور اس کا یقین رکھیں:

{ وَاعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ } [سورة البقرة: 260].

ترجمہ: جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمتوں والا ہے۔

برکت و بلندی والا ہمارا غالب پروردگار وہ ہے جو عزت و سر بلندی کے تمام بلند و بالا معانی اور اس کے اعلیٰ ترین

کمالات کو - وصف اور ملکیت دونوں اعتبار سے - محیط ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا } [سورة فاطر: 10].

ترجمہ: جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کی ساری عزت ہے۔

اس کے لیے غلبہ و سر بلندی کی عزت ہے، چنانچہ وہ اپنے دشمنوں پر حاوی اور غالب ہے۔

اس کے لیے حفاظت و صیانت کی عزت ہے، چنانچہ کوئی مخلوق اس پاک پروردگار تک رسائی حاصل نہیں

کر سکتی، وہ اپنی ذات کے ساتھ بے نیاز ہے۔

اس کے لیے قوت و سطوت کی عزت ہے، اس کی عزت و شوکت کے سامنے سارے دشوار معاملات زیر

ہو جاتے اور اس کی قوت کے سامنے ساری سختیاں نرم ہو جاتی ہیں۔

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار غالب ہے، جب دشمنوں سے انتقام لیتا ہے تو بڑی سخت سزا دیتا ہے۔

وہ بزرگ و برتر غالب ہے، جو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے عزت و شوکت سے سرفراز کرتا ہے۔

وہ بزرگ و برتر غالب ہے جس کا پروردگار (اس کی پناہ لینے والا) مغلوب و مظلوم نہیں ہوتا اور نہ اس کے انصار

و مددگار ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔

وَهُوَ الْعَزِيزُ فَلَنْ يُرَامَ جَنَابُهُ اَنَّى يُرَامَ جَنَابُ ذِي السُّلْطَانِ

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْقَاهِرُ الْعَلَّابُ لَمْ يَغْلِبْهُ شَيْءٌ هَذِهِ صِفَتَانِ



وَهُوَ الْعَزِيزُ بِعُوَّةٍ هِيَ وَصْفُهُ
وَهِيَ الَّتِي كَمَلَتْ لَهُ سُبْحَانَهُ
فَالْعِزُّ حَيْثُ ثَلَاثُ مَعَانٍ
مِنْ كُلِّ وَجْهِ عَادِمِ النُّقْصَانِ

ترجمہ: وہ ایسا غالب ہے کہ جس کی عزت پر کوئی غلبہ نہیں پاسکتا، (اس جیسے) سلطان و حکمران کی عزت پر بھلا کوئی کیسے غالب ہو سکتا ہے۔ وہ غالب ہونے والا اور زیر کرنے والا ہے، اس پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی، یہ دونوں اس کی صفات ہیں۔ وہ طاقت و قوت کے ساتھ غالب ہے، یہ قوت اس کا وصف ہے، معلوم ہوا کہ جس عزت (سے وہ موصوف ہے، اس) کے تین معانی ہیں۔ یہ عزت و شوکت اس پاک ذات کے لیے ہر جہت سے کامل ہے، اس میں کوئی نقص و کمی نہیں۔

عزت و غلبہ والے (رب) کی حفاظت گاہ:

مومنوں کو جب یہ معلوم ہو گیا اور وہ اس پر ایمان لے آئے کہ عزت صرف اللہ سے ہی ملتی ہے، تو وہ (اللہ) عزیز و غالب کے سامنے سرنگوں ہو گئے، اس سے التجا کرنے لگے، اس کی حفاظت گاہ میں حفاظت تلاشنے لگے، اسی کی عزت کی پناہ طلب کرنے لگے اور اسی سے عزت و شوکت کی دعا کرنے لگے، کیوں کہ انہوں نے اس عزیز و برتر رب کے اس فرمان کی تلاوت کی: { مَنْ كَانَ يَرْيِدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا } [سورة فاطر: 10].

ترجمہ: جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کی ساری عزت ہے۔

مدائنی نے اپنی کتاب میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ: "یمن کا ایک شخص حجاج کے پاس اس کے بھائی محمد بن یوسف کی شکایت لے کر آیا، تو دیکھا کہ حجاج منبر پر ہے، چنانچہ اس کے قریب گیا اور اس کے بھائی محمد کی شکایت کرنے لگا، اس پر حجاج نے اسے قید کرنے کا حکم دیا، جب وہ منبر سے اترا تو نہایت غصے کے عالم میں اسے بلایا اور کہنے لگا: تمہیں کیسے یہ جرات ہوئی کہ میرے بھائی کی شکایت کرو؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم آپ کی پناہ مل جائے تو میں آپ کے بھائی سے بھی زیادہ عزیز و محترم ہوں۔ یہ سن کر حجاج نے کہا: اسے آزاد کر دو۔"

لَا تَسْقِنِي كَأْسَ الْحَيَاةِ بِذِلَّةٍ
بَلْ فَاسِقِنِي بِالْعِزِّ كَأَسَ الْحَنْظَلِ

ترجمہ: مجھے ذلت و خواری کے ساتھ زندگی کا جام (بھی پلانا ہو تو) نہ پلاؤ بلکہ عزت و سر بلندی کے ساتھ (چاہو تو) زہر کا جام (بھی) پلا دو۔

مسلمان کے دل میں (اللہ کے) اس نام کی عظمت جس قدر بڑھے گی، وہ اپنی زندگی میں اسے بروئے عمل لانے کے لیے جس قدر کوشاں رہے گا، اسی کے بقدر اسے عزت و شوکت بھی حاصل ہوگی:

{ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ } [سورة المنافقون: 8].

ترجمہ: عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے۔
لوگوں میں سب سے باعزت: انبیاء ہیں، پھر ان کے بعد جن مومنوں کا مرتبہ بلند ہو، وہ۔

اسی لیے دنیا و آخرت میں وہی سرخرو ہے جسے اللہ سرخرو کرے: { قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمَلِكَ مَن

تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٦﴾ }

[سورة آل عمران: 26].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

عزت و سرخروئی کے طلب گاروں کے لیے:

جس نے اللہ عزیز و برتر کے علاوہ کسی اور سے عزت طلب کی، اس نے رو بہ زوال بادشاہت اور مائل بہ فنا قوت سے عزت طلب کی۔

بھلا کوئی شخص اللہ کے سامنے کیسے ٹک سکتا اور اس پر کیسے غلبہ و شوکت حاصل کر سکتا ہے؟ فرعون کی قوم نے

فرعون سے عزت (وغلبہ) طلب کی: { وَقَالُوا بِعِزَّتِهِ فِرْعَوْنُ إِنَّا لَنَرْنَاهُ كَغَالِبٍ } [سورة الشعراء: 44].

ترجمہ: کہنے لگے عزت فرعون کی قسم! ہم یقیناً غالب ہی رہیں گے۔

لیکن نتیجہ کیا سامنے آیا؟ { فَالْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٤٥﴾ } [سورة الشعراء: 45].

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی لاٹھی میدان میں ڈال دی جس نے اسی وقت ان کے جھوٹ موٹ کے کرتب کو نگلنا شروع کر دیا۔

بہت سے لوگ کافروں اور دین کے دشمنوں کے پاس عزت و سر بلندی تلاش کرتے ہیں، ایسے لوگ کما حقہ اللہ عزیز و برتر کی قدر نہیں کرتے اور نہ کما حقہ اسے جانتے ہیں! ورنہ وہ لوگ ان کے دلوں میں نہایت ذلیل و خوار ہوتے جن سے وہ دوستی گانٹھتے ہیں، خواہ وہ جتنے بھی قوت و طاقت والے کیوں نہ ہوں، ان کے تابعین و پیروکار کثیر تعداد میں ہی کیوں نہ ہوں، اللہ عزیز و برتر کی عزت و شوکت، اس کی قدرت و کبریائی اور اس کے قہر و سطوت کے سامنے ان کی کوئی وقعت نہیں۔

اللہ عز و جل نے یہ خبر دی ہے کہ وہ جس عزت اور آرائش کی تلاش میں ہیں، وہ اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں مل سکتی، بلکہ ایسے لوگوں کی حالت منافقوں کی سی ہو چکی ہے کہ جن کا ظاہر ان کے باطن کے برخلاف ہے:

{ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣٨﴾ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

أَيُبْنِعُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴿١٣٩﴾ } [سورة النساء: 138-139].

ترجمہ: منافقوں کو اس امر کی خبر پہنچادو کہ ان کے لیے دردناک عذاب یقینی ہے۔ جن کی یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے پھرتے ہیں، کیا ان کے پاس عزت کی تلاش میں جاتے ہیں؟ (تو یاد رکھیں کہ) عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی شخصیت اور اپنے خاندان پر فخر کرتے ہیں، "مسند امام احمد" میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: دو شخص نبی ﷺ کے زمانے میں اپنے حسب و نسب پر فخر کرنے لگے، ان میں سے ایک نے کہا: میں فلاں ابن فلاں بن فلاں ہوں، تو کون ہے، تیری ماں کو بھی کوئی نہیں جانتا؟!

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی دو لوگوں نے آپس میں حسب و نسب پر فخر کا اظہار کیا، ایک نے کہا: میں فلان ابن فلان ہوں، یہاں تک کہ اس نے اپنے نوپرو جوں کے نام گنادیے، (پھر کہا کہ) تم کون ہو، تمہاری ماں کو بھی کوئی نہیں جانتا؟! دوسرے نے کہا: میں فلان بن فلان ابن اسلام ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "پھر اللہ نے ان دونوں کے بارے میں موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ اے وہ جس نے نوپرو جوں کی طرف اپنی نسبت کی، وہ نو کے نو جہنم میں جائیں گے، اور تو ان کا دسواں ہو گا۔

اور اے وہ جس نے صرف دو لوگوں کی طرف اپنی نسبت کی، وہ دونوں جنت میں جائیں گے، اور تو ان کا تیسرا ہو گا" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

کسی نے کہا ہے کہ: جس کو اپنے عہدہ و منصب پر فخر ہو اسے فرعون سے عبرت حاصل کرنا چاہئے، جسے اپنے مال و دولت پر فخر ہو اسے قارون کو اپنی نظر میں رکھنا چاہئے، اور جسے اپنے حسب و نسب پر فخر ہو اسے ابولہب کو یاد کرنا چاہئے۔ (پھر اسے یقین ہو جائے گا کہ) حقیقی عزت و سرخروئی صرف تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ: "ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ جسے اللہ نے اسلام کے ذریعہ عزت و سر بلندی عطا کی ہے، پھر اگر ہم اس کے علاوہ کسی اور چیز میں عزت تلاش کریں گے تو اللہ ہمیں ذلیل و رسوا کر دے گا"۔

دور حاضر میں امت اسلامیہ کی ذلت و خواری کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ: اس نے اللہ عزیز و برتر سے کما حقہ عزت و سر بلندی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔

وہی آپ کو عزت و سر بلندی عطا کرتا ہے..

جب کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو دھمکی دینی شروع کر دی، آپ کے خلاف بد زبانی کرنے لگے، اپنی طاقت و قوت کا مظاہرہ کر کے (اتر آنے لگے) تو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے اور تمام انسانوں کی کمزوری و بے بسی کی خبر دیتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی:

{ وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ } [سورۃ یونس: 65].

ترجمہ: آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں۔ تمام تر غلبہ اللہ ہی کے لیے ہے وہ سستا جانتا ہے۔

جوں جوں ایمان میں اضافہ ہوتا ہے توں توں مومن کے دل میں عزت بڑھتی جاتی ہے، نصرت و فتح اور غلبہ و سر بلندی پر اس کا یقین بڑھتا جاتا ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِنَطْمِئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ } [سورة آل عمران: 126].

ترجمہ: یہ تو محض تمہارے دل کی خوشی اور اطمینان قلب کے لیے ہے، ورنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمتوں والا ہے۔

نیز اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: { وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ } [سورة الحج: 40].

ترجمہ: جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے۔

جو ایمان سے سرفراز ہو گیا، وہ عزت و سر بلندی سے بھی سرفراز ہو گیا اور جو عزت و سر بلندی سے سرفراز ہو گیا وہ اللہ کی محبت سے سرفراز ہو گیا، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۗ أَذَلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ } [سورة المائدة: 54].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی، وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو دنیا اور آخرت میں باعزت اور سرخرو رہنا چاہتا ہو، اسے چاہئے کہ اللہ پاک و برتر کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم پکڑے، اسی سے اس کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے، کیوں کہ اللہ پاک و برتر دنیا و آخرت کا مالک ہے، اور ساری عزت و سر بلندی اسی کی ملکیت میں ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

{ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا } [سورة النساء: 139].

ترجمہ: عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔

ابراہیم الخواص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "جس قدر مومن اللہ کے حکم کی عزت کرتا ہے، اسی قدر اللہ اسے اپنی عزت سے سرفراز کرتا اور مومنوں کے دلوں میں اس کی عزت پیدا کر دیتا ہے، اللہ پاک و برتر کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: { وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ } [سورة المنافقون: 8]."

ترجمہ: عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے، لیکن یہ منافق جانتے نہیں۔

عزت و سربلندی کی کنجیاں:

عزت و سربلندی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب اس کے اسباب اختیار کیے جائیں:
سب سے پہلے ایمان پر قائم رہا جائے، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

{ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ } [سورة المنافقون: 8].

ترجمہ: عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے، لیکن یہ منافق جانتے نہیں۔

مومنوں کے تئیں تو وضع اختیار کیا جائے، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

{ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ } [سورة المائدة: 54].

ترجمہ: وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر۔

عفو و درگزر سے کام لیا جائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: "جو بندہ معاف کر دیتا ہے، اللہ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے" [مسلم]۔

دعا کے دوران اس نام (العزیز) کے وسیلے سے اللہ کی قربت حاصل کی جائے، ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے

فرمایا: { رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاعْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ } [سورة الممتحنة: 5].

ترجمہ: اے ہمارے رب! تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور اے ہمارے پالنے والے ہماری خطاؤں کو بخش دے، بے شک تو ہی غالب، حکمت والا ہے۔

اسی نام کے وسیلے سے عرش کو تھامنے والے فرشتے مومنوں کے لیے دعا کرتے ہیں: { رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ

جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ

الْحَكِيمُ } [سورة غافر: 8].

ترجمہ: اے ہمارے رب! تو انہیں بیشکی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل ہیں۔ یقیناً تو غالب و باحکمت ہے۔

نبی ﷺ جب رات کے وقت نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ" (اللہ واحد وغالب کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، جو

پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے)۔

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آتا ہے اور درد کی شکایت کرتا ہے، تو آپ اسے یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اللہ کی

عزت کے وسیلے سے اس کی عبادت کرے، اس شخص سے ہمارے محبوب ﷺ فرماتے ہیں: "اس جگہ پر اپنا دہنا ہاتھ

رکھو اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو: "بِسْمِ اللَّهِ، أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ" (یعنی: اللہ

کے نام سے، میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو میں محسوس کرتا

ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں) [مسلم]۔

غور کریں!

اللہ تبارک و تعالیٰ کا اسم گرامی (العزیز-غالب) اس کے ان ناموں کے ساتھ وارد ہوا ہے: (القوی-طاقت والا-الحکیم-حکمت والا-العلیم-علم والا-الحمید-تعریفوں والا-الغفور-بخشش والا-الوہاب-نوازنے والا-المقتدر-قدرت والا)۔

اللہ کی قسم! یہ ہمارے اوپر اللہ کی رحمت کا کمال اور اس کے فضل و احسان کی انتہا ہے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ: ہمارے رب کے اسماء اور اس کی بلند و بالا صفات کامل ہیں، اور وہ باہم ایک دوسرے کو شامل ہیں، وہ پاک و برتر رب اپنی عزت و قوت، اپنی شوکت و سطوت اور گرفت کی شدت میں کامل ہونے کے ساتھ ہی اپنی حکمت اور علم میں بھی کامل ہے، اپنے بندوں پر مہربان اور شفیق ہے، اپنے معاملات میں لائق تعریف ہے، اپنے اقوال و افعال اور اپنے احکام میں قابل ستائش ہے۔

اس کی عزت: حکمت، رحمت اور انصاف پر مبنی ہے: {لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦﴾} [سورة آل

عمران:6]۔

ترجمہ: اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

چوں کہ اس کی عزت: کمال اور عظمت و جلال والی عزت ہے، اس لیے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ ہمیشہ اس کی

تعریف کی جائے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: {الْعَزِيزُ الْحَمِيدُ ﴿١﴾} [سورة ابراهيم:1]۔

ترجمہ: (وہ) غالب تعریفوں والا ہے۔

يَا مَالِكًا هُوَ بِالنَّوَصِي آخِذٌ وَقَضَاؤُهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ نَافِذٌ

أَنَاعَائِدٌ بِكَ يَا كَرِيمٌ وَلَمْ يَجِبْ عَبْدٌ بِعِزِّكَ مُسْتَجِيرٌ عَائِدٌ

ترجمہ: اے مالک کہ جو تمام پیشانیوں پر قابض ہے، جس کا فیصلہ ہر ایک چیز میں نافذ ہو کر رہتا ہے۔ اے سخی

و فیاض! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، وہ بندہ کبھی رسوا و نامراد نہیں ہو سکتا جو تیری عزت کی پناہ حاصل کرے۔



{ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾ وَلِحَمْدِ اللَّهِ رَبِّ

الْعَالَمِينَ ﴿١٨٢﴾ [سورة الصافات: 180-182].

ترجمہ: پاک ہے آپ کا رب جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے (جو مشرک) بیان کرتے ہیں۔ پیغمبروں پر سلام ہے۔ اور سب طرح کی تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

اے اللہ! اے غلبہ والے! ہمیں اپنی اطاعت کے ذریعہ عزت و سر بلندی عطا کر اور اپنی نافرمانی کی وجہ سے

ذلیل و رسوا نہ کر۔



(۱۹)
الْجَبَّارُ عَزَّوَجَلَّ

جب زمانہ منہ پھیر لے، بھائی بے رخی اور ظلم پر اتر آئیں، تاریکی اپنا ڈیرا ڈال دے، (آپ کے) شب و روز بدل جائیں، بیماریاں دوہری ہو جائیں، پریشانی سخت ہو جائے اور مصیبت بڑھ جائے، تو آپ یہ ندا لگائیں: اے اللہ... اے شکستہ دلوں کو جوڑنے والے! میرے نقصان کی تلافی کر دے، میری ناتوانی پر رحم فرما... پھر اللہ آپ کی ضرورت سنے گا۔

اللہ عزوجل اپنے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: {هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ

السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِمُّ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ} [سورة الحشر: 23].

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امان دینے والا، نگہبان، غالب و زور آور، اور بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔

پاک و برتر جبار وہ ہے: جو شکستہ دل کو جوڑتا ہے، فقیر و نادار کو مال داری عطا کرتا ہے، ہر مشکل کو آسان فرماتا ہے، اور ایسے دلوں کی خصوصی فریاد رسی کرتا ہے جو اس کی عظمت و جلالت کے سامنے بچھ جاتے ہیں۔

پاک و برتر جبار وہ ہے: جو ہر ایک چیز پر غالب ہے، جس کے سامنے ہر ایک چیز سرنگوں ہے۔

پاک و برتر جبار وہ ہے جو: ہر ایک چیز اور اپنی ہر مخلوق پر بلند اور عرش پر مستوی ہے۔

ہمارے پروردگار کے لیے ہی ہر طرح کی عظمت و کبریائی ہے، وہ اپنی بڑائی و کبریائی کے ذریعہ ہر ایک ظالم و جابر

پر غالب و حاوی ہے، اور اپنی عظمت کے ذریعہ ان سب پر بلند ہے۔

اللہ عزیز و برتر نے اس نام (جبار) کے ذریعہ اپنی تعریف کی ہے، پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ } [سورة الحشر: 23].

ترجمہ: غالب و زور آور، اور بڑائی والا۔

نبی ﷺ سجدہ اور رکوع میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ" (یعنی: پاک ہے وہ ذات جو بڑائی و بادشاہی اور عظمت و کبریائی والا ہے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

اس کی صفت (جبار) میں دخل اندازی نہ کریں!

جبار (زور آور): اللہ کے حق میں تعریف اور کمال کی صفت ہے، جب کہ انسان جب اس سے متصف ہوتا ہے تو عام طور پر یہ: (اس کے حق میں) مذمت، نقص اور عیب کی صفت ہوتی ہے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جو انسان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ جبار (زور آور) ہے: اسے کھٹل (بھی) اذیت پہنچاتا ہے، معمولی کیڑا (بھی اس کے جسم کو) کھا لیتا ہے، مکھی (تک) اسے زچ کرتی ہے، وہ بھوک سے بے حال اور شکم سیری سے نڈھال ہو جاتا ہے!؟

یہی وجہ ہے کہ رسولوں نے اپنی قوموں پر اس بات کی نکیر کی کہ وہ روئے زمین پر ناحق (ظلم و جور اور کبر

و غرور) کا مظاہرہ کریں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: { وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ } [سورة الشعراء: 130].

ترجمہ: جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو سختی اور ظلم سے پکڑتے ہو۔

جو شخص کبر و غرور کرتا ہے اس کے دل پر اللہ عزیز و برتر مہر لگا دیتا ہے:

{ كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ } [سورة غافر: 35].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر ایک مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔



اللہ عزیز و برتر نے سرکشی اور غرور کرنے والوں کو عذاب کی وعید سنائی ہے: { **وَأَسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ**

جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿١٥﴾ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ ﴿١٦﴾ } [سورة ابراہیم: 15-16].

ترجمہ: انہوں نے فیصلہ طلب کیا اور تمام سرکش ضدی لوگ نامراد ہو گئے۔ اس کے سامنے دوزخ ہے جہاں وہ پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔

حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی اس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھیں گی، دوکان ہوں گے جو سنیں گے اور ایک زبان ہوگی جو بولے گی، وہ کہے گی: مجھے تین لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے: ہر سرکش ظالم پر، ہر اس آدمی پر جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتا ہو، اور مجسمہ بنانے والوں پر" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "جنت اور دوزخ نے بحث کی، دوزخ نے کہا: میں متکبروں اور ظالموں کے لیے خاص کی گئی ہوں..." [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

کہاں ہیں کبر و غرور کرنے والے لوگ؟..

کہاں ہیں ظلم و ستم کرنے والے لوگ؟..

أَيْنَ الْمُلُوكِ وَأَبْنَاءِ الْمُلُوكِ وَمَنْ
صَاحَتْ بِهِمْ حَادِثَاتُ الدَّهْرِ فَانْقَلَبُوا
كَانَتْ تَحْرِ لُهُ الْأَذْقَانُ إِذْعَانًا
مُسْتَبَدِّلِينَ مِنَ الْأَوْطَانِ لِلْأَوْطَانِ

ترجمہ: کہاں ہیں شاہان عالم اور ان کے شہزادے اور وہ لوگ جن کے سامنے ٹھوڑیاں خم رہتی تھیں۔ حوادث

زمانہ نے انہیں اپنی چھپیٹ میں لے لیا اور وہ ایک دنیا سے دوسری دنیا کی طرف چل بسے۔

در آسماں پر دستک دیں:

نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاجْبُرْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي" (یعنی:

اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میرے نقصان کی تلافی فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

زندگی میں مختلف قسم کے نقصانات کا سامنا ہوتا ہے، ہر دن ہم اس زندگی کے غم واندوہ سے ٹوٹے بکھرتے ہیں، ہمیں ہر لمحہ اللہ پاک و برتر کی محتاجی رہتی ہے، تاکہ وہ ہمارے نقصان کی تلافی فرمائے اور ہماری کمزوری کو توانائی میں بدل دے۔

شَبَابٌ وَشَيْبٌ وَافْتِقَاؤٌ وَثَرَوَةٌ فَلِلَّهِ هَذَا الدَّهْرُ كَيْفَ تَرَدَّدَا؟!

ترجمہ: جوانی، بڑھاپا، فقیری اور مالداری۔ اللہ اللہ، یہ زمانہ کیسے کیسے روپ بدلتا ہے؟!

بیمار انسان بستر مرگ پر پڑا بیماری سے لڑتا ہوا اے اللہ! کی ندا لگاتا ہے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے جبار (ہر نقصان کو دور کرنے والا رب) اس کے مرض کی تلافی کرتا اور اپنی جانب سے شفاناازل فرماتا ہے۔

فقیر و نادار شخص پوری طرح (زندگی سے) ہار جاتا ہے (یہاں تک کہ) اس کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہوتی، فقیری و لاچاری سے آہیں بھرتا اور فاقے کی مار سے روتا بلکتا ہے، ایسے میں وہ آسمان کی طرف نظر اٹھاتا اور پکارتا ہے: اے اللہ! پھر جبار (ہر نقصان کی تلافی کرنے والا رب) اس کے نقصان کی تلافی فرماتا، اس کی ضرورت پوری کرتا اور اس کی تنگی دور کر دیتا ہے۔

مظلوم انسان شکست کھا کر (نڈھال ہو جاتا)، اپنی آہ و بکا کو چھپائے رہتا اور اپنے آنسو پوچھتا رہتا ہے، اور (ایسے میں) اللہ کے درپر خود سپردگی کرتے ہوئے پکارتا ہے: اے اللہ! پھر جبار (زور آور رب) اس کا بدلہ لیتا، اپنی فوج بھیجتا اور اپنی مدد نازل کرتا ہے۔

قید و بند کا شکار انسان سلاخوں کے پیچھے شکستہ دل، بیٹیوں میں جکڑا ہوا، پابہ زنجیر ہوتا ہے، ایسے میں ندا لگاتا ہے: اے اللہ! پھر کیا ہوتا ہے کہ جبار (شکستہ دلوں کو جوڑنے والا رب) اس کی پریشانی کی تلافی کرتا اور اس کے لیے دروازے کھول دیتا ہے، پھر بیٹیاں کھلنے لگتیں اور کشادگی اپنے پر پھیلانے لگتی ہے۔

باجب انسان شکستہ خاطر، چاروں طرف سے حزن و ملال سے گھرا ہوتا ہے، امید کمزور ہو چکی ہوتی ہے، ایسے میں مصلیٰ لیتا اور دیر تک (سجدے میں) روتا رہتا اور یہ ندا لگاتا ہے کہ: "اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما" پھر جبار (ہر نقصان کو دور کرنے والا رب) اس کی شکستگی پر رحم کھاتا، اپنا حکم نافذ کرتا اور اپنی نصرت و مدد بھیجتا ہے، انجام کار جو چیز اس کی (امیدوں سے) دور تھی وہ سامنے نظر آنے لگتی ہے، ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھرنے لگتی ہے اور حمل ٹھہر جاتا ہے۔

یقیناً وہ عزیز و برتر جبار ہی ہے جو ہر گرہ کو کھولتا، شکستہ دلوں، ٹوٹی ہوئی ہڈیوں اور بکھرے ہوئے نفوس کو جوڑتا ہے، آنسوؤں کو روکتا، مصیبت اور حزن و ملال کو دور کر کے خوشی و مسرت کو نازل فرماتا ہے۔
سب کے سب اس کو ہی پکارتے ہیں: میرے نقصان کی تلافی فرما اور میری کمزوری پر رحم کھا!

{ يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿٢٩﴾ } [سورة الرحمن: 29].

ترجمہ: سب آسمان و زمین والے اسی سے مانگتے ہیں۔ ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔

وَإِذَا الْعِنَايَةُ لَاحِظَتْكَ عُيُوثُهَا نَمَّ فَالْحَوَادِثُ كُلُّهُنَّ أَمَانٌ

ترجمہ: جب آپ کو (اللہ کی) عنایت و نگہبانی حاصل ہو جائے تو آپ (اطمینان کی نیند) سوئیں، کیوں کہ اس کے

بعد تمام حادثات مامون ہوں گے۔

ہر وہ نقصان جو آپ کو اللہ کے درپر لا کھڑا کرے وہ (نقصان نہیں) تلافی ہے، گرچہ وہ باعث تکلیف ہی کیوں نہ

ہو۔

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنزِلُ إِلَّا بِإِقْدَارٍ مَّعْلُومٍ } [سورة الحجر: 21].

ترجمہ: جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں، اور ہم ہر چیز کو اس کے مقررہ انداز سے اتارتے ہیں۔

اسی پاک و برتر (رب) کے ہاتھ میں آسانی و فراخی کی کنجیاں ہیں، جب درد و غم آپ کو نڈھال کر دیں، تو اسی بادشاہ، علم والے، دلوں کو جوڑنے اور نقصان کو دور کرنے والے (رب) سے لو لگائیں اور یہ التجا کریں: اے ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والے! میرے نقصان کی تلافی کر دے، میری ناتوانی پر رحم فرما اور میرے حزن و ملال کو خوشی میں بدل دے: { أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ } [سورة النمل: 62].

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟

وَلَرَّبٌّ نَّازِلٌ بِهَا الْفَتَىٰ
ضَاقَتْ فَلَمَّا اسْتَحْكَمَتْ حَلَقَاتُهَا
ذَرَعًا وَعِنْدَ اللَّهِ مِنْهَا الْمَخْرَجُ
فُرِحَتْ وَكَانَ يَطْنُهَا لَا تُفْرَجُ

ترجمہ: کتنی ہی مصیبتیں ایسی ہیں کہ جن سے انسان تنگ آجاتا ہے، جب کہ اللہ کے پاس اس کا حل موجود ہوتا ہے۔ جب تنگی بڑھ جاتی اور اس کی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں، تب وہ (تنگی) کشادگی میں بدلنے لگتی ہے جب کہ انسان سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ تنگی دور ہی نہیں ہوگی۔

آپ بلسم (غزده کے لیے باعث مسرت) بن کر رہیں!

یاد رکھیں کہ: آفت و مصیبت، دنیا میں رونما ہونے والی شکست اور نقصانات ہیں، اس لیے جب کسی انسان کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھیں تو آپ (اس کے لیے) ایسا شخص بن جائیں جسے اللہ اس کے نقصان کی تلافی کے لیے استعمال کرے، کیوں کہ (اس کا) بڑا بدلہ قیامت کے دن ملنے والا ہے جس دن سب کے سب ایسے شخص کی تلاش میں ہوں گے جو ان کے نقصانات کی تلافی کر سکے۔



نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

{ وَأَحْسِنَ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ } [سورة القصص: 77].

ترجمہ: جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے، تو بھی اچھا سلوک کر۔

{ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ } [سورة آل عمران: 134].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔

وَحَلَاوَةٌ إِنْ صَارَ غَيْرَكَ عَلَقَمًا

كُنْ بَلَسَمًا إِنْ صَارَ غَيْرَكَ أَرْقَمًا

ترجمہ: جب زمانہ آپ کے لیے سانپ بن جائے تو آپ اس کا بلسم (اور تریاق) بن جائیں۔ اگر دوسرے لوگ آپ کے ساتھ تلخ ہیں تو آپ (ان کے لیے) شیریں ہو جائیں۔

اے اللہ! اے شکستہ دلوں کو جوڑنے والے، ہماری شکستگی کو دور فرمادے، ہماری کمزوری و ناتوانی پر رحم فرما، اور اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے ہمارے گناہوں کو درگزر کر دے۔



(۲۰)
الْمُتَكَبِّرُ - جل جلاله

بڑائی و کبریائی صرف ایک اللہ عزیز و برتر کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ اپنی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

{ وَ لَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ } [سورة الجاثية: 37].

ترجمہ: اسی کے لیے آسمانوں اور زمین میں سب بڑائی ہے اور وہی سب پر غالب، کمالِ حکمت والا ہے۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: { هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ

الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ } [سورة

الحشر: 23]

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب زور آور، اور بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار رب ہر بڑائی سے پاک، تمام طرح کی آلائشوں سے صاف، اور بندوں پر ظلم کرنے

سے منزہ و بالا تر ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو سرکش مخلوقات پر اس وقت اپنی بڑائی کا اظہار کرتا ہے جب وہ اللہ کی عظمت

و کبریائی کو اس سے چھیننا چاہتے (یعنی اس کا دعویٰ کرتے) ہیں۔

وہ عزیز و برتر (رب) ہر ایک بڑائی سے پاک و بری اور ان تمام مذموم و حادث صفات سے اعلیٰ و بالا ہے جو اس کی

شان کو زیبا نہیں۔

کبریائی کی اصل: حفاظت و صیانت ہے، ہمارا عزیز و برتر پروردگار ہر قسم کے نقص، برائی اور عیب سے محفوظ ہے۔

انکساری کی بندگی..

اللہ کے اسم گرامی (المتکبر) میں جو حرف "تا" ہے وہ اپنانے اور تکلف کرنے کے معنی میں نہیں ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ: "فلان تعظم" (یعنی: فلاں شخص بڑکپن ظاہر کر رہا ہے) جب کہ وہ بڑا ہے نہیں، (المتکبر میں) جو "تا" ہے وہ انفرادیت اور اختصاص کے لیے ہے۔

تکبر اور کبریائی صرف اللہ پاک و برتر ہی کو زیب دیتی ہے، کیوں کہ وہ تنہا بادشاہ (حقیقی) ہے اور اس کے سوا سب (اس کے) غلام ہیں، وہ اکیلا پالنہار ہے، اس کے سوا سارے اس کے ماتحت ہیں، وہ تنہا خالق ہے، اس کے سوا سب کے سب مخلوق ہیں، وہ اکیلے کمال و جمال اور عظمت و جلال کی تمام صفات میں منفرد ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک و برتر نے اس صفت کو اپنے لیے خاص کیا ہے، اور (اس کے علاوہ) جو شخص اس سے متصف ہو، اسے سخت سزا کی وعید سنائی ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بڑائی (و کبریائی) میری چادر ہے، اور عظمت میرا تہ بند ہے، جو ان دونوں میں سے کسی ایک کے لیے بھی مجھ سے جھگڑے (یعنی ان میں سے کسی ایک کا دعویٰ کرے) میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا" [حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

خطابی رقم طراز ہیں: "اس حدیث میں چادر اور تہ بند کی مثال پیش کرنے کی وجہ یہ ہے کہ: "جس طرح انسان اپنی چادر اور تہ بند میں کسی کو شریک نہیں کرتا، اسی طرح عظمت و کبریائی میں کوئی مخلوق میرا (یعنی اللہ کی) شریک نہیں ہو سکتی، واللہ اعلم"۔

مخلوق کا مقام یہ ہے کہ: وہ عزت و اکرام والے (رب) اور سب سے بزرگ و عالی مرتبہ (اللہ) کے سامنے انکساری و خاکساری اور خشوع و خضوع اختیار کرے، رکوع و سجدہ (میں جانے) کے وقت تکبیر کے ساتھ اور رکوع و سجدہ کی حالت میں عظمت و کبریائی کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے میں شاید یہی اسرار و موزوں پوشیدہ ہیں۔

نبی ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سبحان ذی الجبروت والملكوت

والكبرياء والعظمة" (یعنی: پاک ہے وہ ذات جو بڑائی و بادشاہت اور عظمت و کبریائی والا ہے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

اللہ پاک و برتر نے اپنے نبیوں اور نیک بندوں کو کبر و غرور سے پاک فرمایا، بلکہ وہ سب کبر و غرور اور تکبر سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے: { وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ } [سورة غافر: 27]۔

ترجمہ: موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس تکبر کرنے والے شخص (کی برائی) سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔
ان سزاؤں پر غور کریں:

جو شخص اس صفت (کبر و غرور) سے متصف ہوتا ہے اس کے نفس میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، اس کی صالحیت جاتی رہتی ہے، اور اس کے دل پر زنگ پڑ جاتا ہے: { كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ } [سورة غافر: 35]۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر ایک مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

نیز پاک و برتر رب نے فرمایا: { إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرًا مَّا هُمْ بِبَلِيغِيهِ } [سورة غافر: 56]۔
ترجمہ: ان کے دلوں میں بجز نرمی بڑائی کے اور کچھ نہیں وہ اس تک پہنچنے والے ہی نہیں۔



ابلیس کبر و غرور کرنے والوں کا امام ہے: { إِلَّا إِلِيلِسَ أَسْتَكْبَرَّ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿٧٤﴾ } [سورة ص: 74].

ترجمہ: مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا)، اس نے تکبر کیا اور وہ تھا کافروں میں سے۔

تکبر کرنا سرکش بادشاہوں کی صفت رہی ہے، جیسے فرعون اور اس جیسے دیگر سرکش شاہان عالم: { وَأَسْتَكْبَرَ

هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُوا أَنَّهُمْ إِلِيلِنَا لَا يُرْجَعُونَ ﴿٣٩﴾ } [سورة القصص: 39].

ترجمہ: اس نے اور اس کے لشکروں نے ناحق طریقے پر ملک میں تکبر کیا اور سمجھ لیا کہ وہ ہماری جانب لوٹائے ہی نہ جائیں گے۔

جس کے پاس مال و دولت اور آل و اولاد کی بہتات ہو اور وہ اللہ کے سامنے (تکبر کے ساتھ) ان کا مظاہرہ کرے تو ایسے شخص کے دل میں تکبر گھر کر جاتا ہے، جو اسے حق بات قبول کرنے سے باز رکھتا ہے، جیسا کہ ولید بن مغیرہ کے ساتھ ہوا: { ثُمَّ أَدْبَرَ وَأَسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ } [سورة المدثر: 23].

ترجمہ: پھر پیچھے ہٹ گیا اور غرور کیا۔

کبر و غرور: حق کو جھٹلانے والی قوموں کی ہلاکت کا سبب ہے: { فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

الْحَقِّ } [سورة فصلت: 15].

ترجمہ: اب عادنے بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی۔

اللہ عزیز و برتر نے صالح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں ارشاد فرمایا: { قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي

ءَامَنْتُمْ بِهِء كٰفِرُونَ ﴿٧٦﴾ } [سورة الاعراف: 76].

ترجمہ: وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس بات پر یقین لائے ہوئے ہو، ہم تو اس کے منکر ہیں۔

متکبروں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کتنا ہی برا ٹھکانہ ہے: { أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٦٠﴾ }

[سورة الزمر: 60].

ترجمہ: کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟

ترمذی میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "گھمنڈ کرنے والے لوگوں کو قیامت کے دن میدان حشر میں چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی مانند لوگوں کی صورتوں میں لایا جائے گا، انہیں ہر جگہ ذلت ڈھانپنے رہے گی، پھر وہ جہنم کے ایک ایسے قید خانے کی طرف ہنکائے جائیں گے جس کا نام "بولس" ہے۔ اس میں انہیں بھڑکتی ہوئی آگ ابالے گی، وہ اس میں جہنمیوں کے زخموں کی پیپ پیپیں گے۔ جسے "طینۃ الخبال" کہتے ہیں (یعنی: سڑی ہوئی بدبودار کچھڑ)۔ یہ حدیث صحیح ہے [اللہ ہمیں اس سے پناہ بخشے۔

دوا:

جو کبر کا شکار ہو اسے چاہئے کہ اپنے باطن پر عقلمندوں کی طرح غور و فکر کرے، نہ کہ جانوروں کی طرح صرف اپنے ظاہر پر نظر رکھے!
اپنے وجود کی حقیقت کو یاد کرے کہ وہ کہاں سے نکلا ہے؟ اس دنیا میں اس کا انجام کیا ہونا ہے... ایک بدبودار مردار!

بیان کیا جاتا ہے کہ: "مطرف بن عبد اللہ الشخیر نے مہلب بن ابی صفرہ کو دیکھا کہ اس کے جسم پر (اس کی قد سے لمبا) ایک لباس ہے جسے وہ گھسیٹ رہا اور کبر و غرور سے چل رہا ہے، تو انہوں نے عرض کیا: اے ابو عبد اللہ! تم اس انداز میں کیوں چل رہے ہو جسے اللہ و رسول ناپسند کرتے ہیں؟

مہلب نے کہا: کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟

انہوں نے عرض کیا: بالکل تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں، تمہاری ابتدا ایک فاسد نطفے سے ہوئی، تمہاری انتہا ایک آلودہ مردار کی شکل میں ہوگی اور ان دونوں کے درمیان تمہارے جسم میں بول و براز بھرے رہتے ہیں۔"

لَوْ فَكَّرَ النَّاسُ فِيمَا فِي بُطُونِهِمْ مَا اسْتَشَعَرَ الْكِبَرَ شُبَّانًا وَلَا شَيْبًا

ترجمہ: اگر لوگ صرف اس چیز پر غور کریں جو ان کے شکم میں بھری ہوئی ہے تو نہ کوئی جوان کبر و غرور میں مبتلا ہو گا اور نہ کوئی بوڑھا۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "انسان کو چاہئے کہ کسی کو حقیر نہ جانے، کیوں کہ جسے حقیر جان رہا ہے ہو سکتا ہے وہ اس سے زیادہ دل کا پاکیزہ، عمل کا نیک اور نیت کا مخلص ہو، کیوں کہ اللہ کے بندوں کو حقیر جاننے سے نقصان اور ذلت و رسوائی ہاتھ آتی ہے۔"

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "(اللہ سے) خوف کھانے والا گناہ گار تکبر کرنے والے عبادت گزار سے زیادہ اچھا ہے۔"

عقل و بینش رکھنے والے کو چاہئے کہ تواضع و انکساری کو لازم پکڑے، علما کی مجلس میں بیٹھے، کمزور لوگوں کی صحبت اختیار کرے، بیماروں کی تیمارداری کرے، جاں کنی میں مبتلا اور مصیبت کے شکار لوگوں کو (عبرت کی نگاہ سے) دیکھے، کبر و غرور کرنے والوں کی سیرت اور ان کے احوال پر غور کرے کہ وہ کیسے تھے؟ اور ان کا انجام کیا ہوا؟

كَأَنَّكَ لَمْ تَسْمَعْ بِأَخْبَارٍ مِّنْ مَّضَىٰ
فَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي فِتْلِكَ دِيَارَهُمْ
وَلَمْ تَرَ فِي الْبَاقِيْنَ مَا يَصْنَعُ الدَّهْرُ
مَحَاَهَا بِجَحَالِ الرِّيحِ بَعْدَكَ وَالْقَبْرِ

ترجمہ: (تمہارا یہ کبر و غرور بتا رہا ہے کہ) گویا تم نے گزری ہوئی قوموں کی تاریخ نہیں سنی، اور نہ زندہ لوگوں میں یہ غور کیا کہ زمانہ کس طرح اپنی کارستانیوں کے جلوے دکھاتا ہے۔ اگر تم اس سے بے خبر ہو تو دیکھو یہ ان کے گھر اور بستیاں ہیں جنہیں ہوا کے تھپیڑوں نے بے نشان کر دیا ہے، اور یہ ان کی قبریں ہیں۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے متکبر نام کے وسیلے سے یہ سوال کرتے ہیں کہ: تو ہماری کمزوری و ناتوانی پر رحم فرما، ہمارے عیب پر پردہ ڈال دے، ہمارے گناہوں کو بخش دے، اور اے سارے جہاں کے پالنہارا! ہمیں تکبر سے محفوظ رکھ۔



(۲۲، ۲۱)
الْخَالِقُ، الْخَالِقُ جَد جَلالہ

تِلْكَ الطَّيْبَةُ قَفِ بِنَا يَا سَارِي
الْأَرْضُ حَوْلَكَ وَالسَّمَاءُ اهْتَزَّتَا
سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْوُجُودَ مُصَوِّرًا
حَتَّى أَرَيْكَ بَدِيعَ صُنْعِ الْبَارِي
لِرَوَائِعِ الْآيَاتِ وَالْآثَارِ
تِلْكَ الدِّمَى وَمُقَدَّرِ الْأَقْدَارِ

ترجمہ: اے شب کے راہ گزر! یہ اللہ کی فطرت (تخلیق) ہے، ذرا ٹھہر جا کہ میں تجھے خالق کی تخلیق کے بے مثال نمونے دکھا سکوں، تیرے ارد گرد کی زمین اور آسمان (اس کی) بے نظیر آیتوں اور نشانیوں سے تھرا گئے، پاک ہے وہ (اللہ) جس نے خون کے لو تھڑے سے شکل و صورت بنا کر (انسان کو) وجود میں لایا، اور تقدیریں مقدر فرمائی۔

کس نے آسمان وزمین پیدا فرمائے؟ کس نے دانے اور گٹھلی کو وجود بخشا؟ کون ہے جس نے (رات کی تاریکی سے) صبح روشن پیدا کیا، رات کو راحت کی چیز بنایا، سورج اور چاند کو حساب سے رکھا؟ کون ہے جس نے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا؟ کس نے پوری انسانیت کو صرف ایک جان سے پیدا فرمایا؟ کون ہے جس نے ہر چیز کو شکل و صورت بخشی پھر راہ دکھائی؟

{ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ } [سورة لقمان: 11].

ترجمہ: یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ۔

پاک ہے وہ ذات جس کی عظمت نے معرفت رکھنے والوں کی عقلوں کو حیران کر دیا!
پاک ہے وہ ذات جس کی بے نظیر تخلیقات غور و فکر کرنے والوں کی نگاہوں میں روشن ہو گئیں!

پاک ہے وہ ذات جس کی تجلیات نے (راہ ہدایت کے) راہ گزاروں کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا!

{ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ } {سورة المؤمنون: 14}.

ترجمہ: برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

ذیل کے سطور میں ہم اللہ عزیز و برتر کے دو اسمائے گرامی: (الخالق اور الخلاق علیٰ و علا۔ پیدا کرنے والا) پر غور و فکر

کریں گے۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ } {سورة الحجر: 86}.

ترجمہ: یقیناً تیرا پروردگار ہی پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔

نیز فرمایا: { هُوَ اللَّهُ الْخَلَّاقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ } {سورة الحشر: 24}.

ترجمہ: وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا و وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔

ہمارا پروردگار ہی ہے جس نے تمام چیزوں کو عدم سے وجود بخشا، اور انہیں انوکھے انداز میں بغیر کسی سابقہ مثال

کے پیدا فرمایا، اللہ پاک و برتر کے افعال اسی اندازے سے طے پاتے ہیں جسے وہ متعین کرتا ہے۔

خالق کی عظمت..

کائنات کی ہر ایک چیز اس کی تخلیق کردہ ہے، اور ہر مخلوق اس کی الوہیت و ربوبیت کا اعتراف کرتی ہے، ہر وہ

چیز جسے آپ اپنے ارد گرد دیکھ رہے۔ اور جسے نہیں دیکھ پارہے ہیں۔ وہ سب وجود الہی کی دلیل ہیں، اس نے تمام

موجودات کو پیدا کیا، انہیں خلقت بخشی، اپنی حکمت سے انہیں (درست اور) برابر کیا اور شکل و صورت عطا کی، وہ

(اللہ) ہمیشہ سے اس عظیم صفت سے متصف ہے اور رہے گا۔

اس نے ہڈی پر گوشت چڑھایا، گوشت پر چمڑا پیدا کیا، چوپایوں کو بال اور کھال کا لباس پہنایا، شکم مادر کے اندر

پل رہے جنین میں (زندگی کی) روح پھونکی، پھر اسے شکم سے باہر لایا، رزق سے نوازا، اس کی حفاظت فرمائی، اسے علم

دیا، انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا، اس کی دو آنکھیں بنائیں، زبان اور ہونٹ بنائے، اور (ہدایت و گمراہی کے)



دونوں راستے دکھادئے: {الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّدَكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾} [سورة الانفطار: 7-8].

ترجمہ: جس (رب نے) تجھے پیدا کیا، پھر ٹھیک ٹھاک کیا، پھر (درست اور) برابر بنایا۔ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔

{فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴿١٤﴾} [سورة المؤمنون: 14].

ترجمہ: برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

وَكَذَلِكَ يَشْهَدُ أَنَّهُ سُبْحَانَهُ الْخَلْقِ بِاعِثُ هَذِهِ الْأَكْوَانِ

ترجمہ: اسی طرح یہ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ اسی پاک و برتر (رب) نے (تمام مخلوقات کو) پیدا کیا اور (کائنات کو) وجود میں لایا۔

ہمارے پاک و برتر پروردگار نے مخلوقات کو اس لیے پیدا کیا تاکہ وہ اس کی معرفت حاصل کریں اور اس کی

عبادت کریں: {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾} [سورة الذاریات: 56].

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

کائنات کی ہم آہنگی:

یہ تمام مخلوقات یوں ہی بیکار، بے معنی اور کھیل کود کے لیے نہیں پیدا کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک و برتر

ہے!- اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: {وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعَيْنِ ﴿١٦﴾} [سورة

الانبياء: 16].

ترجمہ: ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیلنے ہوئے نہیں بنایا۔

تمام موجودات بزرگ و برتر کی صفات کی گواہ ہیں، یہ سب اسمائے حسنیٰ اور ان کی حقیقت کی طرف اشارہ

کرتیں، ان کی بولی بولتیں اور ان پر دلالت کرتی ہیں۔

تأمل سطور الكائنات فإيها
وقد خطَّ فيها لو تأملت خطَّها
تشيئُ بإثباتِ الصفاتِ لِرِئها
من المملكِ الأعلى إليك رسائلُ
ألا كلُّ شيءٍ ما خلا الله باطلُ
فصامتُها يهدي ومن هو قائلُ

ترجمہ: کائنات میں (اللہ کی تحریر کردہ) سطور پر غور کریں، کیوں کہ وہ بلند و بالا بادشاہ کی طرف سے آپ کے لیے پیغامات ہیں۔ آپ اگر غور کریں گے تو اس کے اندر آپ کو یہ لکھا ہوا ملے گا کہ: اللہ کے سوا ہر ایک چیز (موجود) باطل و بے بنیاد ہے۔ یہ کائنات اپنے پانہار کی صفات کو ثابت کرتی ہے، اس میں (جو مخلوقات) بے زبان ہیں وہ بھی (اللہ کی طرف) رہنمائی کرتی ہیں اور (وہ مخلوقات بھی) جو بول سکتی ہیں۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { إِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ } [سورة القمر: 49].

ترجمہ: بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔

اطباء کہتے ہیں کہ: "حلق کے سوراخ کو نہایت ہی باریک اندازے سے پیدا کیا گیا ہے، کیوں کہ اگر وہ اس اندازے سے تھوڑا زیادہ کشادہ ہوتا جس پر وہ موجود ہے، تو انسان کی آواز غائب ہو جاتی، اور جس اندازے پر وہ ابھی ہے، اگر اس سے تھوڑا زیادہ تنگ ہوتا تو سانس لینا مشکل ہو جاتا"۔ معلوم ہوا کہ (اس میں معمولی کمی بیشی لانے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ) سانس لینے میں آسانی ہوگی تو آواز غائب ہو جائے گی، یا آواز واضح ہوگی تو سانس لینا دشوار ہو جائے گا۔

{ صُنِعَ اللَّهُ الَّذِي أَنْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ إِنَّهُ خَيْرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٨٨﴾ } [سورة النمل: 88].

ترجمہ: یہ ہے صنعت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے، جو کچھ تم کرتے ہو اس سے وہ باخبر ہے۔

اگر ہماری بصارت اپنی موجودہ مقدار سے بڑھ جائے تو ہماری زندگی جہنم بن جائے گی!

جب آپ پانی سے بھرے گلاس کو دیکھتے ہیں، جسے آپ نوش کرتے ہیں، تو آپ کو وہ بالکل صاف شفاف، شیریں اور خوش نما نظر آتا ہے، اگر آپ کی قوت بصارت تھوڑی بڑھ جائے اور موجودہ حالت سے مزید گہری ہو جائے، تو آپ کو اس گلاس کے اندر عجیب و غریب (جراثیم) نظر آنے لگیں گے! آپ کو بے شمار زندہ مخلوقات اور



بے ضرر جراثیم دکھنے لگیں گے! پھر آپ وہ پانی پی نہیں سکیں گے: { إِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْتَهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ } [سورة القمر: 49].

ترجمہ: بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔

اگر سننے کی صلاحیت مزید بڑھ جائے تو آپ رات کے وقت سو نہیں پائیں گے، کیوں کہ ہر طرح کی آوازیں کان تک پہنچنے لگیں گی، بلکہ آپ کے معدے میں جو نظام ہاضمہ ہے، صرف اس کی آواز کا اندازہ لگائیں گے تو ایک بڑی فیٹری کی آواز معلوم ہونے لگے گی: { إِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْتَهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ } [سورة القمر: 49].

ترجمہ: بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔

چھونے کی جو حس ہے، اگر اس میں اضافہ ہو جائے تو آپ پر سکون لہر کو بھی محسوس کرنے لگیں گے، جو آپ کی زندگی کو ناقابل برداشت جہنم میں تبدیل کر دے گی: { وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾ } [سورة الذاریات: 21].

ترجمہ: خود تمہاری ذات میں بھی، تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔

{ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۗ } [سورة لقمان: 11].

ترجمہ: یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ۔

آپ کو تعجب ہو گا ایسے لوگوں پر جن کی فطرت بدل چکی ہے اور ان کے ضمیر بیمار ہو چکے ہیں! وہ اللہ کے تعلق سے بحث و مباحثہ کرتے ہیں، جب کہ اللہ (کی نشانی) ان کے دلوں میں جاگزیں ہو چکی ہے: { وَحَدِّثُوا يُهَا

وَأَسْتَيْقِنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ } [سورة النمل: 14].

ترجمہ: انہوں نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے۔



{وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
[سورة لقمان: 25].}

ترجمہ: اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمان وزمین کا خالق کون ہے؟ تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ، تو کہہ دیجئے کہ سب تعریفوں کے لائق اللہ ہی ہے، لیکن ان میں کے اکثر بے علم ہیں۔
آپ مطمئن رہیں!

مومن یہ جانتا ہے کہ خالق سے ہی اسے عزت و سر بلندی ملتی ہے، اس لیے اس کا دل مطمئن رہتا ہے، وہ جانتا ہے کہ جس (اللہ) نے اسے پیدا کیا ہے وہ اس سے غافل نہیں ہوگا، بلکہ اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے، مومن کا معاملہ تنگی و خوش حالی، مال داری و فقیری اور سختی و فراخی ہر حال میں خیر و بھلائی پر مبنی ہوتا ہے:

{أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ} [سورة يونس: 62].

ترجمہ: یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے الخالق نام کے وسیلے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں اپنے اولیاء (دوستوں) میں

شامل فرما۔



نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا: آج رات اپنی سو (۱۰۰) یا (راوی کو شک تھا) نناوے (۹۹) بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک ایک شہسوار جنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ان کے ساتھی نے کہا کہ ان شاء اللہ بھی کہہ لیجئے لیکن انہوں نے ان شاء اللہ نہیں کہا۔ چنانچہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان سے بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر سلیمان علیہ السلام اس وقت ان شاء اللہ کہہ لیتے تو (تمام بیویوں کے یہاں بچے پیدا ہوتے) اور سب گھوڑوں پر سوار ہو کر اللہ کے راستے میں جہاد کرتے" [متفق علیہ]۔

اللہ عزیز و برتر کے سوا کسی اور در سے بندے کی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی، اللہ وہ ہے: { اَلْخَلْقُ اَلْبَارِئُ

اَلْمُصَوِّرُ لَهُ اَلْاَسْمَاءُ اَلْحُسْنٰی يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ اَلْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيْمُ } [سورة
الحشر: 24].

ترجمہ: جو پیدا کرنے والا، وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا، اسی کے لیے (نہایت) اچھے نام ہیں، ہر چیز خواہ وہ آسمانوں میں ہو خواہ زمین میں ہو اس کی پاکی بیان کرتی ہے، اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

اے اللہ ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے ہے! تو نے ہمیں وجود میں لا کر ہم پر انعام و احسان کیا، جب کہ ہم

کوئی قابل ذکر چیز نہ تھے: { هَلْ اَنْتَ عَلَى الْاِنْسٰنِ حِيْنَ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا } [سورة
الانسان: 1].

ترجمہ: یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔

اللہ عزیز و برتر نے اپنی بلند و بالا ذات کی تعریف اپنے اسم گرامی (الباری جل و علا۔ وجود بخشنے والا) سے کی ہے،

فرمان الہی ہے: { هُوَ اللَّهُ الْخَلِيقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ } [سورة الحشر: 24].

ترجمہ: وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔

البرء کے لغت میں دو معانی ہیں: پہلا: پیدا کرنا۔

دوسرا: کسی چیز سے دور اور بیزار ہونا۔

برئ کے معنی ہیں: پاک و صاف اور دور ہونا۔

ہمارا (الباری۔ وجود بخشنے والا) پروردگار: عدم سے وجود میں لانے والا ہے، وہی ہے جس نے بعض مخلوق کو بعض پر فضیلت بخشی، ہر جنس کو دوسری جنس سے ممتاز کیا، ہر مخلوق کی شکل و صورت ایسی بنائی جو اس کی خلقت کے مقصد کے مناسب ہو، وہ ہر چیز کو عدم سے وجود میں لاتا اور اسے ایسی خصوصیت کے ساتھ پیدا کرتا ہے جو اسے دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔

اس پاک و برتر (اللہ) نے مخلوقات کو تمام تر بے ضابطگی اور تناقض سے پاک و صاف پیدا فرمایا: { الَّذِي خَلَقَ

سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِن تَفْوُوتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ﴿۲۰﴾ } [سورة الملك: 3].

ترجمہ: جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ (تو اسے دیکھنے والے) اللہ رحمن کی پیدائش میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا، دوبارہ (نظریں ڈال کر) دیکھ لے کیا کوئی شکاف بھی نظر آ رہا ہے۔

ہمارا (الباری۔ وجود بخشنے والا) پروردگار اپنی ذات، صفات اور افعال میں ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک

و صاف ہے۔

وَيٰۤاِسْمِہِ الْبَارِیِ یُرِیْ کُلُّ خَلْقِہِ
فَسُبْحٰنَ مَنْ کُلُّ الْوَرٰی سَجَدُوْا لَہٗ
وَٱلطَّافِہٖ تَتَرٰی دَوْمًا وَتَنْزِلُ
اِذَا سَبَّحُوْا اَوْ کَبَّرُوْا اَوْ هَلَّلُوْا

ترجمہ: اس کے الباری اسم (کی تجلیات) میں ساری مخلوقات نظر آتی ہیں۔ اس کی مہربانیاں ہمیشہ پے درپے نازل ہوتی رہتی ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس کے سامنے ساری مخلوقات سجدہ ریز ہوتی ہیں، جب وہ تسبیح کرتیں، یا تکبیر (اللہ اکبر) پڑھتیں یا تہلیل (لا الہ الا اللہ) کہتی ہیں۔

ہمارے پاک و برتر پروردگار کا فرمان ہے: { هُوَ اللَّهُ الْخَلِيقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ } [سورة المحشر: 24].

ترجمہ: وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔

خلق کے معنی: (اپنی مشیت و ارادہ کے مطابق) اندازہ کرنا۔

برآ کے معنی: عدم سے وجود میں لانا۔

تصویر کے معنی: شکل و صورت میں ڈھالنا۔

چنانچہ اللہ عزیز و برتر جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اپنے علم و حکمت سے اس کا اندازہ کرتا ہے، پھر پاک و برتر (رب) اپنے اندازے اور اپنی مشیت و ارادہ کے مطابق جس شکل و صورت میں چاہتا ہے اسے وجود میں لاتا ہے۔

اچانک سے اتفاقاً نہیں...

کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ: آپ نے اللہ کو کیسے جانا؟ انہوں نے کہا: ان خطوط کے ذریعہ جو قدرت کے قلموں سے کائنات کے پتوں پر لکھے گئے ہیں: { الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ } [سورة السجدة: 7].

ترجمہ: جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی۔

{ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ } [سورة الدخان: 39].

ترجمہ: ہم نے انہیں درست تدبیر کے ساتھ ہی پیدا کیا۔

تَأْمَلْ فِي نَبَاتِ الْأَرْضِ وَاَنْظُرْ
عُيُونٌ مِنْ جُلُيْنٍ شَاخِصَاتٍ
إِلَى آثَارِ مَا صَنَعَ الْمَلِكُ
بِأَحْدَاقِ هَيْمِ الذَّهَبِ السَّبِيكِ



عَلَىٰ قَصَبِ الزَّوْرَجِدِ شَاهِدَاتٍ بِأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ لَهُ شَرِيكٌ

ترجمہ: زمین میں اگنے والے پودوں پر غور کرو اور بادشاہ کی تخلیق کے آثار میں تامل سے کام لو۔ چاندی (سی سفید) آنکھیں اپنی (سیاہ) پتلیوں کے ساتھ ایسے ٹکٹی لگا کر دیکھتی ہیں جیسے وہ قیمتی پتھر کے تراشے پر سونے کی ڈھلی ہوں، یہ سب اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک و سا جھی نہیں۔

{ قُلِ أَنْظَرُوا مَا ذَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ } [سورۃ یونس: 101].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں۔

کیا کائنات میں اس کی صنایع، انوکھی تخلیق، عجیب و غریب قدرت اور حکمت کے آثار و نقوش کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے؟! (اس کے علاوہ) کون ہے جو الوہیت و بندگی کا زیادہ حقدار ہو؟! کیا جو پیدا کرتا ہے وہ اس بات کا زیادہ حق نہیں رکھتا کہ اس کی عبادت کی جائے، اس کی حمد و ثنا کی جائے اور اس کی توحید پر قائم رہا جائے!؟

اکثر لوگ جانتے ہیں کہ اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے، پھر بھی وہ شرک کرتے ہیں: { وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ

بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ } [سورۃ یوسف: 106].

ترجمہ: ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔

لوگوں کی دو قسمیں ہیں:

مومنین: جو کہ بہترین خلائق ہیں۔

مشرکین: جو کہ بدترین خلائق ہیں۔

بندہ کو چاہئے کہ اپنے عمل پر غور و فکر کرے، اگر وہ نیک ہو تو اللہ کی حمد و ثنا کرے کہ اسے اس نیکی کے لائق بنایا، اگر وہ اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے چھوڑ دے اور اسے تقوائے الہی کا لگام نہ لگائے، تو وہ بدترین خلائق میں سے ہو جائے گا۔



اسی کے پیش نظر موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام نے اپنی قوم کو یہ حکم دیا کہ وہ پیدا کرنے والے (الباری) اللہ سے توبہ کریں، کیوں کہ انہوں نے ایمان باللہ سے منحرف ہو کر اپنے زیور سے بچھڑے کی شکل میں ایک بت بنا لیا تھا:

{ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَتَقَوْمِ إِيَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجَلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِيكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِيكُمْ فَنَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ النَّوَابُ الرَّحِيمُ ﴿٥٤﴾ [سورة البقرة: 54].

ترجمہ: جب موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اب تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو، اپنے کو آپس میں قتل کرو، تمہاری بہتری اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی میں ہے، تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی، وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

مومن جب بھی اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کسی علم سے واقف ہوتا اور اسے جان لیتا ہے، اس کا مقام و مرتبہ اور اس کی قدر و منزلت مزید بڑھ جاتی ہے، اس کے اندر اللہ عزیز و برتر کا شوق اور اس کی محبت مزید فزوں تر ہو جاتی اور اس نام کو جاننے کے سبب وہ اللہ سے اور قریب ہو جاتا ہے۔

وہ جان جاتا ہے کہ اللہ عزیز و برتر ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ اے پیدا کرنے والے (رب)! ہمارے اوپر مہربانی کر اور اپنی رحمتیں نازل فرما۔



(۲۴)
الْمُصَوِّرُ جَل جَلَالِهِ

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "اللہ پاک وبرتر نے اپنی کتاب میں بندوں کو جس چیز پر غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے، اگر آپ اس میں تامل سے کام لیں گے تو آپ کو اللہ پاک وبرتر کی معرفت اور اس کے کمال اور عظمت و جلال کی صفات سے واقفیت حاصل ہوگی۔"

كَمْ فِي كِتَابِ الْكُونِ مِنْ عِبْرٍ
فِي الْأَرْضِ فِي الْأَفَاقِ قَاطِبَةً
لِأُولِي النُّهَىٰ وَالْبَحْثِ وَالنَّظْرِ
فِي النَّفْسِ فِي الْأَصْوَاتِ فِي الصُّورِ

ترجمہ: کتاب کائنات میں عقلمندوں، بحث و جستجو اور غور و فکر سے کام لینے والوں کے لیے بے شمار عبرتیں موجود ہیں، زمین کے اندر، پورے آفاق عالم میں، (انسانی) نفس میں، آوازوں اور شکل و صورت میں (بلکہ ہر چیز میں عبرت کا سامان موجود ہے)۔

آئیے ہم اللہ کے اسم گرامی (المصور تبارک و تعالیٰ۔ صورت بنانے والا) پر غور و فکر کریں۔

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: { هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ } [سورة الحشر: 24].

ترجمہ: وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جس نے اپنی مشیت سے جیسے چاہا مخلوق کی شکل و صورت بنائی، تمام موجودات کو (مختلف) شکل و صورت میں پیدا کیا، انہیں درست (اور برابر) کیا اور ہر ایک چیز کو ایک خاص شکل و صورت اور منفرد ہیئت میں ڈھالا جس سے وہ مختلف قسم کی بے شمار مخلوقات کے درمیان نمایاں رہتی ہے، اللہ پاک وبرتر نے ہر



ایک صورت کو اپنے ارادے سے جس طرح چاہا اور جس شکل میں چاہا ڈھالا، وہ اپنے ارادے کو جس طرح چاہتا ہے نافذ کرتا ہے: { فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ } [سورة الانفطار: 8].

ترجمہ: جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جس نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا، انہیں اپنے اندازے، علم اور رحمت کے مطابق ایسی شکل و صورت اور ہیئت میں (درست اور) برابر بنایا جو مخلوق کی مصلحت اور منفعت کے مناسب حال ہو، چنانچہ وہ الگ الگ شکل و صورت اور مختلف ہیئت میں نمودار ہوئیں، کوئی لمبی تو کوئی ناٹی، کوئی خوبصورت تو کوئی بد صورت، کوئی مذکر تو کوئی مونث، ہر ایک کی اپنی خاص شکل و صورت ہے۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ } [سورة الأعراف: 11].

ترجمہ: ہم نے تم کو پیدا کیا، پھر ہم ہی نے تمہاری صورت بنائی۔

نیز فرمایا: { وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ } [سورة التغابن: 3].

ترجمہ: اسی نے تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

يَا عَالَمِ الْغَيْبِ مِنَّا وَالشَّهَادَةِ يَا	رَبِّ الْبَرِّيَّةِ تَرْكِبًا وَتَصْوِيرًا
شَهِدْتُ أَنَّكَ فَرْدٌ وَاحِدٌ أَحَدٌ	شَهَادَةٌ لَمْ تَكُنْ مِينًا وَلَا زُورًا
وَجَّهْتُ وَجْهِي فِي سِرِّي وَفِي عَلَنِي	إِلَيْكَ حَمْدًا وَهَلِيلًا وَتَكْبِيرًا

ترجمہ: اے ہمارے غیب و حاضر کو جاننے والے۔ اے تمام خلایق کے پالنے والے، انہیں جوڑنے والے اور شکل و صورت دینے والے۔ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تو یکتا و منفرد اور اکیلا ہے، یہ ایسی گواہی ہے جس میں جھوٹ اور کذب کا شائبہ نہیں۔ میں خلوت و جلوت میں حمد و ثنا اور تہلیل و تکبیر کے ساتھ تیری ہی طرف اپنا رخ کرتا ہوں۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { هُوَ اللَّهُ الْخَلِيقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ } [سورة الحشر: 24].

ترجمہ: وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔

یہ تینوں اسمائے گرامی (الخالق، الباری، المصور) جب ایک ساتھ استعمال ہوں تو ان میں سے ہر ایک کے الگ معنی ہوتے ہیں، چنانچہ اس آیت میں خلق کے معنی: اندازہ کرنے کے، برآ کے معنی: پیدا کرنے کے، اور تصویر کے معنی: شکل و صورت میں ڈھالنے کے ہیں، اور اگر یہ اسمائے گرامی الگ الگ استعمال ہوں تو تینوں کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں۔

ہمارے پاک و برتر پروردگار نے اپنے ارادہ و مشیت سے (مخلوق کا) اندازہ کیا، پھر اسے پیدا کیا اور وجود میں لایا، پھر ہر مخلوق کو ایک خاص صورت اور مناسب ہیئت میں ڈھالا: {سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ} [سورة المؤمنون: 91].

ترجمہ: جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں ان سے اللہ پاک (اور بے نیاز) ہے۔

نبی ﷺ سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسَلْتُ، سَجَدَ وَجْهِ لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ" (یعنی: اے اللہ میں نے تیرے لیے سجدہ کیا، تجھ پر ایمان لایا اور تیرا فرماں بردار و تابع دار ہوا، میرے چہرے نے سجدہ کیا اس ذات کا جس نے اسے پیدا کیا اور پھر اس کی صورت بنائی، اس کے کان اور آنکھ پھاڑے، اللہ کی ذات بڑی بابرکت ہے، وہ بہترین تخلیق فرمانے والا ہے) [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔
کامل ترین دلالت:

انسان کی تخلیق: تلاش و جستجو کرنے والوں کے لیے ایک نشانی، عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے سامان عبرت، اور نصیحت پکڑنے والوں کے لیے وعظ و نصیحت ہے: {وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا بُصُرُونَ} [سورة الذاریات: 21].

ترجمہ: خود تمہاری ذات میں بھی (بہت سی نشانیاں ہیں)، تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔

انسان کی ذات اور اس کی تخلیق میں: اس کے خالق اور پیدا کرنے والے کی سب سے بڑی نشانی موجود ہے۔

انسان کے سب سے زیادہ قریب: اس کی ذات ہے، جس کے اندر اللہ جل و علا کی عظمت کے ایسے عجیب و غریب دلائل موجود ہیں کہ ان میں سے چند پر ہی غور و فکر کرنے میں بہت سی زندگیاں بیت جائیں گی، لیکن انسان ہے کہ اس سے منحرف ہے، اگر وہ ذرا بھی غور و فکر سے کام لے تو کفر و عناد سے یکسر باز آجائے گا: { قَتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ۗ (۱۷) مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۗ (۱۸) مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَرَهُ ۗ (۱۹) ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ۗ (۲۰) ثُمَّ أَمَانَهُ ۗ فَأَقْبَرَهُ ۗ (۲۱) ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ۗ (۲۲) } [سورة عبس: 17-22].

ترجمہ: اللہ کی ماں انسان پر کیسا ناشکر ہے۔ اسے اللہ نے کس چیز سے پیدا کیا۔ (اسے) ایک نطفہ سے پیدا کیا، پھر اندازہ پر رکھا اس کو۔ پھر اس کے لیے راستہ آسان کیا۔ پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں دفن کیا۔ پھر جب چاہے گا اسے زندہ کر دے گا۔

روئے زمین پر سات ارب سے زائد انسان بستے ہیں، ان میں سے ہر ایک اپنی شکل و صورت: خدو خال، نشان و علامت، رنگ و روپ اور ہیئت و ماہیت میں دوسرے سے الگ ہیں، جب کہ سب کے ماں اور باپ ایک ہیں: آدم اور حواء، لیکن یہ اللہ پاک و برتر کی کارگیری ہے:

{ صُنِعَ اللَّهُ الَّذِي أَنْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ (۸۸) } [سورة النمل: 88].

ترجمہ: یہ ہے صنعت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے، جو کچھ تم کرتے ہو اس سے وہ باخبر ہے۔

کیا یہ اس بات کا متقاضی نہیں کہ ہم شکر بجالائیں؟! بندہ جب رحم مادر میں نطفے کی شکل میں ہوتا ہے، تب سے ہی اس پر اللہ پاک و برتر کے انعامات ہونے لگتے ہیں، (نطفہ کے بعد اللہ) اس کے کان اور آنکھ بناتا ہے، پھر اس میں روح پھونکتا ہے، پھر اسے دانایانی سے نوازتا ہے، (دنیا میں آنے کے بعد) اسے لباس و پوشاک اور ماوی و مسکن عطا کرتا ہے، (اپنی نوازش سے) اس کے لیے کافی ہوتا ہے، جو چیز بھی اللہ سے مانگتا ہے، وہ اسے نوازتا ہے: { أَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ (۸) وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ (۹) وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ (۱۰) } [سورة البلد: 8-10].

ترجمہ: کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں۔ اور زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے)۔ ہم نے دکھا دیئے اس کو (ہدایت و مگر ابھی کے) دونوں راستے۔

شکر بجالانے کا ایک عظیم ترین (طریقہ) یہ ہے کہ: اللہ عزوجل کی نعمتوں کو اس کی اطاعت و عبادت میں استعمال کیا جائے اور انہیں رب کی معصیت و نافرمانی اور ناپسندیدہ کاموں سے دور رکھا جائے۔
آخری بات یہ کہ...

عقل مند انسان لوگوں کی شکل و صورت کا مذاق نہیں اڑاتا، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ نے اسے پیدا کیا ہے:
{ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَآ إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ } [سورة آل عمران: 6].
ترجمہ: وہ ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جس طرح کی چاہتا ہے بناتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

وہ اللہ ہی ہے: جو پیدا کرتا، وجود میں لاتا اور شکل و صورت بناتا ہے، اس لیے بد صورت شخص کا کوئی گناہ نہیں کہ اسے (بد صورتی پر) عار دلایا جائے اور اسے ملامت کی جائے، اور نہ خوب صورت شخص کا (اس کی خوبصورتی میں) کوئی کردار اور احسان ہے جس پر اس کا شکریہ ادا کیا جائے اور اس کی تحسین کی جائے۔
کسی شخص نے ایک حکیم سے کہا: "اے بد صورت انسان! حکیم نے جواب دیا: میرے چہرے کی تخلیق میرے ہاتھ میں نہ تھی کہ میں اسے خوبصورت بناتا، جس نے کسی مخلوق کی مذمت کی، اس نے اس کے خالق کی مذمت کی"،
حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو خوبصورت پیدا کیا ہے" [السلسلة الصحيحة لابانی]۔

جب آپ ایسے شخص کو دیکھیں جو کسی پریشانی میں مبتلا ہو، تو اللہ کی حمد و ثنائیاں کریں کہ اس نے آپ کو عافیت میں رکھا، کہاوت ہے کہ: "اپنے بھائی کا مذاق نہ اڑاؤ کہ اللہ اسے عافیت دے دے اور تجھے اس (پریشانی) میں مبتلا کر دے"۔



عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ: "ابتلاء و آزمائش (انسان کی) بات کے ساتھ مربوط ہے، اگر میں کسی کتے کا مذاق اڑاؤں تو مجھے ڈر ہے کہ میں بھی کتا بنا دیا جاؤں۔"

ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "میں کوئی معیوب چیز دیکھتا ہوں تو صرف اس خوف سے اس کے بارے میں کچھ نہیں بولتا کہ کہیں میں بھی اس جیسی آزمائش میں نہ مبتلا ہو جاؤں۔"

اے اللہ، اے خالق، اے وجود بخشنے اور صورت بنانے والے (پالنے والے)! ہم تجھ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں اپنے بہترین خلائق میں شمار کر، اور اس دن ہم پر رحم فرما جس دن ہم تیرے پاس پیش کیے جائیں گے۔



(۲۵)
الْعَفْوُ جَلَالَهُ

جب گناہ گاروں نے یہ آیت سنی: { فَأُولَٰئِكَ عَسَىٰ اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ } وَكَانَ اللَّهُ عَفْوًا غَفُورًا ﴿۱۱﴾

[سورة النساء: 99].

ترجمہ: بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے، اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔
تو انہوں نے (دعا کے لیے) اپنی ہتھیلیاں اٹھالیں، رب کے سامنے اپنے شکوے درج کرائے، اس کے در سے اپنی سواریاں باندھ دیں، اس کے دربار میں پناہ لی، بکثرت استغفار کیے اور پکار اٹھے: اے درگزر کرنے والے.. اے معاف کرنے والے! ہمارے لیے تیرے سوا کوئی اور نہیں۔

درگزر کرنے والے سخی و داتانے جب ان کی حالت زار اور ان کے اندرون (کی بے کلی) کو دیکھا تو ان کے گناہوں کو معاف کر دیا، ان کی خطائیں درگزر کر دیں اور ان کے درجات بلند کر دیے۔
پاک ہے درگزر کرنے والا! پاک ہے وہ (پانہار) جس نے انہیں اپنی بخشش کے لیے چنا اور اپنی مغفرت کے لیے منتخب فرمایا!

جب آپ پر مصیبتیں نازل ہوں، آپ مشکلات کے گھیرے میں آجائیں، گناہوں کا انبار آپ کو بو جھل کر دے، تو اس کا نام لے کر (اسے) پکاریں، اور اس کے عفو و درگزر کی التجا کریں۔

يَا رَبِّ إِن عَظَمْتُ ذُنُوبِي كَثِيرَةً
فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ عَفْوَكَ أَعْظَمُ
إِن كَانَ لَا يَرْجُوكَ إِلَّا مُحْسِنٌ
فَبِمَنْ يَلُودُ وَيَسْتَجِيرُ الْمَحْرَمُ
أَدْعُوكَ رَبِّ كَمَا أَمَرْتَ تَضَرُّعًا
فَإِذَا رَدَدْتَ يَدَيَّ فَمَنْ ذَا يَرْحَمُ

ترجمہ: اے پالنہار! اگر میرے گناہ بہت زیادہ ہیں، تو مجھے معلوم ہے کہ تیری بخشش اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے، اگر تیری (بخشش کی) امید صرف نیک کار ہی کر سکتا ہے، تو مجرم و گناہ گار آخر کس کی پناہ طلب کرے۔ اے میرے پالنہار! میں تجھ سے گریہ وزاری کے ساتھ اسی طرح دعا کرتا ہوں جس طرح تو نے حکم دیا ہے، اگر تو مجھے (خالی ہاتھ) لوٹا دے گا تو کون ہے جو مجھ پر رحم کھائے گا۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: {إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ} [سورۃ الحج: 60].

ترجمہ: بے شک اللہ درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو اتنا زیادہ معاف کرتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں، چنانچہ وہ بلند و برتر (پروردگار) گناہوں کو درگزر کرتا اور ساتھ ہی ان کے اثرات بھی بندوں سے پوری طرح دور کر دیتا ہے، قیمت کے دن بندوں سے ان گناہوں کا حساب نہیں لے گا، بلکہ انہیں کراماتیں (اعمال درج کرنے والے فرشتوں) کے رجسٹر سے مٹا دیتا ہے، بلکہ بندوں کے دلوں سے بھی ان کی یاد بھلا دیتا ہے تاکہ وہ ان کو یاد کر کے شرمندہ نہ ہوا کریں، نیز (نامہ اعمال میں) ہر گناہ کی جگہ ایک نیکی درج فرماتا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار ہمیشہ سے اس معاملے میں معروف رہا ہے اور رہے گا کہ وہ عفو و درگزر سے کام لیتا، بندوں کے (گناہوں کو) معاف کرتا، اور ہر اس شخص کو اپنی بخشش سے نوازتا ہے جو اس کی مغفرت، رحمت اور جود و سخا کا محتاج ہو، اس نے اس شخص سے بخشش و مغفرت کا وعدہ کیا ہے جو اس کے اسباب اختیار کرے۔

اللہ پاک و برتر (عفو بمعنی) آسانی کو پسند فرماتا ہے، بایں طور کہ بندہ جب کسی کو تاہی اور کمزوری میں واقع ہو جاتا ہے تو اس پر واجبات کی ادائیگی کو آسان کر دیتا ہے، چنانچہ اللہ نے اس شخص پر وضو کو واجب قرار دیا ہے جو نماز پڑھنا چاہے اور با وضو نہ ہو، لیکن اس شخص سے (اس واجب کو) درگزر فرمایا ہے جس کے پاس پانی نہ ہو، (وضو کی جگہ) اس کے لیے تیمم کو مشروع ٹھہرایا ہے، ایسا صرف بندوں کی کمزوری و ناتوانی کی رعایت کرتے ہوئے کیا ہے۔

کہا گیا ہے: عفو (در گزر کرنا) مغفرت (بخشش کرنے) سے زیادہ بلیغ و معنی خیز ہے، کیوں کہ مغفرت (بخشش) میں (گناہوں پر) پردہ ڈالنے کا معنی پایا جاتا ہے، جب کہ عفو (در گزر) میں (گناہوں کو) مٹانے کا معنی پایا جاتا ہے، اور مٹانا، پردہ ڈالنے اور چھپانے سے زیادہ بلیغ اور معنی خیز ہے۔
اللہ کا عفو (در گزر کرنا) دو قسم کا ہے:

عمومی عفو و در گزر: وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کافر و غیر کافر تمام مجرموں کو در گزر کرتا ہے، بایں طور کہ ان سزاؤں کو ان سے دور کر دیتا ہے جو اسباب سے جڑی ہوئی ہیں، اور جو اس بات کی متقاضی ہیں کہ انہیں نعمت و نوازش سے محروم کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ مجرمین، سب و شتم اور شرک کے ذریعہ اللہ کو اذیت پہنچاتے ہیں اور اللہ انہیں صحت و عافیت اور روزی عطا کرتا ہے، انہیں دنیاوی کشادگی سے نوازتا ہے، انہیں اپنے عفو و در گزر اور حلم و بردباری کے ذریعہ چھوٹ دیتا ہے، لیکن ان سے غافل نہیں ہوتا، اللہ کی نوازش بندوں پر (مسلسل) برس رہی ہے، بندوں کی بد عملی اللہ تک پہنچ رہی ہے، اللہ بندوں کی عبادت سے بے نیاز ہے، وہ اپنی نعمت و نوازش کے ذریعہ ان پر مہربانی کرتا ہے، اور وہ معصیت و نافرمانی کر کے اللہ سے بغض و نفرت کا مظاہرہ کرتے ہیں، جب کہ وہ سب اللہ کے محتاج ہیں۔

خصوصی عفو و در گزر: وہ یہ کہ اللہ ان مومن بندوں کو اپنی مغفرت سے نوازتا ہے جو توبہ و استغفار کرتے، دعا و التجا کرتے، عبادت و ریاضت میں محو رہتے اور مصائب سے دوچار ہونے پر اللہ سے اجر کی امید رکھتے ہیں۔

یقیناً وہ در گزر کرنے والا ہے...

اللہ پاک و برتر کے عفو و در گزر کی یہ عظمت و جلالت ہے کہ: وہ جس کو دنیا میں در گزر کر دیتا ہے، تو وہ اس سے کہیں زیادہ سخی و داتا ہے کہ قیامت کے دن اپنے عفو و در گزر سے رجوع کر لے، وہ سخی و فیاض ہے، اپنے عفو و در گزر کو واپس نہیں لیتا، یہ اللہ عزیز و برتر کی سنت (و طریقہ) ہے جسے وہ اپنے اولیاء کے تئیں اختیار کرتا ہے۔

اس پاک و برتر کی یہ جلالت شان ہے کہ: جس طرح وہ دنیا میں توبہ کرنے والے گناہ گاروں کو در گزر کرتا ہے، اسی طرح وہ عزیز و برتر قیامت کے دن ان موحد بندوں کو بھی در گزر کرے گا جو اپنے گناہوں پر مصر تھے۔

اس عزیز و برتر (پروردگار) کی یہ عظمت شان ہے کہ: بندہ کا جرم خواہ جتنا بھی بڑا ہو، وہ اسے درگزر کر دیتا ہے، حتیٰ کہ (اللہ) پاک و برتر اپنے حق سے بھی درگزر کرتا ہے، اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے، پاک و برتر پروردگار کے علاوہ کون ہے جو گناہ پر ایسا بدلہ عطا کرے؟ اگر اس کے عفو و درگزر کی عظمت و جلالت نہ ہوتی تو روئے زمین پر معصیت و نافرمانی کا جو طوفان بہا ہے، اس کی وجہ سے زمین اپنے مکینوں کے ساتھ دھنس جاتی۔

اس عزیز و برتر (پروردگار) کے عفو و درگزر کی جلالت شان ہے کہ: اس نے اپنے بندوں کو ان اسباب کی رہنمائی فرمائی ہے جن کے ذریعہ وہ اس کے فیاضانہ عفو و درگزر سے سرفراز ہو سکیں، جیسے (ان) اعمال، اخلاق، اقوال اور افعال (کی رہنمائی فرمائی جن سے اللہ کی بخشش حاصل ہوتی ہے)، بندہ جب کثرت سے نیک عمل کرتا ہے تو اس کی نیکیاں بہت سے گناہوں اور خطاؤں پر غالب آجاتی ہیں۔

اس کی طرف لوٹ جائیں!

درگزر کرنے والا بزرگ و برتر (پروردگار) سات آسمانوں کے اوپر سے آپ کو اپنے اس فرمان کے ذریعہ مخاطب کرتا ہے: { وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ } [سورة غافر: 60].

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ آخر کون سی چیز ہے جو اس کے جو دو سخا (کو پانے) سے آپ کو پیچھے کرتی ہے؟ کون سی چیز آپ کو رجوع و انابت اور توبہ و استغفار کرنے والوں کے قافلہ میں شامل ہونے سے باز رکھتی ہے؟ جب لوگ شاہان عالم کے دروں پر دستک دیتے اور ان کے دربار میں ذلت و پستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، تو آپ شاہوں کے شاہ، معبود حقیقی، سب سے سخی و داتا، عفو و درگزر کرنے والے (اللہ) کے دربار میں عاجزی و انکساری کے ساتھ کھڑے ہو جائیں جس کے ہاتھ میں فراخی و کشادگی کی کنجیاں، سعادت و خوش بختی، عفو و درگزر اور بخشش و مغفرت (کی ملکیت) ہے۔

{ اَلْمُرِيْعَلْمُوْاَنَّ اللّٰهُ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ } [سورة التوبة: 104].



ترجمہ: کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

بلال بن سعد نے کہا: "تمہارے لیے ایک ایسا پروردگار ہے جو جلدی کسی کو سزا نہیں دیتا، لغزش کو معاف کرتا، توبہ قبول کرتا، اپنے پاس آنے والے کو توجہ اور عنایت سے نوازتا اور اس سے پیٹھ پھیرنے والے پر مہربانی کرتا ہے۔"

نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللهم إنك عفو تحب العفو، فاعف عني" (یعنی: اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، مجھے بھی معاف کر دے) [حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔]

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "اگر اللہ آپ کو درگزر کر دے تو بنا مانگے ہی آپ کی ضرورتیں پوری ہونے لگیں گی۔"

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "مجھے پسند نہیں کہ میرے حساب و کتاب کا معاملہ میرے والدین کے سپرد کر دیا جائے، کیوں کہ مجھے معلوم ہے کہ اللہ پاک و برتر ان سے بھی زیادہ مجھ پر مہربان ہے۔"

وَلَمَّا قَسَا قَلْبِي وَصَافَتْ مَذَاهِبِي
تَعَاظَمَنِي ذَنبِي فَلَمَّا قَرَنَتْهُ
وَمَا زِلْتُ ذَا عَفْوٍ عَنِ الذَّنْبِ لَمْ تَزَلْ
جَعَلْتُ رَجَائِي نَحْوَ عَفْوِكَ سُلْمًا
بِعَفْوِكَ رَبِّي صَارَ عَفْوُكَ أَعْظَمًا
بِحُودٍ وَتَعَفُّو مِنِّي وَتَكْرُمًا

ترجمہ: جب میرا دل سخت پڑ گیا اور میری راہیں تنگ ہو گئیں، تو تیرے عفو و درگزر تک پہنچنے کے لیے میں نے اپنی امید کو زینہ بنا لیا۔ میرے اوپر میرے گناہوں کا انبار ہو گیا، لیکن اے میرے پروردگار! جب میں نے تیرے عفو و درگزر سے اپنے گناہوں کا مقارنہ کیا تو تیرا عفو و درگزر اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر نظر آیا۔ تو ہمیشہ سے گناہوں کو معاف کرتا رہا ہے، اور اب بھی اپنے فضل و احسان کی بنیاد پر سخاوت و فیاضی اور عفو و درگزر کا دریا بہا رہا ہے۔

عفو و درگزر کی کنجی:

علماء کہتے ہیں کہ: اللہ پاک و برتر کے نزدیک سب سے محبوب مخلوق وہ ہے جو ان صفات سے متصف ہو جن کا تقاضہ اللہ کے اسما و صفات کرتے ہیں، چنانچہ اللہ بزرگ و برتر رحیم ہے اور رحم کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے، وہ در گزر کرنے والا ہے اور در گزر کرنے والے لوگوں کو پسند فرماتا ہے، اللہ پاک و برتر اپنے بندے کے ساتھ ویسے ہی پیش آتا ہے جیسے بندہ اس کی مخلوق کے ساتھ پیش آتا ہے، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { فِيمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِيُنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَأَنْفَضُوا مِنْ حَوْلِكَ } [سورة آل عمران: 159].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔

قدرت رکھنے کے باوجود بھی غفور و در گزر کا دامن تھامے رہنا تقویٰ کے قریب ترین مراتب میں سے ہے، بلکہ اللہ کی سخاوت و فیاضی یہ ہے کہ: وہ بندوں کے در گزر کا بدلہ ان کے در گزر سے کہیں بڑھ کر دیتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: { إِنْ بُدُوا خَيْرًا أَوْ تُخَفُّوهُ أَوْ تُعَفُّوْا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا } [سورة النساء: 149].

ترجمہ: اگر تم کسی نیکی کو علانیہ کرو یا پوشیدہ، یا کسی برائی سے در گزر کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ پوری معافی کرنے والا اور پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

ابو بکر صدیق رضي الله عنه نے جب یہ قسم اٹھالیا کہ مسطح (جو ان کے ایک رشتہ دار تھے) کا نان و نفقہ بند کر دیں گے، یہ اس وقت جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ عائشہ رضي الله عنها پر مشہور واقعہ افک میں بہتان تراشی کی، تو اس واقعہ سے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: { وَلَا يَأْتِلْ أَوْلُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِيَعْفُوا وَلِيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ } [سورة النور: 22].

ترجمہ: تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے دینے سے قسم نہ کھالینی چاہئے، بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہئے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرمادے؟ اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔

جو شخص اللہ کے عفو و درگزر کی امید میں (کسی کو) معاف کر دے، اسے اللہ پاک و برتر دنیا و آخرت میں اس کی امیدوں سے بڑھ کر نوازتا ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "معاف کرنے سے اللہ بندے کی عزت اور مقام کو بڑھا دیتا ہے" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "جو شخص عفو و درگزر کرنے میں مشہور ہو، وہ مقام سرداری پر فائز ہوتا اور دلوں میں بڑا مقام بنالیتا ہے، نیز اس کی عزت و احترام میں اضافہ ہو جاتا ہے"۔

اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے (ایک دفعہ) نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا، خطبہ دیتے ہوئے اچانک رک گئے اور زار و قطار رونے لگے، پھر فرمایا: "اے پروردگار! میں نے بہت بڑے بڑے گناہ کیے ہیں، لیکن تیرا معمولی سا عفو و درگزر بھی میرے تمام گناہوں سے بڑھ کر ہے، تو اپنے معمولی سے عفو و درگزر کے ذریعہ میرے بڑے گناہوں کو معاف کر دے"۔ یہ بات حسن بصری کو پہنچی، تو وہ بھی رونے لگے اور فرمایا: اگر کوئی بات سونے سے لکھی جاتی تو یہ بات لکھی جاتی!"۔

ایک دیہاتی نے دعا کرتے ہوئے کہا: "اے اللہ! تو نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص ہم پر ظلم کرے، ہم اسے درگزر کر دیں، اور ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تو تو ہمیں درگزر کر دے"۔

ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں: { رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ



ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

اے اللہ! یقیناً تو بہت بخشنے والا ہے، بخشش کو پسند کرتا ہے، تو ہمیں بھی بخش دے، اے تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہرباں!



(۲۷، ۲۶)
الْعَفْوُورُ، الْعَفَّارُ جَلِيلُهُ

طبرانی میں صحیح سند سے ابو طویل رضی اللہ عنہ کی حدیث آئی ہے کہ: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: ایسے آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے تمام گناہوں کا ارتکاب کیا ہو اور کوئی گناہ نہ رہنے دیا ہو اور اس سلسلے میں اس نے اپنی ہر چھوٹی بڑی (بری) حاجت اور خواہش پوری کر لی ہو۔ کیا ایسے شخص کے لیے بھی کوئی توبہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تو مسلمان ہو گیا ہے؟" انہوں نے کہا: بلاشبہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں (ایسے آدمی کی توبہ قبول ہو سکتی ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ) تونیک اعمال کرتا رہ، برائیاں ترک کر دے، اللہ تعالیٰ تیرے تمام گناہوں کو نیکی میں تبدیل کر دے گا" اس نے کہا: میرے تمام فریبوں اور ساری بدکاریوں (کو بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، انہوں نے کہا: اللہ اکبر، پھر وہ اللہ اکبر کہتے رہے یہاں تک کہ نظر سے اوجھل ہو گئے۔

وَأَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ يَعْفُو وَيَعْفِرُ
لَئِنْ أَعْظَمَ النَّاسُ الذُّنُوبَ فَإِنَّهَا

ترجمہ: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں، اس سے مغفرت طلب کرتا ہوں، میں جانتا ہوں کہ اللہ درگزر کرتا اور معاف فرماتا ہے۔ لوگوں نے اگر بڑے بڑے گناہ انجام دیے ہیں، تو (یاد رکھیں کہ) ان کے گناہ اگرچہ بڑے ہیں، تاہم رحمت الہی کے سامنے وہ سب بیچ اور معمولی ہیں۔

ہمارا موضوع سخن وہ اسم گرامی ہے کہ جب کوئی گناہ گار اور مومن اس نام کو سنتا ہے تو اس کا دل اس سے وابستہ ہو جاتا، وہ نہایت خوشی محسوس کرتا ہے اور اس کے سامنے امید کا دروازہ کھل جاتا ہے، وہ ہے: اللہ کا اسم گرامی: (الغفور اور الغفار تبارک وتعالیٰ۔ بہت ہی بخشنے والا)۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { نَبِيَّ عِبَادِيْ اَنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ } [سورة الحج: 49]۔

ترجمہ: میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: { فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا } [سورة نوح: 10]۔

ترجمہ: میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشو اور (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔

مزید فرمایا: { اِنَّ رَّبَّكَ وَّاسِعُ الْمَعْفِرَةِ } [سورة النجم: 32]۔

ترجمہ: بے شک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے۔

لغت میں غفر کے اصل معنی: چھپانے اور ڈھانکنے کے ہوتے ہیں۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپاتا اور ان پر اپنا پردہ ڈال دیتا ہے، چنانچہ اس کے سوا کسی اور کو ان کے گناہوں کی خبر نہیں لگتی، وہ (اللہ) بندوں کے گناہوں اور خطاؤں کو درگزر فرماتا ہے۔ وہ عزیز و برتر (پروردگار) بندوں کے گناہوں کو بار بار بلکہ اتنی بار معاف کرتا ہے جس کا کوئی شمار نہیں، جب جب بندہ گناہوں سے توبہ کرتا ہے، تب تب وہ اللہ عزیز و برتر کی مغفرت سے فیض یاب ہوتا ہے۔ (رب کا) دربار کھلا ہوا ہے۔

طبرانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ: ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی گناہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس کا گناہ لکھ دیا جاتا ہے"، پھر عرض کیا: وہ اس سے توبہ و استغفار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اسے معاف کر دیا جاتا اور توبہ قبول کر لی جاتی ہے، اللہ اس وقت تک نہیں اکتا تا جب تک کہ تم نہیں اکتا جاتے" [یہ حدیث حسن ہے، المعجم الکبیر اور المعجم الاوسط میں مذکور ہے]۔

وَهُوَ الْعَوْزُ فَلَوْ آتَىٰ بِقِرَائِمَا
لَأَتَاهُ بِالْغُفْرَانِ مِلءَ قِرَائِمَا
مِنْ غَيْرِ شَرِكٍ بَلْ مِنَ الْعِصْيَانِ
سُبْحَانَهُ هُوَ وَاسِعَ الْغُفْرَانِ

ترجمہ: وہ (اللہ) بہت زیادہ بخشش کرنے والا ہے، اگر (بندہ) شرک کے علاوہ کوئی اور گناہ زمین (کی وسعت و پہنائی کے) برابر بھی کر لے اور اللہ سے ملاقات کرے، تو اللہ اسے زمین کے برابر بخشش و مغفرت سے نوازے گا، پاک ہے وہ رب جو نہایت کشادہ بخشش و مغفرت والا ہے۔

اللہ عزیز و برتر نے ہر توبہ کرنے والے گناہ گار اور خطاکار کے لیے اپنا در کھول رکھا ہے، پاک و برتر پروردگار کا فرمان ہے: ﴿قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾﴾ [سورة الزمر: 53].

ترجمہ: (میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔

بلکہ اس نے سات آسمانوں کے اوپر سے ان لوگوں کو توبہ کی دعوت دی ہے جو اللہ کو تین (معبودوں میں) تیسرا قرار دیتے ہیں، تاکہ اللہ انہیں معاف کر دے، فرمان الہی ہے:

{ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ وَاللّٰهُ عَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٤﴾ } [سورة المائدة: 74].

ترجمہ: یہ لوگ کیوں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں استغفار نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔

تمام (لوگوں کے) گناہ معاف ہو سکتے ہیں، سوائے اس شخص کے جو شرک کی حالت میں اللہ سے ملے گا:

{ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا

عَظِيْمًا ﴿٤٨﴾ } [سورة النساء: 48].



ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

اس مضمون کی بہت سی آیتیں آئی ہیں۔

رہی بات حدیث کی تو حدیث قدسی میں آیا ہے کہ: "اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجے پر پہنچے ہوئے ہوں، مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں، اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرنے لگے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی بات کی پرواہ نہ ہوگی۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے (مغفرت طلب کرنے کے لیے) ملے لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے کر آؤں گا (اور تجھے بخش دوں گا)۔" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔]

یہ حدیث اس شخص کے سلسلے میں ہے جو گناہوں سے دامن جھاڑ کر اس عزم و ارادہ کے ساتھ مغفرت طلب کرے کہ دوبارہ اس گناہ کی طرف پلٹے گا بھی نہیں، اور سچے دل سے توبہ کرے، تو جب اللہ اس کی سچائی کو دیکھے گا تو اس کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا، یہ بندوں پر اس کی سخاوت و فیاضی (کا ایک مظہر) ہے۔
امید کا دامن مت چھوڑے!

نیک اعمال گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، پاک و برتر (پروردگار) کا فرمان ہے: {إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ أَلْسِيَّاتٍ

{ [سورة هود: 114].

ترجمہ: یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے: "برائی (جو تم سے سرزد ہو جائے، اس کے بعد) بھلائی (نیکی) کرو جو برائی کو مٹا

دیتی ہے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔]

انسان کو جو بھی مصیبتیں لاحق ہوتی ہیں۔ خواہ وہ اس کی ذات سے متعلق ہوں، یا آل و اولاد اور مال و دولت سے۔ وہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، بشرطیکہ وہ ثواب کی نیت رکھے، صبر کا دامن تھامے رہے اور اللہ پاک و برتر کے فیصلے سے راضی ہو۔

اللہ عزیز و برتر کو اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو بے آب و گیاہ ریگستان میں اپنی سواری کھو بیٹھتا ہے جس پر اس کا کھانا اور پانی ہوتا ہے، پھر (اچانک) وہ سواری اسے مل جاتی ہے۔ گناہ خواہ جتنا بھی بڑا ہو، یا بندہ جتنی بار بھی اس کا ارتکاب کرے، اللہ کی رحمت اس سے کہیں زیادہ وسیع و کشادہ ہے، بشرطیکہ بندہ استغفار کرتا رہے: { وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ } [سورة الأعراف: 156].

ترجمہ: میری رحمت ہر چیز کو محیط ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ اپنے عزیز و برتر پروردگار سے روایت کرتے ہیں، اللہ فرماتا ہے: "ایک بندے نے گناہ کیا اور کہا کہ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے۔ پاک و برتر پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، پھر اس نے گناہ کیا اور کہا: اے میرے پروردگار! میرے گناہ بخش دے۔ پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، پھر اس نے گناہ کیا اور کہا: اے میرے پالنہار! میرے گناہ بخش دے۔ پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا ہے، اے بندے! اب توجو چاہے عمل کر میں نے تجھے بخش دیا" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

یعنی: جب تک وہ توبہ و استغفار اور رجوع و انابت کرتا رہے (اسے یہ خوش خبری ملتی رہتی ہے)۔

اپنے آقا و مولیٰ کے سامنے عاجزی و خاکساری اختیار کریں!

اللہ عزیز و برتر کا در تمام توبہ و انابت کرنے والوں کے لیے کھلا ہوا ہے، وہ ہمیشہ سے نہایت درگزر اور بہت معاف کرنے والا ہے اور رہے گا، اس نے ہر اس شخص سے بخشش اور مغفرت کا وعدہ کیا ہے جو مغفرت کے اسباب اختیار کرے: { وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ } [سورۃ طہ: 82].

ترجمہ: ہاں بے شک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔

جس کے گناہ اور بد اعمالیاں اتنی زیادہ ہوں کہ شمار کرنا مشکل ہو جائے، تو اسے چاہئے کہ ان تمام گناہوں سے اللہ کی مغفرت طلب کرے جو اللہ کے علم میں ہے، کیوں کہ اللہ ہر ایک چیز کو جانتا اور اسے شمار کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ: بندہ مسلم گناہ کے معاملے میں افراط اور مبالغہ کرنے لگے، اور اس بات کو حجت بنا کر اللہ کی نافرمانی کی جرات کرتا رہے کہ: اللہ تو بہت زیادہ معاف کرنے والا، نہایت مہربان ہے! کیوں کہ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { رَبِّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِن تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلأَوَّابِينَ غَفُورًا } [سورۃ الإسراء: 25].

ترجمہ: جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تمہارا رب بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "(گناہ کو) ترک کیے بغیر مغفرت طلب کرنا... جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے۔"

نجات کی رسی (کو تھامے رہیں)۔۔

اللہ نے تمام مخلوق کو توبہ و استغفار کا حکم دیا ہے، ان میں انبیائے کرام سرفہرست ہیں: { فَكَلِمَاتُ اسْتَغْفِرُوا

رَبِّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا } [سورۃ نوح: 10].

ترجمہ: میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشتاؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔



نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں دن بھر میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں" [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔ یہ انبیاء کی صورت حال ہے، ان کے بعد والے (جو ان سے کمتر درجے کے ہیں) وہ تو استغفار کے زیادہ محتاج ہیں۔

نبی ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: "کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ ان کلمات کو جب تم کہو گے تو تمہارے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا، اگرچہ تم ان لوگوں میں سے ہو جن کے گناہ پہلے ہی معاف کیے جا چکے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "کہو: لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ" (یعنی: اللہ جو بلند و بالا ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، حلیم و کریم (بردبار و مہربان) اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے، پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا رب ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "تجربہ ہے ایسے شخص پر جو ہلاک ہو جاتا ہے، جب کہ اس کے پاس نجات کا راستہ موجود ہوتا ہے! دریافت کیا گیا: وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: استغفار"۔
قنادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "قرآن تمہیں بیماری اور علاج دونوں کی رہنمائی کرتا ہے، جہاں تک بیماری کی بات ہے تو وہ تمہارے گناہ ہیں، اور رہی بات علاج کی تو وہ استغفار ہے"۔

شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ رقم طراز ہیں: "گناہ، مصیبت کا سبب ہے، استغفار مصیبت کے اسباب کو دور کر دیتا ہے، جیسا کہ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: {وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ} [سورة الأنفال: 33]۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔

ابن کثیر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: "جو شخص اس صفت، یعنی استغفار کی صفت سے متصف ہو، اللہ اس کے لیے حصول رزق کو آسان کر دیتا، اس کے معاملات کو سہل بنا دیتا، اسے صحیح سالم اور تندرست و توانا رکھتا ہے"۔

أَشْكُو إِلَيْكَ ذُنُوبًا لَسْتُ أَنْكِرُهَا وَقَدْ رَجَوْتُكَ يَا ذَا الْمَنِّ تَغْفِرُهَا

مِنْ قَبْلِ سُؤْلِكَ لِي فِي الْحَشْرِ يَا أَمَلِي
يَوْمَ الْجَزَاءِ عَلَى الْأَهْوَالِ تَذَكُّرُهَا
أَرْجُوكَ تَغْفِرُهَا فِي الْحَشْرِ يَا أَمَلِي
إِذْ كُنْتَ سُؤْلِي كَمَا فِي الْأَرْضِ تَسْتُرُهَا

ترجمہ: میں تجھ سے ایسے گناہوں کی (معافی) کی التجا کرتا ہوں جن سے مجھے انکار نہیں، اے فضل و احسان والے (رب) مجھے تجھ سے یہ امید ہے کہ تو ان گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اے میری امید! (ان گناہوں کو معاف کر دے) اس سے پہلے کہ حشر کے میدان میں، قیامت کے دن، ہولناکی کے عالم میں تو مجھ سے ان گناہوں کی باز پرس کرے۔ میں امید کرتا ہوں اے میری امید! کہ تو حشر میں بھی اگر مجھ سے باز پرس کرے گا تو ان گناہوں کو معاف کر دے گا، اسی طرح جس طرح تو نے دنیا میں ان پر پردہ ڈالے رکھا۔

(لا الہ الا اللہ) کے اقرار کے ساتھ استغفار کرنے کا جو راز ہے، اسے اللہ پاک و برتر نے اس فرمان میں بیان کیا ہے:

{ فَأَعْلَمَ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَسْتَغْفِرُ لَذُنُوبِكُمْ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلِّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ } {19}

[سورۃ محمد: 19].

ترجمہ: (اے نبی!) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔ اللہ تم لوگوں کی آمد و رفت کے اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔

"یقیناً توحید شرک کی جڑ کو ختم کر دیتا اور استغفار شرک کی شاخوں کو مٹا دیتا ہے، سب سے بلیغ اور معنی خیز حمد و ثناء ہے

کہ: لا الہ الا اللہ کا ورد کیا جائے، اور سب سے معنی خیز دعایہ ہے کہ: اللہ سے مغفرت طلب کی جائے، اس لیے اللہ نے آپ ﷺ کو توحید پر قائم رہنے اور اپنے لیے اور مومن بھائیوں اور بہنوں کے لیے مغفرت طلب کرنے کا حکم دیا۔"

اے اللہ! اے سارے جہانوں کے پالنے والے! ہماری، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔



(۲۸)
الْكَبِيرُ جَل جَلَاه

در الہی پر..

آپ کا پاک و برتر پروردگار عظمت و کبریائی اور سلطنت و بادشاہت کا مالک ہے، وہ (سب سے) بڑا اور (سب سے) بلند و بالا ہے۔ اپنی ضرورتیں اسی کے در پر پیش کریں، اپنے دل کو اس کے سامنے بچھادیں، اس کے لیے عاجزی اور خاکساری اختیار کریں، وہ آپ کی ضرورتوں کو پوری کرے گا، آپ کی بیماری دور کر دے گا، آپ کا قرض ادا کر دے گا، آپ کے حزن و ملال کو دور کر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دے گا... یقیناً وہ بزرگ و برتر اللہ (سب سے) بڑا ہے۔

(سب سے) بڑے اللہ کے سامنے جب آپ اپنی آرزوئیں پیش کریں گے.. تو وہ حقیقت میں بدل جائیں گی۔ آپ کی امیدیں خواہ جتنی بھی دراز ہوں، وہ (سب سے) بڑے اللہ کے سامنے.. معمولی ہیں۔ (سب سے) بڑے اللہ کے سامنے آپ اپنی جو بھی خواہشات ظاہر کریں گے.. وہ آپ کو عطا کی جائیں گی، آپ کے شوق اور تمنا کو پورا کیا جائے گا۔

وہ (سب سے) بڑا بزرگ و برتر: خوف و دہشت کے وقت آپ کا ماوی و ملجاء ہے، مصائب زمانہ کے وقت آپ کی مدد کرتا ہے... بے شک وہ اللہ (سب سے) بڑا ہے: { عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُنْعَالِ ۝۹ } [سورة الرعد: 9].

ترجمہ: ظاہر و پوشیدہ کا وہ عالم ہے (سب سے) بڑا اور (سب سے) بلند و بالا ہے۔

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار (سب سے) بڑا ہے، وہ اپنی ذات میں بڑا اور بلند ہے، مطلق طور پر اس بلند و بالا ذات سے کوئی بھی بڑا اور عظیم نہیں: { وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ } [سورة الزمر: 67].

ترجمہ: ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہئے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار اپنے اوصاف میں (سب سے) بڑا ہے، اس کی تمام صفات کمال اور عظمت و جلال کی حامل ہیں، ان میں نہ اس کا کوئی شریک ہے، نہ ہم مثل، نہ مشابہ اور نہ نظیر۔

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار وہ ہے جو اپنے افعال میں (سب سے) بڑا ہے، اس کی مخلوق کی عظمت اس کے افعال کی عظمت پر دلالت کرتی ہے: { لَخَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ } [سورة غافر: 57].

ترجمہ: آسمان و زمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے، لیکن (یہ اور بات ہے کہ) اکثر لوگ بے علم ہیں۔

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار (سب سے) بڑا، (سب سے) عظیم ہے اور کبریائی کا مالک ہے، جس کی جلالت و عظمت کے سامنے تمام بڑی (مخلوقات) بونی اور ہیچ ہیں۔

ہمارا عزیز و برتر ہر قسم کے نقص، برائی، اور عیب سے پاک و برتر ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار وہ ہے جو تمام طرح کی برائی، شر اور ظلم سے بری اور برتر ہے: { الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ } [سورة الرعد: 9].

ترجمہ: (سب سے) بڑا اور (سب سے) بلند و بالا ہے۔

{ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ } [سورة غافر: 12].

ترجمہ: فیصلہ اللہ بلند و بزرگ ہی کا ہے۔

لَكَ الْحَمْدُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْمُلْكُ رَبَّنَا
فَسُبْحَانَ مَنْ لَا يَقْدِرُ الْخَلْقُ قَدْرَهُ
وَلَا شَيْءٌ أَعْلَىٰ مِنْكَ بَدَدًا وَأَجْدَدُ
وَمَنْ هُوَ فَوْقَ الْعَرْشِ فَرْدٌ مُّوَحَّدُ

ترجمہ: اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے ہر قسم کی حمد و ثنا، نعمت و نوازش اور سلطنت و بادشاہی ہے، عزت و شرافت میں کوئی بھی چیز تجھ سے بڑھ کر نہیں، تو سب سے باعزت اور شریف ہے۔ پاک ہے وہ رب کہ مخلوق نے جس کی کماحقہ قدر نہیں کی، وہ عرش کے اوپر تنہا (مستوی) ہے، وہ یکتا و منفرد ہے۔

ہماری عقلیں عاجز ہیں!

اللہ عزیز و برتر ہر ایک چیز سے بڑا اور اس بات سے کہیں بڑھ کر ہے کہ ہمارا علم اس کا احاطہ کر سکے:

{ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا } [سورة طه: 110].

ترجمہ: مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔

اللہ بزرگ و برتر: اس بات سے بڑا ہے کہ ہم اس کی ذات اور صفات کی کیفیت کو جان سکیں، اسی لیے ہمیں اللہ کی (ذات و صفات کی کیفیت پر) غور و فکر کرنے سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ ہم اپنی عاجز اور محدود عقل سے اس کا ادراک نہیں کر سکتے، طبرانی نے "الأوسط" میں روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرو، اللہ عزیز و برتر کی (ذات و صفات کی کیفیت) میں غور و فکر نہ کرو" [یہ حدیث صحیح ہے] اللہ عزیز و برتر کی جلالت کبریائی سے اس کے سوا کوئی واقف نہیں، نہ ہی مقرب فرشتے اور نہ رسول مبعوث، کیوں کہ اللہ عز و جل نے اسے اپنے لیے خاص کر رکھا ہے۔

سب سے معنی نیز کلمہ...

اللہ عزیز و برتر اپنی ذات، قدر و منزلت، عزت و شرافت اور عظمت و جلالت میں سب سے بڑا ہے، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ: عظمت و احترام کا معنی ادا کرنے کے لیے عربوں کے نزدیک سب سے معنی خیر کلمہ (اللہ اکبر) ہے۔ کیوں کہ یہ کلمہ عظمت کی صفت (یعنی: اللہ اعظم) سے زیادہ کامل اور بلیغ ہے، جب ہم (اللہ اکبر) کہتے ہیں تو اس میں عظمت کا معنی تو شامل ہوتا ہی ہے، اس کے علاوہ احترام کے اور دیگر معانی بھی شامل ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ نماز اور اذان میں جو کلمہ مشروع کیا گیا ہے وہ ہے (اللہ اکبر)، کیوں کہ یہ (اللہ اعظم) سے زیادہ کامل اور بلیغ ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: "بڑائی (کبریائی) میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند، تو جو کوئی ان دونوں چیزوں میں کسی کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا" [حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "اللہ نے عظمت کو تہ بند سے اور بڑائی (کبریائی) کو چادر سے تشبیہ دیا ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ: چادر کا مقام و مرتبہ (لباس میں) زیادہ ہے، بعینہ چوں کہ تکبیر میں تعظیم کے بالمقابل بلاغت اور معنی خیزی زیادہ پائی جاتی ہے، اس لیے لفظ تکبیر کی صراحت فرمائی، جس میں تعظیم بھی شامل ہے"۔

بادشاہ کے پاس جانے کی کنجی:

یہی وجہ ہے کہ نماز میں داخل ہونے کے لیے اسی کلمہ کو مشروع قرار دیا گیا، مسلمان اسی طرح (نماز میں) داخل ہوتا ہے جس طرح غلام اپنے آقا و مالک کے پاس داخل ہوتے ہیں، جب مسلمان اللہ کے پاس داخل ہونے کا شرف حاصل کرتا ہے، تو اس کے لیے سب سے بلیغ اور معنی خیر کلمہ مشروع کیا گیا ہے (جس کے ذریعہ وہ داخل ہوتا ہے)، اور وہ ہے: (اللہ اکبر)، وہ زبان حال سے کہہ رہا ہوتا ہے: "اللہ اکبر، میں اس کلمہ کے ذریعہ اپنے مولیٰ، خالق اور رازق کے پاس داخل ہو رہا ہوں، اللہ زندگی کی تمام مصروفیات سے بڑھ کر ہے"۔ جب وہ اس کلمہ کو اخلاص کے ساتھ اور (اس کے معنی و مفہوم پر) غور کرتے ہوئے کہتا ہے، تو اس کے دل میں اللہ کی عظمت بڑھ جاتی ہے، اس کے اعضاء و جوارح پر خشوع و خضوع طاری ہو جاتا ہے، وہ اللہ سے شرم محسوس کرنے لگتا ہے، اللہ کا وقار اور

اس کی کبریائی اس بات سے اسے باز رکھتی ہے کہ اس کا دل کسی اور چیز میں مشغول ہو، اس کلمہ کی عظمت ہی ہے کہ اس کے ذریعہ مسلمان مختلف عبادتیں انجام دیتا ہے، تاکہ رضائے الہی سے فیض یاب ہو، ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **{وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ}** [سورۃ التوبۃ: 72]۔ (ترجمہ: اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے)۔ اللہ کا بندے سے خوش ہونا جنت اور اس کی نعمتوں سے بھی بڑھ کر ہے، کیوں کہ رضا و خوشنودی اللہ کی صفت ہے اور جنت اس کی مخلوق ہے۔"

عزت و سر بلندی اسے ملتی ہے جو (سب سے) بڑے (اللہ) کی پناہ میں آجائے...

جب کلمہ (اللہ اکبر) دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے، تو مومن کو اس کے ذریعہ عزت و سر بلندی حاصل ہوتی ہے، وہ اللہ پر بھروسہ، اعتماد اور توکل کرنے لگتا ہے، اللہ کی بڑائی اور عظمت کے سامنے ہر ایک چیز ہیچ ہو جاتی ہے۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ: "جب حجاج بن یوسف نے مقام ابراہیمی کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کر لی تو یمن کا ایک فقیر شخص آیا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگا، طواف کے دوران ایک نیزہ یمنی فقیر کے کپڑے سے الجھ گیا اور حجاج کے جسم پر آگیا، حجاج ڈر گیا، اور کہنے لگا: اسے پکڑو! فوج نے اسے پکڑ لیا، حجاج نے کہا: اسے میرے قریب لاؤ، انہوں نے فقیر کو حجاج کے قریب کر دیا۔

حجاج نے کہا: کیا تم مجھے جانتے ہو؟ فقیر نے کہا: میں تمہیں نہیں جانتا! حجاج نے کہا: یمن میں تمہارا حکمراں کون ہے؟ فقیر نے کہا: حجاج کا بھائی محمد بن یوسف، جو اسی کی طرح ظالم ہے اور اس سے بھی بدتر ہے۔

حجاج نے کہا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میں ہی اس کا بھائی ہوں؟ فقیر نے کہا: کیا تم حجاج ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، فقیر نے کہا: تم نہایت برے ہو! اور تمہارا بھائی بھی نہایت برا ہے!

حجاج نے کہا: تم نے میرے بھائی کو یمن میں کس حالت میں چھوڑا؟ فقیر نے کہا: میں نے اسے اس حال میں چھوڑا کہ وہ بڑے توند والا موٹا فرہ تھا۔

حجاج نے کہا: میں نے تم سے اس کی صحت و تندرستی کے بارے میں نہیں پوچھا، بلکہ اس کے عدل و انصاف کے بارے میں دریافت کیا ہے۔

فقیر نے کہا: میں نے اسے ظلم و ستم کی حالت میں چھوڑا ہے۔

حجاج نے کہا: کیا تمہیں معلوم کہ وہ میرا بھائی ہے؟ کیا تمہیں مجھ سے ذرا بھی ڈر نہیں؟

فقیر نے کہا: اے حجاج! کیا تمہیں لگتا ہے کہ تمہارا بھائی تمہارے ذریعہ اس سے زیادہ عزیز و سر بلند ہے جتنا میں (اللہ) واحد و یکتا کے ذریعہ عزیز و سر بلند ہوں؟"

طاووس - اس قصہ کے راوی - کہتے ہیں کہ: "اللہ کی قسم! (یہ سن کر) میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اس کے بعد حجاج نے اس شخص کو رہا کر دیا، پھر وہ کعبہ کا طواف کرنے لگا اور اس کے دل میں اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا۔"

أَكْفَأَهُمْ بِدِمَاءِ الْبَدْلِ قَدْ صُبِعَتْ
اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ سَلْسَلِهَا رُشِقُوا
فِي كَفِّهِمُ الشَّهْمِ مِنْ حَبْلِ الْهُدَى طَرَفُ
عَلَى الصِّرَاطِ وَفِي أَرْوَاحِنَا طَرَفُ

ترجمہ: ان کے کفن جو دو سخا کے خون سے رنگے ہوئے ہیں، 7 اور وہ خود اللہ اکبر کے سرچشمے سے سیراب ہوئے ہیں۔ ہدایت کی رسی کا ایک سرا ان کی مضبوط ہتھیلی میں ہے اور وہ راہ مستقیم پر گامزن ہیں، جب کہ اس کا دوسرا سرا ہماری روحوں میں (پیوست) ہے۔

کون سا ایسا بڑا کام، کون سی سخت مصیبت، اور کون سا بڑا حزن و ملال ہے جو (سب سے) بڑے اللہ پر دشوار ہو؟ معلوم ہوا کہ اللہ عزیز و برتر ہی (سب سے) بڑا ہے، (اس کے علاوہ) جو بڑی چیز بھی آپ دیکھتے، یا اس کے بارے میں سنتے یا جانتے ہیں، اس کا رب اللہ ہی ہے، اور وہ ان سب سے بڑھ کر ہے، پھر بھلا مصیبتوں کے لیے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ صاحب عزت و سر بلندی اور مالک عظمت و کبریائی کے ارادے کے سامنے ڈٹ سکیں؟



بزرگ و برتر اللہ (سب سے) بڑا ہے، وہی ہے جو آپ کی مشکلات کا حل پیدا کر سکتا ہے، آپ کی تمام تکلیف کو عافیت میں بدل سکتا ہے، آپ کی ہر آرزو اور تمنا کو پوری کر سکتا ہے، آپ کے تمام آنسوؤں کو مسکراہٹ میں تبدیل کر سکتا ہے۔

فَالزَّمِ يَدِيكَ بِحَبْلِ اللَّهِ مُعْتَصِمًا فَإِنَّهُ الرُّكْنُ إِنْ خَانَتْكَ أَرْكَانُ

ترجمہ: مضبوطی کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ سے اللہ کی رسی کو تھام لیں، کیوں کہ جب سارے سہارے ساتھ چھوڑ دیں تو وہی ایک سہارا ہے (جو آپ کے کام آسکتا ہے)۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے (الکبیر) اسم کے وسیلے سے سوال کرتے ہیں کہ: جنت میں داخل کر کے اور جہنم سے نجات دے کر ہمارے اوپر احسان فرما۔





جب مصیبت واقع ہوتی ہے، آفت کا سامنا ہوتا ہے اور ناگہانی حادثہ درپیش ہوتا ہے تو دل (ربِّ) اعلیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، ہاتھ بلند و برتر (پالنہار) کی طرف اٹھ جاتے ہیں اور نگاہیں بلند و بالا، سب سے اعلیٰ اور نہایت ہی بلند (پروردگار) کی طرف سے فراخی کے انتظار میں آسمان تکنئے لگتی ہیں۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار وہ ہے جو: اعلیٰ (سب سے بلند)، علیٰ (بلند و بالا) اور متعال (عالی مرتبہ) ہے۔ اللہ

تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: { وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ } [سورة البقرة: 255].

ترجمہ: وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

نیز فرمایا: { سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ } [سورة الاعلیٰ: 1].

ترجمہ: اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر۔

مزید اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { عَلَيْهِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرِ الْمُتَعَالِ } [سورة

الرعد: 9].

ترجمہ: ظاہر و پوشیدہ کا وہ عالم ہے، (سب سے) بڑا اور (سب سے) بلند و بالا ہے۔

معلوم ہوا کہ ہمارا پروردگار اعلیٰ (سب سے بلند)۔ علیٰ (بلند و بالا)۔ متعال (عالی مرتبہ) ہے: جس سے زیادہ کوئی بلند نہیں، اس کے لئے ہر ناحیے سے مطلق بلندی ہے:

ذات کی بلندی: یعنی ہمارا پاک و برتر پالنہار عرش پر مستوی ہے، اپنی مخلوق سے الگ اور پوری کائنات سے بلند

ہے: { الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ } [سورة طه: 5].

ترجمہ: جو رحمن ہے، عرش پر قائم ہے۔

مقام و مرتبہ کی بلندی: یعنی اللہ پاک و برتر بڑی قدر و منزلت والا ہے، اس کی تمام صفات منتہائے کمال و خوبصورتی اور منتہائے عظمت کی حامل ہیں، کسی مخلوق کی صفت نہ تو ان صفات کی ہم پلہ ہو سکتی ہے اور نہ ہم مثل، بلکہ (تمام) بندے (مل کر بھی) اللہ پاک کی کسی ایک صفت کا احاطہ نہیں کر سکتے: {وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾}

[سورۃ طہ: 110].

ترجمہ: وہ (مخلوق) علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

غلبہ کی بلندی: یعنی ہمارا پاک و برتر ہر ایک چیز پر غالب ہے، پوری کائنات اس کے سامنے سرنگوں ہے، تمام کے تمام اس کے غلبہ و سلطنت اور عظمت و کبریائی کے ماتحت ہیں: {وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ}

{سورۃ الأنعام: 18}.

ترجمہ: وہی اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب و برتر ہے۔

عَلَى السَّمَاوَاتِ فَوْقَ الْعَرْشِ مُرْتَفِعًا
مُبَآئِنًا جَمِيعَ الْخَلْقِ مُتَّصِفًا
بِكُلِّ أَوْصَافِهِ الْعُلْيَا الَّتِي كُتِبَتْ
وَأَيْسَرَ هَذَا بِحَمْدِ اللَّهِ فِيهِ خَفَا

ترجمہ: (اللہ) آسمانوں پر، عرش کے اوپر بلند ہے، تمام مخلوقات سے الگ ہے، اپنی تمام تر بلند و بالا اور کامل صفات سے متصف ہے، اور الحمد للہ یہ کوئی مخفی و پوشیدہ چیز بھی نہیں۔

اللہ کہاں ہے!؟

صحیح مسلم میں جلیل القدر صحابی معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ... میری ایک لونڈی تھی جو اُحد (ایک مقام کا نام ہے) کی طرف بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن میں جو وہاں آ نکلا تو دیکھا کہ بھیڑ یا ایک بکری کو (شکار بنا کر) لے گیا ہے۔ آخر میں بھی آدمی ہوں مجھ کو بھی غصہ آجاتا ہے جیسے دیگر لوگوں کو غصہ آتا ہے۔ (طیش میں آکر) میں نے اس کو ایک طمانچہ دے مارا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

میرے اس فعل کو بہت بڑا (جرم) قرار دیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کو میرے پاس لے کر آ"، میں آپ ﷺ کے پاس اسے لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: "اللہ کہاں ہے؟" اس نے کہا: آسمان میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں کون ہوں؟" اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کو آزاد کر دے یہ مؤمنہ ہے۔"

اللہ کے آسمان میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: آسمان کے اوپر بلندی میں ہے، حدیث میں لفظ (فی) میں آیا ہے جو کہ (علی) کے معنی میں ہے، جیسا کہ یہ لفظ اسی معنی میں اللہ پاک و برتر کے اس فرمان بھی آیا ہے: {وَأَصْلَبْتَكُمْ فِي جُدُوعِ النَّخْلِ} [سورۃ طہ: 71]۔

ترجمہ: تم سب کو کھجور کے تنوں پر سولی چڑھوا دوں گا۔

کوئی اس وہم میں نہ پڑ جائے کہ آسمان اللہ تعالیٰ کو محیط ہے، اللہ اس سے بلند و برتر ہے کہ کوئی مخلوق اس کا احاطہ کرے۔

محترم قاری! میں یہاں ٹھہر کر پوچھنا چاہتا ہوں کہ: کیا اللہ عزیز و برتر نے جن صفات سے اپنی ذات کو متصف کیا ہے، ان صفات کی ضد سے اللہ کو موصوف کرنا جائز ہے، جیسے یہ کہنا کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "مجموع الفتاوی" میں رقم طراز ہیں: "اللہ پاک و برتر نے اپنی ذات کو بلندی سے متصف کیا ہے، اور یہ ان صفات میں سے ہے جن کے ذریعہ اللہ کی تعریف و تعظیم کی جاتی ہے، کیوں کہ یہ ایک صفتِ کمال ہے، اسی طرح اللہ نے اپنی ذات کو عظیم (جلیل القدر)، علیم (سب کچھ جاننے والا)، قدیر (ہر چیز پر قادر)، عزیز (سب پر غالب)، حلیم (نہایت ہی بردبار) اور حی (زندہ) و قیوم (ہر چیز کو قائم رکھنے والا) اور اس طرح کے دیگر اوصاف سے بھی متصف کیا ہے جو اس کے خوبصورت ناموں کے پر تو ہیں۔

یہ جائز نہیں کہ ان صفات کی ضد سے اللہ کو متصف کیا جائے، چنانچہ بلندی کی ضد پستی سے اللہ کو متصف کرنا جائز نہیں اور نہ قوی (قوت والا) کی ضد کمزور سے اسے متصف کرنا جائز ہے۔



بلکہ اللہ پاک و برتر ان تمام نقائص سے پاک ہے جو اس کی ثابت شدہ صفات کمال کے منافی ہیں۔

هَذَا وَمِنْ تَوْحِيدِهِمْ: إِبْتِثْ	أَوْصَافِ الْكَمَالِ لِرَبِّنَا الرَّحْمَنِ
كَعُلُوِّهِ سُبْحَانَهُ فَوْقَ السَّمَاوَاتِ	الْعُلَىٰ بَلْ فَوْقَ كُلِّ مَكَانٍ
فَهُوَ الْعَلِيُّ بِذَاتِهِ سُبْحَانَهُ	إِذْ يَسْتَحِيلُ خِلَافَ ذَا بَيِّنَانٍ
وَهُوَ الَّذِي حَقًّا عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ	قَدْ قَامَ بِالتَّدْبِيرِ لِلْأَكْوَانِ

ترجمہ: اس کے علاوہ (اہل سنت والجماعت کے نزدیک) توحید (کا تقاضہ) یہ بھی ہے کہ: ہمارے رب رحمن کے لئے صفات کمال کو ثابت کیا جائے جیسے یہ کہ اللہ پاک بلند آسمانوں کے اوپر بلکہ ہر مکان سے اوپر بلند ہے، چنانچہ اللہ پاک اپنی ذات کے ساتھ بلند و بالا ہے، اس کے برخلاف (یعنی پستی اللہ کے لئے) ناممکن ہے، دلیل سے یہ ثابت ہے۔ وہی ہے جو حقیقت میں عرش پر مستوی ہے، اور پوری کائنات کی تدبیر کر رہا ہے۔

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: ﴿إِن رَّبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ﴾ [سورة الأعراف: 54].

ترجمہ: بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا۔

اللہ پاک و برتر نے اپنی کتاب میں جبرائیل اور دیگر فرشتوں کے نازل ہونے کا ذکر فرمایا ہے: ﴿نَزَّلَ الْمَلَكِيَّةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ﴾ [سورة القدر: 4].

ترجمہ: اس (میں ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں۔ اتارنے (اور اترنے) کا کام بلندی کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔

نیز یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ فرشتے اس کی طرف چڑھتے ہیں: ﴿تَعْرُجُ الْمَلَكِيَّةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ﴾ [سورة المعارج: 4].

ترجمہ: جس کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں، (وہ عذاب ایک ایسے) دن میں (ہوگا) جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔

مزید اللہ پاک و برتر نے ذکر فرمایا کہ نیک اعمال اور پاکیزہ بات اس کی طرف چڑھتی ہے: {إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ} [سورة فاطر: 10].
ترجمہ: اسی کی طرف ہر پاکیزہ بات چڑھتی ہے اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے۔

آخر اعمال کس کی طرف بلند کیے جاتے ہیں؟

اگر ہمارا پاک و برتر پانہار بنفس نفیس ہر جگہ موجود ہو تا تو اتارنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ (اللہ ان کی باتوں سے بہت زیادہ بلند ہے)۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار ہم مثل وہم نظیر سے بلند و پاک ہے۔

ہمارا بلند و برتر پروردگار بیوی اور اولاد سے بلند و پاک ہے: {وَأَنَّهُ تَعَلَّى جَدًّا رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَنِيعَةً وَلَا وَلَدًا

{ سورة الجن: 3].

ترجمہ: بیشک ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے، نہ اس نے کسی کو (اپنی) بیوی بنایا ہے نہ بیٹا۔

ہمارا بلند و برتر پروردگار اپنی عبادت میں شریک و ساجھی سے بلند و پاک ہے: {فَلَمَّا آتَتْهُمَا صَالِحًا جَعَلَا

لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَتْهُمَا فَتَعَلَّى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ} [سورة الأعراف: 190].

ترجمہ: جب اللہ نے دونوں کو صحیح سالم اولاد دے دی تو اللہ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کے شریک قرار دینے لگے، اللہ پاک ہے ان کے شرک سے۔

راستہ...



جو شخص ان تین ناموں: علی (بلند و بالا)، اعلیٰ (سب سے بلند) اور متعال (عالی مرتبہ) سے واقف ہو جائے وہ یہ بھی جان جائے گا کہ اللہ عزیز و برتر اپنی صفات کاملہ کے ذریعہ بلند و بالا ہے، ناقص صفات سے پاک و برتر اور اپنی مخلوقات سے بلند ہے۔

نیز جو شخص اس حقیقت کا حق ادا کرے - جانکاری اور بندگی دونوں اعتبار سے - تو اس کے ذریعہ اسے بے نیازی حاصل ہوگی اور اور عزت و شرافت کے (بلند) مقام پر فائز ہوگا: {وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا} [سورة مریم: 57].
ترجمہ: ہم نے اسے بہت اونچے مقام پر بلند کیا۔

دنیا و آخرت کی بلندی درج ذیل امور سے حاصل ہوتی ہے:

ایمان سے: {وَمَنْ يَأْتِهِ مَوْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ} [سورة طہ: 75].
ترجمہ: جو بھی اس کے پاس ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا اور اس نے اعمال بھی نیک کیے ہوں گے اس کے لئے بلند و بالا درجے ہیں۔

علم سے: {يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ} [سورة المجادۃ: 11].

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کو درجوں میں بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔
تواضع و خاکساری سے: نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "جو شخص اللہ کے لیے تواضع و انکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بلند فرما دیتا ہے" (مسلم)۔

جب ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جنت میں نبی ﷺ کی رفاقت طلب کی تو آپ نے فرمایا: "تو اپنے اوپر کثرت سجدہ کو لازم کر کے میری مدد کر" (مسلم)۔ نیز سجدے میں (سبحان ربی الاعلیٰ) کا ورد کرنا بھی (بلندی سے سرفراز ہونے کا سبب ہے)، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: {سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ} [سورة الاعلیٰ: 1].

ترجمہ: اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو سب سے بلند ہے۔

کچھ لوگوں نے سجدے میں یہ دعا پڑھنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ: یہ بندے کا اللہ عزوجل کے لئے اپنے شریف ترین عضو چہرے کے ذریعہ انکساری اور خاکساری اختیار کرنے کی انتہا ہے، اس طور پر کہ وہ (اس کی رضا کے لئے) اپنا چہرہ زمین پر رکھ دیتا ہے، تو اس حال میں کہ وہ حد درجہ پستی کے عالم میں ہو، یہی مناسب ہے کہ اپنے رب کی توصیف یہ بیان کرے کہ وہ عزیز و برتر اعلیٰ (بلند و بالا) ہے۔

چوں کہ (سجدہ کی) ہیئت میں بندہ (اس قدر انکساری) کی حالت میں ہوتا ہے اس لئے وہ اللہ پاک و برتر کے بہت قریب ہوتا ہے، نبی ﷺ فرماتے ہیں: "بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے، لہذا (سجدے میں) تم لوگ بکثرت دعا کیا کرو" (مسلم)۔

آرزو کو پہنچ چکے..

جب آپ یہ جان چکے کہ پوری دنیا کو چلانے والا بلند و بالا اور سب سے اعلیٰ (اللہ) عزیز و برتر ہے جس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی ملکیت ہے...
تو اے مریض! شفا دینے والا آسمان میں ہے، اے فقیر! غنی و بے نیاز آسمان میں ہے، اے غمزدہ! دلاسا دینے والا آسمان میں ہے، اے بانجھ! اولاد سے نوازنے والا آسمان میں ہے، اے قرض دار! رزق دینے والا آسمان میں ہے، اے افسردہ! مشکل کشا آسمان میں ہے..

اس لئے اپنے چہرے اور دل کے ساتھ آسمان کی طرف متوجہ ہو جا، اللہ بلند و بالا اور سب سے اعلیٰ کو پکارا اور فرحت و مسرت کی بشارت قبول کر کہ تجھے اللہ عزیز و برتر نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ سات آسمانوں کے اوپر سے خوش خبری دی ہے: { وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ }

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلِيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ [سورة البقرة: 186].



ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

لَكَ الْحَمْدُ يَا ذَا الْجُودِ وَالْمَجْدِ وَالْغَلَا
 إِلهِي لَعْنُ جَلَّتْ وَجَمَّتْ خَطِيئَتِي
 تَبَارَكَتْ نُعْطِي مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُ
 فَعَفْوُكَ عَن ذَنْبِي أَجَلٌ وَأَوْسَعُ
 إِلهِي تَرَى حَالِي وَفَقْرِي وَفَاقَتِي
 وَأَنْتَ مُنَاجَاتِي الْخَفِيَّةَ تَسْمَعُ
 إِلهِي لَعْنُ خَيْبَتِي أَوْ طَرَدْتَنِي
 فَمَنْ ذَا الَّذِي أَرْجُو وَمَنْ لِي يَشْفَعُ

ترجمہ: اے جو دوسنا، عزت و عظمت اور رفعت و بلندی والے! تیرے لیے ہی ہر قسم کی حمد و ثنا ہے۔ تو بابرکت ہے، جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے۔ اے میرے معبود! اگرچہ میرے گناہ بہت زیادہ ہیں لیکن تیری مغفرت میرے گناہ سے کہیں زیادہ کشادہ اور عظیم ہے۔ یا الہی! تو میری حالت اور فقر و فاقہ کو دیکھ رہا ہے اور تو میری پوشیدہ سرگوشیوں کو بھی سنتا ہے۔ الہی! اگر تو نے مجھے ناامید کر دیا یا ٹھکرا دیا تو کون ہے جس سے میں امید کروں اور کون ہے جو میری سفارش کرے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسمِ اعلیٰ کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں ہمارا مقام و مرتبہ بلند فرما۔



(۳۳، ۳۲)
الْقَاهِرُ الْقَهَّارُ جَد جَلَالِه

ابو یعلیٰ نے اپنی "مسند" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: "فرعون نے اپنی بیوی کے ہاتھ اور پاؤں کو چار میٹھوں میں باندھ رکھا تھا، جب (فرعون کے) لوگ ان سے الگ ہوتے تو فرشتے ان کو سایہ کرتے تھے، انہوں نے کہا: { رَبِّ اَبْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَبِخَنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَبِخَنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ } [سورۃ التحریم: 11].

ترجمہ: اے میرے رب! میرے لیے اپنی جنت میں مکان بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے خلاصی دے۔
[یہ حدیث صحیح ہے]

سرکش فرعون کے گھر سے روئے زمین کی ایک عظیم ترین خاتون رونما ہوئی! اور اس کے محل سے موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا!!!...

وہ فرعون جس نے کہا: { سَنُقْبِلُ اَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِهٖنَّ نِسَاءَهُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُوْنَ } [سورۃ الاعراف: 127].

ترجمہ: ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم کو ان پر ہر طرح کا زور ہے۔

قاہر وزور آور (اللہ) نے اس ظالم و سرکش کو زیر اور مغلوب کر دیا اور آنے والوں کے لیے اسے سامانِ عبرت بنا دیا: { فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِمَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلَقَكَ آيَةً وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَفْلُونَ } [سورة یونس: 92].

ترجمہ: آج ہم صرف تیری لاش کو نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لیے نشانِ عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

اللہ پاک و برتر نے اپنی بلند و بالا ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: { وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ } [سورة الأنعام: 18].

ترجمہ: وہی اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے برتر ہے، اور وہی بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔ ہمارا عزیز و برتر پروردگار اپنی شانِ بادشاہی کے ذریعہ غالب ہے، پوری کائنات میں تصرف کرتا ہے، اس کے ارادے پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی۔

اللہ نے تمام سرکش حکمرانوں کو زیر کر دیا، شاہانِ عالم کی کمر توڑ دی، اس کے سامنے ساری گردنیں خم ہو گئیں، اس کی عظمت و کبریائی کے سامنے تمام دشواریاں پست ہو گئیں، اس کے لیے سارے چہرے عاجزی کے ساتھ جھک گئے، تمام مخلوقات اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئیں اور اس کی جلالتِ شان اور عظمت و کبریائی کے سامنے خاکساری سے بچھ گئیں۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جس کے سامنے ساری مخلوقات عاجزی اختیار کرتیں اور اس کی عزت و قوت اور کمالِ قدرت کے سامنے پست رہتی ہیں۔

(اللہ) عزیز و برتر پروردگار عالمِ علوی اور سفلی پر غالب ہے، تمام تر حرکات و سکنات اس کی اجازت سے ہی واقع ہوتی ہیں، جو وہ چاہے وہ ہوتا اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا، یہی معنی ہے ہمارے عزیز و برتر پروردگار کے ان دوناموں کا: (القاہر والقہار - غالب وزور آور)۔

وَكذَّا الْقَهَّارُ مِن أوصافِهِ فَالْخَلْقُ مَقهُورُونَ بِالسُّلْطَانِ
لَوْ لَمْ يَكُنْ حَيًّا عَزِيزًا قَادِرًا مَا كَانَ فِي قَهْرٍ وَلَا سُلْطَانِ

ترجمہ: اسی طرح قہار (زور آور) بھی اس کی ایک صفت ہے، مخلوق (اس کی) بادشاہت سے مغلوب ہیں، اگر وہ زندہ و جاوید، قوی و سر بلند، اور قادر نہیں ہوتا تو غلبہ و برتری اور حکومت و بادشاہت کا حامل نہ ہوتا۔

یقیناً وہ غالب و زور آور ہے:

کون ہے جو مجبور و بے کس کی دعا کو سنتا اور اس کی پریشانی دور کرتا ہے؟ کون ہے جو ہڈیوں کو بوسیدہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے، جس طرح مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کرے گا، اور دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے زیادہ آسان ہے؟ کون ہے جو مظلوم کو سہارا دیتا ہے جب اس پر ستم کیا جاتا ہے؟ کون ہے جو کمزور کے کام آتا ہے جب اس پر ظلم کیا جاتا ہے؟

ہمارا عزیز و برتر پروردگار غالب و زور آور اور حکمت والا ہے، جو کوئی چیز بیکار پیدا نہیں کرتا، اور نہ کسی چیز کو ضائع ہونے دیتا ہے، کسی کام کو اسی وقت قبول کرتا یا کسی عمل کو اسی وقت شروع ٹھہراتا ہے جب اس میں حکمتیں ہوں، کوئی انہیں جان پاتا ہے تو کوئی ان سے نابلد ر ہتا ہے۔

إِلَيْكَ جَمِيعُ الْأَمْرِ يَرْجِعُ كُلُّهُ
وَمِنْكَ الْأَمَانِي تُرْجَعِي وَالْبَشَائِرُ

ترجمہ: تیرے ہی طرف تمام معاملات لوٹ کر جاتے ہیں اور تجھ سے ہی ساری آرزوؤں اور خوش خبریوں کی امید کی جاتی ہے۔

اب بھلا کون ہے جو توحید اور عبادت کا مستحق ہو؟ کیا اللہ واحد و یکتا، غالب و زور آور ہی (اس کا مستحق) نہیں جو بے نظیر ہے۔

اسی نکتہ کو لے کر یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں سے مناظرہ کیا اور فرمایا: {يَصْجِي السِّجْنِ

ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ} [سورة يوسف: 39].



ترجمہ: اے میرے قید خانے کے ساتھیوں! کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقت ور؟ کیا آپ نے کوئی ایسا مغلوب و ماتحت بھی دیکھا ہے جو اپنے آپ کو نفع و نقصان پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہو؟ بھلا مغلوب اور کمزور شخص سے کیسے فریاد کی جاسکتی اور کیوں کر اس پر توکل کیا جاسکتا ہے، جب کہ اللہ وہ ہے جو یکتا و منفرد اور غالب و زور آور ہے!؟

نبی ﷺ جب (رات کے وقت) اچانک نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ" (یعنی: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو اکیلا اور غالب و زور آور ہے، جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے]۔

اپنے معاملات اسی کو سپرد کر دیں...

چوں کہ مومن اس بات سے واقف ہوتا ہے کہ اللہ ہی یکتا و منفرد اور غالب و زور آور ہے، اس لیے وہ اس کے سامنے اپنی سپردگی کا اعلان کرتا ہے، اپنے معاملات اس کے حوالے کر دیتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ کے سوا کسی کی تعظیم نہیں کرتا اور نہ اس کے سوا کسی سے خوف کھاتا ہے، کمزور و ناتواں مخلوق کا خوف (اس کے دل سے) جاتا رہتا ہے، ہر چند کہ وہ قوت و طاقت اور زور و غلبہ کا دعویٰ کرتے پھریں۔

فرعون کے جادوگروں کو دیکھ لیں کہ جب ان کے دلوں میں ایمان جاگزیں ہو گیا اور وہ یہ جان گئے کہ اللہ ہی یکتا و منفرد اور غالب و زور آور ہے تو روئے زمین کے سرکش بادشاہ فرعون کی دھمکی پر انہوں نے یہ جواب دیا:

{ قَالُوا لَا ضَيْرَ لَنَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ﴿٥٠﴾ } [سورة الشعراء: 50].

ترجمہ: انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں، ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہی ہیں۔

اللہ عزیز و برتر ظالم و سرکش اور عاصی و نافرمان پر غلبہ و برتری رکھتا ہے: { وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ

الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ } [سورة الانعام: 18].

ترجمہ: وہی ہے اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے برتر ہے، اور وہی بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔

اللہ نے قوم نوح کو طوفان کے ذریعہ زیر کر دیا، قوم صالح کو سخت آواز (چنگھاڑ) کے ذریعہ مغلوب کر دیا، قوم عاد کو تیز و تند آندھی کے ذریعہ، قوم لوط پر پتھر برساکر، قارون کو زمیں دوز کر کے، قوم سبا کو بھوک و پیاس اور رزق کی تنگی کے ذریعہ، بنی اسرائیل پر خوف اور دشمنوں کو مسلط کر کے، بکثرت قتل و خون ریزی کے ذریعہ، اور ان کی ایک قوم کو مسخ اور طاعون کے ذریعہ مقہور اور مغلوب کر دیا۔

(ان واقعات میں) اللہ عزیز و برتر کا غلبہ اور اس کی برتری ظاہر و باہر ہے: { وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ } [سورة النحل: 118].

ترجمہ: ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

اللہ وہ ہے جس کا قہر و غلبہ مخلوق کے غلبہ کو زیر کر دیتا اور اس کی قوت کے سامنے تمام خلائق کی قوتیں پسپا

ہو جاتی ہیں: { لَمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ } [سورة غافر: 16].

ترجمہ: آج کس کی بادشاہی ہے؟ فقط اللہ واحد و قہار کی۔

رازی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "اس خطاب کے وقت ظالم حکمراں اور ستم پرور شاہان عالم کہاں ہوں گے؟!

اس سرزنش کے سامنے انبیاء و رسل اور مقرب فرشتے کیا کر سکیں گے؟

اس وقت گمراہ اور ملحد لوگ، توحید پرست اور ہدایت یافتہ حضرات کہاں ہوں گے؟

آدم اور ان کی نسل کہاں ہوگی؟

ابلیس اور اس کے ہم نوا کہاں ہوں گے؟



(ایسا لگے گا کہ) گویا وہ سب کے سب ہلاک و برباد اور نیست و نابود ہو چکے ہوں! ...
 جانیں پرواز کر جائیں گی، روحیں ہلاک ہو جائیں گی، جسم اور ڈھانچے برباد ہو جائیں گے، جوڑ جوڑ الگ ہو جائیں
 گے، اور صرف وہ (اللہ) باقی رہے گا جو ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گا۔"
 یہ ضروری نہیں کہ تمام فیصلے دنیا میں ہی ہو جائیں، کچھ مظالم ایسے بھی ہیں کہ قیامت کے دن جن کی پیشی از سر نو
 ہوگی! اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ضرب ظالموں کے دلوں پر گرم تپتے ہوئے ہتھوڑوں سے بھی زیادہ کاری
 ہے: {وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ} [سورة غافر: 43].

ترجمہ: یہ (بھی یقینی بات ہے) کہ ہم سب کالوٹنا اللہ کی طرف ہے۔

شافعی کا قول ہے: "قرآن کی ایک آیت ایسی ہے جو ظالم کے دل کے لیے تیر کی مانند ہے جب کہ مظلوم کے دل
 کے لیے مرہم کی طرح ہے، دریافت کیا گیا: وہ کون سی آیت ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پاک و برتر کا یہ فرمان: {وَمَا
 كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا} [سورة مريم: 64].

ترجمہ: تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں۔

اے اللہ! اے غلبہ و برتری اور عظمت و کبریائی والے رب! برے لوگوں کی برائی اور بدکاروں کی مکاری سے
 ہمیں محفوظ رکھ۔



(۳۴)
الْوَهَّابُ مَزْجُلٌ

وَكَذَلِكَ الْوَهَّابُ مِنْ أَسْمَائِهِ فَانظُرْ مَوَاهِبَهُ مَدَى الْأَزْمَانِ
أَهْلُ السَّمَوَاتِ الْعُلَا وَالْأَرْضِ عَنِ تِلْكَ الْمَوَاهِبِ لَيْسَ يَنْفَكَانَ

ترجمہ: اسی طرح وہاب بھی اس کے اسمائے گرامی میں سے ہے، ہر زمانے میں اس کی جو نوازشیں ہوتی رہی ہیں، ان پر غور کریں۔ بلند آسمان ہو یا (پست) زمین، اس کی نوازشوں سے کوئی بھی (ایک لمحے کے لیے) خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی بلند و بالا ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

{ أَمْرٌ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ } [سورة ص: 9].

ترجمہ: کیا ان کے پاس تیرے زبردست فیاض رب کی رحمت کے خزانے ہیں۔

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار بہت زیادہ نوازشوں والا ہے، اس کی نوازشیں آسمان و زمین کی تمام مخلوقات کو شامل ہیں، اس کی نوازش نہ (زمانہ) حال میں رکی ہوئی ہے اور نہ مستقبل میں رکے گی، وہ بغیر مانگے اور بنا کسی واسطے کے بھی نوازشتا ہے، بغیر کسی سبب اور بنا کسی حیلہ کے بھی نوازش کرتا ہے:

{ رَبَّنَا لَا تُرِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ } [سورة آل عمران: 8].

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔

{ أَمْرٌ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ } [سورة ص: 9].

ترجمہ: کیا ان کے پاس تیرے زبردست فیاض رب کی رحمت کے خزانے ہیں۔

یقیناً وہ بہت نوازنے والا فیاض ہے:

پاک ہے وہ عظیم خالق، سخی و فیاض اور خوب نوازش کرنے والا!

سخاوت: اس کی ایک صفت ہے، جو اد (فیاض): اس کا ایک عظیم ترین اسم گرامی ہے، عطا کرنا: اس کی بڑی

نوازشوں میں سے ہے، بھلا اس سے بڑا سخی و داتا کون ہو سکتا ہے؟

مخلوقات اس کی نافرمانی کرتی ہیں اور وہ (اللہ) ان کی نگرانی کرتا ہے، ان کے بستروں پر (اور ان کے گھروں

میں) ان کی ایسی حفاظت کرتا ہے کہ گویا انہوں نے اس کی نافرمانی کی ہی نہ ہو، وہ ان کی ایسی نگہداشت کرتا ہے کہ

گویا انہوں نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو، گناہ گار اور بدکار کو بھی اپنے فضل و احسان سے نوازتا ہے۔

کون ہے جس نے اس سے دعا کی ہو اور اس نے قبول نہ کیا ہو؟ کون ہے جس نے اس سے مانگا ہو اور اس نے دیا

نہ ہو؟ یا کون ہے جس نے اس کے پر اپنی سواری لگائی ہو اور اس نے اسے دھتکار دیا ہو؟

سُبْحَانَ مَنْ يُعْطِي الْمَنَىٰ بِخَوَاطِرٍ فِي النَّفْسِ لَمْ يَنْطِقْ بِهِنَّ لِسَانُ
سُبْحَانَ مَنْ هُوَ لَا يَزَالُ وَرِزْقُهُ لِلْعَالَمِينَ بِهِ عَلَيْهِ ضَمَانُ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو دل اور خیالات میں آنے والی تمناؤں کو زبان پر آنے سے پہلے پوری کر دیتا

ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ازل سے تمام جہان والوں کے لیے اپنے رزق کی ضمانت لے رکھی ہے۔

اللہ بزرگ و برتر کی نعمتیں اسی وقت سے بندے پر پیہم ہونے لگتی ہیں جب وہ رحم مادر میں ہوتا ہے، پھر اللہ اس

کے کان اور آنکھ بناتا ہے، اور اس میں روح پھونکتا ہے، پھر اس کے کھانے پینے کا انتظام کرتا ہے، (دنیا میں آنے کے

بعد) اسے لباس و پوشاک، گھر بار عطا کرتا اور (اپنے فضل و نوازش سے) اس کے لیے کافی ہوتا ہے، اور اسے ہر وہ چیز

عطا کرتا ہے جو وہ اس سے مانگتا ہے۔

اللہ عزیز و برتر اپنے بندے کے تعلق سے فرماتا ہے: ﴿الَّذِي جَعَلَ لَهُ عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾ وَ لِسَانًا وَ شَفَنَيْنِ ﴿٩﴾

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ } [سورة البلد: 8-10].

ترجمہ: کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں۔ اور زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے)۔ ہم نے دکھائیے اس کو دونوں راستے۔

{ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ } [سورة فاطر: 15].

ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

اسی نے تجھے پیدا کیا اور رزق سے نوازا، وہی تمہیں زندگی اور موت دیتا ہے، تمہیں نوازتا اور عطا کرتا ہے، وہی بیمار کرتا اور وہی شفا یاب کرتا ہے، وہی بھوک اور شکم سیری، پیاس اور سیرابی کا مالک، وہی ہنساتا اور رلاتا ہے، اس نے ہی تمہیں وہ سکھایا جسے تم نہیں جانتے تھے، اسی نے تمہیں اس سے آشنا کرایا جس سے تم نابلد تھے، اور تمہارے لیے حصول رزق کو آسان کر دیا۔

اس نے تمہاری دعا قبول کی، تمہاری پکار کا جواب دیا، تمہارے دشمن کو زیر اور مغلوب کر دیا، تمہارے لیے رسول کو مبعوث فرمایا، تمہیں (اپنی) کتاب کا علم عطا کیا، اور (سیدھے) راستے کی ہدایت دی.... ان نوازشوں کے بعد بھی تم اس کی نافرمانی کرتے ہو؟!

{ قُلِ لِلْإِنْسَانِ مَا أَكْفَرَهُ } [سورة عبس: 17].

ترجمہ: اللہ کی مار انسان پر کتنا ناشکر ہے۔

در الہی پر...

کیا دنیا آپ کے لیے تنگ ہو چکی ہے؟

کیا آپ بیماری سے جو جھ رہے ہیں؟

کیا قرض کے بوجھ نے آپ کو نڈھال کر دیا ہے؟

کیا فقیری و محتاجگی نے آپ کی کمر توڑ دی ہے؟

کیا آپ بیوی اور اولاد کے خواہش مند ہیں؟

کیا آپ کا ذہن حیران اور افکار منتشر ہیں؟

تو آپ ابھی اور اسی وقت (اللہ) وہاب (نوازنے والے) سے التجا کیجیے، اس (پالنے والے) سے (جو بہت زیادہ نوازشوں والا ہے، صرف اپنے ہاتھ اٹھائیے، اس کے در پر کھڑے ہو جائیے، اس کی عزت کی پناہ میں آجائیے، پھر دیکھیے کہ کس طرح بھوک شکم سیری اور پیاس سیرابی میں بدل جاتی ہے، آنکھوں کی روٹھی ہوئی نیند واپس آ جاتی ہے، بیماری کے بعد عافیت اور شفا یابی ملتی ہے، گمشدہ گھر لوٹ آتا ہے، گمراہ ہدایت پاتا ہے، قیدی رہا ہوتا ہے اور تاریکی چھٹ جاتی ہے۔

یقیناً وہ پاک و برتر (اللہ) بہت نوازنے والا فیاض ہے، جو آنسو کو مسکراہٹ میں، خوف کو امن میں، دہشت کو سکون میں بدل دیتا ہے، رات کی تاریکی کو صبح کے اجالے کی بشارت دیتا ہے، غمزدہ انسان کو اچانک حاصل ہونے والی فراخی کی خوش خبری سناتا ہے، اور مصیبت زدہ کو اپنی پوشیدہ مہربانی کا مزہ عطا کرتا ہے۔

اللہ پاک و برتر کے خزانے بھرے ہوئے ہیں، وہ کبھی خالی نہیں ہوتے، وہ فرماتا ہے:

{ اَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ } [سورة غافر: 60].

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

جو شخص اللہ سے دعا کرے اسے چاہئے کہ پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ دعا کرے، کیوں کہ اللہ کے سامنے کوئی چیز بڑی نہیں! سلیمان عليه السلام کو دیکھیے کہ وہ اللہ سے دنیا و آخرت کی بھلائی طلب کر رہے ہیں:

{ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مَلَكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاِحْدٍ مِّنْ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ } [سورة ص: 35].

ترجمہ: کہا کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک (بادشاہی) عطا فرما جو میرے سوا کسی (شخص) کے لائق نہ ہو، تو بڑا ہی دینے والا ہے۔

زکریا عليه السلام کبر سنی کو پہنچ چکے ہیں اور ان کی بیوی بانجھ ہیں، اس کے باوجود اللہ سے دعا کرتے ہیں:

{ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ } [سورة آل عمران: 38].



ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

وہاب (بہت نوازنے والے پالنہار) سے رجوع کریں!

بادشاہی، سلطنت، مال و منال، آل و اولاد اور صحت و تندرستی، سب کے سب پاک و برتر بادشاہ اور بہت

نوازنے والے (اللہ) کی طرف سے حاصل ہوتی ہیں: { وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ

عَلِيمٌ } [سورة البقرة: 247].

ترجمہ: اللہ جسے چاہے اپنا ملک (بادشاہی) دے، اللہ تعالیٰ کشتادگی والا اور علم والا ہے۔

{ يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنشَاءً وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذَّكُورَ } [سورة الشورى: 49].

ترجمہ: جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔

وہ عظیم ترین دعا جو بندہ اپنے رب سے کرتا ہے: وہ ان اہل علم کی دعا ہے جو خوبصورت ناموں (اسمائے حسنیٰ)

سے اللہ کو پکارنے کا راز جانتے ہیں، اور اللہ سے ثابت قدمی اور رحمت و مہربانی کی دعا کرتے ہیں:

{ رَبَّنَا لَا تُغِخْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ } [سورة آل عمران: 8].

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت

عطا فرما، یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔

اس دعا کی اہمیت کے پیش نظر اللہ پاک و برتر نے اسے ہر رکعت میں مشروع قرار دیا ہے، ہم (ہر نماز میں) یہ

دعا کرتے اور امید رکھتے ہیں کہ اللہ ہمیں اس سے نوازے گا، اس سے مراد ہدایت و راستی کی دعا ہے: { أَهْدِنَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ } [سورة الفاتحة: 6].

ترجمہ: ہمیں سیدھی اور (سچی) راہ دکھا۔

راز دعا کی حلاوت میں پنہاں ہے!

اللہ اس شخص کو پسند کرتا ہے جو اس سے مانگے، بلکہ اگر لوگ اس سے دعا نہیں کرتے تو وہ ان کی پرواہ نہیں کرتا

: { قُلْ مَا يَعْجُبُوكُمْ بِكُفْرِي تَلَوَّاءُ دُعَاؤِكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا } [سورة الفرقان: 77].

ترجمہ: کہہ دیجئے! اگر تمہاری دعا والتجانہ ہوتی تو میرا رب تمہاری مطلق پروا نہ کرتا، تم تو جھٹلا چکے، تو عنقریب اس کی سزا تمہیں چٹ جانے والی ہوگی۔

جن دعاؤں کے ذریعہ اللہ پاک و برتر کی قربت حاصل کی جاسکتی ہے، ان میں یہ دعا بھی ہے جس کی تعلیم ہمیں اللہ عزوجل نے اپنے اس فرمان میں دی ہے:

{ رَبَّنَاهَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا } [سورة الفرقان: 74].

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

بلکہ اللہ پاک و برتر نے اس دعا کے بعد جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

{ أُولَئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا مَحِيَّةً وَسَلَامًا } [سورة الفرقان: 75].

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بلند و بالا خانے دیے جائیں گے جہاں انہیں دعا سلام پہنچایا جائے گا۔

جو اللہ سے وابستہ ہو جائے، اور اپنے ہر فکر و غم اور رجا و امید میں اسی سے لو لگائے، ہمیشہ اسی کے دروازے پر دستک دے، اپنی محتاجگی کا اظہار کرے، اس سے دعا اور لمبی مناجات کرے، اسے اللہ عزت و مرتبہ عطا کرتا، اس کی حفاظت و نگہبانی کرتا، اس کی آرزو سے بڑھ کر اسے نوازتا اور پوری زندگی اس کا معاون و مددگار رہتا ہے۔

راز کی بات ..

ہمارا عزیز و برتر پروردگار دنیا میں آزمائش کے طور پر نوازشیں عطا کرتا ہے، جب کہ آخرت میں اجر و ثواب اور بدلے کے طور پر نعمتوں سے فیض یاب کرے گا۔



چنانچہ اللہ اپنی مشیت سے دنیا میں نوازش عطا کرتا اور اپنی حکمت کی بنا پر اس کے ذریعہ لوگوں کو آزماتا ہے، تاکہ بندہ دعا و مناجات اور امید ورجا کے ذریعہ اللہ سے وابستہ رہے، دعا اور قضا کے درمیان رہ کر اس کی توحید پر قائم رہے اور اس پر ایمان لائے اور اس طرح خوش بختی کی زندگی گزارے۔

یہ سب سے بڑی نوازش اور عظیم ترین عطیہ ہے، بشرطیکہ بندہ ابتلاء و آزمائش کی حقیقت سے واقف ہو۔ جب بندہ اس سے واقف ہو گا تو یہ اسم گرامی (الوہاب) بندہ کے اندر اپنے رب کی محبت پیدا کرے گا، اس کی حمد و ثنا اور شکر و سپاس پر اسے آمادہ کرے گا اور ہمیشہ اس سے وابستہ رہنے پر ابھارے گا۔

لَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ يَا خَيْرَ وَاهِبٍ
وَيَا خَيْرَ مَنْ يُرْجَى لِكَشْفِ مُلِمَّةٍ
وَيَا خَيْرَ مَرْجُوٍّ لِنَيْلِ الْمَأْرِبِ
وَيَا خَيْرَ مَنْ يُسَدِّي الْعَطَا وَالْمَوَاهِبِ

ترجمہ: اے اللہ! اے سب سے بہترین نوازنے والے! تیرے ہی لیے ہر قسم کی حمد و ثنا ہے۔ اے وہ افضل ترین ذات کہ ضرورتوں کی تکمیل کے لیے جس سے امید رکھی جاتی ہے۔ اے وہ افضل ترین ذات کہ مصیبت کو دور کرنے کے لیے جس سے امید قائم کی جاتی ہے اور اے وہ افضل ترین پالنہار جو نعمتوں اور نوازشوں سے سرفراز کرتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر، یقیناً تو بہت نوازنے والا فیاض ہے، اور اے سارے جہانوں کے پالنہار! ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔



(۳۵) الرِّزْقُ جَد جَلالہ

بھوک کے بعد شکم سیری، پیاس کے بعد سیرابی، فقیری کے بعد مالداری، بے خوابی اور شب بیداری کے بعد (پرسکون) نیند اور بیماری کے بعد تندرستی ملتی ہے... قرض ادا ہو جائے گا، رزق میں بڑھوتری ہوگی، قیدی کو رہائی ملے گی اور تاریکی کا بادل چھٹ جائے گا: { فَعَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنَّكَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهِ } [سورة المائدة: 52].

ترجمہ: بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے۔

جب ضرورتیں آپ کو اپنے حصار میں لے لے، مصیبتوں کا آپ پر (پیہم) حملہ ہو، حزن و ملال آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیں، قرض میں آپ ڈوبے ہوں اور رزق کا دروازہ تنگ ہو جائے، تو ایسے میں رزاق (رزق دینے والے اللہ) کی طرف رخ کریں، جو حزن و ملال اور غم و اندوہ کو دور کرنے والا، اور بے کسوں کی پکار کو سننے والا ہے۔ رزاق (رزق دینے والے اللہ) کو قریب سے جانیں، اس عظیم اسم گرامی (رزاق) کے سائے میں زندگی گزاریں، (یہ ایسا نام ہے کہ) اگر کسی کے کان میں پڑ جائے تو اس کا دل اطمینان اور روح سکون محسوس کرتی ہے اور اس کی حالت یکسر بدل جاتی ہے۔

{ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ } [سورة الذاریات: 58].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں تو انائی والا اور زور آور ہے۔

ہمارا رزق رساں پروردگار (وہ ہے جس نے تمام مخلوقات کے) رزق کا ذمہ لے رکھا ہے، وہ ہر ایک چیز کو قائم رکھنے والا ہے، اس کا رزق اور اس کی رحمت تمام مخلوقات کو شامل ہیں، اللہ عزیز و برتر نے اپنے رزق کو کافر کو چھوڑ کر

صرف مومن کے لیے، یاد شمن سے منہ موڑ کر محض اپنے ولی کے لیے خاص نہیں رکھا ہے۔ بلکہ وہ کمزور و ناتواں کو اسی طرح رزق فراہم کرتا ہے جس طرح قوی و تواناں کو فراہم کرتا ہے، رحم مادر میں پل رہے جنین کو بھی رزق بہم پہنچاتا ہے، چرند و پرند کو ان کے گھونسے میں، سانپ کو اس کے بل میں اور مچھلی کو سمندر میں رزق پہنچاتا ہے:

{ وَكَأَنَّ مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ } [سورة العنكبوت: 60].

ترجمہ: بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے، ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے، وہ بڑا ہی سننے جاننے والا ہے۔

یہ اسم گرامی قرآن کریم میں ایک جگہ پر صیغہ واحد کے ساتھ جب کہ پانچ مرتبہ جمع کے صیغے کے ساتھ وارد ہوا ہے۔

(رزاق) صیغہ مبالغہ کے ساتھ وارد ہوا ہے، تاکہ آپ کا دل مطمئن رہے، اور آپ یہ جان رکھیں کہ اللہ سخی و داتا ہے، اور تاکہ بندوں کے دل صرف اسی عزیز و برتر سے وابستہ رہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: "ایک آدمی کسی ضرورت کے پیش نظر جنگل کی طرف نکل گیا، اس کی بیوی نے کہا: اے اللہ! ہم کو رزق دے کہ ہم آٹا گوندھ کر روٹیاں پکاسکیں۔ جب وہ آدمی واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ٹب آٹے سے بھرا ہوا ہے، تنور میں (جانور کی) پسلیوں کا بھنا ہوا گوشت موجود ہے اور چکی غلہ پیس رہی ہے۔ اس نے کہا: یہ رزق کہاں سے آگیا؟ اس کی بیوی نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ رزق ہے، جب اس نے ارد گرد سے چکی صاف کی (تو وہ رک گئی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر وہ اسے اسی حالت پر چھوڑے رکھتا تو وہ روز قیامت تک آٹا پیستی رہتی" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں روایت کیا ہے]۔

تقدیریں لکھی جا چکی ہیں...

لَوْ كَانَ فِي صَخْرَةٍ فِي الْبَحْرِ رَاسِيَةً
رِزْقٌ لِّعَبْدٍ يَرَاهُ اللَّهُ لَا انْفَلَقَتْ
صَمَاءٌ مَلْمُومَةٌ مُلْسٌ نَّوَاهِيهَا
حَتَّى تُؤَدِّيَ إِلَيْهِ كُلَّ مَا فِيهَا

أَوْ كَانَ بَيْنَ طَبَاقِ السَّبْعِ مَسْلُكُهَا
لَسَهَّلَ اللَّهُ فِي الْمَرْقَى مَرَاقِيهَا
حَتَّى تَنَالَ الَّذِي فِي اللَّوْحِ خُطُّ لَهَا
فَإِنَّ أُمَّتَهُ وَإِلَّا سَوْفَ يَأْتِيهَا

ترجمہ: اگر اللہ کے کسی بندے کا رزق سمندر کی تہ میں جمی ہوئی سخت چٹان کے اندر ہو جس کے ارد گرد کوئی پیڑ پودانہ ہو، تو یہ چٹان پھٹ پڑے گی تاکہ اس میں جس بندے کا رزق ہے وہ اس تک پہنچ سکے۔ یا سات طبق (زمینوں) کے درمیان بھی اس تک پہنچنے کا راستہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے راستہ کھول دے گا، تاکہ لوح محفوظ میں اس کا جو رزق لکھا گیا ہے وہ اسے حاصل کر سکے، اگر وہ اپنے رزق تک نہیں بھی پہنچ سکتا تو اس کا رزق اس تک پہنچ کر رہے گا۔

صحیح بخاری میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے اور وہ کہتا رہتا ہے کہ اے رب! یہ نطفہ قرار پایا ہے، اے رب! اب علقہ (جما ہوا خون) بن گیا ہے۔ اے رب! اب مضغہ (گوشت کا لو تھڑا) بن گیا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی پیدائش پوری کرے تو وہ پوچھتا ہے اے رب! لڑکا ہے یا لڑکی؟ نیک ہے یا برا؟ اس کی روزی کیا ہوگی؟ اس کی موت کب ہوگی؟ اسی طرح یہ سب باتیں ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دی جاتی ہیں۔"

معلوم ہوا کہ آپ کا رزق محفوظ ہے، نہ تو حرص مند کی حرص سے (قبل از وقت) لاسکتی ہے اور نہ ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی سے پھیر سکتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "رزق بندے کو اسی طرح مل کر رہتا ہے جیسے اس کی موت اسے آکر رہتی ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے]۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "کوئی اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اپنی روزی پوری نہ کر لے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔



اللہ عزیز و برتر (بندوں) کے رزق کو ایک اندازے کے ساتھ نازل کرتا ہے، کیوں کہ وہ ان کے احوال اور مصالح سے زیادہ باخبر ہے: ﴿ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ ﴾ [سورة الشورى: 27].

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے لیکن وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے، وہ اپنے بندوں سے پورا خبردار ہے اور خوب دیکھنے والا ہے۔
ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: "(اللہ) باخبر ہے اور دیکھ رہا ہے کہ کون مالدار ہے اور کون فقیر ہے۔"
خزانے بھرے ہوئے ہیں...

اللہ کا رزق ختم نہیں ہوتا، اور اس میں (اللہ کے لیے) کوئی بوجھ، تکلیف اور مشقت بھی نہیں، بلکہ اللہ بغیر کسی پریشانی اور تنکان کے (سبھوں کو) رزق بہم پہنچاتا ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے: "اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، انسان اور جنات سب ایک میدان میں کھڑے ہوں، پھر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کی مانگ کو پوری کر دوں، پھر بھی میرے پاس جو کچھ ہے وہ کم نہ ہو گا مگر اتنا جتنا دریا میں سوئی ڈبو کر نکال لو (تو دریا کا جتنا پانی کم ہوتا ہے اتنا بھی میرا خزانہ کم نہ ہو گا) [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔"

اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو رزق تو دیتا ہی ہے، ساتھ ہی وہ نہایت ہی حلیم و بردبار بھی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "تکلیف وہ بات سن کر اس پر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں، (مشرکین) کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور پھر بھی وہ انہیں صحت و تندرستی اور روزی روٹی سے نوازتا ہے" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

ذرا ٹھہر کر سوچیں!

رزق کی بہتات اللہ پاک و برتر کی محبت کی نشانی نہیں! یہ تو کافر اور نادان لوگوں کا وہم و گمان ہے کہ: رزق کی کثرت اللہ کی محبت اور رضامندی پر دلالت کرتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ} ﴿٣٥﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ [سورة سبأ: 35-36].

ترجمہ: کہا ہم مال و اولاد میں بہت بڑھے ہوئے ہیں، یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم عذاب دیئے جائیں۔ کہہ دیجئے! کہ میرا رب جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی کر دیتا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اسی طرح رزق کی قلت و تنگی بھی اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ اللہ (اس بندے کو) ذلیل و رسوا کرنا چاہتا ہے: {فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْنَلَّهُ رَبُّهُ، فَأَكْرَمَهُ، وَنَعَّمَهُ، فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْنَلَّهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ، فَيَقُولُ رَبِّي أَهْنَنِ ﴿١٦﴾} [سورة الفجر: 15-16].

ترجمہ: (انسان کا حال یہ ہے کہ) جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت و نعمت دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا۔ اور جب وہ اس کو آزماتا ہے، اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی اور ذلیل کیا۔
رزق کی کنجیاں..

بندے کو سعادت و خوش بختی اور راحت و اطمینان بخشنے والا ایک عظیم ترین سبب یہ ہے کہ: وہ اپنے رب کا سہارا لے، اپنے رازق پر بھروسہ کرے اور اسی کی سرپرستی اور نگہبانی پر اکتفا کرے:

{إِنَّ وَلِيََّ اللَّهُ الَّذِي نَزَلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَكَّلُ الصَّالِحِينَ} [سورة الأعراف: 196].

ترجمہ: یقیناً میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کرتا ہے۔

جب اللہ بندے کی سرپرستی اور نگہبانی کرتا ہے تو اس کے دل میں تقویٰ اور خشیت پیدا کر دیتا ہے، جو کہ رزق کا ایک عظیم ترین سبب ہے، بلکہ وہ اقتصاد و معیشت کے تمام اصولوں سے بڑھ کر ہے:

{وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ ءَامَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا

فَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ} [سورة الأعراف: 96].

ترجمہ: اگر بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تمذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔

{وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۖ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ} [سورة الطلاق: 2-3].

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔

اس کائنات میں اللہ عزوجل کی یہ سنت ہے کہ: رزق، اطاعت و فرمانبرداری سے مربوط اور جڑا ہوا ہے:

{وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ

أَرْجُلِهِمْ} [سورة المائدة: 66].

ترجمہ: اگر یہ لوگ توراہ و انجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے، ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر سے اور نیچے سے روزیاں پاتے اور کھاتے۔

اسی طرح اس کے برعکس بھی کہ گناہوں سے رزق کا دروازہ بند ہوتا اور برکت ختم ہو جاتی ہے:

{ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ}

[سورة الروم: 41].

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کی بد اعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔ اس لیے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھادے (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں۔

فراموش کردہ رزق!

حسن اخلاق، ملک میں امن و امان، جسمانی صحت و تندرستی، دن بھر کی روزی اور غذا، دوست و احباب کی ملاقات، بھائی کی موجودگی، بیٹے کی مسکراہٹ، بیوی کی صالحیت، نیک دوست، روح کا سکون، دیکھنے والی آنکھ، بولنے والی زبان، سننے والا کان، اطمینان کی نیند، اور ان سب سے بڑھ کر وہ: جس پر اللہ نے یہ احسان کیا ہے کہ اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک باحیات ہیں (یہ سب اللہ کے عطا کردہ ایسے رزق ہیں جنہیں ہم نے فراموش کر دیا ہے)۔

وَإِذَا رُزِقَتْ خَلِيقَةً مَّحْمُودَةً فَقَدْ اصْطَفَاكَ مُقْسِمُ الْأَرْزَاقِ
فَالنَّاسُ هَذَا حِظَّهُ مَالٌ وَذَا عِلْمٌ وَذَاكَ مَكَارِمُ الْأَخْلَاقِ

ترجمہ: اگر آپ کو حسن اخلاق کا رزق ملا ہے تو (سمجھ لیں کہ) رزق تقسیم کرنے والے اللہ نے آپ کو چن لیا ہے۔ کیوں کہ کسی کے حصے میں مال آتا ہے تو کسی کے حصے میں علم اور کسی کے نصیب میں اخلاق کریمہ۔

آخری بات..

بندہ کو اس بات سے ہوشیار رہنا چاہئے کہ کہیں شیطان رزق کے معاملے میں اسے خوف میں مبتلانہ کر دے، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ } [سورة البقرة: 268].

ترجمہ: شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے۔

کسی سلف کا قول ہے کہ: رزق کے معاملے میں لوگ ابلیس کو سچا مانتے اور اللہ کو جھٹلاتے ہیں!!

النَّفْسُ تَجْرَعُ أَنْ تَكُونَ فَقِيرَةً وَالْفَقْرُ خَيْرٌ مِنْ غِنَىٰ يُطْعِمُهَا
وَعِنَى النَّفْسِ هُوَ الْكَافِي فَإِنْ أَبَتْ فَجَمِيعُ مَا فِي الْأَرْضِ لَا يَكْفِيهَا



ترجمہ: انسان کو فقیری سے ڈر لگتا ہے، جب کہ فقیری ایسی مالداری سے بہتر ہے جو انسان کو سرکشی میں مبتلا کر دے۔ دل کی مالداری (انسان کے لیے) کافی ہے، اگر دل کی مالداری حاصل نہ ہو تو روئے زمین کی ساری دولت بھی اس کے لیے ناکافی ہے۔

اے اللہ! ہمیں ہدایت و راستی، تقویٰ و خشیت، عفت و پاکدامنی، مالداری اور بے نیازی عطا فرما، تو سب عطا کرنے والوں سے اچھا ہے۔



(۳۶) الْفَتْحُ جَلَالَهُ

اے وہ شخص کہ جو دنیا سے اوب چکا اور زندگی سے مایوس ہو چکا ہے، شب و روز (کے آلام سے) تنگ آچکا ہے اور حزن و ملال کا مزہ چکھ چکا ہے! واضح اور کھلی فتح و کامرانی آنے والی ہے، نصرت و مدد آپ کے قریب آچکی ہے، تنگی کے بعد فراخی اور سختی کے بعد آسانی آکر رہتی ہے، آپ کے آگے اور پیچھے ایک پوشیدہ لطف و مہربانی ہے (جو آپ کو اپنے حصار میں لی ہوئی ہے)، آپ کے سامنے روشن امید، (امنگوں سے) بھرا مستقبل اور سچا وعدہ ہے: {وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ} [سورة الروم: 6].

ترجمہ: اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا۔

الفتح (فیصلہ کرنے والے اور کشادگی پیدا کرنے والے اللہ) کا اگر ساتھ حاصل ہو تو آپ کی تنگی، فراخی اور کشادگی میں بدل جائے گی، اور آپ کا حزن و ملال، انس و محبت میں تبدیل ہو جائے گا۔

اللہ پاک و برتر اپنے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: { وَهُوَ الْفَتْحُ الْعَلِيمُ } [سورة سبأ: 26].

ترجمہ: وہ فیصلے چکانے والا اور دانائے۔

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار دل کے بند دروازوں کو ہدایت و راستی اور ایمان و تقویٰ سے کھولتا ہے۔ ہمارا بزرگ و برتر پروردگار وہ ہے جو آخرت میں اپنے بندوں کے درمیان سچا فیصلہ کرے گا، ایسا فیصلہ جس میں ظلم و جور کی کوئی آمیزش نہ ہوگی، بلکہ وہ عدل و انصاف اور حق و صداقت پر مبنی ہوگا، اور اللہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے: { قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبَّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتْحُ الْعَلِيمُ } [سورة سبأ: 26].

ترجمہ: انہیں خبر دے دیجئے کہ ہم سب کو ہمارا رب جمع کر کے پھر ہم میں سچے فیصلے کر دے گا۔ وہ فیصلے چکانے والا اور دانہ ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار اپنے بندوں کے حزن و ملال کو دور کرتا، (انہیں) جلد ہی کشادگی عطا کرتا، مصیبت اور تنگ حالی کو رفع کرتا، اپنی رحمت کی برکھا برساتا، رزق کے دروازے کھولتا اور اپنے بندوں کو دنیا میں ایسے تمام وسائل مہیا فرماتا ہے جن سے ان کی زندگی بہتر طریقے سے گزر سکے: { مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهُمَا وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ } [سورة فاطر: 2].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اس کے سوا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو انبیاء و اولیاء اور نیک بندوں کے لیے علم و حکمت اور معرفت و بصیرت کے دروازے کھول دیتا ہے: { وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيَعْلَمِكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ } [سورة البقرة: 282].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تمہیں تعلیم دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو اپنے نیک و صالح مومن بندوں کو مختلف ممالک اور علاقوں پر فتح و نصرت عطا کرتا ہے: { إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا } [سورة الفتح: 1].

ترجمہ: بے شک (اے نبی) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے۔ ہمارا بزرگ و برتر پروردگار وہ ہے جو مہلت اور آزمائش کے طور پر گناہ گاروں کو بھی مختلف قسم کی نعمتوں سے مالا مال کرتا ہے: { فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ } [سورة الأنعام: 44].



ترجمہ: پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اتر گئے، ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔

وَكَذَٰلِكَ الْفَتْحُ مِنْ أَسْمَائِهِ
فَتْحٌ بِحُكْمٍ وَهُوَ شَرْعٌ إِلَيْنَا
وَالرَّبُّ فَتَّاحٌ بِدِينِ كِلَيْهِمَا
وَالْفَتْحُ فِي أَوْصَافِهِ أَمْرَانِ
وَالْفَتْحُ بِالْأَقْدَارِ فَتْحٌ ثَانِي
عَدْلًا وَإِحْسَانًا مِنَ الرَّحْمَنِ

ترجمہ: اسی طرح فتح بھی اللہ کے اسمائے گرامی میں سے ہے۔ اس کی صفات میں فتح کے دو معانی ہیں۔ ایک فتح، فیصلہ کرنے کے معنی میں، اس سے مراد اللہ کی شریعت ہے۔ دوسری فتح تقدیر کی بنا پر فتح و کشادگی سے نوازنے کے معنی میں ہے، رب تعالیٰ ان دونوں معانی میں فتح ہے، رحمن (ان دونوں معانی میں) عدل و انصاف اور احسان و بھلائی سے کام لیتا ہے۔

ایک حقیقت...

اللہ کے اسم گرامی (الفتح) کی تعریف میں اہل علم نے جو اقوال ذکر کیے ہیں، وہی یہاں بھی ذکر کئے گئے ہیں، اور وہی جامع تعریف بھی ہے، لیکن ذیل کے سطور میں اللہ کے اس فرمان پر ہم غور و فکر کریں گے: { مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ } [سورۃ فاطر: 2].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اس کے سوا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے بندہ مومن کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ: کوئی بھی خواہش اللہ عزیز و برتر کے سوا کسی اور سے مکمل نہیں ہو سکتی، نہ کوئی حاجت و ضرورت اللہ عز و جل کے دربار کے سوا کہیں اور پوری ہو سکتی ہے،

اللہ عزوجل کے بغیر کسی چیز کا واقع ہونا ممکن ہی نہیں، کیوں کہ وہی تنہا عزیز و برتر ہے جس کے بغیر کسی طاقت اور قوت کا وجود نہیں۔

اس بلند و برتر (اللہ) کی طاقت و قوت کے بغیر نہ کوئی خلیہ حرکت کر سکتا ہے، نہ کوئی ذرہ وجود میں آسکتا ہے، نہ پانی کا ایک قطرہ دھواں بن سکتا ہے، اور نہ درخت کا کوئی پتہ جھڑ سکتا ہے۔

پوری دنیا مل کر بھی اللہ عزیز و برتر کے ارادے کے بغیر نہ تو آپ کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ اللہ کی مقدر کردہ کوئی مصیبت آپ سے ٹال سکتی ہے۔

کسی سلف نے اپنے ایک بھائی کے نام یہ (نصیحت لکھا) کہ: اما بعد (حمد و ثنا کے بعد)، اگر اللہ آپ کے ساتھ ہے تو آپ کس سے خوف کھاتے ہیں؟ اور اگر اللہ آپ کے خلاف ہو جائے تو کون ہے جس سے آپ امید رکھیں گے؟! ساری کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں...

بیمار شخص کو جب درد و الم تکلیف میں مبتلا کر دیتا، بھوک و پیاس سے وہ چور ہو جاتا، دنیا اس کے لیے تنگ ہو جاتی، اطباء اس کی بیماری سے عاجز آجاتے، اور اس کے لیے ساری دوائیں بے سود ہو جاتی ہیں، تو پھر رحمن (مہربانی کرنے والا) فتاح (فیصلہ کرنے والا اور کشادگی پیدا کرنے والا) علیم (علم رکھنے والا) اور شفا دینے والا (اللہ) کسی سبب کے ذریعے، یا ادنیٰ ترین سبب کے ذریعے، یا قریب ترین سبب کے ذریعے یا بلا سبب کے ہی اسے شفا و تندرستی عطا کرتا ہے، یقیناً وہ بزرگ و برتر (ہر چیز کا فیصلہ کرنے والا اور ہر چیز کا) دروازہ کھولنے والا ہے۔

حالات کی مار آپ کو چور کر دیتی ہے، آپ پر حزن و ملال اور آفت و مصیبت کے پیہم حملے ہوتے ہیں، آپ کے دل میں درد و الم کا سیلاب اٹھ آتا ہے، آپ کے سامنے (نجات اور خلاصی) کا دروازہ مسدود ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ آپ سمجھنے لگتے ہیں کہ اس حزن و ملال سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں، پھر دیکھتے ہی دیکھتے کشادگی پیدا کرنے والا (اللہ) سہل ترین طریقے سے اپنی کشادگی اور فتح و نصرت کا دروازہ آپ کے لیے وا کر دیتا ہے، اور وہ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

آپ کو فقر و محتاجی اپنے گھیرے میں لے لیتی ہے، قرض میں آپ ڈوب جاتے ہیں، آپ کے خدو خال تک بدل جاتے ہیں، اپنے بچوں کو یاد کر کے آپ کا دل ٹوٹ جاتا (اور آپ کبیدہ خاطر ہو جاتے ہیں)، قرض خواہ سے آپ ڈر محسوس کرتے ہیں، عقل حیراں اور افکار منتشر ہوتے ہیں، اور سامنے دروازے بند نظر آتے ہیں۔

ایسے میں کشادگی پیدا کرنے والا عزیز و برتر (اللہ) پوشیدہ فراموشی نازل کرتا ہے، پھر قرض ادا ہو جاتا، فقر و محتاجی دور ہو جاتی اور دل کو فرحت و سرور حاصل ہوتا ہے... یقیناً وہ فتاح (کشادگی پیدا کرنے والا اللہ) ہی ہے جس نے (آپ کے لیے) رزق کے دروازے کھول دیے۔

بیٹا نظر سے غائب ہو جاتا، والد سفر پر نکل جاتے ہیں، دوست و احباب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں، اور پوری دنیا آپ سے دامن جھاڑ لیتی ہے، جس سے جان گھٹنے لگتی، افکار منتشر ہو جاتے، اور جب جب نظر سے دور (بیٹے اور والد) کی یاد آتی ہے تب تب دل تھرا جاتا ہے، ایسے میں بندہ مومن، بادشاہ اور فتاح (کشادگی پیدا کرنے والے اللہ) کے در پر خود کو سپرد کر دیتا ہے، اس سے دعا کرتا ہے کہ نظر سے غائب (بیٹے اور والد) کو لوٹا دے اور اسے اپنی حفاظت میں رکھے، خواہ وہ قید ہو یا مسافر، پھر دیکھتے ہی دیکھتے سات آسمانوں کے اوپر سے بشارت و خوش خبری نازل ہوتی ہے، غائب لوٹ آتا ہے، قیدی رہا ہو جاتا اور محبوب واپس آ جاتا ہے: { أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَّرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ

السُّوءَ } [سورة النمل: 62].

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟

اسی سے لو لگائیں!

بے شک وہ عزیز و برتر (اللہ) فتاح (فیصلہ کرنے والا اور کشادگی پیدا کرنے والا) اور علیم (علم رکھنے والا) ہے، اس کی شان نہایت عظیم، اس کا مقام و مرتبہ نہایت بلند ہے، وہ مخلوق سے بہت ہی قریب اور بندوں پر بے حد مہربان ہے۔



فتاح (کشادگی پیدا کرنے والے اللہ) کا درکھلا ہوا ہے، جب آپ کو رسی سخت نظر آنے لگے تو جان لیں کہ وہ ٹوٹنے والی ہے، جب تاریکی پوری طرح چھا جائے تو صبح نو کی بشارت قبول کریں، جب سخی و داتا اور فتاح (کشادگی پیدا کرنے والا اللہ) آپ کے ساتھ ہے تو آپ پریشان نہ ہوں، کون ایسی ناممکن چیز ہے جو ہمیشہ (ناممکن ہی) رہتی ہے، سب سے افضل عبادت: فراخی کا انتظار کرنا ہے، شب و روز الٹ پھیر کا نام ہے، زمانہ گردش میں رہتا ہے، رات کے شکم میں (صبح کا اجالا) پرورش پاتا ہے، غیب ہماری نظر سے اوجھل ہے اور فتاح (کشادگی پیدا کرنے والے اللہ کی صفت یہ ہے کہ): {كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ} [سورة الرحمن: 29].

ترجمہ: ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔

{لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثَ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا} [سورة الطلاق: 1].

ترجمہ: شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

{فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝} [سورة الشرح: 5-6].

ترجمہ: یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

قُلْ لِلطَّيِّبِ تَخَطُّمَتْهُ يَدُ الرَّدَى	مَنْ يَا طَيِّبُ بِطَبِّهِ أَرْدَاكَ؟
قُلْ لِلْمَرِيضِ بِنَا وَعُوفِي بَعْدَمَا	عَجَزْتَ فُنُونُ الطَّبِّ: مَنْ عَافَاكَ؟
قُلْ لِلصَّحِيحِ يَمُوتُ لَا مِنْ عِلَّةٍ	مَنْ بِالْمَنَايَا يَا صَحِيحُ دَهَاكَ؟
هَذِي عَجَائِبُ طَالَمَا أُخِذَتْ بِهَا	عَيْنَاكَ وَانْفَتَحَتْ بِهَا أُذُنَاكَ
يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَهَلًا مَا الَّذِي	بِاللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ أَغْرَاكَ؟

ترجمہ: اس طیب سے پوچھئے جسے ہلاکت نے اپنے شکنجے میں دبوچ لیا کہ اے طیب! کون ہے جس نے آپ کی

طب کے ساتھ آپ کو ہلاک کر دیا۔

اس مریض سے پوچھئے جو صحت مند اور تندرست ہو گیا جب کہ طب کی تمام قسمیں (اس کے علاج سے) عاجز ہو چکی تھیں، کہ کس نے تجھے صحت و عافیت دی؟

اس تندرست سے پوچھئے جو کسی بیماری کے بغیر ہی لقمہ اجل بن گیا کہ اے تندرست انسان! کس نے تجھے موت کا شکار بنالیا؟

اگر آپ کی آنکھیں اور آپ کے کان کھلے ہوں تو (قدرت کے یہ عبرت ناک) عجائب (نصیحت حاصل کرنے کے لیے کافی) ہیں۔

اے انسان! ہوش میں آؤ، آخر کس چیز نے تجھے اللہ عزیز و برتر سے غافل کر رکھا ہے؟
خصوصی فتح و نصرت..

فتاح (فیصلہ کرنے والے رب) کی جانب سے روزیاں بانٹی جا چکی ہیں، ایک شخص ایسا ہے جس کے لیے لمبی نماز کا دروازہ کھول دیا گیا ہے جب کہ کثرت سے روزہ رکھنا اس کے لیے اتنا آسان نہیں، دوسرا شخص وہ ہے جس کے لیے صدقہ و خیرات کے دروازے کھول دیے گئے ہیں، جب کہ علم کا دروازہ اس کے لیے بند ہے، تیسرا وہ ہے جس کے لیے قرآن کو آسان کر دیا گیا، جب کہ دیگر نیک اعمال کی توفیق اسے نہیں مل سکی، کوئی ایسا ہے جس کے لیے والدین کی فرمانبرداری کا دروازہ کھول دیا گیا.... مبارک بادی ہے اس کے لیے جس کے لیے (نیکی کے مذکورہ) دروازے وا کر دیے گئے۔

فَإِذَا أَحَبَّ اللَّهُ بَاطِنَ عَبْدِهِ ظَهَرَتْ عَلَيْهِ مَوَاهِبَ الْفَتَّاحِ
وَإِذَا صَفَّتْ لِلَّهِ نِيَّتُهُ مُصْلِحًا مَالَ الْعِبَادِ عَلَيْهِ بِالْأَرْوَاحِ

ترجمہ: جب اللہ اپنے بندے کے باطن کو پسند کرتا ہے، تو اس پر فتاح (کشادگی پیدا کرنے والے اللہ) کی نوازشیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ جب کسی مصلح اور داعی کی نیت خالص ہوتی ہے تو بندے اپنی جانیں اس پر نچھاور کرنے لگتے ہیں۔



اے اللہ! ہمارے اوپر زمین و آسمان کی برکت کے (دروازے) کھول دے، ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے وا کر دے، اور اے فتاح و علیم (فتح و نصرت اور علم و حکمت کے مالک)! ہمیں خیر و بھلائی کے دروازے کھولنے والا اور برائی و بدکاری کے دروازے بند کرنے والا بنا۔



(۳۷)
السَّمِيعُ جَلِيلُهُ

جس وقت اللہ چاہتا ہے کہ آپ اس بات سے واقف ہوں کہ وہ عرش پر مستوی ہے، عین اسی وقت وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ آپ یقین کریں کہ وہ آپ کو دیکھتا اور سنتا ہے۔ آپ کی باتوں کو سنتا اور آپ کے اعمال کو دیکھتا ہے، آپ کا کوئی بھید اس سے مخفی نہیں، آپ (رب سے جو) سرگوشی کرتے اور اسے پکارتے ہیں، اسے سنتا ہے، آپ کے خیالات بھی اس کے سامنے بے نقاب ہیں، آپ کی دعا سنی جاتی ہے، آپ کی حاجت پوری کی جاتی ہے، آپ کا استغفار قبول کیا جاتا ہے اور توبہ مقبول ہوتی ہے۔

کیا دکھ درد نے آپ کو چور چور کر دیا ہے؟ کیا آپ کی روح شوقِ الہی میں بے کل ہو رہی ہے؟ تو یقین رکھیے کہ اللہ آپ کی کراہ کو سن رہا ہے، وہ آپ کی رگِ جاں سے بھی زیادہ آپ کے قریب ہے، آپ کی دعا قبول کرتا ہے، آپ کے غم و اندوہ کو دور اور حزن و ملال کو کافور کرتا ہے... یقیناً وہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اللہ نے خود اپنی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: { وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ } [سورة البقرة: 137].

ترجمہ: وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کا (السمیع) نام ۴۵ مقامات پر وارد ہوا ہے۔

ہمارا پاک و برتر رب سمیع (ہر چیز کو سننے والا) ہے، اس کی سماعت تمام تر مسموعات کو محیط ہے، چنانچہ عالمِ علوی اور سفلی میں جتنی بھی آوازیں ہیں، خواہ وہ پوشیدہ ہوں یا ظاہر، وہ سب کو سنتا ہے، ساری آوازیں گویا اس کے لئے ایک ہی آواز کی طرح ہیں، اس پر (مختلف) آوازیں باہم خلط ملط نہیں ہوتیں، اور نہ کوئی زبان اس سے مخفی ہے، نزدیک کی آواز ہو یا دور کی، پوشیدہ ہو یا ظاہر، سب اس کے نزدیک یکساں ہیں۔ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { سَوَاءٌ

مِّنْكُمْ مَّنْ أَسْرَأَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِأَيْتِلٍ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ } [سورة الرعد: 10].

ترجمہ: تم میں سے کسی کا اپنی بات کو چھپا کر کہنا اور آواز بلند سے کہنا اور جورات کو چھپا ہوا ہوا اور جو دن میں چل رہا ہو، سب اللہ پر برابر و یکساں ہیں۔

اس نام میں مخلوق کا خالق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ شریک ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ: دونوں ایک دوسرے کے ہم مثل اور مشابہ ہیں۔ اللہ اس تشبیہ سے بہت زیادہ بلند ہے!۔ کیوں کہ مخلوق کی صفات اس کی کمزوری، عاجزی اور خلقت کے مطابق ہوتی ہیں، جب کہ خالق کی صفات اس بلند و برتر کے کمال و جلال کے شایان شان ہوتی ہیں: {لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ} [سورة الشورى: 11].

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

یہاں لفظ سَمِعَ سننے اور احاطہ کرنے کے معنی میں آ رہا ہے: {قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ} [سورة المجادلة: 1].

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے۔

اور یہ لفظ اجابت و قبول کے معنی میں بھی آتا ہے: {إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعٌ الدُّعَاءِ} [سورة إبراهيم: 39].

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ میرا پالنہار اللہ دعاؤں کا سننے والا ہے۔

وَهُوَ السَّمِيعُ يَرَىٰ وَيَسْمَعُ كُلَّ مَا	فِي الْكُونِ مِنْ سِرٍّ وَمِنْ إِعْلَانٍ
وَلِكُلِّ صَوْتٍ مِنْهُ سَمْعٌ حَاضِرٌ	فَالسِّرُّ وَالْإِعْلَانُ مُسْتَوِيَانِ
وَالسَّمْعُ مِنْهُ وَاسِعٌ الْأَصْوَاتِ لَا	يَخْفَىٰ عَلَيْهِ بَعِيدُهَا وَالذَّائِبِي

ترجمہ: وہ بہت زیادہ سننے والا ہے، کائنات میں جتنی بھی پوشیدہ اور ظاہر چیزیں ہیں، سب کو سنتا اور دیکھتا ہے۔

ہر آواز کے لیے اس کی سماعت ہے، (اس کے لیے) پوشیدہ و ظاہر دونوں یکساں ہیں۔

اس کی سماعت تمام آوازوں کو شامل ہے، نہ تو دور کی آواز اس سے مخفی ہے اور نہ نزدیک کی۔

بے شک اللہ بڑا ہی سننے والا اور بہت ہی قریب ہے:

صحیحین میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو بلند آواز سے دعا کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: "لوگو! اپنے اوپر رحم کرو، تم کسی بہرے غائب رب کو نہیں پکارتے ہو، بلکہ تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے"۔ جیسے ہی بندہ دعا و مناجات سے فارغ ہوتا ہے قبولیت کے آثار نظر آنے لگتے ہیں... کیوں کہ رب تعالیٰ (دعاؤں) کو سننے اور (حالات کو) جاننے والا ہے۔

وہ بے کسوں کی پکار کو سنتا، حاجت مندوں کی دعا قبول فرماتا، غمزدوں کی مدد کرتا، شاخوانی کرنے والوں کی تعریف، دعا کرنے والوں کی دعا اور تاریک رات میں سخت چٹان پر ریختی ہوئی کالی چیونٹی کی سرسراہٹ کو بھی سنتا ہے، حتیٰ کے دلوں کے خیالات اور ضمیروں کی سرگوشی کو بھی سنتا ہے۔

ایک عورت آتی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کرنے لگتی ہے۔ اس سے مراد خولہ بنتیؓ ہیں۔ عائشہ بنتیؓ (اسی گھر کے ایک گوشے میں موجود ہوتی ہیں لیکن ان کے بقول وہ کچھ بات سن پاتی ہیں اور کچھ نہیں سن پاتیں، اس تکرار کے بعد جبریل علیہ السلام محمد ﷺ پر اللہ عز و برتر کا یہ فرمان لے کر نازل ہوتے ہیں:

{ قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَدِّ لَكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿١﴾ }

[سورة المجادلة: 1].

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے۔

آخر کتنی عجیب و غریب قربت، کتنا بڑا علم اور کتنی کشادہ سماعت ہے!

اللہ کا اپنے اولیاء کی سننے (سے مراد یہ ہے کہ): ان کی (پکار کو) قبول کرتا، ان کی حفاظت فرماتا اور انہیں اپنی

توفیق سے نوازتا ہے، یہ ایسی سماعت ہے جو ان کے خوف کو سکون سے بدل دیتی ہے، جس طرح (اللہ نے) موسیٰ علیہ السلام

کے خوف کو سکون سے بدل دیا جب انہوں نے فرعون کے پاس جانے سے خوف کا اندیشہ ظاہر کیا، تو اللہ عزیز

و برتر نے ان سے فرمایا: { لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمْ آسَمِعُ وَأَرَى } [سورة طہ: 46].

ترجمہ: تم مطلقاً خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا دیکھتا ہوں گا۔

اللہ ہی ان کا حامی و محافظ اور اللہ ہی ان کے لئے کافی ہے، جب اللہ ہی کافی ہے تو کیا فکر!

فراخی کی کنجیاں:

جب خوف و ہراس آپ کو گھیر لے اور پریشانیوں کا گھنا بادل آپ پر چھا جائے تو اس عظیم نام کے وسیلہ سے اللہ کی قربت حاصل کیجئے، جیسا کہ انبیاء علیہم السلام نے کیا، اللہ ہی سرگوشی کو سنتا، بے کسی کے وقت دعا قبول کرتا اور مصیبت کو مٹاتا ہے.. اپنا دکھڑا کسی اور کو نہ سنائیں، رب کی درگاہ میں سجدہ ریز ہو جائیں، اس کی دہلیز پر اپنا ڈیرا ڈال دیں، اس سے رو بہ کلام ہوں اور اس کے سامنے روئیں، پھر فراخی کا انتظار کریں۔

زکریا علیہ السلام نے جب چپکے چپکے اللہ کو پکارا تو اس نے ان کے دل کی آرزو پوری فرمائی: { إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً

خَفِيًّا } [سورة مریم: 3].

ترجمہ: جب کہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔

جب انہوں نے رب کے سامنے اس اسم کے ذریعہ الحاج و زاری کی تو انہیں نیک و صالح اولاد سے نوازا: { رَبِّ

هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ } [سورة آل عمران: 38].

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ جب کعبہ کی تعمیر مکمل کی تو اللہ سے اسی اسم کے وسیلے سے دعا

کی: { رَبَّنَا قَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ } [سورة البقرة: 127].

ترجمہ: ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔



اور اسی مبارک اسم کے ذریعہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی قبولیت پر اللہ کا شکر بھی ادا کیا: { الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ } [سورة ابراہیم: 39].

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل و اسحاق (علیہما السلام) عطا فرمائے۔ کچھ شک نہیں کہ میرا پالنہار اللہ دعاؤں کا سننے والا ہے۔

عمران کی بیوی نے جب اپنے رحم میں پرورش پارہے بچے کو اللہ کے لیے (آزاد کرنے کی) نذرمانی تو اپنے پروردگار سے اسی اسم کے ذریعہ قبولیت عمل کی دعا کی: { إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي

مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ } [سورة آل عمران: 35].

ترجمہ: جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے میرے رب! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے، اسے میں نے تیرے نام آزاد کرنے کی نذرمانی، تو میری طرف سے قبول فرما!

فساد انگیز سازشوں کے سبب جب یوسف علیہ السلام کے لئے دنیا تنگ پڑ گئی تو انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی: {

رَبِّ السِّجْنِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ } [سورة يوسف: 33]

فَأَسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ } [سورة يوسف: 34]

[سورة يوسف: 33-34].

ترجمہ: اے میرے پروردگار! جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلارہی ہیں اس سے تو مجھے جیل خانہ بہت پسند ہے، اگر تو نے ان کا فن فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور بالکل نادانوں میں جا لوں گا۔ اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ اس سے پھیر دیے، یقیناً وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں پکارا اٹھے: { لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

[سورة الانبياء: 87].



ترجمہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔

تین تاریکیوں سے اٹھنے والی یہ مدھم سی آواز آسمان کو چیرتی ہوئی (رب تک جا پہنچی)، انجام کار سننے اور جاننے والے (اللہ) عزیز و برتر نے انہیں غم سے نجات عطا کی: { فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ } [سورة الأنبياء: 88].

ترجمہ: تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی۔

اللہ پاک و برتر اپنے بندے کو اسی لئے آزمائش سے دوچار کرتا ہے کہ اس کے نالہ و فریاد، الحاح و زاری اور دعا و پکار کو سنے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ } [سورة يوسف: 86].

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔

السمع (بہت سننے والا اللہ) آپ کا محافظ ہے..

انسانوں اور جنوں کے شیاطین آپ پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور آپ کو وسوسہ اور ظلم و ستم کا اتنا نشانہ بناتے ہیں کہ آپ غم و اندوہ کا شکار ہو جاتے ہیں، (ایسے میں) اللہ آپ کو ان (کے شر) سے (محفوظ رہنے کے لیے) دو ناموں کے وسیلے سے اپنی مدد اور پناہ طلب کرنے کا حکم دیتا ہے، وہ دو نام ہیں: (السمع العليم - خوب سننے والا اور خوب جاننے والا): { وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ } [سورة الأعراف: 200].

ترجمہ: اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

خانہ کعبہ کے پاس دو ثقفی اور ایک قریشی یا دو قریشی اور ایک ثقفی جمع ہوتے ہیں اور صحابہ کے بارے میں تبصرہ کرتے ہیں کہ: ان کی توندیں بڑی ہیں اور ان میں سوچ بوجھ برائے نام ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ:

تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ وہ سب کچھ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں؟



دوسرے نے کہا کہ: جب ہم زور سے بولتے ہیں تو سنتا ہے لیکن اگر ہم آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔
تیسرے نے کہا: اگر وہ ہمارے زور سے بولنے کو سنتا ہے تو وہ ہمارے دھیرے بولنے کو بھی سنتا ہے! اس پر اللہ
نے یہ آیت نازل فرمائی: {وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ
ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۳﴾ وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرَدْتُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ
الْخَاسِرِينَ ﴿۲۳﴾} [سورۃ فصلت: 22-23].

ترجمہ: تم (اپنی بد اعمالیاں) اس وجہ سے پوشیدہ رکھتے ہی نہ تھے کہ تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری
کھالیں گواہی دیں گی، ہاں تم یہ سمجھتے رہے کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بے خبر
ہے۔ تمہاری اسی بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا اور بالآخر تم زیاں کاروں میں ہو
گئے۔

پند و نصیحت..

ہمارے نبی ﷺ جب رات کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان دوناموں (السمیع العلیم) کے وسیلے سے اللہ کی
پناہ طلب کرتے اور کہتے: "أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَرَجَةٍ وَنَفْحَةٍ
وَنَفْثَةٍ" (یعنی: میں اللہ سمیع و علیم کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے، اس کے وسوسوں سے، اس کے کبر و نخوت
سے اور اس کے جادو سے) [حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

نیز آپ ﷺ ان دوناموں (السمیع العلیم) کے ذریعہ ہر قسم کا نقصان لاحق ہونے سے بھی پناہ طلب کرتے تھے
(آپ کی حدیث ہے): جو شخص تین بار یہ دعا پڑھے: "بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا
فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" (یعنی: اس اللہ کے نام کے ذریعہ سے (پناہ مانگتا ہوں) جس کا نام لینے سے
زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے، وہ سمیع و علیم - سننے اور جاننے والا - ہے) تو اسے صبح تک



اچانک کوئی مصیبت نہ پہنچے گی، اور جو شخص تین مرتبہ صبح کے وقت اسے پڑھے تو اسے شام تک اچانک کوئی مصیبت نہ پہنچے گی" (حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے)۔

اس نام: (السمیع-خوب سننے والا) (کی معنویت) کو محسوس کرنے سے آپ ہمیشہ اللہ پاک و برتر کی قربت میں رہیں گے۔

اے میرے پروردگار! اے سننے والے.. اے جاننے والے! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جنہوں نے تجھ سے دعا کی اور تو نے قبول کر لیا، تجھ سے الحاج و زاری کی اور تو نے ان پر رحم فرمایا۔



(۳۸)
الْبَصِيرُ جَل جَلالہ

ابو نعیم نے (الحلیۃ) میں ذکر کیا ہے کہ: "امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک رات مدینہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے، اچانک سنتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے: "دودھ میں پانی ملا دو، بیٹی کہتی ہے: کیا آپ کو نہیں معلوم کہ عمر نے دودھ میں پانی ملانے سے منع کیا ہے؟ بوڑھی عورت کہتی ہے: عمر ہمیں تھوڑی دیکھ رہا ہے؟ اس پر بیٹی۔ جس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ بزرگ و برتر ان دونوں کو دیکھ رہا ہے، وہ۔ بولتی ہے: اگر عمر ہمیں نہیں دیکھ رہا ہے تو کیا ہوا، عمر کارب تو ہمیں دیکھ رہا ہے نا!"۔

کچھ لوگ اس دنیا میں نہایت عالی مرتبت زندگی گزارتے ہیں، وہ ہمیشہ امن و سکون اور سعادت و خوش بختی سے بہرہ مند رہتے ہیں، حق پر ثابت قدم رہتے اور عبادت و بندگی سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں: اللہ ان کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ پاک و برتر کا اسم گرامی (البصیر۔ خوب دیکھنے والا) قرآن کریم میں بیالیس (۴۲) مقامات پر وارد ہوا ہے:

{ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ } [سورة البقرة: 110].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

ہمارا پروردگار وہ ہے جو ہر ایک چیز کو دیکھ رہا ہے، خواہ باریک (سے باریک تر) اور معمولی ہی کیوں نہ ہو، چنانچہ تاریک رات میں سخت چٹان پر ریٹنگنے والی کالی چیونٹی کو بھی وہ دیکھتا ہے، سات طبق زمین کے نیچے (کی مخلوقات) اور سات آسمانوں کے اوپر (کی مخلوقات) کو بھی دیکھتا ہے۔

وہ خوب دیکھنے والا اور تمام احوال سے بخوبی واقف ہے، پوشیدہ چیزوں سے باخبر اور باطنی امور سے آگاہ ہے۔

وَهُوَ الْبَصِيرُ يَرَى دَيْبَ النَّمْلَةِ السُّودَاءِ تَحْتَ الصَّخْرِ وَالصُّوَانِ
وَيَرَى مَجَارِيَ الْقُوتِ فِي أَعْضَائِهَا وَيَرَى عُرُوقَ بَيَاضِهَا بَعِيَانِ
وَيَرَى خِيَانَاتِ الْعُيُونِ بِلِحْظِهَا وَيَرَى كَذَاكَ تَقَلُّبِ الْأَجْفَانِ

ترجمہ: وہ خوب دیکھنے والا ہے، پتھر اور چٹان کے نیچے کالی چیونٹی کی رینگ کو بھی دیکھتا ہے، اس کے اعضاء میں غذا پہنچنے کے راستوں اور اس کے جسم کی رگوں کو بھی وہ واضح طور پر دیکھتا ہے، وہ آنکھوں کی خیانت کو فوراً دیکھتا اور اسی طرح پلک کی جنبش کو بھی دیکھتا ہے۔

ہمارے پاک و برتر پروردگار نے اپنی عزیز و برتر ذات کے لیے صفت (بصارت) کو ثابت کیا ہے، چنانچہ اللہ کی دو حقیقی آنکھیں ہیں، جو اس کی پاک و برتر ذات کی شایان شان ہیں، ہم اس پر ایمان لاتے ہیں، بغیر کسی تحریف و تعطیل اور بغیر کسی تشبیہ و تاویل کے: {لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ} [سورة الشورى: 11].
ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

بندوں پر اللہ عزیز و برتر کی یہ رحمت ہے کہ وہ انہیں رحمت و شفقت کے ساتھ مخاطب کرتا ہے، انہیں اطاعت اور اخلاص پر ابھارتا ہے، جب کہ وہ ان کی عبادت سے بے نیاز ہے، اللہ پاک و برتر نے اپنی معزز کتاب میں چالیس سے زائد مقامات پر یہ خطاب فرمایا ہے: {إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ} [سورة البقرة: 110].
ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

تاکہ مومن کو یاد دلائے اور غافل کو متنبہ کرے کہ اللہ ان کے تمام اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

فرمانبرداری کی چاشنی...

جو شخص یہ جان لے کہ اس کا رب اس (کے اعمال سے) واقف ہے، اسے اس بات سے شرم محسوس ہوگی کہ اللہ اسے نافرمانی کرتے ہوئے دیکھے، یا ایسا کام کرتے ہوئے دیکھے جو اسے پسند نہیں، جو شخص یہ جان لے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے، وہ اپنے اعمال اور عبادتوں کو بہتر انداز میں اخلاص کے ساتھ ادا کرے گا، تاکہ مقام احسان تک پہنچ سکے،

جو کہ اطاعت و بندگی کا اعلیٰ ترین مقام ہے، جس کے بارے میں ہمارے محبوب ﷺ نے فرمایا: "تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو (یہ تصور رکھو کہ) وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

جب بندہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے تو اسے اللہ کی خصوصی معیت حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا: "میرا بندہ (فرض ادا کرنے کے بعد) نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے" [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

جو شخص یہ جان لے کہ اللہ اسے اور اس کی مصیبت کو دیکھ رہا ہے، اس کے دل کو اطمینان، روح کو سکون ملے گا اور اسے یہ یقین ہو جائے گا کہ جلد ہی فراموشی مٹنے والی ہے۔

جو شخص یہ جان لے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے، اسے اس بات سے شرم محسوس ہوگی کہ اللہ اسے گفتار و کردار میں خیانت کرتے ہوئے اور اس کے بندوں کو دھوکا دیتے ہوئے دیکھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مکہ کے سفر پر نکلے، راستے میں انہوں نے آرام کرنے کی غرض سے پڑاؤ ڈالا، ان کے پاس ایک چرواہا پہاڑی سے اتر کر آیا، اس سے ابن عمر نے کہا: "اے چرواہے! ہمیں ایک بکری بیچ دو! چرواہے نے کہا: میں غلام ہوں (یعنی اپنے مالک کی بکریاں چراتا ہوں)۔

ابن عمر نے اس سے عرض کیا: اپنے مالک سے کہہ دینا کہ: بکری کو بھیڑنے نے کھالیا۔
اس پر چرواہے نے کہا: اور اللہ کہاں ہے (یعنی: وہ تو دیکھ رہا ہے)؟"

یہ جواب سن کر ابن عمر رونے لگے، اور غلام کو اس کے مالک سے خرید کر آزاد کر دیا۔

إِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّهْرَ يَوْمًا فَلَا تَقُلْ
وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ يَغْفُلُ سَاعَةً
خَلَوْتُ وَلَكِنْ قُلْ عَلَيَّ رَقِيبٌ
وَلَا أَنْ مَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ يَغِيبُ

ترجمہ: دنیا کے اندر جب کبھی خلوت و تنہائی میں رہو تو یہ مت کہو کہ میں خلوت میں ہوں، بلکہ یہ کہو کہ میرے اوپر ایک نگہبان ہے (جو مجھے دیکھ رہا ہے)۔ یہ ہرگز مت سمجھو کہ وہ (اللہ) ایک پل کے لیے بھی غافل ہوتا ہے، اور نہ ہی اس (کے علم) سے کوئی چیز مخفی اور غائب ہے۔

کسی نے ایک دیہاتی خاتون کو اپنی طرف مائل کرتے ہوئے کہا کہ: ہمیں ستاروں کے سوا کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، اس خاتون نے جواب دیا: ستاروں کو روشن کرنے والا کہاں ہے؟ کسی نے کہا ہے کہ: جو اپنے تصور و تخیل میں اللہ کو نگران مانتا ہے، اللہ اعضا و جوارح کی حرکات میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔

اگر آپ ان سات قسم کے لوگوں (کے احوال پر) غور کریں گے جنہیں اللہ اس دن اپنے سایے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، تو آپ کو نظر آئے گا کہ جو چیز ان سب میں مشترک ہے وہ یہ کہ: انہوں نے کما حقہ اس بات پر ایمان لایا کہ اللہ انہیں دیکھ رہا ہے، چنانچہ انہوں نے اللہ کی ایسی ہی عبادت کی کہ گویا وہ اللہ کو دیکھ رہے ہوں، (انجام کار) اس مقام و مرتبہ سے سرفراز ہوئے۔

اسی اسم گرامی (البصیر - خوب دیکھنے والے) کے وسیلہ سے موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کی قوم کے نیک شخص نے اللہ پاک و برتر سے التجا کرتے ہوئے اور فرعون اور اس کی قوم کی مکاری سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہوئے دعا کی:

{ وَأَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ } [سورة غافر: 44-45].

ترجمہ: میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کا نگران ہے۔

اس دعا کا نتیجہ کیا تھا؟

اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی: { فَوَقَّهٗ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِإِثْمِهِمْ سَوْءٌ

الْعَذَابِ } [سورة غافر: 44-45].

ترجمہ: اسے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی بدی سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں، اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا۔

يَا مَنْ يَرَىٰ صَفَّ الْبُعُوضِ جَنَاحَهَا
وَيَرَىٰ نِيَاطَ عُزُوقِهَا فِي نَحْرِهَا
أَمُنْ عَلَيَّ بِتَوْبَةٍ تَمَحُّو بِهَا
فِي ظِلْمَةِ اللَّيْلِ الْبَهِيمِ الْأَلِيلِ
وَالْمَحَّ مِنْ تِلْكَ الْعِظَامِ النَّحْلِ
مَا كَانَ مِنِّي فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ

اے وہ (رب کہ) جو نہایت تاریک اور اندھیری رات میں مچھر کے پر پھیلانے کو دیکھتا ہے، اس کے گلے میں موجود شہ رگ اور اس کی باریک ہڈیوں کے اندر کے گودا کو بھی دیکھتا ہے۔ مجھے ایسی توبہ سے نواز جس کے ذریعہ تو میرے تمام سابقہ گناہوں کو معاف کر دے۔

پند و نصیحت..

مومن تنہائی کے گناہوں اور ان پر بغیر توبہ کے اصرار کرنے سے بچتا اور ہوشیار رہتا ہے، "الصحيح" میں ثوبان رضي الله عنه کی حدیث آئی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اپنی امت میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو فضا میں اڑتے ہوئے ذرے کی طرح بنا دے گا" ثوبان رضي الله عنه نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمائیے اور کھول کر بیان فرمائیے تاکہ لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہم ان میں سے نہ ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جان لو کہ وہ تمہارے بھائیوں میں سے ہی ہیں، اور تمہاری قوم میں سے ہیں، وہ بھی راتوں کو اسی طرح عبادت کریں گے، جیسے تم عبادت کرتے ہو، لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب تنہائی میں ہوں گے تو حرام کاموں کا ارتکاب کریں گے" [اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔ ایسے لوگ جو ریاکاری کرتے ہیں، وہ اللہ کا ذکر بہت کم ہی کیا کرتے ہیں۔

خلوت یا تو انسان کو بلندی عطا کرتی ہے یا اسے پستی میں ڈال دیتی ہے، جو شخص اپنی تنہائی میں اللہ کی تعظیم کرتا ہے، لوگ جلوت میں اس کی تعظیم کرتے ہیں۔



ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "نفاق اصغر کی تمام (قسموں) کا مرجع خلوت و جلوت کا باہمی اختلاف ہے"، نیز فرمایا: "حسن خاتمہ (اچھی موت) اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کی تنہائی اچھی رہی ہو، کیوں کہ موت کے وقت تکلف کرنا ممکن نہیں، اس لیے اس وقت وہی بات (زبان سے) نکلتی ہے جو دل کے نہاں خانے میں موجزن ہو"۔

اے اللہ! اے خوب دیکھنے والے! ہماری کمزوری پر رحم فرما، ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کو درگزر کر دے اور اے تمام جہانوں کے پروردگار! ہمیں اسلام کی حالت میں وفات دے۔



(۳۹) التَّوَابُ جَد جَلالہ

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "توبہ کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھا کرو، کیوں کہ ان کی (صحبت) سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔"

أَسَأْتُ وَلَمْ أَحْسِنَ، وَجِئْتُكَ تَائِبًا وَأَنَا لِعَبْدٍ مِنْ مَوْلِيهِ مَهْرَبٌ
يُؤْتِلُ غُفْرَانًا فَإِنْ خَابَ ظَنُّهُ فَمَا أَحَدٌ مِنْهُ عَلَى الْأَرْضِ أَحْيَبُ

ترجمہ: میں نے برا عمل کیا اور نیکی نہ کر سکا، میں تیرے در پر توبہ کرتے ہوئے آیا ہوں، بھلا کسی غلام کو بھی اپنے آقا سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ وہ مغفرت کی امید لیے ہوا (تیرے در پر آیا) ہے، اگر اس کی امید پوری نہ ہو سکی تو روئے زمین پر اس سے بڑھ کر کوئی خائب و خاسر نہیں۔

آئیے ہم اللہ کے اسم گرامی (التوَاب جَل جَلالہ)۔ توبہ قبول کرنے والا) پر گفتگو کرتے ہیں۔

التوَاب اللہ کا کتنا پیارا اسم گرامی ہے! جو گناہ گار کو یہ امید عطا کرتا ہے کہ وہ از سر نو خوش بخت زندگی کا آغاز کرے اور ناکامی اور تاریکی کے تنگ نائے سے باہر آئے: { أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ } [سورة التوبة: 104].

ترجمہ: کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے میں اور رحمت کرنے میں کامل ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو توبہ قبول کرتا ہے، اس نے اپنی ذات کو توَاب سے موصوف کیا ہے جو کہ مبالغہ کا صیغہ ہے، کیوں کہ وہ بہت زیادہ بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور چوں کہ بندے بار بار گناہوں کا ارتکاب

کرتے ہیں، اس لیے بھی (توبہ قبول کرنے کی صفت) صیغہ مبالغہ کے ساتھ وارد ہوئی ہے، تاکہ اللہ بڑے بڑے گناہوں کو بھی اپنی وسیع و کشادہ توبہ سے معاف کر دے۔

اللہ پاک و برتر ہمیشہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہ گاروں کے گناہ کو معاف فرماتا ہے، حتیٰ کہ بندہ بار بار توبہ کرے تو اللہ بار بار اسے قبول کرتا ہے، اور اس سلسلے کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

فرمان الہی ہے: { فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ } [سورة المائدة: 39].

ترجمہ: جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کرے تو اللہ تعالیٰ رحمت کے ساتھ اس کی طرف لوٹتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

"المستدرک" میں آیا ہے کہ: ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی گناہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس کا گناہ لکھ دیا جاتا ہے"، پھر عرض کیا: وہ اس سے توبہ واستغفار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اسے معاف کر دیا جاتا اور توبہ قبول کر لی جاتی ہے، اللہ اس وقت تک نہیں اکتاتا جب تک کہ تم نہیں اکتا جاتے" [یہ حدیث حسن ہے]۔

معلوم ہوا کہ جو سچے دل سے اللہ سے توبہ کرتا ہے، اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

اللہ کتنا سخی و داتا ہے!

اللہ کی سخاوت و فیاضی پر غور کیجیے کہ اللہ اپنے بندے پر کتنا کرم فرماتا ہے کہ اس کی توبہ سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی اسے اپنی قبولیت سے نوازتا ہے، چنانچہ بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ پاک و برتر رب کی دو قبولیت کے درمیان ہوتی ہے: توبہ سے پہلے اور توبہ کے بعد کی قبولیت۔

اللہ بندے کے توبہ کرنے سے پہلے ہی اس کی توبہ قبول کرتا ہے: بایں طور کہ اسے (توبہ) کی اجازت، توفیق اور الہام کرتا ہے، اس کے دل میں توبہ کے جذبات پیدا کرتا ہے، پھر بندہ توبہ کرتا ہے جو کہ محض کریم و مہربان اور توبہ قبول کرنے والے اللہ کی توفیق ہوتی ہے۔

پھر جب بندہ واقعی توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور اس کے گناہوں اور لغزشوں کو معاف کرتا ہے، پاک و برتر پروردگار کا فرمان ہے: {ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١١٨﴾} [سورة التوبة: 118].

ترجمہ: پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہی اپنے فضل و احسان سے پہلے توبہ (کی توفیق دیتا ہے) اور پھر بعد میں (اسے قبول کرتا ہے)۔

وَكَذَلِكَ التَّوَّابُ مِنْ أَوْصَافِهِ
إِذْ يُتَوَبُ عَلَيْهِ وَعُقُبُوهَا
وَالتَّوْبُ فِي أَوْصَافِهِ نَوْعَانِ
بَعْدَ الْمَتَابِ مِثْلُ الْمَنَانِ

ترجمہ: اسی طرح تواب (توبہ قبول کرنے والا) اس کی صفات میں سے ہے، اس کی صفت توبہ کی دو قسمیں ہیں۔ بندہ کو توبہ کی اجازت (اور توفیق) دینا، اور توبہ کے بعد منان کا اپنے فضل و احسان سے اسے قبول کرنا۔

دیگر نیک اعمال کی بھی یہی صورت حال ہے کہ (پہلے) اللہ بندے کو ان کی توفیق دیتا، پھر ان پر اجر و ثواب سے نوازتا ہے، معلوم ہوا کہ آغاز سے ہی اللہ انعام و احسان کرتا اور اپنی سخاوت و فیاضی کے دریا بہاتا ہے۔

پند و نصیحت ...



توبہ کرنا: تمام انسانوں پر، زندگی کے تمام مراحل میں واجب ہے، خواہ مومن ہو یا عاصی، کیوں کہ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ } [سورة النور: 31].

ترجمہ: اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔
توبہ کرنا نقص اور کمی (کی بات) نہیں، بلکہ کمال (کی بات ہے) جسے اللہ پسند فرماتا ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَّبِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ } [سورة البقرة: 222].
ترجمہ: اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: { لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ } [سورة التوبة: 117].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی (یعنی ان کی توبہ قبول فرمائی)۔

اللہ نے آدم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: { فَنَلَقَىٰ آدَمَ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ } [سورة البقرة: 37].

ترجمہ: آدم نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔
ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے: { وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الرَّحِيمُ } [سورة البقرة: 128].

ترجمہ: (ان دونوں نے کہا: اے ہمارے رب!) ہمیں اپنی عبادتیں سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے۔



نیز موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کے بارے میں ارشاد فرمایا: { فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ

الْمُؤْمِنِينَ } [سورة الأعراف: 143].

ترجمہ: جب (موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام) ہوش میں آئے تو عرض کیا، بے شک آپ کی ذات منزہ ہے۔ میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں۔

یہ معلوم سی بات ہے کہ: انبیائے کرام اس بات سے معصوم تھے کہ ان کے گناہوں پر (اللہ) انہیں متنبہ نہ فرمائے، خواہ صغیرہ گناہ ہو یا کبیرہ، ان کے بارے میں توبہ کی جو خبر دی گئی ہے، (اس سے مراد یہ ہے کہ) اس سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں اور ان کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

صحیح بخاری میں نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حدیث وارد ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں دن بھر میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔"

اگر تم گناہ نہیں کرتے...

اللہ اس بات سے واقف ہے کہ اس کے بندے کمی اور کوتاہی سے مبرا نہیں، اللہ نے انہیں ایسے ہی پیدا کیا ہے، تاکہ ان پر اس کی رحمت و مغفرت اور قبولیت توبہ کا اظہار ہو سکے، نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی صحیح حدیث ہے کہ: "اگر تمہارے وہ گناہ نہ ہوتے جنہیں اللہ معاف فرماتا، تو اللہ ایک ایسی قوم کو پیدا کرتا جن سے گناہ سرزد ہوتے اور اللہ انہیں معاف فرماتا" [مسلم]۔

نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے: "آدم کی ساری اولاد گناہ گار ہیں، اور گناہ گاروں میں سب سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

اللہ بزرگ و برتر نے اپنی یہ تعریف کی ہے کہ وہ بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

{ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿٣﴾ } [سورة غافر: 3].

ترجمہ: گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول فرمانے والا، سخت عذاب والا، انعام و قدرت والا، جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے۔

اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے یہ جانیں کہ وہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے، خواہ ان کے گناہ بڑے اور سنگین قسم کے ہی کیوں نہ ہوں: { إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا } [سورة الزمر: 53].

ترجمہ: بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

ہمارا پروردگار ہم سے اور ہماری عبادتوں سے بے نیاز ہے، اس کے باوجود بھی بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے، کیوں کہ اللہ نہایت ہی کریم و فیاض ہے! اللہ حد درجہ جمیل ہے! اللہ بے پناہ رحیم و مہربان ہے! صحیحین میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کوئی شخص ایک ہلاکت خیز چٹیل میدان میں (جہاں نہ سایہ ہو نہ پانی) سو جائے، اور اس کے ساتھ اس کا اونٹ ہو جس پر اس کا کھانا اور پانی ہو، جب وہ جاگے تو اپنا اونٹ نہ پائے، پھر اس کو ڈھونڈے یہاں تک کہ پیاسا ہو جائے، پھر کہے کہ میں جہاں تھا وہیں لوٹ جاؤں اور سوتے سوتے مر جاؤں، پھر مرنے کے لیے اپنا سر اپنے بازو پر رکھے، پھر جو جاگے تو اپنا اونٹ اپنے پاس پائے، اس پر اس کا توشہ ہو، کھانا بھی اور پانی بھی، تو اللہ تعالیٰ کو مومن بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی اس شخص کو اپنے اونٹ اور توشہ ملنے سے ہوتی ہے۔"

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "ہر توبہ کرنے والا شخص اللہ کا محبوب ہے" { إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ

الْمُتَطَهِّرِينَ } [سورة البقرة: 222].

ترجمہ: اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

جو (اللہ) بندوں کے تیسے اس قدر رحمت و شفقت سے موصوف ہے، وہ اس بات کا حقدار ہے کہ: اس سے حد درجہ محبت کی جائے، صرف اسی کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، اس محبت کے اثرات ظاہر بھی ہونے چاہیے بایں طور کہ ہم اس کے لیے عبادت کو خالص رکھیں، اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے ذریعے

اس کی قربت حاصل کریں، وہ جن لوگوں اور جن اعمال کو محبوب رکھتا ہے، ہم بھی انہیں محبوب رکھیں، وہ جن لوگوں اور جن اعمال کو ناپسند کرتا ہے، ہم بھی انہیں ناپسند کریں۔

بلال بن سعد کہتے ہیں کہ: "تمہارے لیے ایک ایسا پروردگار ہے جو تم میں سے کسی کو جلدی سزا نہیں دیتا، بلکہ لغزش کو معاف کرتا، توبہ قبول فرماتا، (اس کی طرف) متوجہ ہونے والے کا خیر مقدم کرتا اور (اس سے) پیٹھ پھیرنے والے پر شفقت کرتا ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾ [سورۃ الشوری: 25]۔

ترجمہ: وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو سب جانتا ہے۔

دراہمی پر...

توبہ یہ ہے کہ: معصیت سے اطاعت کی طرف، بدی سے نیکی کی طرف اور نافرمانی کی وحشت سے رحمن کی محبت کی طرف بھاگا جائے۔

یقیناً توبہ (یہ ہے کہ) خالق سے اسی کے در کی طرف اور جبار (سارے نقص کو دور کرنے والے اللہ) سے اسی کی بارگاہ کی طرف راہ فرار اختیار کی جائے، اس کے غیظ و غضب سے اس کی رضا و خوشنودی کی اور اس کی سزا سے اس کی عافیت و سلامتی کی پناہ لی جائے، ہم اس کی تعریف کی طاقت نہیں رکھتے، ہمارے لیے اس کے سوا کوئی ماویٰ و ملجا نہیں، اور نہ اس سے (دور ہو کر) اس کے سوا کہیں اور جائے فرار ہے: ﴿فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ [سورۃ الذاریات: 50]۔

ترجمہ: تم اللہ کی طرف دوڑ بھاگو (یعنی رجوع کرو)، یقیناً میں تمہیں اس کی طرف سے صاف صاف تنبیہ کرنے والا ہوں۔

يَا رَبِّ إِن عَظَمْتَ ذُنُوبِي كَثْرَةً فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ عَفْوَكَ أَعْظَمُ



إِنْ كَانَ لَا يَرْجُوكَ إِلَّا مُحْسِنٌ فَمِنْ يَلُودٌ وَيَسْتَجِيرُ الْمُحْرِمُ

ترجمہ: اے پالنہار! اگر میرے گناہ بہت زیادہ ہیں، تو مجھے معلوم ہے کہ تیری بخشش اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے، اگر تیری (بخشش کی) امید صرف نیک کار ہی کر سکتا ہے، تو مجرم و گناہ گار آخر کس کی پناہ طلب کرے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "عجب ہے اس شخص پر جو ہلاک و برباد ہو جاتا ہے، جب کہ اس کے پاس نجات کا راستہ موجود ہوتا ہے! دریافت کیا گیا: نجات کا راستہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: توبہ و استغفار۔"

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "بندہ مسلم کو اکثر جو چیز گناہ پر آمادہ کرتی ہے وہ ہے (توبہ کے بھروسے پر رہنا)، اگر وہ یہ یقین کر لے کہ ممکن ہے کہ اسے توبہ کی مہلت ہی نہ مل سکے تو اس کا خوف بے قابو ہو جائے گا۔"

سچی توبہ تب ہی ممکن ہے جب: گناہ کو ترک کر دیا جائے، اس پر ندامت و شرمندگی ظاہر کی جائے، دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹنے کا عزم کیا جائے، اس کی جگہ نیک عمل انجام دیا جائے، پھر اگر وہ گناہ حقوق العباد سے متعلق ہو تو حقدار سے صلح صفائی کی جائے۔

شیخ بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "توبہ کی علامت یہ ہے کہ: سابقہ گناہوں پر روئے، گناہ میں پڑنے سے خوف کھائے، بری صحبت کو ترک کر دے اور نیک لوگوں کی صحبت کو لازم پکڑے۔"

سچی توبہ قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے، سوائے دو وقت کے: جب سورج مغرب سے طلوع ہو جائے اور اس وقت جب انسان جاں کنی کے عالم میں ہو۔

بیدار کرنے والی تنبیہ...

بسا اوقات اللہ عزیز و برتر اپنے مومن بندے کو ایسی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے، جس کی وجہ سے وہ توبہ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے، تاکہ وہ عبودیت و بندگی کے درجہ کمال تک پہنچ سکے، اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خشوع و خضوع کا اظہار کرے اور اس سے رجوع و انابت کرے۔

کتنے ایسے انسان ہیں جو اللہ سے دور ہو گئے، پھر اللہ عزیز و برتر نے ان کی زندگی تنگ کر دی تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں، پھر جب انہوں نے رجوع کیا، اس کی قربت کی حلاوت سے شاد کام ہوئے، استقامت اور توبہ کی نعمت کو محسوس کیا، تو اس مصیبت اور سختی پر اللہ کے شکر گزار ہوئے جو ان کی نجات اور کامیابی کا سبب بنیں: ﴿وَلَنذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَلَدِّ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ {سورة السجدة: 21}۔

ترجمہ: بالیقین ہم انہیں قریب کے چھوٹے سے بعض عذاب اس بڑے عذاب کے سوا چکھائیں گے تاکہ وہ لوٹ آئیں۔ اگر آپ کو اپنے گناہوں اور بے راہ رویوں پر چھوڑ دیا جائے اور آپ توبہ نہ کریں، اس کے باوجود بھی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں تو جان رکھیے کہ آپ اللہ کے نزدیک مبغوض ہیں، اور یہ نوازشیں مہلت اور چھوٹ کے طور پر آپ کو مل رہی ہیں، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: ﴿فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمَ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ﴾ {سورة الأنعام: 44}۔

ترجمہ: پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھلا دیے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں، وہ خوب اتر آگئے ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔

جب آپ توبہ کریں، تو اللہ سے ثابت قدمی کی بھی دعا کریں، کیوں کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَىٰ دِينِكَ" (یعنی: اے اللہ! دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے بخاری نے الأدب المفرد میں روایت کیا ہے]۔

اے اللہ! ہماری توبہ قبول فرما، یقیناً تو توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے، ہمیں اور ہمارے والدین کو معاف فرما، یقیناً تو بہت بخشش والا نہایت مہربان ہے۔



(۴۰)
الْعَلِيمُ جَد جَلالہ

سینوں میں ایسے احساسات و جذبات اور عزائم و ارادے پنہاں ہوتے ہیں جن تک کان کی رسائی ہو سکتی ہے، نہ نگاہ کی پہنچ، مگر بڑی حکمت اور وسیع علم والا (اللہ تعالیٰ) ان سب سے باخبر ہوتا ہے۔
دلوں میں افکار و خیالات کے انبار چھپے ہوتے ہیں، مگر ان کے بارے میں کسی قریبی فرشتہ کو علم ہوتا ہے، نہ کسی مبعوث نبی کو، نہ ہی کسی محبوب دوست کو، نہ کسی ماہر عالم دین یا کسی سرکش شیطان کو، البتہ ان سب سے غیب کا خوب علم رکھنے والا (اللہ تعالیٰ) واقف ہوتا ہے۔

(پیٹ میں پلنے والا) بچہ اپنی ماں کے رحم کے اندر تہ تہ جھلیوں میں لپٹا ہوتا ہے، کسی کو نہیں پتہ ہوتا کہ آیا وہ زندہ ہے یا مردہ؟ نر ہے یا مادہ؟ بد بخت ہے یا نیک بخت؟ اس کی موت، اس کے رزق اور عمر کا بھی پتہ نہیں ہوتا! مگر ان ساری چیزوں کی جان کاری اس ذات کو ہوتی ہے جس کا علم ہر شے کو محیط ہے، **وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** { [سورة البقرة: 282]۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔
علم: جہالت کی ضد ہے۔

ہمارے پاک و برتر رب کا علم ظاہر و باطن، نمایاں و پوشیدہ سب کو شامل ہے، عالم علوی اور عالم سفلی بھی اس کے دائرہ علم میں داخل ہیں، اس کا علم ماضی، حال اور مستقبل تینوں کو محیط ہے، (اللہ) پاک و برتر کا فرمان ہے: **يَعْلَمُ مَا**

بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِۦٓ عَلِمًا { [سورة طه: 110]۔

ترجمہ: جو کچھ ان کے آگے پیچھے ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے، مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔



وہ عزیز و برتر اپنی مخلوق کے سینے میں مخفی ایمان و کفر، حق و باطل اور خیر و شر سے آگاہ ہے: {إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

بِذَاتِ الصُّدُورِ} {سورة آل عمران: 119}.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ دلوں کے راز کو بخوبی جانتا ہے۔

{وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ} {سورة البقرة: 282}.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

سرگوشی اس کے نزدیک ظاہر، راز اس پر واضح اور مخفی اس پر عیاں ہے۔

وَهُوَ الْعَلِيمُ أَحَاطَ بِالَّذِي	فِي الْكَوْنِ مِنْ سِرِّ وَمِنْ إِعْلَانِ
وَبِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمُهُ سُبْحَانَهُ	قَاصِي الْأُمُورِ لَدَيْهِ قَبْلَ الدَّائِي
لَا جَهْلَ يَسْبِقُ عِلْمَهُ كَلًّا وَلَا	يَنْسَى كَمَا الْإِنْسَانُ ذُو نِسْيَانِ

ترجمہ: وہ وسیع علم والا ہے جو دنیا کی ہر مخفی اور عیاں چیز سے باخبر ہے۔ اس پاک ذات کا علم ہر ایک

چیز کو شامل ہے، دور کی چیزیں اس کے نزدیک قریب کی چیز سے زیادہ (واضح) ہیں۔ اس کا علم ازلی ہے، وہ انسان کی مانند نسیان کا شکار نہیں ہوتا۔

بے شک وہ وسیع علم والا ہے:

(در رخت سے) پتے کا جھڑنا اس کے علم میں ہے، (ذہن و دل میں جو) خیال آتا ہے وہ اس کے علم میں ہے،

(زبان سے جو) بات نکلتی ہے وہ اس کے علم میں ہے، (دل میں جو) ہم نیت کرتے ہیں، وہ اس کے علم میں ہے، (بارش

کا جو) قطرہ برستا ہے، وہ اس کے علم میں ہے۔

وہ زندہ و مردہ، خشک و تر، حاضر و غائب، پوشیدہ و عیاں اور کمی و بیشی (ہر چیز کا) علم رکھتا ہے:



{ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ

إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلْمَتِ الْأَرْضِ وَلَا دَرَبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ } [سورة الأنعام: 59].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے غیب کی کنجیاں (خزانے)، ان کو نہیں جانتا بجز اللہ کے، اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تراورنہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔

بعض صحابہ کرام نے دل ہی دل میں کچھ باتیں کی، انہیں ظاہر نہیں کیا، بلکہ انہیں چھپایا اور راز میں رکھا تو اللہ

عزوجل نے یہ آیت پاک نازل فرمائی: { عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ } [سورة البقرة: 187].

ترجمہ: تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔

نبی ﷺ نے اپنی کسی زوجہ محترمہ سے ایک راز کی بات کی، (تو اس نے دوسری کو بتادی، جب اس نے اس کو افشا کیا اور اللہ نے اس حال سے پیغمبر ﷺ کو آگاہ کر دیا تو پیغمبر ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ کو) وہ بات کچھ تو بتائی اور کچھ نہ

بتائی، تو وہ پوچھنے لگی: اس کی خبر آپ کو کس نے دی؟ { قَالَ نَبَأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ } [سورة التحريم: 3].

ترجمہ: کہا: سب جاننے والے پوری خبر رکھنے والے (اللہ) نے مجھے یہ بتلایا ہے۔

غزوہ بدر کے بعد عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ رات کے وقت کعبہ کے پاس بیٹھے رسول اللہ ﷺ کے قتل

ناگہانی کی سازش رچ رہے تھے، تو اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ کو ان کی اس چال کی خبر کر دی، اور ان کے کاربد

سے آپ کو آگاہ فرمادیا: { قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ } [سورة

الأنبياء: 4].

ترجمہ: پیغمبر نے کہا: میرا پروردگار ہر اس بات کو جو زمین و آسمان میں ہے، بخوبی جانتا ہے، وہ بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

تبوک میں منافقین نے آپس میں سرگوشی کی اور رسول اللہ ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم اور دین اسلام کی عیب جوئی اور ان کی غیبت کی، تو غیبوں کو خوب جاننے والے نے اپنے رسول کو ان (منافقوں) کی چال، مکرو فریب اور استہزاز سے باخبر فرمادیا: { أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ اللَّهُ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّمَهُ الْغُيُوبَ } [سورة التوبة: 78].

ترجمہ: کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے دل کا بھید اور ان کی سرگوشی سب معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ غیب کی تمام باتوں سے خبردار ہے۔
اللہ تعالیٰ کا علم کامل اور ہر چیز کو شامل ہے:

{ إِنَّكُمْ أَلَيْسَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا } [سورة طه: 98].

ترجمہ: اصل بات یہی ہے کہ تم سب کا معبود برحق صرف اللہ ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں۔ اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی ہے۔

باری تعالیٰ کے کمال علم میں اس کی کوئی مخلوق اس جیسی نہیں: { لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ

الْبَصِيرُ } [سورة الشورى: 11].

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

{ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا } [سورة الفتح: 27].

ترجمہ: وہ ان امور کو جانتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے، پس اس نے اس سے پہلے ایک نزدیک فتح میسر کی۔

اگر انسان کو کسی چیز کا علم ہے تو یہ اللہ پاک و برتر کی تعلیم کا نتیجہ ہے، کیوں کہ ہر قسم کی شرعی اور قدری علم کا مرجع و مصدر پاک و برتر اللہ ہے، جو غالب اور حکمت والا ہے: { قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ } {سورة البقرة: 32}.

ترجمہ: ان سب نے کہا: اے اللہ! تیری ذات پاک ہے، ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے۔

نیز فرمایا: { وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ } {سورة النساء: 113}.

ترجمہ: تجھے وہ سکھایا جسے تو نہیں جانتا تھا۔

اگر لوگ اپنے علم اور اپنے پاس موجود معلومات اکٹھی کریں تو یہ اللہ کے وسیع تر علم کے بالمقابل نہایت ہی معمولی ثابت ہوں گی: { وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا } {سورة الاسراء: 85}.

ترجمہ: یہ لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ جواب دے دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔

حضرت خضر اور موسیٰ عليه السلام جب کشتی پر سوار ہوئے اور انہوں نے ایک چڑیا کو دیکھا جو کشتی کے کنارے بیٹھی تھی اور سمندر میں ایک یادو چونچ ماری تھی، تب خضر نے موسیٰ عليه السلام سے کہا کہ: اے موسیٰ! عليه السلام میرے اور آپ کے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا بھی کم (نہیں) کیا جتنا کہ اس چڑیا نے اپنی چونچ سے سمندر کا پانی کم کیا۔

ایک حقیقت... تمام غیبی علوم ہمارے عزیز و برتر پروردگار کے لیے خاص ہیں: { وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعَلِّمُهَا إِلَّا هُوَ } {سورة الانعام: 59}.



ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں (اور خزانے)، ان کو کوئی نہیں جانتا۔ جز اللہ کے۔

ان میں سے پانچ امور کا تذکرہ فرمایا: { إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ } [سورة لقمان: 34].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے، اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے۔ کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔

یہ پانچ غیب کی وہ کنجیاں ہیں جن کا علم صرف اللہ کو ہے:

۱- قیامت کا علم: اخروی زندگی کی اصل کنجی۔

۲- بارش نازل کرنا: زمین کو نباتات کے ذریعہ زندگی بخشنے کی کنجی۔

۳- رحم مادر کا علم: دنیوی زندگی کی کنجی۔

۴- مستقبل کا علم: مستقبل کے رزق کی کنجی۔

۵- جائے وفات کا علم: برزخی زندگی کی کنجی اور (مرنے والے) ہر انسان کی منفرد قیامت کا علم۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ علم غیب (کا دائرہ) اس سے کہیں زیادہ بڑا اور کشادہ ہے کہ اسے صرف انہیں امور پر موقوف کر دیا جائے۔ آیت میں خبر دینے سے مقصود بعض اہم امور کا ذکر کرنا ہے، نہ کہ ہر چیز کا احاطہ، جیسا کہ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: { قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ } [سورة النمل: 65].

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے، زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔

جو یہ دعویٰ کرے کہ اللہ پاک و برتر کے علاوہ بھی کوئی ہے جسے غیب کا علم ہے، تو بلاشبہ اس نے محمد ﷺ پر اتاری گئی شریعت کا انکار کیا۔ انبیاء علیہم السلام غیب کا کوئی علم نہیں رکھتے تھے، سوائے اس کے جس سے اللہ نے



انہیں مطلع کیا ہو، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "جس نے یہ دعویٰ کیا کہ نبی ﷺ ایسی چیزوں کے بارے میں بتلاتے ہیں جو کل وقوع پذیر ہونے والی ہیں تو اس نے اللہ پر بڑا بہتان باندھا!"، {وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَأَسْتَكْرَثُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنَى السُّوءِ إِنَّا إِنَّا لَا نَذِيرُهُمْ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ} [سورة الأعراف: 188].

ترجمہ: اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہیں پہنچتا۔
بھلا ان کے بارے میں (علم غیب کا دعویٰ کیسے کیا جاسکتا ہے جو ان (انبیاء علیہم السلام) سے کم تر درجے کے ہیں!؟

اس نام (علیم) میں آپ کا حصہ...

اللہ عزیز و برتر جسے علم سے نوازتا ہے، خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، اسے بلند مقام پر فائز کرتا ہے:

{يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ} [سورة المجادلة: 11].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گئے ہیں، درجے بلند کر دے گا۔
اگر کوئی عالم ہو، پرہیزگار ہو، اللہ کی معرفت رکھتا ہو، اس کے حقوق ادا کرتا ہو (تو اس کی بلند مقامی کا کیا کہنا)! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے علم پر یقین کیا، (جس سے) اللہ کے تئیں ان کی خشیت اور تعظیم مزید بڑھ گئی، اسی لیے اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے ایسے لوگوں کا تزکیہ کرتے ہوئے فرمایا: {إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ} [سورة فاطر: 28].

ترجمہ: اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ علم: تمام شریفانہ خصلتوں کی بنیاد ہے، جو انسان کو بلند مرتبے تک پہنچاتا ہے..



انسان اس مقام پر اسی وقت فائز ہو سکتا ہے جب علم سے لیس ہو، ہمیشہ اللہ سے علم کی دعا کرے، اور ہمارے رسول ﷺ کی اس دعا کو حرز جاں بنائے جس کی تعلیم اللہ نے آپ کو دی: { وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا } [سورة طہ: 114].

ترجمہ: یہ دعا کر کہ پروردگار! میرا علم بڑھا۔

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سب سے جلیل القدر علم وہ ہے جو آپ کو اپنے رب سے قریب کر دے۔" ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "اگر اکثر لوگ اس لذت - یعنی علم کی لذت - اور اس کی عظمت شان سے بے خبر نہ ہوتے، تو اس کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے تلوار زنی کرتے، مگر اسے ناپسندیدگیوں کے پردے سے گھیر دیا گیا ہے اور لوگوں پر جہالت کا ایسا پردہ ڈال دیا گیا ہے جس نے انہیں اس لذت سے محروم کر دیا، تاکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اس (علم) سے سرفراز کرے، اللہ بڑے فضل و احسان والا ہے۔

اے اللہ! اے وسیع علم والے (رب)! ہمیں اس علم سے نواز جو ہمارے لیے مفید ہو، ہمیں اس علم سے فائدہ پہنچا جو تو نے ہمیں سکھایا اور ہمارے علم میں اضافہ فرما۔





تو پاک ہے اے عظیم و برتر!

جس سے چاہتا ہے بادشاہی چھین لیتا ہے، مالداری کے بعد فقیر و نادار بنا دیتا ہے، رفعت و بلندی کے بعد پستی اور طاقت و قوت کے بعد کمزوری و ناتوانی سے دوچار کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بلندی عطا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے اپنی توفیق سے سرفراز کرتا ہے، جسے چاہتا ہے قبول عام عطا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں ہر قسم کی بھلائی ہے، یقیناً تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو عظیم و برتر اور حلیم و بردبار ہے۔

عَظَّمْتَ صِفَاتِكَ يَا عَظِيمُ فَحَلَّ أَنْ

يُحْصِي السَّنَاءَ عَلَيْكَ فِيهَا قَائِلٌ

ترجمہ: اے عظیم و برتر (رب)! تیری صفات اتنی عظیم الشان ہیں کہ کسی کے بس میں نہیں کہ تیری ان صفات

پر کما حقہ تعریف و ثنا کر سکے۔

العظیم عزوجل: یہ اللہ کے خوبصورت ناموں میں سے ہے، یہ ہمارے عظیم و برتر پروردگار کا ایک جلیل القدر نام

ہے، جو اپنے دامن میں عظمت و جلال اور عزت و سرداری کے معانی سموئے ہوئے ہے۔

(یہ ایسا نام ہے جو) ہیبت و جلال کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے، اس کے حروف میں قوت اور معنی میں رفعت پائی جاتی

ہے، اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: { وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ } [سورة البقرة: 255].

ترجمہ: وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

العظیم عزوجل: عظمت والا ہے، اس کی شان نرالی ہے، اس کا مقام و مرتبہ بلند ہے، وہ عقل کی حدوں سے ما فوق ہے، جس کی کیفیت و حقیقت کا ادراک اور تصور کرنا ممکن نہیں۔

ہمارا پروردگار اپنی ذات میں عظیم ہے، عظمت و جلال میں اس کے ہم مثل کوئی نہیں۔

اس کی عظمت ہی ہے کہ: تمام آسمان و زمین اس کی ہتھیلی میں رائی کے دانے سے بھی کمتر ہیں: { وَمَا قَدَرُوا

اللَّهُ حَقَّ قَدْرِهِ، وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۗ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ } [سورة الزمر: 67].

ترجمہ: ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہئے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی وسیع (کرسی کے مقابلے میں سات آسمان اس طرح ہیں جیسے بیابان زمین میں کوئی چھلا پڑا ہو اور پھر کرسی کے مقابلے میں (اللہ تعالیٰ کے) عرش کی ضخامت اس طرح ہے جیسے اس چھلے کے مقابلے میں بیابان کا وجود ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔]

کرسی اور عرش کی یہ عظمت ہے۔ جو کہ اللہ کی مخلوقات میں سے ہیں۔ تو اللہ پاک و برتر کی عظمت کس قدر ہوگی جس کے لیے اعلیٰ ترین مثال ہے، جو عرش پر مستوی ہے، اور جو عزیز و برتر اپنی تمام مخلوقات پر بلند ہے۔ ہمارا عزیز و برتر پروردگار اپنی صفات میں عظیم ہے، وہ کمال کی تمام تر صفات سے متصف ہے، اپنی رحمت و قدرت، اپنی نوازش اور جلال و جمال میں عظیم و برتر ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے: "بڑائی (وکبریائی) میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند، تو جو کوئی ان دونوں چیزوں میں کسی کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

ہمارا پروردگار اپنے افعال میں عظیم و برتر ہے، کیوں کہ یہ افعال (اللہ کے) عدل و حکمت، فضل و احسان اور ارادہ و مشیت کی وسعت و کشادگی پر دلال ہیں۔

وَهُوَ الْعَظِيمُ بِكُلِّ مَعْنَى يُوجِبُ التَّعْظِيمَ لَا يُحْصِيهِ مِنْ إِنْسَانٍ

ترجمہ: تعظیم کو واجب ٹھہرانے والے تمام تر معانی کے ساتھ وہ عظیم و برتر ہے، اس کی عظمت کے ان معانی کو انسان شمار نہیں کر سکتا۔

اللہ عزیز و برتر اپنی عظمت میں درجہ کمال پر فائز ہے: { وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا

قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ } [سورة الزمر: 67]۔

ترجمہ: ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہئے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔

ہاتھ اٹھا کر (دعا کریں)!

دعائیں خواہ جتنی بڑی اور زیادہ ہوں، وہ اللہ کے لیے بڑی نہیں، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے: "تم میں سے کوئی شخص جب دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے۔ بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے اور خواہش کا اظہار کرے کیونکہ اللہ جو کچھ بھی نوازتا ہے، وہ اس کے لیے بڑی بات نہیں" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

ہمارا پروردگار اپنی رحمت و مغفرت میں عظیم ہے، اپنی بردباری اور لطف و کرم میں عظیم ہے، اس کے لیے یہ بڑی بات نہیں کہ وہ بندے کو معاف کر دے۔

صحیحین کے اندر شفاعت والی حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، جو کہو گے سنا جائے گا، جو مانگو گے دیا جائے گا، جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا: اے رب! مجھے ان کے بارے میں بھی اجازت دیجئے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت، میرے جلال، میری کبریائی، میری بڑائی کی قسم! اس میں سے (میں) انہیں بھی نکالوں گا جنہوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا ہے۔"

وَلَمَّا قَسَا قَلْبِي وَصَافَتْ مَذَاهِبِي
تَعَاظَمَنِي ذَنْبِي فَلَمَّا قَرَنَتْهُ
جَعَلْتُ رَجَائِي نَحْوَ عَفْوِكَ سُلْمًا
بِعَفْوِكَ رَبِّي صَارَ عَفْوُكَ أَعْظَمًا

ترجمہ: جب میرا دل سخت پڑ گیا اور میری راہیں تنگ ہو گئیں، تو تیرے عفو و درگزر تک پہنچنے کے لیے میں نے اپنی امید کو زینہ بنا لیا۔ میرے اوپر میرے گناہوں کا انبار ہو گیا، لیکن اے میرے پروردگار! جب میں نے تیرے عفو و درگزر سے اپنے گناہوں کا موازنہ کیا تو تیرا عفو و درگزر اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر نظر آیا۔ جس نے عظیم و برتر (پروردگار) کی پناہ لی وہ نجات پالیا...

رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ: "آپ ﷺ جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو فرماتے: «أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» (میں اللہ عظیم کی، اس کی ذات کریم کی اور اس کی قدیم بادشاہت کی مردود شیطان سے پناہ چاہتا ہوں) کہا کہ: جب مسجد میں داخل ہونے والا آدمی یہ کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے: اب وہ میرے شر سے دن بھر کے لیے محفوظ کر لیا گیا" [حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

جو شخص اپنی زبان سے اللہ عزیز و برتر کی عظمت بیان کرے، قیامت کے دن اس کا میزان وزنی ہوگا، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے آپ نے فرمایا: "دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو عزیز ہیں « سبحان اللہ العظیم، سبحان اللہ و بحمہ »" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔
بلکہ اللہ نے اپنے بندوں کو اس نام کی تسبیح کرنے کا حکم دیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

{ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ } [سورة الواقعة: 74].

ترجمہ: اپنے بہت بڑے رب کے نام کی تسبیح کیا کرو۔

نبی ﷺ نے بھی اپنی امت کو یہ حکم فرمایا کہ وہ نماز میں اس نام کی تسبیح کیا کریں: "رکوع میں عزیز و برتر رب کی عظمت بیان کرو" [مسلم]۔
فراخی و کشادگی کی کنجی:

جب کوئی ناگہانی مصیبت درپیش ہو، دم گھٹنے لگے اور فکر و غم سے نڈھال ہو جائیں تو یہ دعا پڑھیں: "لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ" (ترجمہ: اللہ صاحب عظمت اور بردبار کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے) [بخاری و مسلم]۔

اگر کسی بادشاہ سے خوف محسوس ہو (تو جان رکھیے کہ) اللہ کی بادشاہت سب سے بڑی ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے: "اللهم! رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ! اَكُنْ لِي جَارًا مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَأَحْزَابِهِ مِنْ خَلَائِقِكَ، أَنْ يَفْرَطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ يَطْعَنِي، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"

إِلَّا أَنْتَ" (ترجمہ: اے اللہ! سات آسمانوں اور عرش عظیم کے رب، فلاں بن فلاں اور اس کی جماعت سے - جو کہ تیری ہی مخلوق ہیں - مجھے اپنی پناہ عطا کر کہ ان میں سے کوئی مجھ پر ظلم یا سرکشی کرے، تیری پناہ بہت قوی ہے، تیری حمد و ثنا بہت بڑھ کر ہے، اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں)۔

نبی ﷺ صبح و شام (زمین میں) دھسنے سے عظمتِ الہی کی پناہ طلب کرتے تھے، آپ فرماتے: "اللهم! أَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي" (ترجمہ: میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں اچانک اپنے نیچے سے پکڑ لیا جاؤں) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

یہی وجہ ہے کہ جو (اللہ) عظیم و برتر کی پناہ میں آجائے، اس کی قربت حاصل کر لے، اور پرہیزگاروں میں شامل ہو جائے تو وہ دنیا میں امن و امان سے بہرہ مند ہوتا ہے اور آخرت میں اجر و ثواب سے سرفراز ہو گا، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكْفِرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا } [سورة الطلاق: 5]۔

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہ مٹا دے گا اور اسے بڑا بھاری اجر دے گا۔

اللہ کے نزدیک سب سے بڑا درجہ ان لوگوں کا ہے جن کے بارے میں اللہ عزیز و برتر فرماتا ہے:

{ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمَ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ } [سورة التوبة: 20]۔

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبہ والے ہیں، اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اور اللہ عزیز و برتر کی عظمت پر اس کا ایمان کم ہو جائے، تو اس کو بدلہ بھی اسی کے ہم مثل ملے گا جو کہ جہنم ہے۔ اللہ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے! -: { خَذُوهُ فَعَلُوهُ } ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلْوَهُ } [سورة النجم: 33-30]۔

فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ } [سورة النجم: 33-30]۔

ترجمہ: (حکم ہو گا) اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر ہاتھ کی ہے جکڑ دو۔ بیشک یہ اللہ عظمت والے پر ایمان نہ رکھتا تھا۔

بندہ مسلم اپنے رب کی تعظیم کیسے بجالائے؟

اللہ پاک و برتر کی تعظیم کا طریقہ یہ ہے کہ: اس کے اسماء و صفات کی تعظیم کی جائے، دل سے اس کی تعظیم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے محبت کی جائے، اس کی عظمت کا اعتراف کیا جائے اور اس کے لیے تواضع اور انکساری اختیار کی جائے، مسند احمد میں آیا ہے کہ: "جو شخص بڑا بنے اور اکڑ کر چلے، وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت غضبناک ہو گا" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

اللہ پاک و برتر کی تعظیم کا طریقہ یہ بھی ہے کہ: زبان سے (اس کی عظمت کا گن گایا جائے) اور کثرت سے اس کا ذکر و اذکار کیا جائے: { فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ } [سورة الواقعة: 74]۔

ترجمہ: اپنے بہت بڑے رب کے نام کی تسبیح کیا کرو۔

اعضاء و جوارج سے اللہ پاک و برتر کی تعظیم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ان کا استعمال کیا جائے، اس کی تعظیم یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے، اسے فراموش نہ کیا جائے، اس کا شکر بجالایا جائے، اس کی ناشکری نہ کی جائے۔

اللہ پاک و برتر کی تعظیم یہ بھی ہے کہ: اس کے رسولوں، فرشتوں اور عبادتوں کی تعظیم کی جائے، جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج و عمرہ اور ان جیسے دیگر دینی شعائر اور احکام کی تعظیم: { ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظِمِ شَعْبَكَ اللَّهُ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾ } [سورة الحج: 32]۔

ترجمہ: اللہ کی نشانیوں کی جو عزت و حرمت کرے اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے یہ ہے۔

اللہ پاک و برتر کی تعظیم یہ بھی ہے کہ اس کی کتاب کی تعظیم کی جائے، کیوں اللہ پاک و برتر نے اپنی معزز کتاب کو عظمت سے موصوف کیا ہے: { وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمِ ﴿٨٧﴾ } [سورة الحجر: 87]۔



ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو سات آیتیں دے رکھی ہیں کہ دہرائی جاتی ہیں اور عظیم قرآن بھی دے رکھا ہے۔

اللہ بزرگ و برتر کی تعظیم یہ بھی ہے کہ: اس کی حرمتموں اور مومنوں کی حرمتموں کی عزت کی جائے: { ذَلِكْ

وَمَنْ يُعْظِمِ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ } [سورة الحج: 30].

ترجمہ: جو کوئی اللہ کی حرمتموں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لئے اس کے رب کے پاس بہتری ہے۔

اللہ بزرگ و برتر کی تعظیم یہ بھی ہے کہ: بندہ اس کے کلام پر کسی کے کلام کو فوقیت نہ دے، خواہ وہ جس مقام

و مرتبہ پر بھی فائز ہو: {يَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا نُفَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ وَانفُوا لِلَّهِ إِنَّا لِلَّهِ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١﴾

[سورة الحجرات: 1].

ترجمہ: اے ایمان والے لوگو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔

رِزْقَ الْجَمِيعِ سَحَابٌ مِّمَّكَ هَاطِلٌ	يَا فَاطِرَ الْخَلْقِ الْبَدِيعِ وَكَافِلاً
يُحْصِي السَّاءَ عَلَيْكَ فِيهَا قَائِلٌ	عَظُمْتَ صِفَاتِكَ يَا عَظِيمُ فَجَلَّ أَنْ
وَسَائِلِي نَدِمٌ وَدَمْعٌ سَائِلٌ	هَآ قَدْ أَتَيْتُ وَحَسُنُ ظَنِّي شَافِعِي
فِيهَا لِمَا تَرْضَى فَفَضْلُكَ كَامِلٌ	فَاعْفِرْ لِعَبْدِكَ مَا مَضَىٰ وَارْزُقْهُ نَو
وَالظَّنُّ كُلُّ الظَّنِّ أَنْتَ فَاعِلٌ	وَأَفْعَلُ بِهِ مَا أَنْتَ أَهْلُ جَمِيلِهِ

ترجمہ: اے انمول اور بے مثال مخلوق کی تخلیق کرنے والے اور تمام مخلوقات کے رزق کی ضمانت لینے والے

(پروردگار!) تیری سخاوت و فیاضی کا بادل (ہمہ وقت) برستا رہتا ہے۔

اے عظیم و برتر (پروردگار!) تیری صفات بہت عظیم اور برتر ہیں، کوئی حمد و ثنا کرنے والا تیری حمد و ثنا کا حق ادا نہیں کر سکتا۔



میں تیرے در پر آچکا ہوں، (تیرے تعلق سے) میرا حسن ظن میرا سفارشی ہے، ندامت و شرمندگی، اور بہتے آنسو میرے وسائل ہیں۔

تو اپنے بندے کے سارے سابقہ گناہوں کو معاف کر دے اور اسے اپنے پسندیدہ اعمال کی توفیق عطا کر، تیرا فضل و احسان درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہے۔

اس کے ساتھ فضل و احسان کا وہ معاملہ کر جس کا تو اہل ہے، یقیناً کامل ہے کہ تو ایسا ضرور کرے گا۔

اے عظیم و برتر اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو ہمیں ان پرہیزگاروں میں شامل فرما جو نعمتوں والی جنت سے سرفراز ہوں گے۔





(۴۲)
الْقَوِيُّ - جل جلاله

يَا رَبِّ عُدْتُ إِلَىٰ رِحَابِكَ تَائِبًا مُسْتَسْلِمًا مُسْتَمْسِكًا بِعَرَكَاتِكَ
 مَا لِي وَمَا لِلْأَقْوِيَاءِ وَأَنْتَ يَا رَبِّي عَظِيمُ الشَّانِ مَا أَقْوَاكَ
 إِلَيَّ أَوْيْتُ لِكُلِّ مَأْوَىٰ فِي الْحَيَاةِ فَمَا رَأَيْتُ أَعَزَّ مِنْ مَأْوَاكَ

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں تائب ہو کر، خود سپردگی کے ساتھ، اور تیرے بندھن کو تھامے ہوئے تیری بارگاہ میں واپس آچکا ہوں۔ (تیرے سامنے) میری اور دیگر تمام مضبوط و توانو لوگوں کی کیا بساط، اے میرے پروردگار! تو عظیم الشان ہے، تو نہایت ہی قوی و تو نگر ہے۔ میں نے دنیا کے ہر درگاہ پر جا کر دیکھ لیا، تیرے در سے زیادہ باعزت ٹھکانہ کوئی اور نہیں نظر آیا۔

ہم اپنے اس پاک و برتر پروردگار کی بات کر رہے ہیں جس کا فرمان ہے: {إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ

الْمَتِينِ ﴿٥٨﴾ [سورة الذاريات: 58].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کار و زری رساں تو انائی والا اور زور آور ہے۔

نیز جو ارشاد فرماتا ہے: {وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ

وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيمًا ﴿٢٥﴾ [سورة الاحزاب: 25].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کافروں کو غصے بھرے ہوئے ہی (نامراد) لوٹا دیا انہوں نے کوئی فائدہ نہیں پایا، اور اس جنگ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مومنوں کو کافی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا اور غالب ہے۔

مزید جس کا فرمان ہے: {إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيمٌ ﴿٢٥﴾ [سورة الحديد: 25].

ترجمہ: بے شک اللہ قوت والا اور زبردست ہے۔

ہمارا قوی و توانا پروردگار عزوجل وہ ہے جسے نہ کوئی کمزوری لاحق ہوتی ہے اور نہ کوتاہی، اور نہ ہی وہ اکتاہٹ اور سستی سے متاثر ہوتا ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار وہ ہے جس پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا، نہ کوئی اسے (اپنے ارادے سے) روک سکتا ہے، نہ کوئی اس (کی مشیت کو) پھیر سکتا ہے، اور نہ کوئی اس کے فیصلے کو ٹال سکتا ہے، اس کے لیے مطلق قوت و طاقت اور مکمل ارادہ و مشیت ہے۔

وہ عزیز و برتر قوت و طاقت میں درجہ منتہا کو پہنچا ہوا ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار اپنی قوت میں کامل ہے، ہر چیز پر قادر ہے، اسے کسی بھی حال میں نہ تو تکان لاحق ہوتی ہے اور نہ عاجزی، وہ پاک و برتر (اللہ) جس وقت چاہتا ہے، زمین یا آسمان میں اپنا حکم نافذ کرتا ہے۔

وہ عزیز و برتر اپنی گرفت اور سزا میں بھی قوی و توانا ہے۔

وہ تمام تر قوتوں میں منفرد ہے: { أَنْ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا } [سورة البقرة: 165].

ترجمہ: تمام طاقت اللہ ہی کو ہے۔

وَهُوَ الْقَوِيُّ بِقُوَّةٍ فِي وَصْفِهِ وَعَلَيْكَ يَقْدِرُ يَا أَخَا السُّلْطَانِ

ترجمہ: وہ قوی و توانا ہے، اپنی صفت میں قوت و طاقت سے متصف ہے، اے بادشاہ! وہ تجھے (زیر کرنے) پر بھی

قدرت رکھتا ہے۔

ساری قوت و طاقت اسی سے حاصل ہوتی ہے...

ہمارے دل آخر کیوں نہ اس سے وابستہ رہیں؟! ہم اپنے مشاغل حیات اور ضروریات زندگی میں اس پر ہی کیوں

نہ اعتماد کریں؟! ہم اس کی قوت و طاقت اور مالداری و بے نیازی کے بے حد محتاج ہیں!!



ہمیں صرف اس پاک و برتر (اللہ) کی قوت اور توفیق سے ہی (کسی کام کی) قوت اور توفیق ملتی ہے، اس کی (توفیق اور قوت سے) ہی ہمیں گناہوں سے بچنے اور اپنے نفس کے شر کو دور کرنے کی قوت حاصل ہوتی ہے۔

یہ وہ قوت ہے جس سے اللہ عزیز و برتر جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح عمومی رزق (کو) اپنی مخلوقات کے درمیان تقسیم کرتا ہے۔

انسان کمزور (مخلوق) ہے... وہ کمزور پیدا ہوا، کمزوری کی حالت میں اس کی ولادت ہوتی ہے، اور کمزوری کی حالت میں وہ مرتا ہے، اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: { وَخَلِقَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا } [سورة النساء: 28].
ترجمہ: انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: { اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ } [سورة الروم: 54].
ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا پھر اس کمزوری کے بعد توانائی دی، پھر اس توانائی کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہ سب سے پورا واقف اور سب پر پورا قادر ہے۔
اللہ کے شب و روز...

جب بہت سے لوگوں نے اس حقیقت کو فراموش کر دیا کہ - انسان اپنی اصلیت میں ایک کمزور مخلوق ہے اور اسے ہر کام کی قوت و طاقت اللہ سے ہی حاصل ہوتی ہے - تو شیطان نے انہیں اپنی قوت کے غرور میں اس قدر مبتلا کر دیا کہ وہ اللہ عزیز و برتر کی قوت کو بھول بیٹھے، انجام کار اپنی گمراہی میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہے!...

قوم عاد کو ہی دیکھ لیں جس کے بارے میں اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ } [سورة فصلت: 15].

ترجمہ: اب عادنے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ ہم سے زور آور کون ہے؟ کیا انہیں یہ نظر نہ آیا کہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے (بہت ہی) زیادہ زور آور ہے، وہ (آخر تک) ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔

جب ہود علیہ السلام نے ان سے کہا کہ: اللہ سے ڈرو اور صرف اسی کی عبادت کرو تو وہ کہنے لگے: { مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً } ترجمہ: ہم سے زور آور کون ہے۔

ہم نے بندوں کو زیر کر دیا، ہم اپنی قوت کے بل پر کسی بھی عذاب کو ٹال سکتے ہیں!!... انہیں ان کی طویل جسامت نے دھوکے میں ڈال دیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "ان میں کاسب سے طویل انسان: سوگز کا تھا، جب کہ سب سے ناٹا شخص: ساٹھ گز کا تھا۔"

جب ان کا چیلنج اپنی حد کو پہنچ گیا اور وہ نافرمانی اور بگاڑ کی انتہا کو پہنچ گئے تو اللہ عزیز و برتر نے ان پر اپنی ایک فوج بھیج دی: (وہ تھی) منحوس کے دنوں میں تیز و تند آندھی، اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: { فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَحْسَاتٍ لِنَذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ } [سورة فصلت: 16].

ترجمہ: بالآخر ہم نے ان پر ایک تیز و تند آندھی منحوس دنوں میں بھیج دی کہ انہیں دنیاوی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں، اور (یقین مانو) کہ آخرت کا عذاب اس سے بہت زیادہ رسوائی والا ہے اور وہ مدد نہیں کیے جائیں گے۔

پوری تاریخ میں روئے زمین پر اللہ کی یہ سنت رہی ہے کہ: جو شخص اپنی قوت و طاقت پر غرور و تکبر کرتا ہے اس کا انجام قوم عادی کی طرح ہوتا ہے کہ اسے زبردست زور آور بادشاہ کی قوت اپنے شکستے میں لے لیتی ہے۔

اسی لیے اللہ پاک و برتر نے فرمایا: {قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ أَنْظِرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

الْمُكْذِبِينَ} [سورة الأنعام: 11].

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔

شاید کہ وہ گزری ہوئی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کریں! بہت سی قوموں نے اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کیا، اپنی قوت و طاقت، شان و شوکت اور دنیا کی عمارتوں پر کبر و غرور کرتے رہے، پھر انہیں اللہ نے بڑے

غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑ لیا: {فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذُنُوبِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ

مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ

لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ} [سورة العنكبوت: 40].

ترجمہ: پھر تو ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں گرفتار کر لیا، اور ان میں سے بعض کو زوردار سخت آواز نے دبوچ لیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا، اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

مشرکوں نے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غزوہ احزاب کے موقع پر گھیرے میں لے لیا تاکہ ان کے وجود کو روئے زمین سے مٹا ڈالیں، لیکن اللہ عزیز و برتر نے آندھی کی شکل میں اپنی ایک فوج بھیجی جس نے انہیں مدینہ کے گرد و نواح سے فرار ہونے پر مجبور کر دیا: {وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ

الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا} [سورة الأحزاب: 25].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کافروں کو غصے میں بھرے ہوئے ہی (نامراد) لوٹا دیا انہوں نے کوئی فائدہ نہیں پایا، اور اس جنگ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مومنوں کو کافی ہو گیا، اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا اور غالب ہے۔

ایک بچہ، بادشاہ وقت کو ہلاک کر دیتا ہے، پانی ایک قوم کو غرق کر ڈالتا ہے، سمندر مکمل لشکر کو تباہ و برباد کر دیتا ہے، مچھر نمرود کو ذلیل کر دیتا ہے، زمین قارون کو نگل جاتی ہے اور پرندے ابرہہ کو روند ڈالتے ہیں..

یقیناً وہ (اللہ) بڑی قوتوں والا ہے، وہ پاک و برتر اپنی قوت سے آپ کو حیرت میں ڈال دیگا۔
 إِلَى اللَّهِ كُلُّ الْأَمْرِ فِي الْخَلْقِ كُفْلُهُ وَلَيْسَ إِلَى الْخَلْقِ شَيْءٌ مِنَ الْأَمْرِ
 ترجمہ: ساری مخلوقات کے تمام تر امور اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں، مخلوق کے بس میں کچھ بھی نہیں۔

کیا میں آپ کو نہ بتا دوں!؟

اللہ کے اسم گرامی (القوی - بڑی قوتوں والا تو نگر) کے تعلق سے بندہ کا علم جس قدر بڑھے گا اسی کے بقدر اللہ عزیز و برتر پر اس کا بھروسہ بھی بڑھے گا، وہ اپنی قوت اسی (اللہ) سے حاصل کرے گا، بایں طور کے اپنی طاقت و قوت سے براءت کا اظہار کرے گا، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ نے اپنے صحابہ کرام سے عرض کیا: "میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ وہ ہے "لا حول ولا قوة إلا باللہ" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں]۔ یعنی: ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کی طاقت و قدرت صرف اللہ پاک و برتر کی مدد و اعانت اور اس کی توفیق و تائید سے ہی حاصل ہوتی ہے۔
 ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مشکل معاملات کو سلجھانے میں، مشقتوں کو جھیلنے میں، بادشاہوں اور پرہیزگار شخصیتوں سے ملاقات کرنے میں، سخت اور دشوار مراحل کو طے کرنے میں اور فقر و فاقہ کو دور کرنے میں اس کلمہ کی عجیب و غریب تاثیر ہوتی ہے!"۔

اللہ پاک و برتر کو یہ محبوب ہے کہ وہ آپ کو تواضع و انکساری کے ساتھ اس کی قوت و طاقت کا ذکر کرتے ہوئے دیکھے: { وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِنَّ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا } [سورة الكهف: 39].

ترجمہ: تو نے اپنے باغ میں جاتے وقت کیوں نہ کہا کہ اللہ کا چاہا ہونے والا ہے، کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد ہے، اگر تو مجھے مال و اولاد میں اپنے سے کم دیکھ رہا ہے۔



اللہ تعالیٰ اپنے خاکسار بندوں سے محبت تو کرتا ہی ہے، ساتھ ہی وہ طاقتور مومنوں کو بھی محبوب رکھتا ہے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "طاقتور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر اور پیارا ہے، اور دونوں میں سے ہر ایک میں خیر ہے" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

یہ دونوں صفتیں۔ تواضع اور تو نگر۔ اللہ عزوجل کے اس فرمان میں یکجا مذکور ہیں: { اذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

أَعَزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ } [سورة المائدة: 54].

ترجمہ: وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر۔

امت اسلامیہ کی قوت و طاقت کا انحصار محض علم اور عمل پر ہے، کیوں کہ اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے:

{وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ
وَالْآخِرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا نَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ
لَا تظَلَمُونَ } [سورة الأنفال: 60].

ترجمہ: تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ انہیں خوب جان رہا ہے۔

تم اللہ کے لیے ویسے ہو جاؤ جیسے وہ چاہتا ہے، وہ تمہارے لیے تمہاری چاہت و ارادے سے بڑھ کر ہو جائے گا!
اے اللہ، اے قوت والے.. زبردست! ہمیں ظالم قوموں پر نصرت و فتح عطا کر۔



(۴۳)
الْمَتِينُ جَل جلالہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: "ایک آدمی کسی ضرورت کے پیش نظر جنگل کی طرف نکل گیا، اس کی بیوی نے کہا: اے اللہ! ہم کو رزق دے کہ ہم آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا سکیں۔ جب وہ آدمی واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ٹب آٹے سے بھرا ہوا ہے، تنور میں (جانور کی) پسلیوں کا بھنا ہوا گوشت موجود ہے اور چکی غلہ پیس رہی ہے۔ اس نے کہا: یہ رزق کہاں سے آگیا؟ اس کی بیوی نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ رزق ہے، جب اس نے ارد گرد سے چکی صاف کی (تو وہ رک گئی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر وہ اسے اسی حالت پر چھوڑے رکھتا تو وہ روز قیامت تک آٹا پیستی رہتی" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں روایت کیا ہے]۔

یہ اس شخص کے لیے پیغام ہے جو غم و اندوہ سے دوچار ہو، جس کی حالت کمزور اور پسپا ہو چکی ہو، جو زندگی سے اوب چکا ہو، اپنے شب و روز سے تنگ آچکا ہو، حزن و ملال کا تلخ گھونٹ گلے سے اتار رہا ہو، اس کے لیے بشارت ہے کہ قریبی فتح و نصرت اور کھلی کامیابی اس کی دہلیز پر ہے، تنگی کے بعد فراخی، سختی کے بعد آسانی اور کمزوری کے بعد قوت و توانائی حاصل ہو کر رہتی ہے: {وَعَدَّ اللَّهُ لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ} [سورة الروم: 6]۔

ترجمہ: اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا۔

آئیے ہم اللہ کے اسمائے حسنی میں سے ایک اسم گرامی: (المتین جل و علا۔ زور آور) پر غور و فکر کریں۔

{ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرِّزَاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ } [سورة الذاریات: 58]۔

ترجمہ: اللہ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار المتین، یعنی: زور اور قوت والا ہے۔

وہ پاک و برتر اپنی قوت و قدرت میں منتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے، چنانچہ وہ سخت قوت اور بڑی توانائی والا ہے، اس کی قوت کبھی ختم نہیں ہو سکتی، نہ اسے اپنے کاموں میں مشقت اور تکان لاحق ہوتی ہے، ہر قسم کی عزت و شوکت اسی کے لیے ہے، وہ اپنے معاملہ پر غالب ہے، وہ ایسی قدرت کا مالک ہے کہ اسے عاجزی نہیں لاحق ہو سکتی۔

وہ کہاں ہیں!؟

اللہ نے ہمیں یہ بیان کیا ہے کہ وہ پاک و برتر المتین - زور آور ہے: ان قوموں کے لیے جو اس کے حکم سے روگردانی اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کریں، نیز قوت و غلبہ کا دعویٰ کریں، اللہ تعالیٰ ایسی قوم کا سخت محاسبہ کرتا ہے: { فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَحْحَدُونَ } [سورة فصلت: 15].

ترجمہ: اب عادنے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ ہم سے زور آور کون ہے؟ کیا انہیں یہ نظر نہ آیا کہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے (بہت ہی) زیادہ زور آور ہے، وہ (آخر تک) ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔

اس کا انجام کیا ہوا، اس کو اللہ بزرگ و برتر نے یوں بیان فرمایا: { فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَكُوتُهُمْ كَذَلِكَ

نَجَزَى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ } [سورة الاحقاف: 25].

ترجمہ: وہ ایسے ہو گئے کہ بجز ان کے مکانات کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا، گناہ گاروں کے گروہ کو ہم یونہی سزا دیتے ہیں۔

أَيْنَ الْمُلُوكُ وَمَنْ بِالْأَرْضِ قَدْ عَمَرُوا
وَأَصْبَحُوا رَهْنَ قَبْرِ بِالَّذِي عَمِلُوا
أَيْنَ الْعَسَاكِرُ مَا رَدَّتْ وَمَا نَفَعَتْ
أَتَاهُمْ أَمْرٌ رَبِّ الْعَرْشِ فِي عَجَلٍ
قَدْ فَارَقُوا مَا بَنَوْا فِيهَا وَمَا عَمَرُوا
عَادُوا زَمِيمًا بِهِ مِنْ بَعْدِ مَا دَنَرُوا
أَيْنَ مَا جَمَعُوا فِيهَا وَمَا ادَّخَرُوا
لَمْ يُنَجِّهِمْ مِنْهُ أَمْوَالٌ وَلَا نَصَرُوا

ترجمہ: شاہان عالم اور زمین کو (نت نئی) عمارتوں سے آباد کرنے والے لوگ کہاں ہیں، وہ اپنی بنائی ہوئی عمارتوں اور اپنی بسائی ہوئی (بستیوں) کو چھوڑ کر (دائمی منزل کی طرف) کوچ کر گئے۔ وہ اپنے عمل کے بدلے قبر کے گروی ہو گئے، (ان کی ہڈیاں گل کر) بے نشان ہو گئیں اور وہ قبر کے اندر خاک ہو گئے۔

(قوت و سطوت رکھنے والی) فوجیں کہاں ہیں، (ان کی قوت و سطوت) نہ تو (ان کی موت کو) ٹال سکی اور نہ انہیں کوئی فائدہ پہنچا سکی، کہاں ہے (وہ مال و دولت) جو انہوں نے دنیا میں جمع کیا اور ذخیرہ اندوزی کی۔ عرش والے (پروردگار) کا حکم انہیں اچانک سے آپہنچا، پھر نہ تو مال و منال انہیں (موت و ہلاکت سے) نجات دے سکے اور نہ ہی (دنیا والوں نے) ان کی نصرت و مدد کی۔

آپ کی تمنا پوری ہو کر رہے گی...

سچا اور حقیقی مومن جانتا اور یقین رکھتا ہے کہ: اللہ عزیز و برتر قوت والا اور زور آور ہے، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، وہ آرزوؤں کو پوری کرتا ہے، قریب کو نزدیک اور خواب کو حقیقت میں بدل دیتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کو دیکھیے کہ وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بے آب و گیاہ وادی میں آتے ہیں، اس وادی میں کمزور بیوی اور ناتواں شیر خوار کو بساتے ہیں، اور اللہ کی قوت پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہوئے گویا ہوتے ہیں:

{ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْنِكَ الْمُحَرَّمِ }

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے۔

اے میرے پروردگار! میں نے انہیں تیرے در سے قریب کر دیا ہے اور تیرے سوا ہر ایک سے ان کی امید ختم کر دی ہے: { رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ } ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! یہ اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں۔

میرے پروردگار! تاکہ وہ تیری خدمت کریں، کیوں کہ تو ان کی خدمت کا مجھ سے اور ان سے زیادہ حقدار ہے:

{ فَأَجْعَلْ أَفْعَدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ } [سورة ابراهيم: 37].

ترجمہ: تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔

جب انہیں کسی چیز کی ضرورت درپیش ہو تو بندوں کو ان کے لیے مسخر کر دے، یقیناً تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اگر آپ کمزور و ناتواں ہیں تو آپ کا رب قوت والا اور زور آور ہے، اس لیے خوف نہ کھائیں! کیوں کہ آپ ایک طاقتور اور زور آور (پروردگار) کے بندے ہیں، جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے، جو اللہ کے ذریعہ بے نیازی حاصل کرتا ہے، اللہ اسے بے نیاز کر دیتا ہے، اللہ بزرگ و برتر کو اس بات پر غیرت آتی ہے کہ مومن کا دل اس کے علاوہ کسی اور سے وابستہ رہے، وہ اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ کرے، یا اس کو چھوڑ کر کسی اور کی پیروی کرے، یا اس کے سوا کسی اور کے سامنے دست سوال دراز کرے۔

یوسف عَلَيْهِ السَّلَامُ کا قصہ نہایت عمدہ اور بے حد واضح قصوں میں سے ایک ہے، کیوں کہ اس کے اندر ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف، ایک آزمائش سے دوسری آزمائش پھر انعام و نوازش کی طرف، ذلت و پستی سے عزت و سر بلندی کی طرف، غلامی سے بادشاہی کی طرف، اختلاف اور جدائی سے وصال اور اتحاد کی طرف، حزن و ملال سے فرحت و سرور کی طرف، خوش حالی سے قحط سالی، اور پھر خوش حالی کی طرف اور انکار سے اقرار کی طرف منتقل ہونے کے مختلف واقعات آئے ہیں۔

آپ قوت والے (اللہ کو چھوڑ کر) اپنی شکایت کمزور انسان کے سامنے پیش نہ کریں۔

وَإِذَا شَكَاكَ إِلَىٰ ابْنِ آدَمَ إِذَا تَشَكُّو الرَّحِيمَ إِلَىٰ الَّذِي لَا يَرْحَمُ

ترجمہ: اگر آپ ابن آدم کے سامنے شکایت کرتے ہیں تو گویا آپ رحیم و مہربان (اللہ سے منہ موڑ کر) ایسے شخص سے شکایت کرتے ہیں جو رحم نہیں کرتا۔

قوت و طاقت اس میں مضمر ہے کہ آپ تمام مخلوقات کو چھوڑ کر اللہ عزیز و برتر سے وابستہ ہو جائیں، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی، امت اسلامیہ کی حالت زار کو آپ نہیں دیکھتے کہ جب انہوں نے اللہ پر اعتماد و بھروسہ کرنا چھوڑ دیا، اپنی امیدیں دشمنوں سے قائم کرنے لگے؟! تو اللہ کے نزدیک رسوا ہوئے اور دشمنوں کی نظر



میں بھی گر گئے! انجام کار ذلت و مسکنت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، ان کی عزت و شوکت اس وقت تک بازیافت نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ صرف قوت و زور والے اللہ وحدہ لا شریک لہ سے اپنا رشتہ نہ جوڑ لیں۔

اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: { كَتَبَ اللَّهُ لَأَخْلَبَ بِنَا وَأَرْسَلْنَا إِلَيْكَ اللَّهُ قَوِيٌّ عَزِيزٌ } [سورة

المجادلة: 21].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ بے شک میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زور آور اور غالب ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (المتین - زور آور) کے وسیلے سے سوال کرتے ہیں کہ: تو ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو معاف فرما دے۔





جو شخص اللہ کے حکم پر قائم رہتا ہے، اللہ عزیز و برتر اس کے معاملات کو قائم رکھتا ہے، جو اپنی تمام (نعمتوں) کو اللہ کے لیے استعمال کرتا ہے، اللہ عزیز و برتر اس کے لیے اپنی تمام (مخلوقات) کو مسخر کر دیتا ہے، یہ پوری کائنات اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ بزرگ و برتر ہر طرح کی قدرت کا مالک ہے۔

مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "دریں اثنا کہ ایک شخص چٹیل میدان میں تھا کہ اس نے بادل میں ایک آواز سنی: فلاں کے باغ کو سیخ دو، (اس آواز کے بعد) بادل ایک طرف چل پڑا اور ایک پتھریلی زمین پر جا کر برس گیا، وہ شخص اس سرزمین کی طرف بھاگا بھاگا آیا، کیا دیکھتا ہے کہ (بارش کا) پانی مختلف نالیوں میں بہہ رہا ہے، ان میں سے ایک نالی ایسی ہے جو پورے پانی کو اپنے اندر سمور ہی ہے، وہ شخص پانی کے پیچھے پیچھے گیا، دیکھتا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا پانی کو اپنے پھاوڑے سے ادھر ادھر کر رہا ہے، اس نے باغ والے سے کہا: اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: فلاں نام ہے، وہی نام جو بادل میں سنا تھا، پھر باغ والے نے اس شخص کو کہا: اے اللہ کے بندے! تو نے میرا نام کیوں پوچھا؟ وہ بولا: میں نے بادل میں ایک آواز سنی (جو کہ اس شخص کا نام تھا) جس کا یہ پانی ہے، کوئی تیرا نام لے کر کہتا ہے کہ فلاں کے باغ کو سیخ دے۔ تو اس باغ میں اللہ کے احسان کی کیا شکرگزاری کرے گا؟ باغ والے نے کہا: جب کہ تو نے یہ بات پوچھ ہی لی ہے تو (بتا دیتا ہوں کہ) میں اس باغ سے پیدا ہونے والی فصل کا انتظار کروں گا، (جب فصل نکل آئے تو) اس کی ایک تہائی خیرات کروں گا، ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھائیں گے، اور ایک تہائی اس باغ کی مرمت پر خرچ کروں گا۔"

{ وَمَا كَانُ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا } {٤٤}

[سورة فاطر: 44].

ترجمہ: اللہ ایسا نہیں کہ کوئی چیز اس کو ہر ادے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔

{ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ } {سورة المائدة: 40}.

ترجمہ: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے؟ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کر دے، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، اور نہ کوئی مقصد اس سے فوت ہوتا ہے، جب کہ مخلوق کا معاملہ اس کے برعکس ہے، وہ بزرگ و برتر عاجزی سے پاک و برتر اور سستی و تکان سے مبرا ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار وہ ہے جو ہر چیز پر قوت و غلبہ اور طاقت و قدرت رکھتا ہے، وہ بزرگ و برتر اپنی قوت میں کامل ہے، اس نے اپنی قدرت سے تمام مخلوقات کو وجود میں لایا، اس نے اپنی قدرت سے ان کی تدبیر کی، اپنی قدرت سے انہیں درست کیا اور محکم انداز میں (ان کی تخلیق) کی، وہ اپنی قدرت سے زندگی اور موت دیتا ہے، بندوں کو جزا و سزا کے لیے دوبارہ زندہ کرے گا، نیکو کار کو اس کی نیکی کا اور بدکار کو اس کی بدی کا بدلہ دے گا۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار وہ ہے کہ: { إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ، كُنْ فَيَكُونُ } {سورة يس: 82}.

ترجمہ: جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا (کافی ہے) کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔

مَا رَأَىٰ شَيْئًا قَطُّ دُوَّ سُلْطَانٍ

وَهُوَ الْقَدِيرُ لَيْسَ يُعْجِزُهُ إِذَا

ترجمہ: وہ قدرت والا (پروردگار) ہے، جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کوئی بادشاہ کبھی بھی اسے اپنے

ارادے میں عاجز و ناکام نہیں کر سکتا۔

اس کا کمال قدرت...

ہمارے عزیز و برتر پروردگار کی یہ قدرت ہے کہ وہ: {يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَعْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَيَّ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾ [سورة المائدة: 40].

ترجمہ: جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کر دے، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

وہ بزرگ و برتر: {الْقَادِرُ عَلَيَّ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْسِكُمْ شَيْعًا

وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ أَنْظُرْ كَيْفَ نَصَّرِفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ [سورة الأنعام: 65].

ترجمہ: اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھادے۔

اللہ کی قدرت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ: ہم چاہے جہاں کہیں بھی ہوں، اللہ اس بات پر قادر ہے کہ ہمیں

ایک ساتھ جمع کر دے: {أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمْ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ [سورة

البقرة: 148].

ترجمہ: جہاں کہیں بھی تم ہو گے، اللہ تمہیں لے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ہمارے بزرگ و برتر پروردگار نے ہمیں جن چیزوں کے ذریعہ اپنی عظیم قدرت سے روشناس کرایا ہے، ان میں

یہ بھی ہے کہ: وہ پاک و برتر بقیامت کے دن پوری زمین کو اپنے ہاتھ میں اٹھا رکھے گا اور تمام آسمان کو اپنے داہنے

ہاتھ میں لپیٹ لے گا، بزرگ و برتر کافرمان ہے: {وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ، وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ، سُبْحٰنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٧﴾ [سورة الزمر: 67].

ترجمہ: ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین بقیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور

تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک

بنائیں۔

تقدیریں لکھی جا چکی ہیں...

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار تقدیریں مقرر کرنے اور انہیں تقسیم کرنے والا ہے، وجود میں لانے سے پہلے ہی وہ ہر چیز کی تقدیر اور اس کے زمانہ (وقوع) سے آگاہ تھا، پھر اس نے اپنے علم سابق کی بنا پر اسے وجود میں لایا: { ذَلِكْ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ } [سورۃ یس: 38].

ترجمہ: یہ غالب اور با علم اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ہے۔

اللہ نے مخلوقات کی تقدیر کو ان کی تخلیق سے ہزاروں سال قبل ہی تحریر کر دیا، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر کو آسمان اور زمین کی تخلیق سے سچاس ہزار سال پہلے ہی لکھ دیا، اس وقت پروردگار کا عرش پانی پر تھا" [مسلم]۔

یہی وجہ ہے کہ تقدیر (ہمارے) ایمان کا حصہ ہے، جب جبریل علیہ السلام نے رسول ﷺ سے ایمان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ مسلم کے روایت کردہ ہیں]۔

آپ تعجب نہ کریں!

ہمارے بزرگ و برتر پروردگار نے اپنی کتاب میں (اپنی قدرت پر) تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، تاکہ ہمیں اپنی قدرت سے آگاہ کر سکے: { وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا } [سورۃ فاطر: 44].

ترجمہ: اللہ ایسا نہیں کہ کوئی چیز اس کو ہر ادے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ وہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔

جب اللہ عزیز و برتر آپ کی مدد کرنا چاہتا ہے تو ایسی چیز کو (آپ کی مدد کے لیے) مسخر کر دیتا ہے جو عام طور پر (نصرت کے) اسباب میں شمار نہیں ہوتی، (لیکن حکم الہی کی وجہ سے) وہ سب سے بڑا سبب قرار پاتی ہے۔

جب قدرت رکھنے والا عزیز و برتر آپ کو عزت و اکرام سے نوازا چاہتا ہے تو اس شخص کو آپ کی سب سے بڑی نوازش و انعام کا ذریعہ بنا دیتا ہے جس سے آپ کو خیر کی کوئی امید نہیں ہوتی۔

جب قدرت والا عزیز و برتر (پروردگار) آپ سے برائی کو دور کرنا چاہتا ہے، تو آپ کو برائی کے قریب نہیں جانے دیتا، یا برائی کو آپ تک پہنچنے نہیں دیتا ہے۔

جب عزیز و برتر (پروردگار) آپ کو گناہ سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو آپ کے دل میں اس کی نفرت پیدا کر دیتا ہے، یا اسے آپ کے لیے دشوار کر دیتا ہے، یا آپ کو اس سے متنفر کر دیتا ہے، یا ایسا کرتا ہے کہ جب آپ اس کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں تو کوئی رکاوٹ آپ کو اس سے پھیر دیتی ہے۔

ہمارے لیے کتنا ضروری ہے کہ ہم قدرت والے عزیز و برتر (پروردگار) کے در پر دستک دیں (اور اس سے دعا کریں)!

ابرہیم خلیل عليه السلام اپنے اہل خانہ کو اپنے عزیز و برتر پروردگار کے سپرد کرنے کے بعد یہ دعا کرتے ہیں:

{وَأَرْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ} [سورة ابراهيم: 37].

ترجمہ: انہیں پھلوں کی روزیاں عنایت فرماتا کہ یہ شکرگزاری کریں۔

اسی دعا کا نتیجہ ہے کہ مکہ صدیوں سے دلوں کی محبت کا مرکز رہا ہے۔

سلیمان عليه السلام دعا کرتے ہیں: {رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَالْحَقِّنِي بِالصَّالِحِينَ} [سورة

الشعراء: 83].

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے قوت فیصلہ عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں ملا دے۔

اس کا نتیجہ تھا کہ اللہ عز و جل نے جنوں کو ان کے ماتحت کر دیا۔

یونس علیہ السلام کی تاریکی، سمندر (کی گہرائی) اور مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کرتے ہیں: { لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ } [سورة الانبياء: 87].

ترجمہ: الہی! تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں میں ہو گیا۔

چنانچہ مچھلی کا پیٹ ان کے لیے پرسکون جائے قرار بن جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ

وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ" (اے اللہ! میں تیرے علم کے طفیل اس کام میں خیریت طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے طفیل طاقت مانگتا ہوں اور تیرے فضل کا سوالی ہوں، کیوں کہ تجھے قدرت ہے اور مجھے نہیں) [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

ہر قسم کے شر اور اذیت سے اللہ عزیز و برتر کی قدرت کی پناہ طلب کی جاتی ہے: نبی مصطفیٰ ﷺ نے مریض کو

جو دعا سکھائی، اس میں یہ بھی ہے کہ وہ یہ دعاسات مرتبہ پڑھے: "أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ" (یعنی: میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں) [مسلم]۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: { وَاللَّهُ قَدِيرٌ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ } [سورة الممتحنة: 7].

ترجمہ: اللہ کو سب قدرتیں ہیں اور اللہ (بڑا) غفور رحیم ہے۔

اس آیت میں یہ اشارہ موجود ہے کہ اللہ عزیز و برتر کمال قدرت رکھنے کے باوجود اپنے بندوں کو معاف کرتا

اور ان پر رحم و کرم فرماتا ہے، کوئی گناہ اس کے نزدیک اتنا بڑا نہیں کہ جسے وہ معاف نہ کر سکے، نہ کوئی عیب اس کے لیے اتنا بڑا ہے کہ جس پر وہ پردہ نہ ڈال سکے، اور نہ کوئی رحمت ایسی ہے جسے وہ (اپنے بندوں تک) پہنچانہ سکے۔

ہر وہ شخص جو کسی پر قدرت رکھتا ہے، اس کے پاس اتنی قدرت اور قوت نہیں ہوتی کہ اسے معاف کر دے اور اس پر رحم کھائے۔

اور نہ ہی ہر وہ شخص جو معاف کرتا اور رحم کھاتا ہے، اس کے پاس قدرت و قوت ہوتی ہے، اللہ بزرگ و برتر کمال قدرت کے باوجود بہت زیادہ معاف کرتا اور بے حد رحم فرماتا ہے۔

ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے:

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَلِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ {سورة الطلاق: 3}.

ترجمہ: جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

جو اپنے پروردگار سے ڈرتا اور اس پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ کی مدد اس سے دور نہیں رہتی اور نہ وہ رحمت الہی سے مایوس ہوتا ہے، فراخی اسے لامحالہ مل کر رہتی ہے، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن اللہ عزیز و برتر نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے، اس کا ایک وقت متعین ہے جسے وہ تجاوز نہیں کر سکتا، جب اس مقرر کردہ چیز کا وقت آتا ہے تو اس کے رونما ہونے میں نہ ایک گھڑی دیر ہوتی ہے اور نہ ایک پل جلدی۔

بندہ کسی معاملے میں مایوس ہو کر سوتا ہے اور جب جاگتا ہے تو وہ مسئلہ حل ہو چکا ہوتا ہے اور فراخی کی راہ کھل چکی ہوتی ہے: ﴿وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا﴾ {سورة الكهف: 45}.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

مصیبت کا ایک وقت متعین ہے، جس کے بعد وہ ختم ہو جاتی ہے، اس کی ایک خاص مدت ہے جس کو پورا کرنے کے بعد وہ (فراخی) میں بدل جاتی ہے۔ کیوں کہ اللہ عز و جل نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔



درخت اس وقت تک پھل نہیں دیتا جب تک کہ اس کا موسم نہ آجائے، سورج اس وقت تک طلوع نہیں ہوتا جب تک کہ صبح نہ ہو جائے، حاملہ عورت اس وقت تک بچہ نہیں جنمتی جب تک کہ اس کی میعاد مکمل نہ ہو جائے: }

قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿٣﴾ [سورة الطلاق: 3].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

اے اللہ! ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم کر، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔



(۴۷) الْحَفِیْظُ جَلَالَهُ

صحیحین میں آیا ہے کہ: عامر بن الطفیل اور اربد بن قیس نے رسول اللہ ﷺ کی خلاف سازش رچی اور آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی، آپ ﷺ نے ان دونوں پر بدعا فرمادی۔ عامر بن الطفیل کا حشر یہ ہوا کہ اس کی گردن میں ایک غدود نکل آیا، وہ قبیلہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں تھا کہ اچانک چھلانگ لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا، اپنا نیزہ اٹھالیا اور اپنے گھوڑے کو یہ کہہ کر ہانکنے لگا کہ: اونٹ کی مانند غدود اور بنی سلول کی عورت کے گھر میں موت؟ وہ یوں ہی بولتا رہا یہاں تک کہ فوت ہو کر اپنے گھوڑے سے گر گیا۔ رہی بات اربد بن قیس کی تو وہ اپنی اونٹنی کو فروخت کرنے کی غرض سے نکلا، (راستے میں) اللہ نے اس پر اور اس کے اونٹنی پر ایک بجلی گرادیا جس سے وہ دونوں ہی جل کر خاک ہو گئے۔ (غور طلب بات یہ ہے کہ) ان دونوں کی مکاری سے رسول اللہ ﷺ کو کس نے محفوظ رکھا؟ یقیناً وہ حفاظت کرنے والا اللہ ہے جو اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: { فَاللَّهُ خَيْرٌ حَفِیْظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِ } [سورۃ یوسف: 64].

ترجمہ: اللہ ہی بہترین حافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار آسمان وزمین اور ان دونوں کے درمیان کی ساری مخلوقات کی حفاظت کرتا ہے، اس کی قدرت سے ہی آسمان وزمین ہمیشہ قائم رہتے ہیں، اپنی جگہ سے ٹلتے نہیں، اللہ کو آسمان وزمین کا بوجھ عاجز نہیں کرتا، کیوں کہ وہ اپنی قدرت و قوت میں درجہ کمال پر فائز ہے، کیا آپ نے اللہ بزرگ و برتر کا یہ فرمان نہیں سنا: { إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِن زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ } [سورۃ فاطر: 41].

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا۔

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار مخلوق کے تمام اعمال کو محفوظ کرتا ہے، خواہ وہ نیکی ہو یا بدی، پوشیدہ ہو یا ظاہر، چھوٹا ہو یا بڑا، اللہ ان کے تمام اقوال کو شمار کرتا ہے، ان کی نیتوں سے باخبر ہے، اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں: { وَعِنْدَنَا

كُتِبَ حَفِیْظٌ } [سورۃ ق: 4].

ترجمہ: ہمارے پاس سب یاد رکھنے والی کتاب ہے۔

وہی بزرگ و برتر اللہ ہے جو اپنے بندے کو ہلاکت و تباہی اور بری موت سے محفوظ رکھتا ہے، اللہ نے بندوں کے لیے نگہبان فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو اس کے حکم سے (بندوں کی) پہرے داری کرتے ہیں، بزرگ و برتر کا فرمان ہے: { لَهُ مُعَقَّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِمَّا أَمَرَ اللَّهُ } [سورۃ الرعد: 11].

ترجمہ: اس کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔

اللہ کا اپنی مخلوق کی حفاظت کرنا دو قسم کا ہوتا ہے:

عمومی حفاظت: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام مخلوقات کی حفاظت کرتا ہے، بایں طور کہ ان کی ضروریات زندگی کو آسان کر دیتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: { إِنَّا رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِیْظٌ } [سورۃ ہود: 57].

ترجمہ: یقیناً میرا پروردگار ہر چیز کا نگہبان ہے۔

خصوصی حفاظت: - یہ سب سے افضل قسم ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ: اللہ اپنے ولیوں کی دنیاوی ضروریات کی حفاظت کرتا، انہیں جسمانی طور پر محفوظ رکھتا، ان کے آل و اولاد اور مال و منال کی حفاظت کرتا ہے، ان کے لیے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو ان کی نگہبانی کرتے ہیں، اللہ نے ان کے لیے دین کو شبہات اور شہوات سے محفوظ رکھا، انسان اور جنات میں سے جو شیاطین ان کے دشمن ہیں، ان سے انہیں محفوظ رکھتا ہے، پھر انہیں ایمان کی حالت میں وفات دیتا ہے۔



اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: {لَهُ مُعَقَّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ} [سورة

الرعد: 11].

ترجمہ: اس کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔

ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے یہ ذمہ لیا ہے کہ (تاقیامت) ہر زمانے میں وہ اپنی کتاب عزیز کو تمام طرح کی

تحریف (ہیر پھیر) اور تبدیلی سے محفوظ رکھے گا: {إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ} [سورة

الحجر: 9].

ترجمہ: ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اللہ نے کعبہ کو زوال سے محفوظ رکھا، حالانکہ وہ بے آب و گیاہ وادی میں پتھروں سے بنایا ہوا ایک گھر ہے، (پھر

بھی اللہ نے اس کی حفاظت کی) تاکہ وہ اس کی جلیل القدر حفاظت اور اس کی عظیم الشان قدرت و قوت کی گواہی دیتا

رہے۔

اللہ آپ کو آپ کے دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے..

کفار قریش اس غار کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں جس میں دو شخص: محمد ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما روپوش

ہوتے ہیں، کفار آپ دونوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں، ابو بکر کے دل میں خوف سرایت کر جاتا ہے، ان کے عظیم دوست

ان کی طرف دیکھتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: "ان دو شخصوں کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ

ہے؟" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

ثُمَّ فَالْحَوَادِثُ كُلُّهُنَّ أَمَانٌ

وَإِذَا الْعِثَابُ لَا حِظَّتْكَ عُيُوثُهَا

ترجمہ: جب آپ کو (اللہ کی) عنایت و نگہبانی حاصل ہو جائے تو آپ (اطمینان کی نیند) سو جائیں، کیوں کہ اس

کے بعد تمام حادثات مامون ہوں گے۔

یقیناً وہ محافظ و نگہبان ہے!...

اس کے ویوں کے خلاف سرکش و جابر حکمران سازش رچتے ہیں، پھر اللہ اپنے ویوں کی حفاظت فرماتا ہے، موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کو دیکھ لیجیے وہ کہتے ہیں: { رَبَّنَا إِنَّا نَخَافُ أَنْ يَقْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَنَ } ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمْ أَسْمَعُ وَأَرَىٰ } [سورة طه: 45-46].

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے۔ جواب ملا کہ تم مطلقاً خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اور سندا دیکھتا ہوں۔

اس طرح اللہ نے انہیں خوش خبری سنائی، ان کی حفاظت فرمائی اور انہیں دشمنوں پر فتح و نصرت عطا کی۔ کون ہے جو دشمنوں پر فتح عطا کرتا ہے؟ یقیناً وہ اللہ ہی ہے جو اپنے ویوں کا محافظ (مددگار) ہے، خواہ ان کے ویوں کی تعداد (دشمنوں کے مقابلے میں) بہت تھوڑی ہی کیوں نہ ہو: { وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ } [سورة الأنفال: 66].

ترجمہ: اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب ہوں گے۔

{ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ } [سورة آل عمران: 139].

ترجمہ: تم نہ سستی کرو اور نہ غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم ایمان دار ہو۔

انعام ربانی:

بزرگ و برتر محافظ اپنے ویوں کی نسل کو زندگی میں بھی محفوظ رکھتا ہے اور موت کے بعد بھی، یعقوب عَلَيْهِ السَّلَامُ کو دیکھ لیجیے کہ ان کے لخت جگر یوسف عَلَيْهِ السَّلَامُ کو کئی سالوں کے بعد بھی ان تک (صحیح و سالم) واپس پہنچا دیتا ہے، یعقوب

عَلَيْهِ السَّلَامُ فرماتے ہیں: { فَاللَّهُ خَيْرٌ حَفِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ } [سورة يوسف: 64].

ترجمہ: اللہ ہی بہترین حافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔

موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے قصے میں آیا ہے کہ جب وہ دونوں ایک گاؤں والوں کے پاس آکر ان سے کھانا طلب کرتے ہیں، اور وہ مہمان داری سے صاف انکار کر دیتے ہیں، انہیں وہاں ایک دیوار نظر آتی ہے جو گرنا چاہتی ہے اور خضر علیہ السلام اسے درست کر دیتے ہیں: {وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِن رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ. عَن أَمْرِي ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾} [سورۃ الکھف: 82].

ترجمہ: دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے نیچے دفن ہے، ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آکر اپنا یہ خزانہ تیرے رب کی مہربانی اور رحمت سے نکال لیں، میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا، یہ تھی اصل حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔

انصاف پرور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سات بیٹوں اور سات بیٹیوں کا ورثہ چھوڑ کر وفات پاتے ہیں، ان کے لیے (ترکے میں) اللہ عزیز و برتر کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑتے، اللہ ان تمام اولاد کی حفاظت فرماتا ہے، علماء کہتے ہیں: ان کے بچوں کو اللہ نے اتنا نوازا کہ وہ اپنے وقت کے مالدار ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔

قیمتی وصیت:

نبی ﷺ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ نصیحت کرتے ہیں: "اے لڑکے! میں تمہیں کچھ اہم باتیں بتا رہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ کے حقوق کا خیال رکھو، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے" [حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

محب الدین طبری - ایک بڑے شافعی امام ہیں - سے کہا گیا کہ: آپ اتنے عمر رسیدہ ہیں، آپ نے کشتی سے کیسے چھلانگ لگا دی؟ اس پر انہوں نے - ایک ایسی بات کہی جو تاریخ میں ہمیشہ کے لیے ثبت ہو گئی! - ہم نے کم سنی میں اپنے اعضاء و جوارح کی حفاظت کی تو اللہ نے ضعیفی میں ہمارے لیے انہیں محفوظ رکھا، {فَاللَّهُ خَيْرٌ حَفِظًا وَهُوَ

أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿٦٤﴾ [سورة يوسف: 64]. (ترجمہ: اللہ ہی بہترین حافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔)

علماء کہتے ہیں: اللہ کے اوامر پر عمل کر کے ان (احکام) کی حفاظت کرو، اس کے منع کردہ امور سے بچ کر ان (منہیات) کی حفاظت کرو، اس کے حدود کی پاسداری کر کے ان (حدود) کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری جان، تمہارے دین، تمہارے مال و اولاد اور اللہ نے دنیا میں تمہیں جس فضل و انعام سے نوازا ہے، ان سب کی حفاظت فرمائے گا، نبی ﷺ کی حدیث ہے: "تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ کے حقوق کا خیال رکھو، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے" [حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

رہی بات آخرت کی، تو اللہ نے ایسے لوگوں کو بڑی کامیابی کی بشارت سنائی ہے، بزرگ و برتر (اللہ) کا فرمان ہے: وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ [سورة التوبة: 112].

ترجمہ: (جو) اللہ کے حدود کا خیال رکھنے والے ہیں، اور ایسے مومنین کو آپ خوش خبری سنا دیجئے۔ آپ جس قدر اللہ کے حدود کا خیال رکھیں گے، اسی قدر (آپ کو اللہ کی) نگہبانی اور حفاظت حاصل ہوگی، حدودِ الہی میں درج ذیل امور کی حفاظت کرنا شامل ہے:

توحید، دینی شعائر اور بطور خاص نماز کی حفاظت: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْاَوْسَطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿٢٣٨﴾ [سورة البقرة: 238].

ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔ کان، آنکھ اور دل کو حرام چیزوں سے محفوظ رکھنا: {إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ

مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾ [سورة الإسراء: 36].

ترجمہ: کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔



{ فَأَصْلِحْ لِحَدِيثِ قَلْبِنَا حَفِظْتُ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ } [سورة النساء: 34].

ترجمہ: نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت الہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔

شرمگاہ کی حفاظت کرنا: { وَالَّذِينَ هُمْ لِأُوجُهِهِمْ حَافِظُونَ } [سورة المؤمنون: 5].

ترجمہ: جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قسموں کی حفاظت کرنا: { وَأَحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ } [سورة المائدة: 89].

ترجمہ: اپنی قسموں کا خیال رکھو۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللهم احفظني من بين يدي ومن خلفي،

وعن يميني وعن شمالي، ومن فوق، وأعوذ بعظمتك أن أخطأ من تحتي" (یعنی: اے اللہ! تو

میری حفاظت فرما آگے سے اور پیچھے سے، دائیں اور بائیں سے، اور اوپر سے، میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس

بات سے کہ میں اچانک اپنے نیچے سے پکڑ لیا جاؤں) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]، جب نبی

ﷺ سونے کا ارادہ کرتے تو اللہ کی حفاظت طلب کرتے تھے۔

بشارت و خوش خبری...

بندہ صالح جب کوئی چیز اللہ کے سپرد کرتا ہے تو اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے، نبی ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ کو (رخصت کرتے ہوئے) یہ فرمایا: "أَسْتَوْدِعُكَ اللَّهُ الَّذِي لَا تَضِيعُ وَدَائِعُهُ" (یعنی: میں تمہیں اللہ کے سپرد

کرتا ہوں جس کی امانتیں ضائع نہیں ہوتیں) [حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ کو کوئی چیز سپرد کی جاتی ہے تو وہ اس کی حفاظت

فرماتا ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے بیہقی نے "السنن الکبریٰ" میں روایت کیا ہے]۔



کتنا بہتر ہو گا کہ آپ اپنے بچوں کے لیے اسی طرح (اللہ کی) پناہ مانگیں جس طرح نبی ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لیے (اللہ کی) پناہ مانگا کرتے تھے، اگر آپ انہیں اللہ کے سپرد کر دیں (تو اطمینان رکھیں کہ) آپ نے انہیں بزرگ و برتر محافظ کے سپرد کر دیا: { فَاللَّهُ خَيْرٌ حَفِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ } [سورة يوسف: 64].

ترجمہ: اللہ ہی بہترین حافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔

اے اللہ! ہم اپنی جانیں، اپنے والدین، اپنے آل و اولاد اور ہر اس نعمت کو تیرے سپرد کرتے ہیں جن سے تونے ہمیں نوازا ہے۔



(۴۸) الْغَنِيُّ جَلَالَهُ

امام بخاری نے نبی ﷺ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: "(ایک بار) ایوب عَلَيْهِ السَّلَامُ ننگے غسل فرما رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں آپ پر گرنے لگیں۔ ایوب عَلَيْهِ السَّلَامُ انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے، اتنے میں ان کے رب نے انہیں پکارا کہ اے ایوب! کیا میں نے تمہیں اس چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا جسے تم دیکھ رہے ہو؟ ایوب عَلَيْهِ السَّلَامُ نے جواب دیا: ہاں تیری بزرگی کی قسم۔ لیکن تیری برکت سے میرے لیے بے نیازی کیوں کر ممکن ہے۔"

بسا اوقات انسان کو مال و منال، زمین و جائداد، اہل و عیال، جاہ و جلال اور بڑا عہدہ و منصب ملتا ہے، وہ باعزت مقام، یا بڑی سرداری، یا بار سوخ ریاست و حکومت سے سرفراز ہوتا ہے... اس کے ارد گرد خدمت گزاروں کا جھوم ہوتا ہے، لشکر اسے اپنے احاطہ میں لیے ہوتا ہے، فوج اس کی حفاظت پر مامور ہوتی ہے، لوگ اس سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں، اور قومیں اس کے سامنے عاجزی و انکساری کے پر بچھا دیتی ہیں...

ان سب کے باوجود سب کے سب اللہ عزیز و برتر کے محتاج رہتے ہیں: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَىٰ

اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۱۵﴾ [سورة فاطر: 15].

ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

ہمارا پروردگار وہ عزیز و برتر ہے جو بے نیاز ہے، جس سے بڑھ کر مطلقاً کوئی بھی بے نیاز نہیں، بلکہ سب اس کے حاجت مند ہیں۔

ہمارا پروردگار اپنی ذات و صفات اور اپنی بادشاہت کے ذریعہ بے نیاز ہے، وہ اپنی بے نیازی میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ کسی کا بھی محتاج نہیں۔

ہمارے پروردگار کی کمال بے نیازی ہے کہ: نہ تو اطاعت گزاروں کی اطاعت اسے کوئی فائدہ پہنچاتی ہے اور نہ گناہ گاروں کی نافرمانی اسے کوئی نقصان پہنچاتی ہے، خواہ سارے جہان والے ہی اس کے ساتھ کفر کیوں نہ کرنے لگیں! اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ } [سورة آل عمران: 97].

ترجمہ: جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پروا (و بے نیاز) ہے۔

اللہ بزرگ و برتر کی کمال بے نیازی ہے کہ: وہ بندوں کے ساتھ احسان کرتا ہے، ان کی خیر خواہی کرتا ہے، ان کی مصیبت کو دور فرماتا ہے، محض ان پر رحم کھاتے ہوئے اور ان کے ساتھ بھلائی کرتے ہوئے:

{ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ } [سورة الانعام: 133].

ترجمہ: آپ کا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے۔

اللہ بزرگ و برتر کی کمال بے نیازی ہے کہ: وہ ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک اور ہر اس چیز سے بری و برتر ہے جو اس کی بے نیازی کی منافی ہے، چنانچہ وہ نہ بیوی رکھتا ہے نہ اولاد، نہ ہی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک و سا جھی ہے، نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی کی حمایت کی ضرورت ہو اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے، ہمارا عزیز و برتر پروردگار فرماتا ہے: { وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَخْذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمَلِكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذَّلِّ وَكِبَرُهُ

تَكْبِيرًا } [سورة الاسراء: 111].

ترجمہ: یہ کہہ دیجیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک و سا جھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی کی حمایت کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔

اللہ بزرگ و برتر کی کمال بے نیازی اور سخاوت ہے کہ: وہ اپنے بندوں کو دعا کرنے کا حکم دیتا اور ان کی دعاؤں کو

قبول کرنے کا وعدہ فرماتا ہے: { وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ } [سورة غافر: 60].

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے آپ نے فرمایا: "اللہ عزیز و برتر کے نزدیک کوئی چیز دعا سے زیادہ مکرم اور محترم نہیں" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

پوری کائنات اللہ کی حاجت مند ہے...

پوری کائنات، تمام انس و جن، مالدار و فقیر، بڑے اور چھوٹے، امیر و حقیر، طاقتور اور کمزور: سب کے سب اللہ کے محتاج ہیں، وہ ہر پل اور ہر گھڑی اللہ کے ضرورت مند ہیں۔

یہ اللہ کی سخاوت و فیاضی ہے کہ: اس نے اپنے اسم گرامی (الغنی - بے نیاز) کو اپنی صفت (رحمت) کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: { وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ } [سورة الانعام: 133]۔

ترجمہ: آپ کا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے۔

تاکہ بندوں کو یہ بتا سکے کہ: وہ ان کی عبادت سے بے نیاز ہے، اس کے باوجود وہ ہر معاملے میں ان پر رحم فرماتا ہے، حتیٰ کہ عبادات اور واجبات میں بھی، بلکہ یہ اس کی رحمت و مہربانی ہی ہے کہ: وہ تھوڑے سے عمل کو قبول کر کے اسے زیادہ کر دیتا ہے۔

اس کی سخاوت و فیاضی کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے اسم گرامی (الغنی - بے نیاز) کو اپنے اسم گرامی (الحمید - ہر قسم کی تعریف کا حقدار) کے ساتھ مربوط کیا ہے، اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے:

{ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّ تَكْفُرًا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ } [سورة ابراهيم: 8]۔

ترجمہ: موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ اگر تم سب اور روئے زمین کے تمام انسان اللہ کی ناشکری کریں تو بھی اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔

یعنی: وہ اپنی عظیم و بیش بہا نعمتوں کی وجہ سے ہر قسم کی حمد و ثنا کا بے انتہا حق رکھتا ہے۔
سب کے سب اپنے ہر چھوٹے بڑے کام میں، ہر پل اور ہر گھڑی اس کے محتاج ہیں۔

(آپ ﷺ) تمام مخلوقات میں عبودیت و بندگی کے کامل ترین مقام پر فائز تھے، اس کے باوجود اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے یہ اظہار کرتے کہ وہ اللہ کے محتاج و ضرورت مند ہیں اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس سے بے نیاز نہیں، آپ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: "أَصِلْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ" (یعنی: تو میرے تمام معاملات کو سنوار دے اور مجھے لمحہ بھر کے لیے بھی میرے سپرد نہ کر) [حدیث صحیح ہے، اسے نسائی نے روایت کیا ہے]۔

آپ ہر پل (اللہ) بے نیاز کے محتاج ہیں، جس قدر آپ اس کے سامنے اپنی محتاجگی اور فقر کا اظہار کریں گے اسی قدر (انعامات اور) نوازشوں سے نوازے جائیں گے۔

یاد رکھیں کہ: اللہ ہی بے نیاز ہے، اس کی بے نیازی ذاتی بے نیازی ہے، بلکہ آسمانوں اور زمین کے تمام باشندے بھی اس سے سوال کریں، اور وہ ہر ایک کے سوال کو پورا کر دے، تب بھی اس کی بادشاہت (اور خزانے) میں ذرا بھی کمی نہیں آئے گی، صحیح مسلم میں آیا ہے: "اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، انسان اور جنات سب ایک میدان میں کھڑے ہوں، پھر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کو جو مانگے سودوں، تب بھی میرے پاس جو کچھ ہے وہ کم نہ ہوگا، مگر اتنا جیسے سمندر میں سوئی ڈبو کر نکال لو (تو سمندر کا جتنا پانی کم ہو جاتا ہے اتنا بھی میرا خزانہ کم نہ ہوگا)"۔

بے نیازی کی کنجی:

میں بے نیازی و مالداری کیسے حاصل کر سکتا ہوں؟

اس کا جواب وہی ہے جو حدیث قدسی میں آیا ہے: "اے ابن آدم! (ہر کام سے سبکدوش ہو کر) میری عبادت میں منہمک ہو جا، میں تیرے دل کو بے نیاز کر دوں گا اور تجھے رزق سے مالا مال کر دوں گا۔ اے ابن آدم! مجھ سے دور مت بھاگ ورنہ میں تیرے دل کو فقر و فاقہ سے بھر دوں گا، اور تجھے دنیوی امور میں مصروف کر دوں گا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے حاکم نے "المستدرک" میں روایت کیا ہے]۔

جب دل اللہ عزیز و برتر کے ذریعہ بے نیاز ہوتا ہے، اس کی (نوازی ہوئی روزی پر) قناعت کرتا ہے، اللہ کے عطا کردہ رزق پر خوش رہتا ہے، تو وہ اپنے خالق کی وجہ سے تمام مخلوقات میں سب سے بے نیاز ہوتا ہے، اپنے رازق (کے رزق کے سبب) تمام مخلوقات سے بڑھ کر باعزت اور محترم ہوتا ہے، اپنے آقا کی بدولت کمزوروں میں سب سے طاقتور ہوتا ہے، یہ بنامال و دولت کی بے نیازی ہے، بغیر سلطنت و بادشاہی کی قوت ہے اور بغیر قبیلہ و اقربا کی عزت و شوکت ہے، کیا ہی خوب بے نیازی ہے، کتنا عظیم رتبہ ہے اس بے نیازی کا!

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "فلاح و کامرانی اس شخص کے لیے ہے جس نے اسلام لایا، اسے بقدر ضرورت روزی دی گئی، اور اللہ نے اس کو اپنی روزی پر قناعت عطا کی" [مسلم]۔

جب تک انسان کو دل کی بے نیازی حاصل نہ ہو تب تک پوری دنیا بھی اس کی شکم سیری کے لیے ناکافی ہے، جیسا کہ صحیح ابن حبان میں آیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "اے ابوذر! کیا تمہیں لگتا ہے کہ مال و دولت کی بہتات ہی بے نیازی ہے؟ بلکہ بے نیازی تو دل کی بے نیازی اور فقیری تو دل کی فقیری ہے" [حدیث صحیح ہے]۔

جس کے دل میں بے نیازی ہو، اسے دنیا کی تنگی کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور جس کے دل میں فقیری ہو، اسے دنیا کی بیشتر (نعمتیں) بھی بے نیاز نہیں کر سکتیں، نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی تقسیم شدہ روزی پر راضی رہو، تمام لوگوں سے زیادہ بے نیاز رہو گے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

دوسری حدیث میں آیا ہے: "جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سوال کرنے سے محفوظ ہی رکھتا ہے اور جو شخص بے نیازی برتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز بنا دیتا ہے" [بخاری و مسلم]۔

النَّفْسُ بَجْرَعٍ أَنْ تَكُونَ فَقِيرَةً وَالْفَقْرُ حَيْرٌ مِنْ غِنَى يُطْعِمَهَا
وَعِنَى النَّفْسِ هُوَ الْكَافِي فَإِنْ أَبَتْ فَحَمِيعٌ مَا فِي الْأَرْضِ لَا يَكْفِيهَا

ترجمہ: انسان کو فقیری سے ڈر لگتا ہے، جب کہ فقیری ایسی مالداری سے بہتر ہے جو انسان کو سرکشی میں مبتلا کر دے۔ دل کی مالداری (انسان کے لیے) کافی ہے، اگر دل کی مالداری حاصل نہ ہو تو روئے زمین کی ساری دولت بھی اس کے لیے ناکافی ہے۔

اسلام کی نظر میں بے نیاز وہ ہے جس کا دل لوگوں سے بے نیاز اور اللہ بزرگ و برتر کا محتاج ہو، نبی ﷺ فرماتے ہیں: "مومن کا اعزازات کی نماز (تہجد) میں ہے اور اس کی عزت و آبرو اس چیز سے بے نیاز ہو جانے میں ہے جو (دنیا کی صورت میں) لوگوں کے ہاتھ میں ہے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے حاکم نے روایت کیا ہے]۔

جب اعرابی سے کہا گیا کہ: روٹی کی قیمت ایک دینار ہو گئی ہے! تو اس نے جواب دیا: اللہ کی قسم! مجھے اس کی کوئی فکر نہیں، اگر گندم کے ایک دانے کی قیمت بھی ایک دینار ہو جائے (تو بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا)! میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جیسا کہ اس نے مجھے حکم دیا ہے اور وہ مجھے روزی دیتا ہے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے!

نسفی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: "واسطی نے کہا: جو اللہ کے ذریعہ بے نیازی حاصل کرے، وہ کبھی فقیر و نادار نہیں ہوتا، جو اللہ کے ذریعہ عزت حاصل کرے وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہوتا۔ حسین کہتے ہیں: بندہ جس قدر اللہ (کے سامنے اپنی) محتاجگی ظاہر کرتا ہے، اسی کے بقدر اللہ اسے بے نیازی عطا کرتا ہے"۔

حکیم کا قول ہے: "جب کوئی مجھ پر ظلم کرتا ہے تو میں یہ یاد کرتا ہوں کہ اللہ کے ذریعہ میں اس سے بے نیاز ہوں، (پھر مجھے) اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس ہونے لگتی ہے"۔

ابن سعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "حقیقی بے نیازی تو دل کی بے نیازی ہے، کتنے ہی مالدار اور اہل ثروت ایسے ہیں جن کے دل فقر اور حسرت سے معمور ہیں"۔

وَإِنِّي إِلَى مَوْلَايَ فِي غَايَةِ الْفَقْرِ
بِهِ يُكْتَسَى ثَوْبُ الْمَهَابَةِ وَالْقَدْرِ

تَبَرَّأْتُ مِنْ حَوْلِي وَطَوْلِي وَقُوَّتِي
غَنَى الْمَرْءُ بِالرَّحْمَنِ أَعْنَى مِنَ الْغِنَى



ترجمہ: میں اپنی طاقت و قوت اور اپنی مالداری و سخاوت سے بری ہوں، میں اپنے آقا و مولیٰ کا حد درجہ محتاج ہوں، رحمن کے ذریعہ ملنے والی انسان کی بے نیازی تمام تر بے نیازی سے بڑھ کر ہے، اسی سے ہیبت و جلال اور عزت و منزلت کا لباس حاصل ہوتا ہے۔

اے اللہ! تو نے ہمیں مانگنے سے پہلے ہی (سب کچھ) دے رکھا ہے، تو بھلا جب ہم تجھ سے سوال کریں گے تو تو کتنا نوازے گا؟!

اے اللہ! ہمیں اپنا محتاج بنا کر (مخلوق سے) بے نیاز کر دے، خود سے بے نیاز کر کے ہمیں فقیر و نادار مت بنا، کیوں کہ تو ہی حقیقی معنوں میں بے نیاز ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔
اے اللہ! ہمیں اپنی حلال (روزی کے ذریعہ) حرام (روزی) سے بے نیاز کر دے، اپنے فضل و انعام سے نواز کر ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔





سنن النسائی میں ہانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ نے لوگوں کو سنا کہ وہ ہانی کو ابو الحکم کی کنیت سے پکارتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا اور ان سے فرمایا: "حکم تو اللہ ہے اور حکم کرنا بھی اسی کا کام ہے"، انہوں نے عرض کیا: "میری قوم کے لوگوں کا جب کسی چیز میں اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے پاس چلے آتے ہیں، میں ان کے درمیان فیصلے کرتا ہوں، اور دونوں فریق رضامند ہو جاتے ہیں"، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے، تمہارے کتنے لڑکے ہیں؟"، وہ بولے: شریح، عبد اللہ اور مسلم، آپ نے فرمایا: "ان میں بڑا کون ہے؟"، وہ بولے: شریح، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو تم اب سے ابو شریح ہو" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

ہمارے عزیز و برتر پروردگار کے اسمائے گرامی میں (الحکم اور الحکیم) بھی ہیں، اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے:

{لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} [سورة آل عمران: 6].

ترجمہ: اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

{أَلَا لَهُ الْحَكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَسِيبِينَ} [سورة الأنعام: 62].

ترجمہ: سن لو، فیصلہ اللہ ہی کا ہو گا اور وہ بہت جلد حساب لے گا۔

حکیم کے دو معانی ہیں:

پہلا معنی: وہ جس نے ہر چیز کو پختہ اور محکم بنایا، اللہ بزرگ و برتر حکیم ہے، کیوں کہ اس نے اپنے اقوال و افعال کو محکم اور پختہ بنایا، اس کے تمام اقوال و افعال درست، حد درجہ پختہ اور محکم ہیں۔

افعال میں پختگی جو کہ حکمت کا اصل مقصد ہے، اس کا ایک مظہر یہ ہے کہ: اس نے ہر چیز کو اس کے مناسب مقام پر رکھا ہے، اس کی بہترین تدبیر فرمائی، اپنے مخلوقات کو حسین ترین پیرائے میں ڈھالا، اس کی تدبیر اور تقدیر میں خلل اور کجی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، نہ ہی اس کی صنعت و کاریگری میں کسی طرح کا نقص اور کوتاہی پائی جاتی ہے، اور نہ اس کے افعال میں کسی قسم کی غلطی اور لغزش واقع ہوتی ہے، اللہ بزرگ و برتر نے سچ فرمایا: {صَنَّعَ اللَّهُ الَّذِي أَنْفَقَ كُلَّ شَيْءٍ} [سورة النمل: 88].

ترجمہ: یہ ہے صنعت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔

جس طرح اللہ بزرگ و برتر نے اپنی مخلوقات کو مضبوط اور محکم بنایا، اسی طرح اپنی کتاب قرآن کریم کی آیتوں کو بھی پکی اور پختہ کیا، اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے: {فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ} [سورة الحج: 52].

ترجمہ: شیطان کی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے، پھر اپنی باتیں پکی کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دانا اور باحکمت ہے۔

اللہ نے قرآن کو حکمت والی کتاب سے متصف کیا ہے: {تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ} [سورة

لقمان: 2].

ترجمہ: یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

حکیم کا دوسرا معنی: وہ بزرگ و برتر (اللہ) بندوں کے درمیان فیصلہ اور ان پر حاکم ہے، چنانچہ اللہ عزیز و برتر اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرتا اور ان پر اپنی حکومت چلاتا ہے، یعنی: ان کے درمیان اپنی شریعت کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہے۔

اللہ نے حکم اور فیصلے کو اپنے لیے خاص کر رکھا ہے، لہذا کسی کے لیے یہ جائز و روا نہیں کہ اس چیز کی جرات کرے جو اللہ کے لیے مختص ہے، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { **إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ يَفُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ** } [سورة الأنعام: 57].

ترجمہ: حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے، اللہ تعالیٰ واقعی بات کو بتلا دیتا ہے اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا وہی ہے۔
نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: { **أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحُسَيْنِ** } [سورة الأنعام: 62].
ترجمہ: فیصلہ اللہ ہی کا ہو گا اور وہ بہت جلد حساب لے گا۔

اللہ تعالیٰ کو فیصل اور حاکم ماننے کا طریقہ یہ ہے کہ اختلاف کی صورت میں اس کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت کو فیصل اور حاکم مانا جائے، اللہ کا فرمان ہے: { **وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ** } [سورة الشوری: 10].

ترجمہ: جس جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔
اللہ عز و جل ہی اس بات کا حقدار ہے کہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے، کیوں کہ وہی ان کا پالنہار، خالق اور معبود ہے: { **أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكْمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا** } [سورة الأنعام: 114].

ترجمہ: کیا اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک کتاب کامل تمہارے پاس بھیج دی ہے، اس کے مضامین خوب صاف صاف بیان کیے گئے ہیں۔
ہمارا پروردگار تمام فیصلہ کرنے والوں سے بڑا فیصل ہے، وہ بزرگ و برتر ہر ایک چیز سے آگاہ ہے، وہ ہر مسئلہ میں نہایت مناسب اور موزوں فیصلہ کرتا ہے، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { **وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَأَصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ** } [سورة یونس: 109].

ترجمہ: آپ اس کی اتباع کرتے رہئے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں اچھا ہے۔

مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ شریعت الہی کی پیروی نہ کرے، اس کو اپنا فیصلہ نہ مانے، اس کی تعلیمات کے سامنے خود کو سپرد نہ کر دے، اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: { فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا } [سورة النساء: 65].

ترجمہ: قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

وہ قوم جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے، اس کی کامیابی اس کے بغیر ممکن نہیں کہ وہ اللہ کی شریعت کو اپنا فیصلہ بنائے اور اس پر عمل پیرا ہو۔

حکمت والے (اللہ) کا انعام:

جس کو حکمت مل جائے اسے بہت سی بھلائی حاصل ہو جاتی ہے، اللہ اپنے جس بندے کو چاہتا ہے حکمت سے نوازتا ہے: { وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ } [سورة لقمان: 12].

ترجمہ: ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی۔

تمام انبیائے کرام کو حکمت عطا کی گئی تھی، وہ حکمت کے معاملے میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے تھے۔ صحیحین میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو عورتیں تھیں اور ان کے ساتھ دو بچے بھی تھے، پھر بھیڑیا آیا اور ایک بچے کو اٹھالے گیا۔ اس نے اپنی ساتھی عورت سے کہا کہ بھیڑیا تیرے بچے کو لے گیا ہے، دوسری عورت نے کہا کہ وہ تیرا بچہ لے گیا ہے، وہ دونوں عورتیں اپنا مقدمہ داؤد علیہ السلام کے پاس لائیں تو آپ نے فیصلہ بڑی کے حق

میں کر دیا۔ وہ دونوں نکل کر سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے پاس گئیں اور انہیں واقعہ کی اطلاع دی، سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ چھری لاؤ میں لڑکے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو ایک ایک دوں گا۔ اس پر چھوٹی عورت بول اٹھی کہ ایسا نہ کیجئے آپ پر اللہ رحم کرے! یہ بڑی ہی کا لڑکا ہے۔ یہ سن کر آپ علیہ السلام نے فیصلہ چھوٹی عورت کے حق میں کیا۔"

آپ مطمئن رہیں!

یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نہایت ہی حکیم و دانائے ہے، وہ حکمت کی بنیاد پر ہی نوازتا ہے اور حکمت کی بنیاد پر ہی (کسی چیز سے) محروم رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے لیے (کوئی چیز) منتخب کرے، یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ اپنے لیے اسے منتخب کریں: {وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا} [سورة الاحزاب: 43].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں: "اللہ کا (بندے کو کسی چیز سے) محروم رکھنا بھی ایک نوازش ہے، کیوں کہ وہ بخیلی یا (اس چیز کی) عدم موجودگی کی وجہ سے محروم نہیں رکھتا، بلکہ وہ بندے کی مصلحت پر نظر رکھتا ہے اور اپنے اختیار سے اور صواب دید کے مطابق اسے محروم رکھتا ہے۔" بسا اوقات آپ ایسی چیز طلب کرتے ہیں جس کا انجام اچھا نہیں ہوتا ہے، بلکہ بعض دفعہ وہ آپ کی موت کی وجہ ہوتی ہے!

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "بندے کو تجارت و معیشت اور امارت و سرداری کی فکر دامن گیر رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کے لیے آسان ہو جاتی ہے، پھر اللہ اپنے بندے کو دیکھتا ہے اور فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ: اس معاملہ کو اس سے پھیر دو، کیوں کہ اگر اسے تم نے اس کے لیے آسان کر دیا تو تم اسے جہنم میں پہنچا دو گے، چنانچہ اللہ اس امر کو اس سے پھیر دیتا ہے، وہ انسان اسے بد شکوئی پر محمول کرتے ہوئے کہتا پھرتا ہے: فلاں مجھ پر سبقت لے گیا، فلاں نے مجھ پر ظلم کیا، حالانکہ وہ محض اللہ عزیز و برتر کا فضل و احسان ہوتا ہے۔"

کسی سلف سے منقول ہے کہ ایک شخص اللہ سے جنگ (میں شرکت کرنے) کا سوال کرتا تھا، اس نے نیند میں ایک منادی کو یہ آواز لگاتے ہوئے سنا کہ: "اگر تم جنگ میں شرکت کرو گے تو قیدی بنا لیے جاؤ گے اور اگر قیدی بنائے گئے تو نصرانی بن جاؤ گے"، {وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ} [سورة البقرة: 216].

ترجمہ: حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو۔

تَبَارَكَ فَهُوَ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ
حَكِيمٌ فَيَقْضِي مَا يَشَاءُ بِحُكْمِهِ
جَوَادٌ كَرِيمٌ كَامِلٌ لَا يُمْتَلَأُ
حَلِيمٌ فَلَا يَخْشَى فَوَاقًا فَيَعْجَلُ

ترجمہ: (اللہ) بابرکت ہے، وہ اللہ بلند و برتر شان والا ہے، سخی و فیاض ہے، (اپنی صفات میں) کامل ہے، اس کا کوئی نظیر نہیں۔ وہ حکیم و دانای ہے، اپنی مشیت سے جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے، حلیم و بردبار ہے، اسے کسی چیز کے فوت ہونے کا خدشہ نہیں کہ جلد بازی سے کام لے۔

خبردار رہیں!

اس بات سے خبردار رہیں کہ (جب کسی چیز کی) حکمت آپ سے مخفی ہو تو آپ اللہ سے بدگمانی کرنے لگیں، بلکہ لاعلمی کو اپنی طرف منسوب کریں! کیوں کہ ہماری عقلیں حکمت الہی کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں، فرشتے۔ جو کہ اللہ سے بہت قریب ہیں اور وہ اللہ کی عظمت و قدرت سے واقف بھی ہیں۔ وہ بھی اس حکمت کو نہیں سمجھ سکے جو آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارے جانے میں مخفی تھی، چنانچہ کہنے لگے:

{قَالُوا أَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ

إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ} [سورة البقرة: 30].

ترجمہ: ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے؟ اور ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

جب اللہ کی تقدیر اور اس کا فعل صادر ہو جائے تو اللہ کے ساتھ (ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے) خاموش رہیں، تاکہ اللہ آپ کو بیش بہا لطف و مہربانی سے بہرہ مند کر سکے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "اگر اللہ ہمارے سامنے سے غیب کا پردہ اٹھا دے، تو ہم میں سے ہر شخص اپنے لیے صرف اسی کو اختیار کرے گا جو اللہ اس کے لیے اختیار کرے۔"

صلح حدیبیہ کے موقع سے عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اے اللہ کے رسول! کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں؟ آپ فرماتے ہیں: کیوں نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: کیا ہمارے مقتولین جنت میں اور ان کے مقتولین جہنم میں نہیں جائیں گے؟! آپ فرماتے ہیں: کیوں نہیں، عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں ذلت کا مظاہرہ کیوں کریں (یعنی دب کر صلح کیوں کریں) اور کیوں واپس چلے جائیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی ہمارا اور ان کا فیصلہ نہیں کیا ہے؟! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا" اس کے بعد اللہ نے سورۃ الفتح نازل فرمائی، جس سے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ صلح دراصل فتح و نصرت ہے۔ [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔]

قلم اٹھا لیے گئے، صحیفے خشک ہو گئے، فیصلہ ہو چکا اور تقدیریں لکھی جا چکیں: { قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ } [سورۃ التوبہ: 51]۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کہ کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی وہ ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے، مومنوں کو تو اللہ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔

اللہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے، وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ ہے، اس لیے آپ خوش ہو جائیں کہ جلد ہی فراخی ملنے والی ہے، کیوں کہ آنسو کے بعد مسکراہٹ، خوف کے بعد امن اور ہیبت کے بعد سکون کا ملنا فطری امر ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ آپ اللہ سے ڈرتے رہیں۔



آلوسی کہتے ہیں کہ: "جو اللہ بزرگ و برتر کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، اس کے دل سے حکمت کے سونٹے پھوٹنے لگتے ہیں، اور تقویٰ کے حساب سے اس کے اوپر رازہائے سر بستہ منکشف ہونے لگتے ہیں" {وَأَتَقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَقْلِحُونَ} [سورة آل عمران: 130].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تمہیں نجات ملے۔

اے اللہ! اے تمام فیصلہ کرنے والوں سے بڑاے فیصل! ہمارے لیے اپنی حکمت کے دروازے کھول دے، اور ہمیں اپنی تقدیر سے راضی کر دے، یقیناً تو علم اور حکمت والا ہے۔



(۵۱)
اللطيف جل جلاله

آئیے ہم اللہ کے اسم گرمی (اللطيف جل وعلا) کے نور سے روشنی حاصل کرتے اور اس کے سائے میں ٹھنڈک پاتے ہیں۔ اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: { إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ } [سورة يوسف: 100].

ترجمہ: میرا رب جو چاہے اس کے لیے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ اور وہ بہت علم و حکمت والا ہے۔
نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: { لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ } [سورة الأنعام: 103].

ترجمہ: اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔
لغت میں لطف کے معنی ہیں: نیکی، خوشی و مسرت، عزت و اکرام، نرمی و مہربانی اور باریک چیزوں کا علم۔
جب فعل میں نرمی و مہربانی اور علم و آگہی میں دقیقہ رسی پائی جائے تو لطیف کا معنی مکمل ہوتا ہے۔
ہمارا عزیز و برتر پروردگار اتنا لطیف (مہربان اور باریک بین) ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی لطیف (مہربان اور باریک بین) نہیں، وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے، گناہ پر انہیں (فوری) سزا نہیں دیتا، نیز اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں، خواہ وہ باریک، دقیق اور (ہم سے) روپوش ہی کیوں نہ ہو۔
ہمارا بزرگ و برتر پروردگار وہ ہے جو اپنے بندوں کے ساتھ بھلائی اور احسان کرتا ہے اور اس طرح ان پر مہربانی کرتا ہے کہ انہیں پتہ بھی نہیں چلتا: { اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ } [سورة الشورى: 19].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی لطف کرنے والا ہے، جسے چاہتا ہے کشادہ روزی دیتا ہے۔

وہی ہے جو انہیں ایسی جگہوں سے روزی دیتا ہے جن کا انہیں وہم و گمان تک نہیں ہوتا۔

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار وہ ہے جس کا نہ تو حواس ادراک کر سکتی ہیں اور نہ نگاہیں اسے دیکھ سکتی ہیں: { لَا

تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ } [سورة الأنعام: 103].

ترجمہ: اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

اللہ نے بندوں کو ضرورت سے زیادہ نعمتیں عطا کی، استطاعت سے کہیں کم انہیں ذمہ داریاں دی، مختصر مدت

میں سعادت و خوش بختی سے فیض یاب ہونے کا راستہ ان کے لیے آسان کر دیا: { إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ }

[سورة يوسف: 100].

ترجمہ: میرا رب جو چاہے اس کے لیے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

وَهُوَ اللَّطِيفُ	بِعَبْدِهِ	وَلِعَبْدِهِ	وَاللُّطْفُ	فِي	أَوْصَافِهِ	نَوْعَانِ
إِدْرَاكُ	أَسْرَارِ	الْأُمُورِ	بِخَيْرَةٍ	عِنْدَ	مَوَاقِعِ	الْإِحْسَانِ
فِي رِيكَ	عِزَّتِهِ	وَيُدِي	لُطْفُهُ	وَالْعَبْدُ	فِي	الْعَفْلَاتِ
						عَنْ ذَا الشَّانِ

ترجمہ: وہ بندے پر مہربان اور اس کا کارساز ہے، اس کی صفتِ لطف کے دو معانی ہیں۔ مہارت و چستی کے ساتھ

معاملات کی باریکیوں کا ادراک کرنا اور احسان و بھلائی کے مواقع پر لطف و مہربانی کرنا۔ چنانچہ اللہ آپ کو اپنی عزت

و سر بلندی کے مظاہر بھی دکھاتا ہے اور اپنی نرمی و مہربانی بھی آپ پر ظاہر کرتا ہے، جب کہ بندہ (اللہ کی) اس شان

نرالی سے غافل ہوتا ہے۔

یقیناً وہ لطیف (باریک بین اور مہربان) ہے:

آپ کا کریم و لطیف پروردگار تبارک و تعالیٰ: لطف و مہربانی کے ساتھ آپ کو اپنے فضل و احسان سے

نوازتا ہے، وہ آپ سے زیادہ آپ کی حالت سے باخبر اور آپ سے کہیں بڑھ کر آپ پر مہربان ہے۔

جب عزیز و برتر لطیف و مہربان (اللہ) نے آپ پر رحم کرنا چاہا تو آپ کے دل میں ایمان کا نور ڈال دیا، جس نور کی بدولت آپ کا دل روشن رہتا ہے، بدکاریوں اور فتنوں کو ناپسند کرتا اور گناہوں سے اجتناب کرتا ہے: { وَهُوَ

اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ } {سورة الأنعام: 103}.

ترجمہ: وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

جب عزیز و برتر لطیف و مہربان (اللہ) آپ کی مدد کرنا چاہے تو ایسی چیز کو بھی آپ کے لیے مسخر کر دیتا ہے جو عموماً (نصرت و مدد کا) سبب نہیں ہوتی، اور وہ اس کے حکم سے آپ کی نصرت کا سب سے بڑا سبب قرار پاتی ہے: {

وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ } {سورة الأنعام: 103}.

ترجمہ: وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

جب عزیز و برتر لطیف و مہربان (اللہ) آپ کو شفا دینا چاہے تو عجیب و غریب سبب بلکہ بسا اوقات کمزور ترین سبب کو آپ کی (شفایابی) کے لیے مسخر کر دیتا ہے، یقیناً: { وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ } {سورة

الأنعام: 103}.

ترجمہ: وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

جب بزرگ و برتر لطیف و مہربان (اللہ) آپ کو روزی دینا چاہے تو آپ کے لیے ایسے معاملات آسان کر دیتا ہے جو بسا اوقات آپ سے مخفی ہوتے ہیں، لیکن اللہ ان سے باخبر ہوتا ہے، بعض دفعہ آپ کے پاس کسی فقیر و نادار کو بھیجتا ہے جسے آپ کچھ نواز دیتے ہیں، پھر وہ آپ کے لیے دعا کر دیتا ہے، اس کی دعا کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، پھر آپ کے پاس روزی بھیجی جاتی ہے، اس طرح اللہ کی مشیت پوری ہوتی ہے اور آپ اس

سے بے خبر ہوتے ہیں کہ: { وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ } {سورة الأنعام: 103}.

ترجمہ: وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

کیا آپ کو (اس سے ملاقات کا) شوق نہیں ہوتا؟!

اگر بندہ یہ جان لے کہ لطیف و مہربان (اللہ) اس کے لیے کیا کیا تدبیریں کرتا ہے، تو اس کا دل اس کی ملاقات کے شوق میں پگھل جائے گا۔

کتنی بیماری ہے جو آپ کو لاحق ہوئی اور اس نے اسے دور کر دیا.....!

کتنی مصیبتیں آپ پر نازل ہوئیں اور اس نے انہیں ٹال دیا...!

کتنا ایسا قرض ہے جسے رب نے چکا دیا...!

کتنی ایسی فکر مندی ہے جس سے اس نے چھٹکارا عطا کیا...!

یہ سب آپ کی قوت و طاقت سے نہیں، بلکہ محض اس کے لطف و کرم سے ممکن ہوا!

اگر لوگ شاہان عالم کے در پر دستک دیتے ہیں، تو آپ سب سے بڑے بادشاہ کے در پر دستک دیں۔

اگر لوگ حاکم و سردار کے دربار میں جا کر گھٹنے ٹیکتے ہیں تو آپ سب سے معزز و مکرم معبود کی بارگاہ میں اپنے گھٹنے

ٹیکیں۔

جب آپ بیماری سے جو جھ رہے ہوں، قرض آپ کو بوجھل کر دے، کسی گمشدہ اور نظر سے غائب (رشتہ دار کی

یاد) پر افسردہ ہو جائیں، اولاد کے تعلق سے خوف ستانے لگے، فقر و فاقہ سے چور ہو جائیں تو یاد کریں کہ اللہ: {

اللطيف الخبير ﴿١٠٣﴾ [سورة الانعام: 103].

ترجمہ: بڑا باریک بین باخبر ہے۔

وہی ہے جس کے ہاتھ میں فرانچی کی کنجیاں ہیں، اس کے خزانے بھرے ہوئے ہیں، اور اللہ کا ہاتھ دن رات

سخاوت و فیاضی کا دریا بہاتا رہتا ہے: { وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ } [سورة الحجر: 21].

ترجمہ: جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں۔

سعادت و خوش بختی اسی کے پاس ہے، امن و سکون کا وہی مالک ہے، راحت و اطمینان وہی عطا کرتا ہے، رضا و خوشنودی اسی سے حاصل ہوتی ہے، شفا و تندرستی اسی کے ہاتھ میں ہے، اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کی ملکیت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

چوں کہ آپ اللہ بزرگ و برتر کی معیت میں ہیں اس لیے بالکل ہی فکر نہ کریں، اگر آپ پر دنیا کی کدورت اور رجز و ملال کا انبار بھی ہو جائے تب بھی نہ گھبرائیں، بلکہ یقین رکھیں کہ یہ کدورتیں آپ کو برگزیدہ لوگوں کی صف میں لاکھڑا کریں گی جس طرح یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔

اگر وہ چیزیں آپ کی زندگی سے بالکل ہی غائب ہو جائیں جنہیں آپ اپنی سعادت و خوش بختی کا سبب سمجھتے ہیں تو یقین کریں کہ اللہ نے انہیں آپ سے دور کر دیا ہے تاکہ وہ آپ کی بد بختی و نامرادی کا سبب نہ بن سکیں۔

سعادت و خوش بختی کی کنجی:

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ لطیف و مہربان عزوجل کی معیت سے سرفراز ہوں، تو اس کی شریعت پر خوشی خوشی عمل کریں، اس کی نعمت کا شکریہ ادا کریں، اس کی ملوکیت و بادشاہی پر غور و فکر کریں، اس کے ذکر میں محور ہیں، کلام الہی کی سماعت سے لطف اندوز ہوں، اللہ کو اپنا پروردگار تسلیم کریں، اس کی کتاب کو نسخہ حیات مانیں اور اس کے نبی کو اپنا رسول تسلیم کریں۔

اللہ بزرگ و برتر کی معیت بغیر کسی سبب اور بنا کسی محنت و جاہ فشانی کے حاصل نہیں ہوتی، جب حاصل ہوتی ہے تو انس و محبت سے دل معمور ہو جاتا، فکر و غم کا بادل چھٹ جاتا، زندگی کی مشقتیں دور اور دنیا کی ساری تکان کا فور ہو جاتی ہیں۔

لطیف و مہربان (اللہ کے سامنے) عاجزی اختیار کریں!

ہمارا لطیف و مہربان پروردگار: لطف و مہربانی کو پسند کرتا اور یہ محبوب رکھتا ہے کہ آپ بھی مخلوق کے ساتھ نرمی و شفقت کا معاملہ کریں۔ نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جو



جہنم کی آگ پر یا جہنم کی آگ جن پر حرام ہے: لوگوں کے قریب رہنے والے، آسانی کرنے والے اور نرم اخلاق والے تمام لوگوں (پر جہنم کی آگ حرام ہے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔
جب آپ کو لطفِ الہی کی حاجت ہو تاکہ وہ آپ کو پیش آمدہ مصیبت پریشانی سے نجات عطا کرے تو اللہ کے سامنے اپنی کمزوری اور عاجزی و انکساری ظاہر کریں، مسلمانوں کے ساتھ شفقت و نرمی سے پیش آئیں اور بطور خاص کمزور و ناتواں پر رحم کھائیں۔

إِلَهِي أَنْتَ لِلْإِحْسَانِ أَهْلٌ وَمِنْكَ الْجُودُ وَالْفَضْلُ الْجَزِيلُ
إِلَهِي بَاتَ قَلْبِي فِي هُمُومٍ وَحَالِي لَا يُسِّرُ بِهِ خَلِيلُ
إِلَهِي جُدْ بِعَفْوِكَ لِي فَإِنِّي عَلَى الْأَبْوَابِ مُنْكَسِرٌ ذَلِيلُ

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی تمام تر فضل و احسان کا سزاوار ہے اور تجھ سے ہی سخاوت و فیاضی اور فضل عظیم حاصل ہوتا ہے۔ اے میرے پروردگار! میرا دل رات بھر حزن و ملال سے بے قرار رہا اور میری حالت اتنی دگرگوں ہو گئی کہ قریبی دوست کو بھی اس سے باخبر نہیں کر سکتا۔ اے اللہ! میرے اوپر اپنے عفو و درگزر کی سخاوت فرما، اسی کی خاطر میں تیرے در پر عاجزی و انکساری کے ساتھ کھڑا ہوں۔
اے اللہ! ہمارے اوپر رحم فرما، ہمیں اپنی قربت کے ذریعہ انس و مودت سے نواز، اپنی اطاعت و فرمانبرداری پر ہماری مدد فرما اور ہمیں (موت دے تو) اچھی موت دے۔



(۵۲)
الْخَبِيرُ جَل جَلالہ

نسائی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ: ایک بادیہ نشین نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کے ساتھ ہو گیا، پھر اس نے عرض کیا: میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا، نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعض اصحاب کو اس کا خیال رکھنے کی وصیت کی، جب غزوہ خیبر ہوا تو نبی ﷺ کو مال غنیمت میں کچھ قیدی ملے، آپ نے انہیں تقسیم کیا، اور اس کا بھی حصہ لگایا، چنانچہ اس کا حصہ اپنے ان اصحاب کو دے دیا جن کے سپرد اسے کیا گیا تھا، وہ ان کی سواریاں چراتا تھا، جب وہ آیا تو انہوں نے (اس کا حصہ) اس کے حوالے کیا، اس نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ حصہ نبی اکرم ﷺ نے تمہارے لیے لگایا تھا، تو اس نے اسے لیا اور نبی ﷺ کے پاس لے کر آیا، اور عرض کیا: اے اللہ رسول! یہ کیا ہے، آپ نے فرمایا: "میں نے تمہارا حصہ دیا ہے"، تو اس نے کہا: میں نے اس (حقیر بدلے) کے لیے آپ کی پیروی نہیں کی ہے، بلکہ میں نے اس بات پر آپ کی پیروی کی ہے کہ میں تیرے ساتھ بیجاں مارا جاؤں، (اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا) پھر میں مروں اور جنت میں داخل ہو جاؤں، کچھ دیر کے بعد صحابہ کرام دشمن کی جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، پھر اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس اٹھا کر لایا گیا، انہیں ایسی جگہ تیر لگا تھا جہاں انہوں نے اشارہ کیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: "کیا یہ وہی شخص ہے؟" لوگوں نے جواب دیا: "جی ہاں، آپ نے فرمایا: "اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا تو (اللہ تعالیٰ) نے بھی اپنا وعدہ سچ کر دکھایا"، پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے قمیص میں اسے کفنایا، پھر اپنے سامنے رکھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی، آپ کی نماز میں سے جو چیز سنائی دی وہ یہ دعا تھی: "اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، یہ تیری راہ میں ہجرت کر کے نکلا اور شہید ہو گیا، میں اس بات پر گواہ ہوں۔"



اعضاء و جو ارح کے اعمال دلوں کے اعمال کے تابع ہوتے ہیں، قیامت کے دن نجات کا دار و مدار دل کی سلامتی

پر ہو گا: {يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾} [سورة الشعراء: 88-89].

ترجمہ: جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گا۔ لیکن فائدہ والا وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔

دلوں کے بھید کو صرف اللہ ہی جانتا ہے جو ہر چیز کی خبر رکھنے والا، اللہ بزرگ و برتر اپنے بارے میں ارشاد فرماتا

ہے: {وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٣٤﴾} [سورة البقرة: 234].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے خبردار ہے۔

ہمارا پروردگار اپنے بندوں کے راز اور ان کے دلوں کے بھید سے بھی واقف ہے، اس سے باطنی خبریں بھی

پوشیدہ نہیں، اس کی بادشاہت اور عالم غیب میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اس سے باخبر ہے، تمام حرکات و سکنات اس کے علم میں ہیں، ہر دل کے قرار اور بے قراری سے وہ خبردار ہے۔

اس کا علم تمام ظاہر و باطن، واضح و مخفی، واجب و ضروری امور، ناممکن اور ممکن اشیاء، عالم علوی اور سفلی، ماضی،

حال اور مستقبل سب کو محیط ہے، اس سے ادنیٰ ترین چیز بھی مخفی نہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام امور کی انتہا اور ان کے آخری انجام کی خبر دیتا ہے: {الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي

سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمَنُ فَسَلِّ بِهِ خَيْرًا ﴿٥٩﴾} [سورة الفرقان: 59].

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو چھ دن میں پیدا کر دیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا، وہ رحمن ہے، آپ اس کے بارے میں کسی خبردار سے پوچھ لیں۔

اللہ ظاہری امور سے بھی واقف ہے اور باطنی امور سے بھی خبردار ہے۔

خَيْرٌ بِالْحَقَائِقِ وَالْمَعَانِي عَلِيمٌ لَا يُمَارَى أَوْ يُجَارَى
مُحِيطٌ لَا يَفُوتُ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَلَا يَخْفَى عَلَيْهِ مَا تَوَارَى

ترجمہ: وہ تمام تر حقائق و معانی سے باخبر ہے، وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے، اس سے نہ تو بحث و جدال کیا جاسکتا ہے اور نہ آگے بڑھا جاسکتا ہے۔ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، کوئی چیز اس کے ادراک سے باہر نہیں، پوشیدہ چیزیں بھی اس پر عیاں ہیں۔

احسان کا مرتبہ:

جو شخص یہ یقین کر لے کہ اللہ باطنی امور سے بھی باخبر اور واقف ہے، اسے اس بات سے شرم محسوس ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اسے ایسا کام کرتا ہو دیکھے جو اسے ناپسند ہے، پھر وہ نیک عمل کرنے (پر آمادہ) ہو گا اور عبادت کو اللہ کے لیے خالص رکھے گا، یہاں تک کہ احسان کے اس مرتبہ تک پہنچنے (میں کامیاب ہو جائے گا) جس کا ذکر صحیح حدیث میں آیا ہے: "اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے" [بخاری و مسلم]۔

ابو حاتم رقم طراز ہیں: "دنیا میں انسان کی تمام اطاعت و عبادت کا مرکز ہے: باطن و مخفی کی اصلاح کرنا اور دل میں بگاڑ پیدا کرنے (والے اعمال سے) گریز کرنا"۔

راز دل میں ہے!

آپ دیکھتے ہیں کہ ایک ہی نیکی دو شخص انجام دیتے ہیں، ایک کا عمل قبول ہوتا ہے اور دوسرے کا رد کر دیا جاتا ہے! ایک شخص نماز ادا کرتا ہے اور اس کی نماز قبول ہوتی ہے، اسی کے جواریں ایک دوسرا شخص بھی نماز ادا کرتا ہے لیکن اس کی نماز کا وہی حصہ اس کے نامہ اعمال میں درج کیا جاتا ہے جسے وہ دل دماغ کے ساتھ (سمجھ کر) ادا کرتا ہے، نبی ﷺ کی حدیث ہے: "انسان نماز تو ادا کرتا ہے لیکن بسا اوقات اس کی نماز کا دسواں حصہ، یا نواں حصہ، یا آٹھواں حصہ، یا ساتواں حصہ، یا چھٹا حصہ ہی مقبول ہوتا ہے" یہاں تک کہ آپ نے پوری عدد شمار کرادی۔ [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے]۔

ایک انسان صدقہ کرتا ہے، اللہ اسے قبول کرتا اور اس کی (پرورش و پرداخت کر کے) بڑا بنا دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہم میں سے کوئی گھوڑے کے بچے کو پال پوس کر بڑا کرتا ہے، جب کہ دوسرا شخص صدقہ کرتا ہے تو اللہ اسے رد کر دیتا اور اس پر اسے عذاب دیتا ہے: {إِن يُبَدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّن سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ} [سورة البقرة: 271].

ترجمہ: اگر تم صدقہ خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔

وہ شخص جو لوگوں کے سامنے تو تکلف کرتے ہوئے اپنی نگاہیں نیچی رکھتا ہے! لیکن جب خلوت میں تنہا ہوتا ہے تو حرام چیزوں کی طرف نگاہ بڑھاتا اور محرمات کا ارتکاب کرتا ہے، کیا ہر چیز کی خبر رکھنے والے اور خوب دیکھنے والے (اللہ) کے علاوہ کوئی اور اس کے حال دل سے واقف ہو سکتا ہے؟ {يَعْلَمُ حَآئِنَا الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ} [سورة غافر: 19].

ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اطاعت و نافرمانی کے درمیان زندگی گزارنے کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ آپ نہیں جانتے کہ کس گھڑی آپ کا خاتمہ ہو جائے۔

خلوت و تنہائی یا تو انسان کو رفعت و بلندی عطا کرتی ہے یا اسے پستی و ذلت سے دوچار کرتی ہے، جو شخص اپنی خلوت میں اللہ کی تعظیم کرتا ہے، جلوت میں لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس شخص کو یہ محبوب ہو کہ اسے دلی مسرت و شادمانی حاصل ہو، موت کی شدت اور قیامت کی ہولناکی سے نجات ملے تو اسے چاہیے کہ جلوت (ظاہر) سے زیادہ خلوت (تنہائی) میں عمل کرے۔"

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "حسن خاتمہ (اچھی موت) سے وہی سرفراز ہوتا ہے جس کی خلوت و تنہائی اچھی رہی ہو، کیوں کہ موت کے وقت تکلف کرنا ممکن نہیں، اس وقت (زبان سے) وہی نکلتا ہے جو دل کے نہاں خانے میں مخفی ہوتا ہے۔"

اللہ بزرگ و برتر نے اپنے بارے میں ہمیں یہ بتایا ہے کہ وہ ہر چیز سے باخبر ہے، بلکہ اللہ عزوجل نے اپنے اسم گرامی (النجیر - باخبر) کو بیس سے زائد مقامات پر انسان کے اعمال و افعال کے ساتھ مربوط فرمایا ہے، تاکہ اسے تقویٰ پر ابھارے: { **أَعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ** } [سورة المائدة: 8].

ترجمہ: عدل کیا کرو جو پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اللہ نے انسان کو اس بات پر ابھارا ہے کہ وہ اپنے ظاہری و باطنی تمام اعمال پر نظر رکھے، اللہ کے اسم گرامی (النجیر - باخبر) سے جس کے ایمان میں اضافہ ہو، وہ ان تمام چیزوں سے واقف ہو جائے گا جو اس کی دنیا میں چل رہی ہوتی ہیں، اس کی دنیا سے مراد: اس کا دل اور اس کا جسم، اور وہ مخفی ارادے ہیں جو دل میں پوشیدہ ہوتے ہیں، جیسے دھوکہ و فریب، خیانت اور برائی کا ارادہ۔

اللہ عزیز و برتر شکل و صورت کو نہیں دیکھتا، بلکہ دلوں اور اعمال پر نظر رکھتا ہے: { **أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعِثَ رَءَسًا فِي الْقُبُورِ ۙ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۙ إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ** } [سورة العاديات: 9-11].

ترجمہ: کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو (کچھ) ہے نکال لیا جائے گا۔ سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کر دی جائیں گی۔ بے شک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا باخبر ہو گا۔

معیتِ الہی: بندہ مومن جب اللہ کے اسم گرامی (النجیر عوجل - باخبر) سے بخوبی واقف ہو جاتا ہے، تو وہ اللہ کی (خصوصی) معیت میں آجاتا ہے، جب وہ اللہ کی (خصوصی) معیت میں آجاتا ہے تو اللہ اسے بلندی و پاکیزگی عطا کرتا ہے،

اور اس معیت (کی فکر) میں اتنا مشغول کر دیتا ہے کہ دوسرے کسی کی معیت کی پرواہ نہیں رہتی، چنانچہ وہ ہمہ وقت (اللہ کی معیت) سے ہوشیار اور اس کی خشیت سے سرشار رہتا ہے، پھر اللہ اس کے دنیاوی (امور کی انجام دہی کے لیے) کافی ہوتا ہے، دنیا اس کے قدموں میں آجاتی ہے، اللہ اس کی فکر مندی کو دور کر دیتا ہے، اس کی روزی میں برکت دیتا ہے، تنگی و پریشانی، حزن و ملال اور شیطان کو اس تک بھٹکنے بھی نہیں دیتا، کیوں کہ اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: { وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ

مَخْرَجًا } [سورة الطلاق: 2].

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل بنا دیتا ہے۔

يا مَنْ يَرَىٰ مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ	أَنْتَ الْمُعِدُّ لِكُلِّ مَا يُتَوَقَّعُ
يَا مَنْ يُرْجَىٰ لِلشَّدَائِدِ كُلِّهَا	يَا مَنْ إِلَيْهِ الْمَشْتَكَىٰ وَالْمَفْرُغُ
مَا لِي سِوَىٰ فَقْرِي إِلَيْكَ وَسِيلَةٌ	فَبِالافتِقَارِ إِلَيْكَ فَقْرِي أَدْفَعُ
مَا لِي سِوَىٰ قَرْعِي لِيَابِكَ حِيلَةٌ	فَلَمَّيْنِ رَدَدْتَ فَأَيُّ بَابٍ أَقْرَعُ
حَاشَا لِمَجْدِكَ أَنْ تُقْبِطَ عَاصِيًا	فَالْفَضْلُ أَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ أَوْسَعُ

ترجمہ: اے (اللہ) جو دل کے بھید کو بھی دیکھتا اور سنتا ہے، تو ہی تمام امیدوں کو پوری کرنے والا ہے۔ اے (اللہ) جس سے ہر قسم کی آفت و مصیبت (کو دور کرنے) کی امید و التجاء کی جاتی ہے، اے (اللہ) جس سے (مشکل و حاجت کی) شکایت کی جاتی اور (خوف کے وقت جس کی) پناہ لی جاتی ہے۔ میرا وسیلہ صرف یہ ہے کہ میں تیرا محتاج ہوں، تجھ سے اپنی محتاجگی کو وابستہ کر کے اپنی فقیری کا علاج کرتا ہوں۔ میرے پاس اس کے سوا کوئی حیلہ نہیں کہ تیرے در پر دستک دوں، اگر (تیرے در سے بھی) دھتکار دیا گیا تو کس در پر دستک دوں گا۔ تیری شرافت و بزرگی کے لیے یہ محال ہے کہ تو کسی گناہ گار کو (اپنی رحمت سے) مایوس کر دے، کیوں کہ تیرا فضل و احسان بے پناہ اور تیری نوازشیں نہایت کشادہ ہیں۔

اے اللہ! اے خمیر (ہر چیز سے باخبر)... اے رازوں اور دل کے بھیدوں کو جاننے والے! ہم پر رحم و کرم فرما۔



(۵۳)
الْحَلِيمُ جَد جَلَالَهُ

عز بن عبد السلام فرماتے ہیں: "اللہ عزیز و برتر اور اس کے خوبصورت ناموں اور بلند و بالا صفات کی معرفت حاصل کرنا: مقام و مرتبہ، ثمرات اور اثرات کے اعتبار سے سب سے افضل عمل ہے۔" آئیے ہم اللہ کے اسم گرامی (الحلیم عزوجل) - بردبار) پر غور و فکر کرتے ہیں: اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: { وَاللَّهُ عَنِّي حَلِيمٌ } [سورة البقرة: 263]. ترجمہ: اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار ہے۔

{ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا } [سورة الاسراء: 44]. ترجمہ: وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار عفو و درگزر اور حلم و بردباری والا ہے، جسے نہ تو غصہ بے قابو کرتا ہے، نہ کسی نادان کی نادانی اور گناہ گار کی نافرمانی اسے بے راہ کرتی ہے، وہ اپنے بندوں کو شرک و کفر میں مبتلا ہونے اور ڈھیر سارے گناہوں کا ارتکاب کرنے پر بھی فوراً سزا نہیں دیتا۔

اس سے بڑا حلیم و بردبار کون ہو سکتا ہے؟! مخلوق اس کی نافرمانی کرتی ہے، وہ انہیں دیکھ رہا ہوتا ہے، پھر بھی وہ ان کے گھروں میں ایسے ان کی نگہبانی کرتا ہے گویا انہوں نے اس کی نافرمانی کی ہی نہ ہو، اس طرح ان کی حفاظت و نگہداشت کرتا ہے گویا انہوں نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو، وہ گناہ گار اور بدکار کو بھی اپنے فضل و احسان سے نوازتا ہے۔

یقیناً وہ حلیم و بردبار ہے!



بے کس و مضطر انسان اس کے سامنے گریہ و زاری کرتا ہے اور وہ اس کی سن لیتا ہے، وہ اس سے مانگتا ہے اور وہ اسے نواز دیتا ہے، جب کہ وہ نافرمان اور گناہ گار ہوتا ہے: { فَأِدَارِكِبُوا فِي الْفَلَكَ دَعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا بَجَحْتَهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ } [سورة العنكبوت: 65].

ترجمہ: یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

لا الہ الا اللہ وہ کتنا حلیم و بردبار ہے! وہی فضل و احسان کا مالک ہے اور اسی سے سارے فضل و احسان حاصل ہوتے ہیں، وہ سخی و داتا ہے، اسی سے سخاوت حاصل ہوتی ہے، وہ حلیم و بردبار ہے اور اسی سے ساری بردباری ملتی ہے۔
وَهُوَ الْحَلِيمُ فَلَا يُعَاجِلُ عَبْدَهُ
بِعُقُوبَةٍ لِيَتُوبَ مِنْ عِصْيَانِ

ترجمہ: وہ حلیم و بردبار ہے، اس لیے بندوں کو فوراً سزا نہیں دیتا تاکہ وہ گناہ سے توبہ کر سکیں۔

صحیحین میں آیا ہے: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر تکلیف دہ باتوں کو سن کر ان پر صبر کرنے والا کوئی نہیں، کافر اللہ تعالیٰ کے لیے ہمسر بناتے اور اس کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں، پھر بھی وہ انہیں رزق و عافیت اور دوسری چیزیں عطا کرتا ہے۔"

اللہ کتنا حلیم و بردبار ہے!

ہماری کتنی لغزشیں ہیں جن پر اللہ نے پردہ ڈال دیا؟ کتنے ایسے گناہ ہیں جن پر اللہ نے ہمارا مواخذہ نہیں کیا؟ ہم نے کتنے گناہ کیے پھر بھی وہ ہمیں یہ ندا دیتا ہے۔ جب کہ وہ ہم سے بے نیاز ہے: ﴿ نَبِّئْ عِبَادِيَ أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾ } [سورة الحجر: 49].

ترجمہ: میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں۔

اللہ حلیم و بردبار پاک ہے! وہ بندے کو پیدا کرتا ہے اور بندہ اس کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرتا ہے، وہ اسے رزق دیتا ہے اور وہ کسی اور کا شکر گزار ہوتا ہے، وہ اپنے بندوں کے لیے خیرات و برکات نازل فرماتا ہے اور بندے

ہیں کہ ان کا شر اللہ کو پہنچتا ہے، اللہ اپنی نعمتوں کے ذریعے بندوں سے لطف و محبت کا اظہار کرتا ہے جب کہ وہ ان سے بے نیاز ہے، اور بندے ہیں کہ معصیت و نافرمانی کے ذریعے بغض و نفرت کا مظاہرہ کرتے ہیں جب کہ وہ اللہ کے نزدیک سب سے فقیر و نادار ہیں: { وَلَوْ يُوَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّىٰ فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَعْرِضُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ } [سورة النحل: 61].

ترجمہ: اگر لوگوں کے گناہ پر اللہ تعالیٰ ان کی گرفت کرتا تو روئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ رہتا، لیکن وہ تو انہیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دیتا ہے، جب ان کا وہ وقت آجاتا ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

خیال خاطر!

ہمیں اللہ بزرگ و برتر کے غیظ و غضب سے ہوشیار رہنا چاہئے، کیوں کہ حلیم و بردبار جب غصہ ہوتا ہے تو اس کے غضب کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی، اللہ بزرگ و برتر کی بردباری قوت اور قدرت سے صادر ہوتی ہے، اللہ حلیم و بردبار صرف اس پر ہی غصہ ہوتا ہے جو رحمت کا مستحق نہ ہو، اور جس کے ساتھ بردباری کا رویہ بھی کارگر نہ ہو، نیز غصہ ہونے سے پہلے اسے (اپنی اصلاح کی) مہلت بھی دیتا ہے۔

اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: { فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ } [سورة الزخرف: 55].

ترجمہ: پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور سب کو ڈبو دیا۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ کافروں کے ساتھ بھی حلم و بردباری اپناتا ہے، انہیں رزق عطا کرتا ہے، دنیا میں انہیں سزا سے دوچار نہیں کرتا، لیکن قیامت کے روز ان کے ساتھ نرمی نہیں برتے گا اور نہ انہیں معاف کرے گا، بلکہ فرشتے انہیں جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے، نہ تو ان کی امید و التجا قبول کی جائے گی اور نہ ان کا عذاب کم کیا جائے گا:

{فَوَرَّكَ لِنَحْشَرْنَهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لِنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لِنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عُنِيًا ﴿٦٩﴾} [سورة مريم: 68-69].

ترجمہ: تیرے پروردگار کی قسم! ہم انہیں اور شیطانوں کو جمع کر کے ضرور بالضرور جہنم کے ارد گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے حاضر کر دیں گے۔ ہم پھر ہر ہر گروہ سے انہیں الگ نکال کر کھڑا کریں گے جو اللہ رحمن سے بہت اکڑے اکڑے پھرتے تھے۔

{يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٥٤﴾} [سورة العنكبوت: 54].

ترجمہ: یہ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اور (تسلی رکھیں) جہنم کافروں کو گھیر لینے والی ہے۔

تابع داری کی چاشنی!

بندہ کو چاہئے کہ اس خلق کریم۔ یعنی حلم و بردباری کی صفت۔ سے آراستہ ہونے کے لیے اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرے (اور اسے آمادہ کرے)، کیوں کہ اللہ بزرگ و برتر (حلم۔ بردبار) ہے اور اپنے بردبار بندوں کو پسند فرماتا ہے، وہ کریم (سخی و فیاض) ہے اور اپنے کریم (سخی و فیاض) بندوں کو محبوب رکھتا ہے۔

أَلَا إِنَّ حُلْمَ الْمَرْءِ أَكْبَرُ نِسْبَةً
فَيَا رَبِّ هَبْ لِي مِنْكَ حُلْمًا فَإِنِّي
أَرَى الْخُلْمَ لَمْ يَنْدَمْ عَلَيْهِ حَلِيمٌ
يُسَامِي بِهَا عِنْدَ الْفِخَارِ كَرِيمٌ

ترجمہ: انسان کی بردباری اس کی سب سے بڑی نسبت (اور خوبی) ہے جس پر ایک کریم و معزز انسان فخر کے وقت اپنی برتری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اے رب! مجھے اپنی طرف سے حلم و بردباری عطا کر، کیوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ بردباری پر کسی بردبار کو شرمندہ نہیں ہونا پڑتا۔

اللہ بزرگ و برتر نے اپنے خلیل ابراہیم عليه السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: {إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ

{ [سورة هود: 75].

ترجمہ: یقیناً براہیم بہت تھل والے نرم دل اور اللہ کی جانب جھکنے والے تھے۔

بردباری اسماعیل علیہ السلام کی صفت بھی تھی: { فَبَشِّرْنَاهُ بِعَلْمٍ حَلِيمٍ } [سورة الصافات: 101].

ترجمہ: ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی۔

ہمارے نبی ﷺ کو اس خلق (کریم) کا وافر ترین حصہ حاصل ہوا تھا۔

صحیحین میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ نجران کی بنی ہوئی چوڑے حاشیہ کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کو گھیر لیا اور زور سے آپ کو کھینچا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے شانے کو دیکھا، اس پر چادر کے کونے کا نشان پڑ گیا، ایسا کھینچا، پھر کہنے لگا: اللہ کا مال جو آپ کے پاس ہے اس میں سے کچھ مجھ کو دلائیے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیئے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے دینے کا حکم فرمایا۔"

نبی ﷺ نے اشج بن عبدالقیس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا: "یقیناً تمہارے اندر دو خصلتیں (خوبیاں) ایسی ہیں جنہیں اللہ محبوب رکھتا ہے: بردباری اور غور و فکر کی عادت" [مسلم]۔

میمون بن مهران سے مروی ہے: "ایک دن ان کے پاس کچھ مہمان تشریف فرما تھے کہ ان کی کنیز ان کے پاس شور بہ سے بھرا ہوا پیالہ لے کر آئی، آتے ہی اسے ٹھیس لگ گئی اور پورا شور بہ میمون پر جا گرا، میمون نے اسے مارنا چاہا کہ کنیز نے کہا: اے میرے آقا! اللہ بزرگ و برتر کے اس فرمان پر عمل کر لیجیے: { وَالْكَظِيمِ الْعَيْطِ } ترجمہ: غصہ پینے والے ہیں۔"

میمون نے کہا: میں نے کر لیا، کنیز بولی: اس کے مابعد پر بھی عمل کر لیجیے: { وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ } ترجمہ: لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔

میمون نے کہا: میں نے تمہیں معاف کر دیا، کنیز بول پڑی: { وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ } [سورة آل

عمران: 134].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔

میمون نے کہا: میں نے تمہارے ساتھ احسان کیا، جاؤ تم اللہ بزرگ و برتر کی خاطر آزاد ہو۔"
ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "جب عقلمند انسان کو غصہ آئے تو اسے یہ یاد کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کس قدر اس کے ساتھ بردباری کا معاملہ کرتا ہے، حالانکہ وہ اللہ کی حرمتوں اور اس کی محرمات کو بے انتہا پامال کرتا ہے، (ایسا کرنے سے) وہ تحمل و بردباری کرنے (پر مجبور ہو جائے گا) اور اس کا غصہ اسے گناہوں کے اسباب میں داخل نہ کر سکے گا۔"

آخری بات..

جب آپ کسی آفت و پریشانی یا آزمائش سے دوچار ہوں تو اللہ سے دعا کریں اور اپنی دعا میں اللہ کے اسم گرامی (الحلیم - بردبار) کو ضرور شامل کریں، کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت اللہ سے یہ دعا کیا کرتے تھے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ" (یعنی: اللہ صاحب عظمت و بردبار کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے) [بخاری و مسلم]۔

اے اللہ! جس طرح تو نے اپنے بندوں کے ساتھ بردباری اختیار کی ہے، اسی طرح ہمارے لیے اپنی بردباری کو داریں کی سعادت و کامرانی (کا ذریعہ) بنا دے۔



(۵۴)
الرَّؤُوفُ جَل جَلَالِهِ

صحیحین میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص بہت گناہ کیا کرتا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے اس نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلاڈالنا پھر میری ہڈیوں کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے رب نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے اتنا سخت عذاب کرے گا جو پہلے کسی کو بھی اس نے نہیں کیا ہو گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم فرمایا کہ اگر ایک ذرہ بھی کہیں اس کے جسم کا تیرے پاس ہے تو اسے جمع کر کے لا۔ زمین حکم بجلائی اور وہ بندہ اب (اپنے رب کے سامنے) کھڑا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا: اے رب! تیرے ڈر کی وجہ سے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی۔"

ہمارے عزیز بزرگ پروردگار نے اس فرمان کے ذریعہ اپنی ذات کی تعریف کی ہے اور اپنے بندوں کو خوش خبری

سنائی ہے: {إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَّؤُوفٌ رَّحِيمٌ} [سورة النحل: 7].

ترجمہ: یقیناً تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور نہایت مہربان ہے۔

رافت: شدید ترین شفقت اور بلیغ ترین محبت کو کہتے ہیں۔

جو کہ ہر ناحیے سے خیر اور بھلائی ہے، اللہ بزرگ و بزرگتر کا فرمان ہے: {إِنَّ اللَّهَ بِالتَّكَاثُرِ لَرَّؤُوفٌ رَّحِيمٌ}

{سورة البقرة: 143}.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔

ہمارے عزیز و برتر پروردگار وہ ہے جس نے انسان کو پیدا کیا، اس کی حفاظت کی، اس پر رحم فرمایا، اس پر احسان و انعام کیا، اس کے لیے پوری کائنات کو مسخر کر دیا، اس سے برائی کو دور رکھا، اسے خیرات و برکات سے نوازا، یہ سب اس کے فضل و احسان اور جو دو اکرام کے ہی مظاہر ہیں۔

بلکہ اللہ عزیز و برتر کی رحمت ہی ہے کہ: وہ اطاعت گزاروں کی چھوٹی سے چھوٹی اطاعت کو قبول کرتا ہے، اپنے مومن بندوں کے ایمان (اور ان کے اعمال) کی حفاظت کرتا اور انہیں ضائع ہونے سے بچاتا ہے، یہ اپنے ولیوں کے تئیں اللہ بزرگ و برتر کی رحمت ہی ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [سورة البقرة: 143].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔

کامل ترین دلالت:

اس کی عظیم و جلیل رحمت ہی ہے کہ: اس نے اپنے بندوں کو (اعمال بد) سے ہوشیار کیا، (نیکی کی) رغبت دلائی، (بدی سے) ڈرایا، (ان سے اجر و ثواب کا) وعدہ کیا اور (اپنے عذاب کی) وعید سنائی، محض ان پر رحمت و شفقت کرتے ہوئے، ان کے مفادات اور مصلحتوں کا خیال رکھتے ہوئے: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ﴾ [سورة آل عمران: 30].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

اس کی انتہائی رحمت و شفقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ: اس نے اپنے رسول پر کتاب نازل فرمائی تاکہ وہ حکم الہی سے لوگوں کو تارکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ ءَايَاتٍ يَدَّبَّرَتْ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [سورة الحديد: 9].

ترجمہ: وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اس کی بے انتہا شفقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ: اس نے ہمارے لیے نقل و حمل کے وسائل مسخر فرمائے، جیسے پرانے زمانے میں گھوڑا، خچر اور گدھے اور دور جدید میں گاڑیاں، جہاز اور ریل وغیرہ، اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: { وَتَحْمِلُ أُنْفُسَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَلِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَوِّفٌ رَّحِيمٌ } [سورة النحل: 7].

ترجمہ: وہ تمہارے بوجھ ان شہروں تک اٹھالے جاتے ہیں جہاں تم بغیر آدھی جان کیے پہنچ ہی نہیں سکتے تھے۔ یقیناً تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور نہایت مہربان ہے۔

یہ اس کی بے انتہا شفقت ہی ہے کہ: جن بندوں کی جان و مال کو وہ (جنت کے عوض) خریدتا ہے وہ اس کی خاص ملکیت ہوتی ہے، پھر بھی وہ اپنی خاص ملکیت کو اپنے بندوں سے بے حد و بے شمار عوض میں خریدتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: { وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ } [سورة البقرة: 207].

ترجمہ: بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

اس کی عظیم شفقت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ: وہ اپنے لیوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ ءَامَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ } [سورة الحشر: 10].

ترجمہ: (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔

یہ بھی شفقتِ الہی کی عظمت ہی ہے کہ: اس نے ایسے حدود (و تعزیرات) قائم کیے جو انسان کو (گناہوں کے ارتکاب) سے باز رکھتے اور تقویٰ اختیار کرنے پر آمادہ کرتے ہیں، کیوں کہ رافت و شفقت وہ ہے جو انسان (کی زندگی کو) درست اور قائم رکھے، کیوں کہ یہ رحمت کی بلیغ ترین قسم ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے: { وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رءُوفٌ رَّحِيمٌ } [سورة النور: 20].

ترجمہ: اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔ اس کی حد درجہ شفقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ: وہ کافروں اور گناہ گاروں کو مہلت دیتا ہے، لاشعوری میں اچانک سے انہیں عذاب میں مبتلا نہیں کرتا، بلکہ انہیں مہلت دیتا، عافیت اور رزق سے نوازتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: { أَوْ يَأْخُذْهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ } [سورة النحل: 47].

ترجمہ: یا انہیں ڈرا دھمکا کر پکڑ لے، یقیناً تمہارا پروردگار اعلیٰ شفقت اور انتہائی رحم والا ہے۔

یہ بھی اس کی اعلیٰ ترین شفقت کی دلیل ہے کہ وہ: { وَمَسِكَ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ } [سورة الحج: 65].

ترجمہ: آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ زمین پر اس کی اجازت کے بغیر گر نہ پڑے، بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر شفقت و نرمی کرنے والا اور مہربان ہے۔

پیغام...

ہر اس شخص کے نام جو فقیری و ناداری سے دوچار ہو، پریشانی اور مصیبت نے اسے ہر چہار جانب سے گھیر لیا ہو، اس کے خد و خال بدل گئے ہوں اور دل ٹوٹ چکا ہو۔

اس شخص کے نام جسے قرض نے بو جھل کر دیا ہو، جس کی فکر حیراں اور ذہن منتشر ہو، اور وہ یہ سوچنے لگا ہو کہ دنیا اس پر تنگ ہو چکی ہے۔

اس شخص کے نام جسے بھوک نے نڈھال کر دیا ہو، مختلف تکلیف واذیت سے وہ چور چور ہو چکا ہو، ڈاکٹر اس کے علاج سے) عاجز ہو چکے ہوں اور اس کے سامنے (سارے) دروازے بند نظر آتے ہوں۔

اس شخص کے نام جو حزن و ملال اور غم و اندوہ میں غرق ہو، جس سے دنیا اس طرح روٹھ چکی ہو کہ اپنی تمام تر کشادگی کے باوجود اس پر تنگ ہو گئی ہو۔

اس شخص کے نام جس کا بیٹا غائب ہو گیا ہو، جس کا محبوب سفر پر ہو، جس کا دوست بچھڑ گیا ہو، جس کا دم گھٹنے لگا ہو اور دل مضطرب ہے قرار ہو، پھول جس کے لیے خار اور حسین و جمیل دنیا جس کی نظر میں افسردگی کی آماجگاہ بن گئی ہو...

آئیے اور اللہ عزیز و برتر کے اس فرمان کو یاد کیجیے: { اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَّءُوفٌ رَّحِيْمٌ } [سورة

النحل: 7].

ترجمہ: یقیناً تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور نہایت مہربان ہے۔

{ وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ } [سورة البقرة: 207].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

آپ یہ ندا لگائیں: اے شفیق و مہربان! میری حالت پر شفقت کر، میری کمزوری پر رحم فرما، میرے حزن و ملال کو دور کر دے اور میری سختی و پریشانی کو کافور کر دے۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ اپنے بندے کو اس لیے آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تاکہ وہ اس کی شکایت،

گریہ وزاری اور دعا کو سن سکے"، { قَالَ اِنَّمَا اَشْكُوْا بِنِّیْ وَحَزَنِيْ اِلَى اللّٰهِ } [سورة یوسف: 86].

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔



دعا کرنے کے بعد فراخی و کشادگی کا انتظار کریں، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { اَمِّنٌ مُّجِيبٌ اَلْمُضْطَّرِّ اِذَا دَعَاہُ

وَيَكْشِفُ السُّوْءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ اَلْاَرْضِ اِنَّہٗ مَعَ اللّٰہِ قَلِيْلًا مَا نَذْكُرُوْكَ ﴿۶۲﴾ } [سورة النمل: 62].

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔

یقیناً وہ بزرگ و برتر بہت شفیق اور نہایت مہربان ہے، اس کی شان نہایت نرالی ہے! اس کا مقام و مرتبہ بے حد عالی ہے! وہ اپنی مخلوق سے حد درجہ قریب ہے! وہ اپنے بندوں پر بے پناہ مہربان ہے! جب آپ کو رسی سخت ہوتی ہوئی دکھے تو یقین رکھیے کہ وہ ٹوٹنے والی ہے، جب تاریکی پوری طرح چھا جائے تو صبح نو کی خوش خبری قبول کریں۔

اپنے بے پناہ شفیق اور نہایت مہربان پروردگار عزوجل سے زچ نہ ہوں، کیوں کہ یہ ناممکن ہے کہ ہمیشہ ایک ہی حالت برقرار رہے، سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ: فراخی کا انتظار کیا جائے، زندگی کے ایام گردش میں رہتے ہیں، زمانہ الٹ پھیر کا نام ہے، رات کے شکم میں صبح کی پرورش ہوتی ہے، غیب ہماری نظروں سے اوچھل ہے، شفیق و مہربان اللہ کا فرمان ہے: {كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿۲۹﴾} [سورة الرحمن: 29].

ترجمہ: ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: {لَعَلَّ اللّٰہُ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿۱﴾} [سورة الطلاق: 1].

ترجمہ: شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

اللہ بزرگ و برتر کا ارشاد ہے: {فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۶﴾} [سورة الشرح: 5-6].

ترجمہ: یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

دل سجدہ ریز ہو گئے:

اللہ بزرگ و برتر نے اپنے رسول ﷺ کو شفقت و رحمت سے متصف فرمایا ہے، فرمان الہی ہے: { لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ } [سورة التوبة: 128].

ترجمہ: تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

یعنی مومنوں کے ساتھ نہایت شفقت و رحمت سے پیش آتے ہیں، بلکہ ان کے والدین سے بھی زیادہ ان پر مہربان ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا حق تمام مخلوقات کے حق پر مقدم ہے، اور امت پر یہ واجب ہے کہ آپ پر ایمان لائے، آپ کی تعظیم اور احترام کرے۔

نبی ﷺ پوری رات نماز (تہجد) میں یہ آیت پڑھتے رہے: { إِنَّ تَعَذُّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ } [سورة المائدة: 118].

ترجمہ: اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے۔ پھر آپ کا شفیق و مہربان پروردگار عزوجل آپ کو یہ خبر دیتا ہے کہ ہم آپ کو اپنی امت کے تعلق سے ضرور خوش کریں گے۔

مومن اپنے اوپر شفقت و نرمی کرتے ہوئے نجات کی راہوں پر چلتا ہے اور ہلاکت کے مواقع سے دور رہتا ہے، دوسروں کے ساتھ بھی اس کا رویہ یہی ہوتا ہے۔



ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو شخص اللہ کے بندوں پر سخاوت و فیاضی کرتا ہے، اللہ بھی اس پر اپنی نوازش اور فضل کی سخاوت کرتا ہے، جیسا کام ہوتا ہے، بدلہ بھی اسی کے ہم مثل ملتا ہے۔"

إِلٰهِي! تَرَىٰ حَالِي وَفَقْرِي وَفَاقِي وَأَنْتَ مُنَاجَاتِي الْحَقِيَّةَ تَسْمَعُ
إِلٰهِي! أَذْفَنِي طُعْمَ عَفْوِكَ يَوْمَ لَا بَنُونَ وَلَا مَالٌ هُنَالِكَ يَنْفَعُ

ترجمہ: اے میرے اللہ! تو میری حالت اور فقر و فاقہ کو دیکھ رہا ہے۔ تو میری پوشیدہ سرگوشیوں کو بھی خوب سنتا ہے۔ الہی! مجھے اس دن اپنے عفو و درگزر کی چاشنی سے شاد کام کرنا جس دن نہ تو اولاد کام آئیں گی اور نہ مال و دولت۔ اے اللہ! اے شفیق و مہربان! ہم تجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ہمیں جنت میں داخل فرما اور جہنم سے نجات عطا کر۔



(۵۵)
الْوَدُودُ جَلَالَهُ

وَلَمَّا جَلَسْنَا بِجِلْسَا طَلَّةِ النَّدَى جَمِيلاً وَبُسْتَانًا مِنَ الرُّوضِ نَادِيَا
أَنَارَ لَنَا طِيبُ الْمَكَانِ وَحُسْنُهُ مَعِي فَتَمَمْنَا فَكُنْتَ الْأَمَانِيَا

ترجمہ: جب ہم کسی مجلس میں شریک ہوئے تو شبینم نے اسے خوبصورت اور سرسبز و شاداب باغیچے بنا دیا۔ اس کی جگہ کی اچھائی اور خوبصورتی ہماری امیدوں کا سبب بنی، پھر ہم نے امیدیں باندھیں اور ان امیدوں کا محور تم رہے۔ ہمارا پاک و برتر اور بہت محبت کرنے والا رب اطاعت گزاروں کا محبوب، بھاگنے والوں کا ٹھکانہ، پناہ طلب کرنے والوں کی پناہ گاہ اور خائف و ہراساں لوگوں کے لیے جائے قرار ہے۔ وہ توبہ کرنے والوں اور طہارت حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، وہ سب سے بڑا سچی اور سب سے بڑا فیاض ہے۔ اللہ پاک و برتر عطا کرنے والوں میں سب سے زیادہ عطا کرنے والا، رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا، نوازنے والوں میں سب سے زیادہ نوازنے والا، تنگی کی حالت میں سہارا، تنہائی کے عالم میں دوست اور فاقہ کے زمانے میں مددگار ہے۔

ہم بات کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی "ودود" (یعنی: بہت محبت کرنے والے) سے متعلق۔ اللہ پاک

و برتر کا فرمان ہے: { إِنَّ رَبِّي رَجِيمٌ وَدُودٌ } [سورة هود: 90].

ترجمہ: یقین مانو کہ میرا رب بڑی مہربانی والا اور بہت محبت کرنے والا ہے۔

نیز فرمایا: { وَهُوَ الْعَفُورُ الْوَدُودُ } [سورة البروج: 14-15].

ترجمہ: وہ بڑا بخشش کرنے والا اور بہت محبت کرنے والا ہے، عرش کا مالک، عظمت والا ہے۔

وڈ کے معنی محبت کے ہیں، چناں چہ ہمارا پاک و برتر رب اپنی معرفت اور عمدہ اوصاف کے ذریعہ اپنے اولیاء سے محبت کرتا ہے۔ یہ محبت ولیوں اور متقیوں کے لیے خاص ہے۔ وہ ان کے لیے محبت کے اسباب پیدا فرماتا ہے، ان کے دلوں میں اپنی محبت ڈال دیتا ہے اور انہیں اپنے اچھے اچھے نام اور بہترین، عظیم اور وسعت کے حامل اوصاف بتاتا ہے جو صاف ستھرے اور معتدل دلوں کو اس کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

وَكَانَ فُؤَادِي خَالِيًا قَبْلَ حُجَّتِكُمْ
فَلَمَّا دَعَا قَلْبِي هَوَاكَ أَجَابَهُ
وَكَانَ بِذِكْرِ الْخَلْقِ يَلْهُو وَيَمْرُخُ
فَلَسْتُ أَرَاهُ عَنْ فَنَائِكَ يَبْرُخُ

ترجمہ: میرا دل تیری محبت سے پہلے ویران تھا۔ مخلوق کی یاد میں مست و مگن تھا۔ جب میرے دل نے تیری محبت کو آواز دی تو اس نے لپیک کہا، اب وہ ہمہ وقت تیرے ہی در سے چمٹا رہتا ہے۔

ہمارا بزرگ و برتر رب بہت زیادہ محبت کرنے والا ہے، اسے اپنے گناہ گار بندوں سے محبت ہے، ان میں سے توبہ کرنے والے کو بے حد پسند کرتا ہے، چنانچہ ان کے لیے ایسے اسباب فراہم کرتا ہے جن سے وہ اس کی بخشش حاصل کر سکیں، وہ اپنی معافی کی راہیں کھولتا ہے اور اپنی وسعتِ رحمت کے نشانات کی نشاندہی کرتا ہے۔ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: ﴿قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾﴾ [سورة الزمر: 53]۔

ترجمہ: میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، تم اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ [سورة الأعراف: 156]۔

ترجمہ: میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے۔

ہمارا بزرگ و برتر رب اپنے احسانات اور اپنی ظاہری و باطنی بڑی بڑی نعمتوں کے ذریعے محبت کا اظہار فرماتا ہے۔ اللہ ہی ہے جس نے انہیں وجود بخشا، انہیں باقی رکھا، انہیں زندہ کیا، ان کی درستی فرمائی، ان کے لیے معاملات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور انہیں ایمان اور اسلام کی توفیق بخشی جو کہ سب سے بڑی نعمت ہے۔

وَهُوَ الْوَدُودُ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّهُ
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الْمَحَبَّةَ فِي قُلُوبِهِمْ
وَهَذَا هُوَ الْإِحْسَانُ حَقًّا لَا مَعَا
أَحْبَابُهُ وَالْفَضْلُ لِلْمَتَّانِ
بِهِمْ وَجَارَاهُمْ بِحَبِّ تَانِ
وَضَةً وَلَا لِتَوْفَعِ الشُّكْرَانِ

ترجمہ: اللہ بہت محبت کرنے والا ہے، وہ بندوں سے محبت کرتا ہے اور اس کے چاہنے والے اس سے محبت کرتے ہیں، حالانکہ تمام تر فضل و احسان اسی منعم و محسن کے لیے ہیں۔

اللہ نے بندوں کے دلوں میں محبت پیدا فرمائی، پھر انہیں ایک دوسری محبت کے ذریعے بدلہ عطا فرمایا، یہی حقیقی احسان ہے، جس میں معاوضہ (کی چاہت) ہے، نہ شکر یہ کی امید۔

خالص احسان:

جب بندہ کے سامنے (اللہ کے اسم گرامی) وودود (یعنی بہت محبت کرنے والا) کا مفہوم واضح ہو جائے، تو اس کا دل اپنے رب سے منسلک ہو جائے گا، پھر وہ اس کی محبت، شوق اور ایسی لذت میں غرق ہو جائے گا کہ جس سے شیریں اور پاکیزہ کوئی لذت ہے ہی نہیں۔

یہی وہ سب سے عظیم شے ہے جس کے ذریعے بندے رب کی بندگی کرتے ہیں اور اس کا تقرب حاصل کرنے والے اس کا تقرب حاصل کرتے ہیں: {مُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ} [سورة المائدة: 54].

ترجمہ: جو اللہ کو محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کی معرفت جس قدر پاک صاف ہوگی، اسی کے بقدر (بندے) کی حالت پاک صاف ہوگی۔ مومن بندہ یہ جانتا ہے کہ یہ حالت بندے کی طاقت اور اس کی قوت کے باعث نہیں ہوتی، بلکہ یہ تو بہت زیادہ

محبت کرنے والا اللہ پاک و برتر ہے جو اپنے بندے سے محبت کرتا ہے، اس کے دل میں محبت ڈالتا ہے، پھر جب بندہ اس کی توفیق سے محبت کرتا ہے تو اللہ پاک اسے دوسری محبت سے نوازتا ہے، یہی خالص احسان ہے، کیوں کہ سبب اور مسبب دونوں اسی (اللہ تعالیٰ) کی جانب سے ہی ملتے ہیں۔

جب بندہ اپنے پروردگار سے حقیقی محبت کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں وہ تمام تر عبادتوں کو صرف اللہ کے لیے ہی خالص رکھتا ہے، نیز ان تمام لوگوں اور چیزوں سے محبت کرنے لگتا ہے جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور ان تمام لوگوں اور چیزوں سے نفرت کرنے لگتا ہے جن سے اللہ نفرت کرتا ہے، اور ولاء و براء کی حقیقت بھی یہی ہے: { لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيَدْخُلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ } [سورة المجادلة: 22].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو، بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

صرف محبت کرنے والوں کے لیے!

سچا مومن اللہ تعالیٰ سے محبت کا اظہار اقوال اور افعال پر مشتمل ان اعمال کے ذریعے کرتا ہے جو اللہ عزیز و برتر کی محبت کے متقاضی ہیں، اور ان میں سب سے عظیم شئی ہے: اللہ عزیز و برتر اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت، اللہ پاک و برتر نے فرمایا: { قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحِبُّكُمْ اللَّهُ } [سورة آل عمران: 31].



ترجمہ: کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

بندہ برابر اس راستے پر چلتا رہتا ہے جسے اللہ عزیز و برتر پسند فرماتا ہے اور ان امور میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے جنہیں ان کا رب چاہتا ہے، یہاں تک کہ وہ (اللہ تعالیٰ کی) محبت سے سرفراز ہو جاتا ہے اور اسے قربتِ الہی حاصل ہو جاتی ہے: "جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت رکھو، چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں، پھر جبرئیل علیہ السلام تمام اہل آسمان میں یہ پکار لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے اس لیے تم سب اس سے محبت رکھو، چنانچہ تمام آسمان والے اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں، اس کے بعد روئے زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے" (بخاری)۔

اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: {إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا

{ [سورۃ مریم: 96]۔

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کیے ہیں، ان کے لیے رحمن محبت پیدا کر دے گا۔ جب اللہ عزیز و برتر کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ "اس کا کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے" [بخاری]۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ: وہ اسباب جن سے اللہ عزیز و برتر کی محبت حاصل کی جاسکتی ہے، دس ہیں:

۱- قرآن کریم کو غور و فکر کے ساتھ اور اس کے معانی و مفہیم کو سمجھ کر پڑھنا۔

۲- فرائض کے بعد نوافل کے ذریعے اللہ کی قربت حاصل کرنا۔

۳- ہمہ وقت زبان، دل، عمل اور حال کے ذریعے اس کے ذکر میں محور ہونا۔

۴- خواہشات کے غلبہ کے وقت اپنی پسندیدہ چیزوں پر اللہ کی پسند کو ترجیح دینا۔



۵- دل کا اس کے اسما و صفات کا مطالعہ و مشاہدہ کرنا اور ان کی معرفت حاصل کرنا۔

۶- اس کے انعام و اکرام، نوازشات اور اس کی ظاہری و باطنی نعمتوں کا مشاہدہ کرنا۔

۷- (یہ نکتہ سب سے پسندیدہ ہے) دل کا پورے طور پر اللہ پاک و برتر کے سامنے عاجزی و انکساری اختیار کرنا۔

۸- اللہ تعالیٰ کے نزول کے وقت اس سے سرگوشی کے لیے خلوت اختیار کرنا۔

۹- محبت کرنے والے سچے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان کی گفتگو سے اچھے ثمرات اخذ کرنا...

۱۰- ہر اس سبب سے دوری اختیار کرنا جو دل اور اللہ عزیز و برتر کے بیچ میں حائل ہو۔

محبت کی واضح دلیل:

فَمَا كُلُّ عَيْنٍ بِالْحَبِيبِ قَرِيْرَةٌ وَلَا كُلُّ مَنْ نُودِيَ يُحِبُّ الْمُنَادِيَا

ترجمہ: ہر نظر محبوب کو قرار نہیں پہنچاتی۔ نہ ہی ہر پکارا جانے والا پکارنے والے کو جواب دیتا ہے۔

محبت کرنے والے محبوب کی صدا "حی علی الفلاح" (آؤ کا میابی کی طرف) سنتے ہیں، اور سنتے ہی بستروں کو چھوڑ دیتے ہیں، نیند کو الوداع کہہ دیتے ہیں اور دھوپ کی حدت اور ٹھنڈ کی شدت میں پیدل ہی ایسے چل پڑتے ہیں کہ گویا وہ ریشم پر چل رہے ہوں اور ان کے کانوں سے یہ آواز ٹکرا رہی ہو کہ "آؤ جدوجہد کی طرف"، چناں چہ وہ اپنی جانوں کو نچھاور کر دیتے ہیں، اپنی روحوں کو پیش کر دیتے ہیں، اپنی زندگی کو قربان کر دیتے ہیں اور اپنے خون (راہ الہی) میں بہا ڈالتے ہیں۔

ان پر (یہ آیت کریمہ) تلاوت کی جاتی ہے: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ﴾ [سورة آل عمران: 97]۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر (جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں)، اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔

تو وہ ہر دور دراز وادی اور راہوں سے پر آگندہ بال، خستہ حال، بھوکے اور پیاسے ہو کر (یہ دعا پڑھتے ہوئے) نکل پڑتے ہیں: "لبیک، اللہم لبیک، لبیک لا شریک لبیک" (یعنی: حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں،

تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ ان لوگوں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کا حال ویسا ہی ہے جیسا کہ شاعر نے بیان کیا کہ:

مَنْ لَمْ يَبْتَ وَالْحُبُّ حَشْوُ فُؤَادِهِ لَمْ يَدْرِ كَيْفَ تَفَعَّتِ الْأَكْبَادُ

ترجمہ: جس نے نہ (غم فراق میں) شبِ باشی کی اور نہ محبت نے اس کے دل پر دستک دیا، اسے کیا معلوم کہ جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کیسے ہوتے ہیں۔

جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: بلاشبہ محبت تلخ کو شیریں، مٹی کو سونے کی ڈلی، گدلا کو صاف، درد کو شفا، زندان کو باغ، بیماری کو نعمت اور غلبہ کو رحمت بنا دیتی ہے، یہ محبت ہی ہے جو لوہے کو موم کر دیتی ہے، پتھر کو پگھلا دیتی اور مردے کو دوبارہ زندہ کر کے اس میں جان پھونک دیتی ہے۔

فَلَيْتَكَ تَحْلُوَ وَالْحَيَاةُ مَرِيرَةٌ وَلَيْتَكَ تَرْضَى وَالْأَنَامُ غَضَابُ
وَلَيْتَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ عَامِرٌ وَبَيْنِي وَالْعَالَمِينَ خَرَابُ
إِذَا نَلْتُ مِنْكَ الْوُدَّ فَالْكُلُّ هَيْبٌ وَكُلُّ الَّذِي فَوْقَ التُّرَابِ تُرَابُ

ترجمہ: کاش تم شیریں ہوتے اور زندگی تلخ۔ کاش تم خوش ہوتے اور لوگ ناراض۔ کاش میرے اور تمہارے بیچ کا رشتہ آباد ہوتا اور تمام جہانوں سے میری ٹھنی ہوتی۔ مجھے تیری محبت حاصل ہو جائے تو پھر ہر شئی معمولی ہوگی اور روئے زمین کی ہر چیز (میرے لیے) خاک کی طرح ہو جائے گی۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ محبت کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ: "محبت اللہ کو معبود ماننے کا راز ہے، اور توحید یہ گواہی دینا ہے کہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محو گفتگو تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے اس کے لیے بہت

ساری نمازیں، روزے اور صدقات تو نہیں تیار کیے، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم اس کے ساتھ رہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو" [بخاری و مسلم]۔

أَحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلِّي أَنْ أُنَالَ بِهَمِ شَفَاعَةَ
وَأَكْرَهُ مِنْ تِجَارَتِهِ الْمَعَاصِي
وَلَوْ كُنَّا سَوَاءً فِي الْبِضَاعَةِ

ترجمہ: مجھے نیک لوگ پسند ہیں، حالاں کہ میں نیک نہیں ہوں۔ شاید کہ مجھے ان کے توسط سے کوئی سفارش حاصل ہو جائے۔ مجھے ایسے لوگ ناپسند ہیں جو گناہ کی تجارت کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم سامان تجارت میں یکساں ہیں۔

ایک نشانی...

ہرم بن حبان فرماتے ہیں کہ: "جو بندہ بھی اللہ عزیز و برتر کی جانب خلوص دل کے ساتھ آگے بڑھتا ہے، اللہ اس کی جانب مومنوں کے دلوں کو پھیر دیتا ہے یہاں تک کہ اسے ان کی محبت سے نواز دیتا ہے"۔

گویا بندہ مومن محبت کرنے والا ہوتا ہے، وہ خود محبت کرتا ہے اور اس سے بھی محبت کی جاتی ہے، وہ دوسروں کو محبوب رکھتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اسے اپنا محبوب رکھتے ہیں، نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "مومن محبت کرتا ہے اور اس سے محبت کی جاتی ہے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے امام طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں روایت کیا ہے]۔ مطلب یہ کہ مومن بندہ اپنے مسلمان دوستوں کے لیے خیر و بھلائی کو پسند کرتا ہے اور اپنے شر سے انہیں محفوظ رکھتا ہے، صحیح حدیث میں

وارد ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يَقْتَرِبُنِي إِلَيْكَ" (یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے اور اس شخص سے جو تجھ سے محبت کرتا ہو، محبت کرنے کی توفیق طلب کرتا ہوں، اور تجھ سے ایسے کام کرنے کی توفیق چاہتا ہوں جو تیری محبت سے قریب کر دے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

اے اللہ! اے بہت محبت کرنے والے (پروردگار)! ہم تجھ سے اور اس شخص سے جو تجھ سے محبت کرتا ہو، محبت کرنے کی توفیق مانگتے ہیں اور تجھ سے ایسے کام کرنے کی توفیق چاہتے ہیں جو تیری محبت سے قریب کر دے۔



اے مفلس بندے! اپنے مہربان کار ساز کا در لازم پکڑ، وسیع علم والے اور غالب کار ساز سے مدد مانگ، اپنے نیک عمل کے ذریعے اس کی قربت حاصل کر، کیوں کہ وہ بڑا مہربان اور محسن ہے۔

یہاں وہ اپنی نعمتوں کے ذریعے کرم فرمائی کرتا ہے، اگر تم اس کی فرمانبرداری کرو گے تو وہ تمہیں نوازے گا اور تم پر انعام و اکرام کرے گا اور اگر تم گزرتے لمحات کو یونہی برباد کر دو گے تو وہ تمہیں محروم کر دے گا اور تمہیں مہلت دے گا، پھر اگر تم نے توبہ کی، اس کی طرف رجوع کیا تو وہ تیری توبہ قبول فرمائے گا اور اگر تم نے نافرمانی کی اور برے اعمال کیے تو وہ ستر پوشی کرے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور اس کی محبت کا ذائقہ چکھ لے، وہ اس کی قربت حاصل کیے بغیر کیسے قرار پاسکتا ہے؟ یا یہ کہ جو شخص رب کے سامنے عاجزی و انکساری کی چاشنی پالے وہ اس کی جانب پورے طور پر یکسو ہوئے بغیر کیسے رہ سکتا ہے؟

بَلِيْلِي وَسَلْمِي يَسْلِبُ اللبَّ وَالْعَقْلَا
سَرَى قَلْبُهُ شَوْقًا إِلَى الْمَلَاِ اَعْلَى

اِذَا كَانَ حُبُّ الْهَائِمِيْنَ مِنَ الْوَرَى
فَمَاذَا عَسَى اَنْ يَصْنَعَ الْهَائِمِ الَّذِي

ترجمہ: جب لیلی اور سلمی کی محبت میں گرفتار لوگوں کی محبت کا یہ حال ہے کہ وہ ذہن و دماغ کو سلب کر دے تو کیا امید کی جاسکتی ہے ایسے محبت کرنے والے کے بارے میں جس کا دل ملائے اعلیٰ کا گرویدہ ہو جائے۔

کہنے والے نے سچ کہا ہے کہ: "قسم اللہ کی، وہ راستہ کس قدر خوفناک ہو گا کہ جس پر اللہ کا پہرہ نہ ہو! اور وہ راستہ کتنا گمراہ کن ہو گا جس کا رہنما اللہ نہ ہو!"

پاک ہے وہ ذات جو بڑا مہربان اور محسن ہے! جس کے ظاہری اور باطنی ہر قسم کے احسان و اکرام اور خیر و برکت ہر پل اور ہر لمحہ ساری زمین اور آسمان والے کے لیے عام ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: { وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَهْرَهُ وَبَاطِنَهُ } [سورة لقمان: 20].
ترجمہ: تمہیں اپنے ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔

اللہ نے اپنی بلند و برتر ذات کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: { إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ } [سورة الطور: 28].

ترجمہ: بے شک وہ محسن اور مہربان ہے۔

چنانچہ ہمارا پاک و برتر رب اپنے بندے پر مہربان ہے، ان کے ساتھ نرمی برتنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور ان کے احوال و کوائف اور دنیوی و شرعی معاملات کو درست بنانے والا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا کمال احسان ہے کہ وہ نیکو کار کے ثواب کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے، جب کہ بدکار کے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ کرتا ہے۔ ہمارا رب اپنے بندے کے لیے محسن اور ان پر مہربان ہے، وہ ان کے ساتھ آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں۔ اللہ اپنے اولیاء کا محسن ہے، وہ انہیں اپنا ولی بناتا ہے، انہیں اپنی عبادت کے لیے منتخب فرماتا ہے اور ہر قسم کے شرور و فتن اور مصائب و مشکلات کو ان کے اوپر سے ٹال دیتا ہے۔ جو کچھ اس نے خلد بریں کے اندر اپنے اولیاء کے لیے تیار کر رکھا ہے، اس سے اس کی وسعت احسان بالکل عیاں ہے: { إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ

إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ } [سورة الطور: 28].

ترجمہ: ہم اس سے پہلے ہی اس کی عبادت کیا کرتے تھے، بے شک وہ محسن اور مہربان ہے۔

وَالْبِرُّ فِي أَوْصَافِهِ سُبْحَانَهُ
هُوَ كَثْرَةُ الْخَيْرَاتِ وَالْإِحْسَانِ
صَدَرَتْ عَنِ الْبِرِّ الَّذِي هُوَ وَصْفُهُ
فَالْبِرُّ حَيْثُئِدِ لَهُ نَوْعَانِ

ترجمہ: احسان اللہ پاک کے اوصاف میں سے ہے، اس کے معنی (بندوں کو) بیش بہا خیر و برکت اور بکثرت انعام و احسان سے نوازا ہے۔ ان برکات اور نوازشوں کا صدور اس احسان کے زیر اثر ہوتا ہے جو اللہ کی صفت ہے، گویا (اللہ کے وصف) احسان کی دو قسمیں ہیں۔

چنانچہ اللہ پاک و برتر اپنے بندے پر احسان کرنے والا ہے۔ ان پر مہربان ہے، ان کے ساتھ بھلائی کرنے والا ہے، وہ انہیں بھرپور خیر و برکت، فضل و عنایت اور شکر و اجابت سے نوازتا ہے: {وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَهْرَهُ وَبَاطِنُهُ} [سورة لقمان: 20]۔

ترجمہ: تمہیں ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔

ساری چیزیں تمہاری خدمت پر مامور ہیں..

وہ فرشتے جو رحمن کا عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ تمہاری مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں، تمہارے اوپر مامور کئے گئے فرشتے تمہاری حفاظت و نگہبانی کر رہے ہیں، وہ فرشتے جنہیں بارش اور نباتات کی ذمہ داری سونپی گئی ہے وہ تمہارے رزق کے سلسلے میں کوشش اور کام میں لگے ہوئے ہیں۔ افلاک تمہاری مصلحتوں کے تابع بنا دیے گئے، چاند، سورج اور ستارے تمہارے وقت اور وظیفہ رزق کی درستی کے حساب سے مسخر کر دیے گئے۔

عالم سفلی مکمل طور پر تمہارے لیے مسخر ہے، زمین، پہاڑ، درخت، پھل، نباتات اور چوپائے، یہاں کا سب کچھ تمہارے لیے ہے۔ {وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ} [سورة الباقية: 13]۔

ترجمہ: آسمان و زمین کی ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے تابع کر دیا ہے، جو غور کریں یقیناً وہ اس میں بہت سی نشانیاں پالیں گے۔

نسیم احسان...

اللہ پاک و برتر کا یہ احسان ہی ہے کہ اس نے ہمارے لیے اپنی معرفت کی راہ ہموار فرمائی، ہمارے اوپر اپنی شریعت کو آسان بنا کر نازل فرمایا، اس میں آسانیاں کوٹ کوٹ کر بھر دی، اسے سختیوں سے کوسوں دور رکھا اور ہمیں اپنی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بنایا: { وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ } [سورة الحج: 78].

ترجمہ: تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔

{ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا } [سورة البقرة: 286].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

{ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ﴿١٧﴾ } [سورة القمر: 17].

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ہم پر ایک احسان یہ بھی ہے کہ وہ ہماری معمولی (نیکی) کو قبول فرماتا ہے اور اس پر بہت زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے اور ڈھیر سارے گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔

(اس بات کو سمجھنے کے لیے) وہ عظیم حدیث کافی ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کر دیا ہے، جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے یہاں دس گنا سے سات سو گنا تک اور اس سے بڑھ کر نیکیاں لکھ دیتا ہے، جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے یہاں نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لیے ایک برائی لکھتا ہے" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

ہمارے اوپر اس کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ وہ بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے اور یہ کہ جب ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو وہ (اسے لوگوں کے سامنے عیاں کر کے) ہمیں رسوا نہیں کرتا، بلکہ ہمارے لیے توبہ کے دروازے

کھول دیتا ہے: ﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾ [سورة الزمر: 53].

ترجمہ: (میری جانب سے) کہہ دو اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔ صحیح سند کے ساتھ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ کہتا ہے: اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا میں تجھے بخشتا ہوں گا۔ چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجے پر پہنچے ہوئے ہوں، مجھے کسی بات کی پرواہ اور ڈر نہیں، اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی بات کی پرواہ نہ ہوگی۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے (مغفرت طلب کرنے کے لیے) ملے لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے آؤں گا (اور تجھے بخش دوں گا) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا نَسْتَلِدُّ بِهِ ذِكْرًا
لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا طَيِّبًا يَمَلَأُ السَّمَاءَ
إِلَهِي تَعَمَّدِنِي بِرَحْمَتِكَ الَّتِي
وَإِنْ كُنْتُ لَا أَحْصِي ثَنَاءً وَلَا شُكْرًا
وَأَقْطَارَهَا وَالْأَرْضَ وَالْبَرَّ وَالْبَحْرَ
وَسَعَتْ وَأَوْسَعَتْ الْبَرَائِيَا بِهَا بَرًّا

ترجمہ: تیرے ہی لیے ہر قسم کی حمد و ثنا ہے، جس کے ذکر سے ہم لطف اندوز ہوتے ہیں، یہ اور بات ہے کہ میں تعریف اور شکر کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تیرے ہی لیے ہر پاکیزہ تعریف ہے جو آسمان، اس کے اطراف، زمین اور بحر و بر کو بھر دے۔ پروردگار! مجھے اپنی اس رحمت سے ڈھانپ لے جس کے ذریعے تو تمام تر مخلوقات پر احسانات کی برسات کرتا ہے۔

وصفِ احسان میں تمہارا حصہ..



ہمارا رب محسن ہے، اسے احسان کرنا پسند ہے، وہ اس کا حکم بھی دیتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس زیور اخلاق سے آراستہ ہوں، (اس سلسلے میں) جامع ترین آیت یہ ہے:

{ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ ءَامَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّنَ وَءَاتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ
وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَءَاتَى الزَّكَاةَ وَالْمُؤْتُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي
الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ } [سورة البقرة: 177].

ترجمہ: ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکاة کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔
بندہ آخرت میں اللہ پاک و برتر کے احسان کا حقدار صرف اسی صورت میں ہو سکے گا کہ وہ اس کے احسان اور

خوشنودیوں تک لے جانے والے امور پر عمل پیرا رہا ہو۔ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { لَنْ نَنالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا
مُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ } [سورة آل عمران: 92].

ترجمہ: جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے، ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "ہر وہ شخص جو اللہ کے بندوں پر بھلائی اور سکون کے دروازے کھولتا ہے، اللہ اس کی دنیوی اور اخروی بھلائیوں میں وسعت پیدا فرماتا ہے۔"

اے اللہ! ہم پر احسان فرما، ہمیں (جہنم کے) لووالے عذاب سے بچا، یقیناً تو محسن اور مہربان ہے۔



(۵۷)
الْقَرِيبُ جَد جَلالہ

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا

دَعَاَنِ فَلَيْسَ تَجِيبُوا لِي وَلِيُؤْمِنُوا لِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ } [سورة البقرة: 186].

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

ایک سوال جس کا جواب دینے کی بات اللہ عزیز و برتر نے بنفس نفیس ایک آیت میں کہی جو ہر مومن دل کے اندر شیریں سخاوت، مانوس محبت، قابل اطمینان خوشی، پورا پورا بھروسہ اور کامل یقین موجزن کر رہی ہے۔ اسی انسیت اور پیاری قربت کے زیر سایہ ہمیں اللہ کے اسم گرامی "القریب" (یعنی بے حد نزدیک) کا پتہ چل رہا ہے۔ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ } [سورة سبأ: 50].

ترجمہ: وہ بڑا ہی سننے والا اور بڑا ہی قریب ہے۔

یہ نام دلوں کو بھانے والا، اچھوتے معانی سے لیس اور بیش بہا دلائلوں کا حامل ہے۔

اس کے لفظ اور معنی میں اسی طرح یگانگت پائی جاتی ہے جس طرح کہ صاف شفاف گلاس کے باہر سے اس کے اندر کا آبِ زلال نظر آتا ہے۔

ہمارا عزیز و برتر اپنے بندوں سے بے حد قریب ہے، اپنے عرش پر مستوی ہے، جو کہ اس کی مخلوقات کے

اوپر ہے، وہ بھیدوں اور دل میں چھپے رازوں کو خوب جانتا ہے اور اس کی معیت ہر کسی کے لیے ہے۔

مخلوق سے اس کی قربت دو قسم کی ہے:

پہلی: عمومی قربت: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ بزرگ و برتر ہر ایک سے اپنے علم، نگہبانی اور نگرانی کے اعتبار سے قریب ہے اور (اس کا علم) تمام چیزوں کو محیط ہے۔ حالاں کہ وہ ساری مخلوقات کے اوپر ہے، پھر بھی وہ شہ رگ سے بھی زیادہ انسان کے قریب ہے۔ اس عمومی معیت کا تذکرہ اللہ پاک کے اس فرمان میں وارد ہے: { وَنَحْنُ أَقْرَبُ

إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ } [سورة ق: 16].

ترجمہ: ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

دوسری: خصوصی قربت: اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ پاک و برتر اپنے بندوں، مانگنے والوں اور پسند کرنے والوں سے قریب ہے۔ یہ قربت: محبت و نصرت، حرکات و سکنات میں تائید و حمایت، دعا کرنے والوں کی دعاؤں کی قبولیت اور عبادت گزاروں کی عبادتوں پر ثواب عطا کرنے اور ان کے نیک اعمال کی قبولیت کی متقاضی ہے۔

یہ وہ قربت ہے جس کی حقیقت کا پتہ نہیں لگایا جاسکتا، ہاں اس کے آثار دیکھے جاسکتے ہیں، جیسے بندے پر اس کا لطف و کرم، اس پر (رب کی) شفقت و عنایت اور اس کی توفیق و مہربانی: { وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي

قَرِيبٌ مُّجِيبٌ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ } [سورة البقرة: 186].

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں۔

وَهُوَ الْقَرِيبُ وَفَرِيئُهُ الْمُخْتَصُّ بِ الدَّاعِي وَعِبَادِهِ عَلَى الْإِيمَانِ

ترجمہ: وہ بے حد نزدیک ہے، اور اس کی (خصوصی) قربت دعا کرنے والے اور ایمان پر قائم رہنے والے

بندوں کے لیے مختص ہے۔

صحیح سند کے ساتھ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "جس کو تم پکارتے ہو وہ تمہارے اونٹ کی گردن سے زیادہ تم سے قریب ہے" [اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے]۔
وہ اندھیری رات میں سخت چٹان پر کالی چیونٹی کی رینگ کو بھی سنتا ہے۔
اللہ کی حفاظت میں..

اللہ عزیز و برتر اپنے اولیاء کے بے حد نزدیک ہے، اپنے بندوں کا محافظ ہے، وہ انہیں اپنی حفاظت و نگہبانی میں رکھتا ہے، ان پر اپنی نوازشات کی بارش کرتا ہے، ان پر رحمت کے بادل برساتا ہے، پل بھر کے لیے بھی انہیں بے سہارا نہیں چھوڑتا، انہیں خود کے سپرد نہیں کرتا، ان پر دشمنوں کو حاوی نہیں ہونے دیتا اور نہ ہی ان تک پہنچنے کے لیے شیطان کو کوئی راستہ فراہم کرتا ہے۔ انہوں نے خاص معیت کی قیمت چکائی، چنانچہ انہیں یہ قربت، نصرت، حمایت اور حفاظت حاصل ہوئیں: { وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَءَامَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا } [سورة المائدة: 12].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں کو ماننے رہو گے اور ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کو بہتر قرض دیتے رہو گے۔
انہوں نے اپنے پروردگار کے پاس طمانینت محسوس کی اور اللہ پاک و برتر کے تئیں حسن ظن رکھا تو ہر لمحہ کے لیے اللہ ان کا (محافظ و ناصر) ہو گیا۔

نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال کی دعوت، مصیبت اور آزمائش کے بعد اپنے رب سے دعا مانگی تو اس نے دعا قبول فرمائی، آپ کو نجات بخشا اور آپ کے دشمنوں کو تباہ و برباد کر دیا۔
ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی پناہ طلب کی تو اس نے آپ کو آگ سے چھڑکار دیا۔
یونس بن متی علیہ السلام کو بڑی مصیبت سے نکالا اور یوسف علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس بھیجا، ان کا شیرازہ متحد کیا، یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے مابین الفت پیدا کی اور یعقوب علیہ السلام کو دوبارہ بصارت سے نوازا اور ہمارے

رسول ﷺ بعض ایسے سنگین حالات سے گزرے کہ جن کے باعث سروں کے بال پکنے لگے، دل حلقوم تک آگیا اور آپ کے بعض صحابہ اللہ کے ساتھ بدگمانیاں کرنے لگے، مگر (ان حالات میں) آپ ﷺ اپنے آقا و مولیٰ کے سامنے گڑگڑا کر دعائیں مانگتے، پھر اللہ عزیز و برتر وعدے کو پورا کرتا، مطلوب شیٰ کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا اور کلمہ حق کو بلند و بالا فرماتا۔

غرض کہ اللہ عزیز و برتر اپنی تمام تر مومن مخلوق کے قریب ہے، وہ انہیں دیکھ رہا ہے اور ان کی حفاظت کر رہا ہے۔

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے شوہر کی شکایت لے کر حاضر ہوئی، عائشہ رضی اللہ عنہا گھر کے ایک کونے میں موجود تھیں، آپ فرماتی ہیں کہ آپ کچھ باتیں سن پارہی تھیں اور کچھ نہیں، اس تکرار کے ختم ہونے کے بعد جبریل علیہ السلام پیارے محمد ﷺ پر یہ آیت کریمہ لے کر نازل ہوئے: {قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ} [سورة المجادلة: 1].

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی سماعت کی وسعت نے ساری آوازوں کو گھیر رکھا ہے!

یقیناً وہ بہت قریب ہے:

تم دعائیں اپنی آواز بلند مت کرو، کیوں کہ وہ بہت قریب ہے، (تمہاری دعا) سن رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلند اور جہری آوازوں میں رب سے دعائیں کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: "لوگو! اپنے اوپر رحم کرو، تم کسی بہرے غائب رب کو نہیں پکارتے ہو، تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔



اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی باتوں اور تمہارے احساسات سے باخبر ہے، تم اسے اپنے دل میں پکارو وہ تمہاری پکار

سنے گا... وہ بہت قریب ہے: { اِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا } [سورة مريم: 3].

ترجمہ: جب کہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔

تم اسے اپنے دل میں یاد کرو، وہ تمہاری باتیں سنے گا اور تمہیں یاد رکھے گا، کیوں کہ اللہ پاک و برتر ہے حد

نزدیک ہے۔

متفق علیہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ: "اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد

کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں"۔

ہر انسان پر اللہ بلند و برتر جو (بندوں کے) بے حد نزدیک ہے، کا کوئی نہ کوئی عطیہ و نوازش ضرور ہے، خواہ اس کا

تعلق کسی غم کو ختم کرنے یا کوئی پریشانی دور کرنے سے ہو یا پھر وہ کسی نقصان کو ٹالنے، کوئی خطرہ روکنے یا کسی پسندیدہ شئی

کو پانے اور کسی مطلوبہ چیز کو حاصل کرنے سے متعلق ہو۔

غرض کہ قریب رہنے والوں کے لیے اللہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اس کا عطیہ تقسیم ہو رہا ہے، اس کی فیاضی بے

مثال اور سخاوت بے انتہا ہے، کتنی ایسی ضرورتیں ہیں جو پوری ہو چکیں، کتنی دعائیں قبول کی جا چکیں، کتنی برکتیں نازل

ہوئیں اور کتنی رحمتوں نے اپنے دامن میں کتنوں کو سمیٹ لیا!

ردائے محتاجگی..

جب تمہیں یہ معلوم ہے کہ اللہ بلند و برتر تم سے بے حد قریب ہے، وہ تمہارے دل کی باتیں جانتا ہے، تمہاری

دعا سنتا ہے، تمہارے ٹھکانے سے واقف اور تمہارے دل کے راز سے آگاہ ہے، تو پھر تو نیکو کار بن جاؤ: { اِنَّ رَحْمَتَ

اللَّهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ } [سورة الاعراف: 56].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔

(اللہ تعالیٰ) کی قربت اختیار کرو، اگر تم ایک بالشت اس کے نزدیک ہو گے تو وہ ایک ہاتھ تمہارے قریب ہو گا، حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ: "اگر کوئی مجھ سے قریب ہونے کے لیے ایک بالشت آگے بڑھتا ہے تو اس سے قریب ہونے کے لیے میں ایک ہاتھ آگے بڑھتا ہوں، اگر کوئی میری طرف ایک ہاتھ آگے بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں، اگر کوئی میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں"۔ [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے، مذکورہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں]۔

اللہ کا تقرب نوافل سے قبل فرائض سے حاصل ہوتا ہے: "میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے، ان میں کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہے، اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفلی عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں" [بخاری]۔

بندہ مراتب عبودیت میں جیسے جیسے کامل اور پختہ ہوتا جائے گا، اسی کے بقدر وہ اللہ پاک و برتر کے قریب آتا جائے گا، وہ اللہ کے لیے جتنی زیادہ عاجزی اختیار کرے گا، اس کے آگے گڑ گڑائے گا اور اپنے رب اور محبوب کے لیے اپنی ناک اور چہرے کو غبار آلود کرے گا، اپنے رب سے اس کی قربت اتنی ہی زیادہ بڑھے گی اور اس کا مقام و مرتبہ بلند ہو گا، ایک صحیح حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا: "بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، چنانچہ (اس حالت میں) کثرت سے دعا مانگو" [مسلم]۔

گویا سجدے کے اندر تعظیم کی سب سے بڑی دلیل، عبودیت و بندگی کا سب سے اعلیٰ درجہ، عاجزی و انکساری کا سب سے عظیم مظہر، محبت کا سب سے خوب صورت پیغام، خشوع و خضوع کا سب سے حسین منظر اور اظہارِ محتاجگی کی سب سے بہتر ادا موجود ہے۔

اللہ بلند و برتر کے سامنے تمہارے سجدے جس قدر (زیادہ) ہوں گے، اس کے نزدیک تمہارا درجہ اسی قدر بلند ہوگا، نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "تم کثرت سے سجدہ کیا کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک سجدہ سے تیرا ایک درجہ بلند کرتا اور ایک گناہ معاف کرتا ہے" [مسلم]۔

(دعا سے) تمہیں دائمی نعمت حاصل ہوگی: {أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴿١١﴾} [سورة الواقعة: 11]۔

ترجمہ: وہ بالکل نزدیک کی حاصل کیے ہوئے ہیں۔

{عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾} [سورة المطففين: 28]۔

ترجمہ: (یعنی) وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے۔

تمہیں تمہارا رب اور اس کی جانب تمہاری توجہ مبارک ہو!

حَتَّىٰ وَإِن بَدَّتْ السَّمَاءُ بَعِيدَةً
فَارْفَعْ يَدَيْكَ إِلَى الْإِلَهِ مُنَاجِيًا
مَا ضَرَّنَا بَعْدَ السَّمَاءِ وَإِن عَلَّتْ
إِنَّ الَّذِي فَوْقَ السَّمَاءِ قَرِيبٌ
إِنَّ الْجُورَاحَ مَعَ الدُّعَاءِ تَطْيِبُ
مَا دُمْتَ يَا رَبَّ السَّمَاءِ قَرِيبُ

ترجمہ: اگرچہ آسمان دور دکھ رہا ہے، پر وہ ذات جو آسمان کے اوپر ہے، وہ بہت ہی قریب ہے۔ چنانچہ اپنے معبود کی طرف سرگوشی کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھاؤ، کیوں کہ دعا سے تکلیفیں بھی ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ آسمان کی دوری، خواہ آسمان جس قدر بھی بلند ہو، ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی، جب تک کہ اے آسمان کے رب! تو ہم سے قریب ہے۔

اے اللہ! تو نے فرمایا اور تیرا فرمان برحق ہے: {وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ

دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾} [سورة البقرة: 186]۔



ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

اے اللہ! اے قریب و مجیب! ہماری دعائیں قبول فرما، ہماری کمزوری پر رحم فرما، ہمارے غموں کو دور فرما، تمام تر معاملات میں ہمیں بہترین خاتمہ عطا فرما، دنیا کی رسوائی اور عذابِ آخرت سے نجات دے، اور ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو معاف فرما، اے دعائیں قبول کرنے والے (پروردگار!)۔



(۵۸)
الْمُجِيبُ جَدِ جَلَالَهُ

سَمِعْنَا حَدِيثًا كَقَطْرِ النَّدى فَحَدِّدْ فِي النَّفْسِ مَا حَدَّدَا
فَأُصْحَى لَأَمَانًا مُنْعِشًا وَأَمْسَى لَأَلَامِنًا مَرَقَدًا

ترجمہ: ہم نے بارش کے قطرے کی مانند (نشاط آمیز) بات سنی جس سے ہمارے دلوں کے تاروپود جاگ اٹھے۔ اس سے ہماری آرزوئیں تازہ اور تکلیفیں کافور ہو گئیں۔

عطاء رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے فرمایا: "میرے پاس طاووس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تشریف لائے اور عرض کرنے لگے: اے عطاء! اپنی ضرورتیں اس شخص کے پاس لے جانے سے بچو جو تمہیں دیکھ کر اپنا دروازہ بند کر لے، بلکہ اپنی ضرورتوں کو لیکر اس ذات (بابرکات) کا رخ کرو جس کا دروازہ تمہارے لیے روز قیامت تک کے لیے کھلا ہوا ہے۔ وہ (اللہ) چاہتا ہے کہ تم اس سے مانگو اور اس نے تمہاری دعائیں قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔"

{ فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ } [سورة هود: 61].

ترجمہ: تم اس سے معافی طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔

ہمارا پاک و برتر اور دعاؤں کا قبول کرنے والا رب وہ ہے جو اس سے مانگنے والے کو وہ چیز عطا کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے، مانگنے والے کی دعائیں قبول کرتا ہے، مظلوموں کی مدد کرتا ہے اور خوف زدوں کی بے قراری کو قرار میں تبدیل کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ ایسے لوگوں کی بھی سنتا ہے جو اس کا انکار کرتے ہیں اور دن کے ایک پہر کے لیے (بھی) اس پر یقین نہیں رکھتے، مگر یہ ان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی پریشانیوں کو دور کرتا ہے، یہ اس (ذات پاک) کی

نوازش ہے اور شاید کہ وہ لوگ (اس کے نتیجے میں) ایمان لے آئیں۔ مگر اکثر لوگ اس نوازش کو بھلا دیتے ہیں، اس احسان کو فراموش کر دیتے ہیں اور اس حسن سلوک کا انکار کر جاتے ہیں۔ اللہ پاک **وبرتر** کا فرمان ہے: { **فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِكِ دَعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا بَجَحْتُهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ** } [سورة العنكبوت: 65].

ترجمہ: یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچلاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

دروازے کی چوکھٹ پر...

جب لوگوں کے سامنے دروازے بند کیے جانے لگتے ہیں، زمین ان کے لیے تنگ دامنی کا شکوہ کرنے لگتی ہے، ان کے دکھ درد حد سے گزرنے لگتے ہیں، حالات ان کے قابو سے باہر ہو جاتے ہیں، انہیں مخلوقات کے مابین کوئی سہارا اور ٹھکانا نہیں ملتا تو وہ فطرتاً اللہ کی پناہ تلاش کرنے لگتے ہیں، اس کے دربار کا سہارا ڈھونڈنے لگتے ہیں اور اس کی چوکھٹ پر آگرتے ہیں: { **ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمْ الضَّرُّ فَإِلَيْهِ يَجْعَرُونَ** } [سورة النحل: 53].

ترجمہ: اب بھی جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آجائے تو اسی کی طرف نالہ و فریاد کرتے ہو۔

اللہ اپنی سخاوت، فیاضی اور فضل و احسان کے باعث یہ پسند کرتا ہے کہ بندہ خوش حالی اور تنگ حالی ہر صورت میں اسی کے سامنے دست سوال دراز کرے، جو بندہ خوش حالی میں اللہ کی پہچان رکھتا ہے، اللہ اس کی بد حالی میں پہچان رکھتا ہے۔ آپ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "جسے یہ بات خوش کرے کہ مصائب و مشکلات کے وقت اللہ اس کی دعائیں سنے تو چاہیے کہ وہ خوش حالی (کے زمانے میں) کثرت سے دعائیں مانگے" [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے، یہ حدیث حسن ہے]۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ: "ہمارے اور رحمن کے عرش کے مابین کتنا (فاصلہ) ہے؟ تو آپ نے فرمایا: سچے دل سے نکلنے والی ایک سچی دعا (کا فاصلہ ہے)"۔

ایک نصیحت...

بندہ مومن دعا کرتے ہوئے قبولیتِ دعا کے موانع سے احتیاط برتتا ہے، بعض موانع یہ ہیں:

۱- صدق دل سے اللہ کی جانب متوجہ نہ ہونا۔

۲- دعائیں یقین اور گریہ وزاری کا فقدان۔

۳- نبی ﷺ پر درود شریف نہ پڑھنا۔

۴- قبولیت کی جلدی مچانا۔

۵- حرام کھانا، حرام پینا یا حرام پہننا۔

۶- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو ترک کرنا۔

حدیث میں بعض ایسے اوقات اور احوال کا ذکر آیا ہے جن میں قبولیتِ دعا کی امید کی جاسکتی ہے، ان میں سے

چند درج ذیل ہیں:

۱- اذان اور اقامت کے مابین دعا کرنا۔

۲- رات کے تیسرے پہر میں دعا کرنا۔

۳- سجدے کی حالت میں۔

۴- جمعہ کے دن، قبولیت کی گھڑی میں۔

۵- حالت سفر میں۔

۶- مظلوم کی دعا۔

۷- باپ کا بیٹے کو بددعا دینا۔

اس طرح کے اور بھی مواقع اور حالات ہیں جن میں دعا قبول ہونے کی امید کی جاسکتی ہے، لیکن جب بھی آپ

دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو یاد رکھیں کہ یہ آپ پر رب کا فضل و کرم ہے، وہ آپ کو عطا کرنا چاہتا ہے، اس لیے آپ



نیک گمان رکھیں، یقین کے ساتھ مانگیں، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: {ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ} [سورة غافر: 60].

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مصیبت کے انبار کو دعا کے ذریعہ ٹالو"۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "تم لوگ دعا کرنے سے تنگ مت آؤ، کیوں کہ دعا کرنے والا تباہ و برباد نہیں ہو سکتا۔"

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کی جاتی ہے، مگر قبولیت کی حالت مختلف ہوتی ہے، چنانچہ کبھی بعینہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ وہ دعائیں مانگتا ہے، تو کبھی اس کے بدلے میں (کچھ اور شئی سے نوازا جاتا ہے)"۔

فَأَجِرْ ضَعِيفًا يَحْتَمِي بِحِمَاكَ	بِكَ أَسْتَجِيرُ وَمَنْ يُجِيرُ سِوَاكَ
ذَنبِي وَمَعْصِيَتِي بَعْضِ قُؤَاكَا	إِنِّي ضَعِيفٌ أَسْتَعِينُ عَلَى قُوَى
مَا هَا مِنْ عَافِرٍ إِلَّا كَا	أَذْنَبْتُ يَا رَبِّي وَأَذْتَنِي ذُنُوبٌ
وَتُعِينِي وَتُمِدُّنِي بِهَذَاكَ	أَدْعُوكَ يَا رَبِّي لِتَغْفِرَ حَوْبَتِي
مَا خَابَ يَوْمًا مَنْ دَعَا وَرَجَاكَ	فَأَقْبَلْ دُعَائِي وَاسْتَجِبْ لِرَجَاوَتِي

ترجمہ: میں تیری ہی پناہ طلب کرتا ہوں، تیرے سوا کون ہے جو پناہ دے سکے، تو ایک کمزور (بندے) کو پناہ عطا کر جو تیری ہی پناہ کا متلاشی ہے۔ میں ایک کمزور (بندہ) ہوں، اپنے گناہ اور نافرمانی کی سنگینیوں پر تیری معمولی قوت و عنایت کا خواستگار ہوں۔ اے میرے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے اور بعض ایسے گناہوں نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے جنہیں تیرے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے۔ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں اے میرے پروردگار! کہ تو میرے گناہ بخش دے اور اپنی ہدایت کے ذریعے میری مدد و اعانت فرما۔ تو میری دعا قبول فرما اور میری امیدوں کی تکمیل کر، تجھے پکارنے والا اور تجھ سے امیدیں وابستہ رکھنے والا کبھی ناکام و نامراد نہیں ہوتا۔



ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ بندہ کے لیے نازیبا ہے کہ وہ بندے کے سامنے دست سوال دراز کرے، جب کہ وہ اپنے رب کے پاس ہر وہ چیز پاسکتا ہے جس کی اسے چاہت ہو۔"
اے اللہ! اے دعائیں قبول کرنے والے! تو ہماری دعائیں قبول فرما، ہماری بے بسی پر رحم کر اور ہمیں اور ہمارے والدین کو دوزخ کی آگ سے نجات دے۔



(۵۹)
الْمَجِيدُ جَل جَلَالِهِ

تیرا رب حمد و ثنا کو پسند کرتا ہے..

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ سے بڑھ کر کوئی تعریف پسند نہیں ہے، اسی وجہ سے اس نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے" [مسلم]۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے: "اللہ سے بڑھ کر کوئی حمد و ثنا کو پسند نہیں کرتا، اسی لیے اس نے خود اپنی ثنائیاں بیان کی ہے" [بخاری]۔

امام بخاری کی کتاب "الأدب المفرد" میں آیا ہے کہ: اسود بن سرلیج نے فرمایا: میں ایک شاعر تھا، میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: کیا میں آپ کو ایسی تعریفات پڑھ کر نہ سناؤں جن کے ذریعہ میں نے اپنے رب کی ثنائی کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یقیناً تیرا رب تعریفات کو پسند فرماتا ہے"، آپ نے اس سے زیادہ کچھ نہیں فرمایا۔ [یہ حدیث حسن ہے]۔

وَمَا بَلَغَ الْمُهْدُونَ نَحْوَكَ مِدْحَةً وَإِنْ أَطْنَبُوا إِنَّ الَّذِي فِيكَ أَعْظَمُ

ترجمہ: ثنائی کرنے والے تیری ثنائی نہ کر سکیں گے، خواہ وہ مبالغہ ہی سے کیوں نہ کام لیں، کیوں کہ تیری شان تمام تعریفات سے اعلیٰ و بالا ہے۔

ہماری عظمت بیانی سے اللہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، اور نہ (تعظیم الہی میں) ہماری کوتاہی سے اللہ پر کوئی اثر پڑتا ہے، اللہ اپنی ذات کے ساتھ بے نیاز ہے، وہ اپنی صفات کی بنا پر لائق تعریف اور قابل ستائش ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ لوگ اس کی تعریف اور عظمت بیان کرتے اور اس کی نوازشات پر شکر بجالاتے ہیں۔

بلکہ ہمارے اوپر اللہ کا فضل و کرم ہی ہے کہ اس نے ہماری زندگی کی درستی کا دار و مدار اس کا شکر ادا کرنے اور اس کی حمد و ثنایاں کرنے پر رکھا ہے، تاکہ نفس کو پاکیزگی نصیب ہو، اسے سیدھی راہ کی توفیق ملے اور اپنے رب سے سکون و طمانینت حاصل ہو۔

بلاشبہ یہ حروف جو آپ کے لیے رقم کر رہا ہوں نیز یہ کتاب (جو آپ پڑھ رہے ہیں) وہ: اللہ عزیز و برتر کی عظمت بیانی ہی ہے، جس کی اللہ نے ہمیں توفیق بخشی، دعا ہے کہ وہ اسے ہم سب کی جانب سے قبول فرمائے اور جس روز ہم اس سے ملنے والے ہیں، (اس روز کے لیے) وہ اسے اپنے پاس ذخیرہ کر لے۔

لَكَ الْحَمْدُ وَاللِّعْمَاءُ وَالْمَلِكُ رَبَّنَا فَلَا شَيْءَ أَعْلَى مِنْكَ بَحْدًا وَأَمْحَدُ

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تعریفیں تیرے لیے ہی زیبا ہیں، انعام و احسان تیری ہی طرف سے ہیں، بادشاہت بھی تیری ہی ہے۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو عظمت اور عزت و شرافت میں تجھ سے بڑھ کر ہو۔

فرمان بارب تعالیٰ ہے: { إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ } [سورۃ ہود: 73].

ترجمہ: بے شک اللہ حمد و ثنا کا سزاوار اور بڑی شان والا ہے۔

(عربی کا لفظ) مجید: مجد سے ماخوذ ہے، جس کے معنی: کامل و مکمل بزرگی و برتری اور وسعت و کثرت کے ہیں۔ چنانچہ ہمارا عزیز و برتر رب حد درجہ فیاض ہے، عظمت والا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت اور اس کی شان کبریائی سے بڑھ کر اور برتر کس کی شان ہو سکتی ہے!؟

اللہ کی ذات بزرگی و کبریائی اور عظمت و جلال کے اوصاف سے متصف ہے، اللہ ہر چیز سے بڑا ہے، ہر چیز سے برتر ہے اور ہر چیز سے بلند و بالا اور جلیل القدر ہے۔

ہمارے رب تبارک و تعالیٰ کا ہر ایک وصف عظیم الشان ہے، چنانچہ وہ علیم ہے، یعنی اپنی صفت علم میں کامل ہے، رحیم ہے یعنی اس کی رحمت ہر چیز کو محیط ہے، قدیر ہے یعنی اسے کوئی بھی چیز عاجز و بے بس نہیں کر سکتی، حلیم ہے یعنی وہ صفت حلم و بردباری میں درجہ کمال پر فائز ہے، حکیم ہے یعنی اپنی حکمت میں سب سے اونچے مقام پر قائم

ہے۔ اس کے تمام تر اسما و صفات درجہ کمال کے حامل ہیں، ہم اس کی اس جیسی ثنا خوانی نہیں کر سکتے، جس طرح اس نے خود اپنی کی ہے۔

ہر طرح کی حمد و ثنا تیرے ہی لیے ہے...

اللہ پاک و برتر نے اپنے کمال و جلال اور عظمت و رفعت کے باعث اپنی تعریف بیان فرمائی ہے۔ حدیث قدسی میں صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہے: "میں (ہر معاملے میں) عظیم اور زبردست ہوں، بڑی عظمت و اقتدار والا ہوں، بادشاہ ہوں، (سب سے) بلند و بالا ہوں، وہ خود اپنی تعریف کر رہا ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے]۔

ہمارے رب کی، اس کی عظمت و بزرگی پر تعریف کی گئی ہے: { إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ﴿٧٣﴾ } [سورة هود: 73]۔

ترجمہ: بے شک اللہ حمد و ثنا کا سزاوار ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندے پر حد درجہ احسان کرنے والا ہے، وہ انہیں خیرات و عطیات سے نوازتا ہے، اپنے اولیاء کو یہ توفیق دیتا ہے کہ وہ تمجید و تقدیس کے ساتھ صرف اللہ بزرگ برتر کی ہی عبادت کریں۔ حدیث قدسی میں آیا ہے: "جب بندہ کہتا ہے: { مَلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ ﴿٤﴾ } [سورة الفاتحة: 4] (یعنی: بدلے کے دن کا مالک ہے) تو اللہ کہتا ہے: میرے بندے نے میری بڑائی و کبریائی بیان کی" [مسلم]۔

صحیح سند کے ساتھ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمِْلَأَ مَا شِئْتَ مِنَ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ" (اے ہمارے پروردگار! تیرے لیے حمد و ثنا ہے آسمان و زمین کے برابر اور اس کے بعد جو کچھ تو چاہے اس کے برابر، اے لائق حمد و ثنا اور قابلِ مجد و شرف!) [مسلم]۔

انبیاء و رسل اسی (اللہ) کی عظمت و بزرگی کے خوشہ چیں تھے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یہ تو معلوم ہے کہ ہم آپ پر سلام کیسے بھیجیں، لیکن آپ پر درود بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟ (ہم اس

سے ناواقف ہیں) تو آپ ﷺ نے انہیں یہ درود شریف سکھایا: "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ" (یعنی: اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر اپنی رحمت نازل فرمائی، بے شک تو بڑی خوبیوں والا بڑی بزرگی والا ہے) [اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور اسی معنی کی حدیث مسلم میں بھی ہے]۔

وادی کامرانی:

قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ: {بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿۲۱﴾} [سورة البروج: 21]۔

ترجمہ: قرآن ہے بڑی شان والا۔

شرف و منزلت اور عظمت و برتری والا ہے، حد درجہ خیر و برکت، فضل و عنایت اور جود و سخاوت والا ہے۔ عزیز و برتر اللہ نے قرآن مجید کے اندر اپنی عظمت بیان فرمائی ہے۔ اس (کلام پاک) کی عظیم ترین آیت وہ ہے جو باری تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی صفتوں کے بیان پر مشتمل ہے، مثلاً سورة البقرة میں موجود آیت الکرسی، یہ اللہ عزیز و برتر کی کتاب میں موجود سب سے عظیم آیت ہے، اسی طرح سورة الاخلاص، جو کہ سب سے افضل سورت ہے، حتیٰ کہ نبی ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "یہ سورت قرآن کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے" [مسلم]۔

ایک عظیم شئی جس کے ذریعے بندہ اپنے رب کی عظمت و بزرگی بیان کر سکتا ہے وہ ہے اس کتاب کی رات کے مختلف اوقات اور دن کے الگ الگ حصوں میں تلاوت کرنا، اسے مضبوطی سے پکڑنا، اس میں تدبر و تفکر کرنا اور اس کا علم حاصل کر کے، اسے سمجھتے ہوئے اس پر خضوع و خشوع کے ساتھ عمل پیرا ہونا۔ جو لوگ اہل قرآن ہوں گے وہ

اللہ کے اہل اور خاص لوگوں میں شمار ہوں گے۔ نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ کچھ لوگوں کو بلند کرتا ہے تو کچھ لوگوں کو پستی میں ڈال دیتا ہے" [مسلم]۔

نافع بن حارث نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے (مقام) عسفان میں ملاقات کی، عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ مکرمہ کا والی بنا رکھا تھا، آپ نے دریافت کیا: تم نے گھاٹی والے پر کسے والی بنایا ہے؟ انہوں نے کہا: ابن ابزی رضی اللہ عنہ کو۔ آپ نے پوچھا: یہ ابن ابزی کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ ہمارا ایک آزاد کردہ غلام ہے۔ آپ نے پوچھا: تم نے ان کا والی ایک آزاد کردہ غلام کو بنادیا؟ انہوں نے کہا: یہ کتاب الہی کا قاری ہے اور اسے علم فرائض بھی حاصل ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "سنو! ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ کچھ لوگوں کو بلند کرتا ہے اور کچھ لوگوں کو پستی میں ڈال دیتا ہے" [مسلم]۔

واضح رہے کہ عظمت و بزرگی اسے ہی حاصل ہوگی جو کتاب اللہ کو تھامے رہے اور اس پر عمل پیرا ہو، جب کہ ذلت و رسوائی اس کا مقدر رہوگی جو اس سے منہ موڑ لے۔

ایک اور چیز جس کے ذریعے بزرگ و برتر رب کی بزرگی بیان کی جاسکتی ہے وہ یہ کہ: الحمد للہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کے ورد کے ذریعے اس کی بہترین انداز میں تعریف بیان کی جائے۔ جو بندہ اس عمل کو لازم پکڑے گا وہ دنیا و آخرت دونوں جہان کی کامیابی سے سرفراز ہوگا۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا: "اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں، پھر جہاں وہ کچھ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا، پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں، پھر ختم ہونے پر اپنے رب کے پاس چلے جاتے ہیں، پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے... حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے... کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ: وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے، تیری کبریائی کرتے تھے، تیری حمد و ثنا اور تیری بڑائی

کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا کہ وہ جواب دیتے ہیں: نہیں، واللہ انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان کا اس وقت کیا حال ہوتا جب وہ مجھے دیکھے ہوتے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور بھی بہت زیادہ کرتے، تیری بڑائی سب سے زیادہ بیان کرتے، تیری تسبیح سب سے زیادہ کرتے، پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے: وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: وہ جنت مانگتے ہیں۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں، واللہ اے رب! انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے: ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے، سب سے بڑھ کر اس کے طلب گار ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: دوزخ سے، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں، واللہ! انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر انہوں نے جہنم کو دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں: اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے۔ اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس پر ان میں ایک فرشتے نے کہا: ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا، بلکہ وہ کسی ضرورت سے آگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "یہ (ذکر کرنے والے) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا" جب ان کی مجلس میں بیٹھنے والا نامراد نہیں رہتا تو ان (ذاکرین) کی سعادت و فلاح کا کیا کہنا!۔

عرش:

ہمارے رب نے اپنے اس عرش کو جس پر وہ مستوی ہے، مجید (یعنی عظمت والا) قرار دیا ہے، چونکہ اللہ عزیز و برتر اپنے لیے صرف اور صرف سب سے بہتر، سب سے مستحکم اور سب سے مکمل شئی کا ہی انتخاب فرماتا ہے، اس لیے یہ یقینی تھا کہ عرش بھی عظمت والا قرار پائے۔



لَكَ الْحَمْدُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْمَلِكُ رَبَّنَا
 لَا شَيْءَ أَعْلَىٰ مِنْكَ مُجَدًّا وَأَجْمَدُ
 مَلِيكَ عَلَىٰ عَرْشِ السَّمَاءِ مُهَيِّمٌ
 لِعِزَّتِهِ تَعْنُو الْوُجُوهُ وَتَسْجُدُ
 فَسُبْحَانَ مَنْ لَا يَعْرِفُ الْخَلْقَ قَدْرَهُ
 وَمَنْ هُوَ فَوْقَ الْعَرْشِ فَرْدٌ مُّوَحَّدُ

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے زیبا ہیں، انعام و احسان تیری ہی طرف سے ہیں اور بادشاہت بھی تیری ہی ہے۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو عظمت اور عزت و شوکت میں تجھ سے بڑھ کر اور برتر ہو۔ تو مالک و بادشاہ ہے اور عرش آسمان کا نگہبان ہے۔ جس کی عزت و عظمت کے سامنے چہرے خم اور پیشانیاں سجدہ ریز ہو جاتی ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس کی قدر و منزلت سے مخلوق نا آشنا ہے۔ جو عرش پر مستوی ہے وہ (اللہ) تنہا اور اکیلا ہے۔ اے اللہ! ہم تیرے اسم گرامی مجید (یعنی بڑے شان والے) کے وسیلے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ تو ہماری، ہمارے والدین، اور تمام مسلمانوں کی بخشش فرما۔



(۶۰)
الْحَمِيدُ جَل جَلالِهِ

صحیح بخاری میں وارد ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی، آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور فرمایا: "سمع اللہ لمن حمدہ" (یعنی: اللہ نے تعریف کرنے والے کی سن لی) تو آپ کے پیچھے ایک شخص نے کہا: "ربنا ولک الحمد، حمد اکثر اطیباً مبارکاً فیہ" (یعنی: اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی لیے بہت زیادہ تعریفیں ہیں جو پاکیزہ و بابرکت ہیں)۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو پوچھا کہ ابھی ابھی (نماز میں) کون بول رہا تھا؟ اس شخص نے عرض کیا: میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک سبقت لے جانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسے کون پہلے لکھے؟" کیوں کہ وہ اس کے لیے سبقت نہیں کرتے جب کہ اللہ تعالیٰ کو تعریف و توصیف بے حد پسند ہے!؟

لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا نَسْتَلِدُّ بِهِ ذِكْرًا وَإِنْ كُنْتُ لَا أَحْصِي نِنَاءً وَلَا شُكْرًا

ترجمہ: ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ اس کے ذکر سے ہم لطف اندوز ہوتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ میں نہ تو تیری حمد و ثنا کا احاطہ کر سکتا ہوں اور نہ تیرے شکر کا۔

اللہ پاک و برتر نے اپنی عالی مرتبت ذات کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: { وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ } (۲۸)

[سورة الشوری: 28].

ترجمہ: وہی ہے کارساز قابل حمد و ثنا۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار اپنی ذات، اسماء و صفات اور اپنے افعال کے معاملے میں لائق ستائش ہے۔ اللہ کے تمام اسمائے گرامی خوبصورت، ساری صفات کامل و مکمل اور تمام افعال ٹھوس اور مستحکم ہیں۔ ہمارا پاک و برتر رب اپنی

شریعت سازی میں قابل تعریف ہے کہ یہ شریعت سب سے مکمل اور تمام تر مخلوقات کے لیے سب سے نفع بخش ہے۔ ہمارا پاک و برتر پروردگار اپنی وحدانیت، شریک و ساجھی سے بے نیازی اور اس معاملے میں قابل حمد و ثنا ہے کہ وہ کمزور نہیں کہ اسے حمایتی و مددگار کی ضرورت ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: { وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَنْخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمَلِكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذَّلِيلِ وَكِبْرُهُ تَكْبِيرًا } [سورة الإسراء: 111].

ترجمہ: یہ کہہ دیجیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے، نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک و ساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔

ہمارے پاک و برتر رب کی تعریف ہر زبان میں اور ہر حال میں کی جاتی ہے۔ تمام تر مخلوقات اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، خواہ ان کا تعلق جمادات سے ہو یا ناطقات (یعنی بولنے والی مخلوقات) سے، حمد و ثنا کا یہ سلسلہ اس کے کمال و جلال اور انعامات و احسانات پر ہر لمحہ جاری و ساری ہے۔ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { تَسْبِيحٌ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا } [سورة الإسراء: 44].

ترجمہ: ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہیں، اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو، ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے، وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔ گویا تمام صیغوں اور شکلوں کے ساتھ ہر قسم کی تعریف و توصیف کا مستحق ہمارا پاک و برتر رب ہی ہے۔ اگر مخلوقات اس کی تعریف نہ کریں تب بھی وہ اپنے فضل و سخاوت اور نوازش و رحمت کے باعث ہر قسم کی حمد و ثنا کا مستحق ہے۔ تمام تر حالتوں میں اس کے علاوہ کسی اور کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔

اپنے پروردگار کے لیے عاجزی اختیار کر!

اللہ پاک و برتر نے ہر قسم کی تعریف کا لائق و سزاوار اپنے نفس کو قرار دیا ہے، کسی دوسرے کو نہیں، نیز انسان کو خود اپنی تعریف کرنے سے منع فرمایا ہے، ارشاد گرامی ہے: { فَلَا تُرْكُوا أَنفُسَكُمْ } [سورة النجم: 32].

ترجمہ: تم اپنی پاکیزگی آپ بیان نہ کرو۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار اپنی تعریف آپ بیان کر رہا ہے تاکہ وہ ہمیں اپنی معرفت سے نوازے، ہم تعریفات کے وسیلے سے اس تک رسائی حاصل کر سکیں، اس کی جانب متوجہ ہوں، اس کی بخشش کے حریص رہیں، اس کی نوازش کے خواہش مند ہوں، نیز جنت میں داخلے کی شدید چاہت رکھیں۔ یہ کیسا (انوکھا) فضل و کرم ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تمہیں نیک کاموں کی توفیق عطا فرماتا ہے اور پھر ان کاموں کے انجام دینے پر وہ خود تمہاری تعریف بھی کرتا ہے؟! { وَنُودُوا أَنْ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ } [سورة الأعراف: 43].

ترجمہ: ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ اس جنت کے تم وارث بنائے گئے ہو اپنے اعمال کے بدلے۔

تمہارا رب جب تم پر اپنا فضل و کرم ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس فضل و کرم کی تخلیق فرماتا ہے اور تمہاری طرف منسوب کر دیتا ہے۔ وہ تمہیں مال عطا کرتا ہے، پھر تم اس مال میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہو اور پھر اس کے بعد... اللہ عزیز و برتر تمہارے اس انفاق (فی سبیل اللہ) کو سراہتا ہے، حالانکہ مال تو اسی کا عطا کردہ ہوتا ہے!

ہمارے پاک و برتر پروردگار کی ہم پر مہربانی ہی ہے کہ اس نے اپنی تعریفات کی نوعیت بھی بیان کر دی، تاکہ بندہ کو معلوم ہو سکے کہ اللہ کی کیسے تعریف و توصیف بیان کی جائے، چنانچہ پاک و برتر رب نے فرمایا: { الْحَمْدُ لِلَّهِ

دَبِّ الْعَلَمِينَ ﴿٢﴾ } [سورة الفاتحة: 2].

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

نیز فرمایا: { الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ } [سورة الأنعام: 1].

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں اور نور کو بنایا۔

تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں...

مومنوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ خوش حالی و بد حالی ہر حال میں اللہ پاک و برتر کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں، کیوں کہ انہیں معلوم ہے کہ اللہ عزیز و برتر کا ہر کام ان کے لیے حکمت و بھلائی پر مبنی ہوتا ہے۔ صحیح سند سے نبی

ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب (کسی) بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے: تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی؟ تو وہ کہتے ہیں: ہاں، پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے جگر کا ٹکڑا لے لیا؟ وہ کہتے ہیں: ہاں، تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں: اس نے تیری حمد کی اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا، تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو" [اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔ یہی وجہ ہے کہ بندے کا الحمد للہ کہنا سب سے بہترین اذکار میں شمار ہوتا ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ [سورۃ ق: 39]۔

ترجمہ: اپنے رب کی تسبیح تعریف کے ساتھ بیان کریں سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج غروب ہونے سے پہلے بھی۔ نبی ﷺ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "جو شخص ایک دن میں سو بار "سبحان اللہ و بجمہ" کہے تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں" [بخاری و مسلم]۔ جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا کلام سب سے بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "جسے اللہ نے اپنے فرشتے اور بندے کے لیے منتخب فرمایا ہے، یعنی: "سبحان اللہ و بجمہ" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔ تعریف کی ادائیگی زبان، دل اور اعضا و جوارح تینوں سے ہو سکتی ہے۔

لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا طَيِّبًا يَمْلَأُ السَّمَاءَ
لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا سَرْمَدِيًّا مُبَارَكًا
لَكَ الْحَمْدُ يَا ذَا الْكِبَرِيَاءِ وَمَنْ يَكُنْ
وَأَقْطَارَهَا وَالْأَرْضَ وَالْبَرَّ وَالْبَحْرَ
يَقْلُ مِدَادُ الْبَحْرِ عَنْ كُنْهِهِ حَصْرًا
بِحَمْدِكَ ذَا شُكْرِ فَقَدْ أَحْرَزَ الشُّكْرَ

ترجمہ: تمام قسم کی پاکیزہ تعریف تیرے ہی لیے ہے جو آسمان، اس کے اطراف و اکناف، زمین اور بحر و بر کو بھر دے۔ تیرے ہی لیے بابرکت اور ابدی تعریف ہے، جس کی حقیقت بیانی کے لیے سمندر کی سیاہی بھی ناکافی



ہے۔ اے کبریائی و بڑائی والے! تیرے ہی لیے ہر قسم کی تعریف ہے۔ جو شخص تیری تعریف کے ساتھ ساتھ تیرا شکر گزار بھی بن جائے تو یقیناً اس نے شکریہ کا حق ادا کر دیا۔

اے اللہ! تیرے ہی لیے ہر قسم کی تعریف ہے، جو تیرے چہرے کے جلال اور عظیم سلطنت کے شایان شان

ہے۔



(۶۱-۶۲)
الشَّاكِرُ الشُّكْرُ جلد جلالہ

امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص نے ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا تھا، تو اس نے اپنا موزہ لیا اور اس سے پانی بھر کر کتے کو پلانے لگا، حتیٰ کہ اس کو خوب سیراب کر دیا۔ اللہ نے اس شخص کے اس کام کی قدر کی اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔"

اللہ پاک و برتر نے اپنی ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: { وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا } [سورة

النساء: 147].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بہت قدر کرنے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: { وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ } [سورة التغابن: 17].

ترجمہ: اللہ بڑا قدر دان اور بڑا بردبار ہے۔

غرض یہ کہ ہمارا پاک و برتر رب معمولی اطاعت و نیکی کی بھی قدر کرتا ہے اور اس پر بہت زیادہ بدلہ عطا فرماتا ہے، بلکہ بلا حساب و کتاب اسے کئی گنا ثواب سے نوازتا ہے: { مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ } [سورة الأنعام: 160].

ترجمہ: جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے اور جو شخص برا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔

ہمارا پاک و برتر رب بندے کی شکر گزاری کی بھی قدر کرتا ہے اور انہیں مزید بھلائی اور انعام سے نوازتا ہے، حالانکہ انہیں شکر گزار بننے کی توفیق عطا کرنے والا وہی (اللہ تعالیٰ) ہی ہے اور وہی انہیں بدلے سے نوازنے والا بھی ہے۔ { وَمَا يَكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ } [سورة النحل: 53].

ترجمہ: تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں۔

ہمارا پاک و برتر رب اپنے بندے کی قدر بایں طور بھی کرتا ہے کہ وہ اپنے عام فرشتوں اور بلند قدر فرشتوں کے درمیان اس کا ذکر خیر کرتا ہے، وہ اپنے بندوں کے مابین اس کی قدر و منزلت کو نمایاں کرتا ہے اور وہ اپنے فعل کی بنیاد پر لوگوں کے شکر و سپاس سے سرفراز ہوتا ہے۔ { ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا } [سورة الاسراء: 3].

ترجمہ: اے ان لوگوں کی اولاد جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کر دیا تھا، وہ ہمارا بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔ ہمارا پاک و برتر رب بہت ساری لغزشوں سے درگزر فرماتا ہے، معمولی نیک عمل کو قبول فرماتا ہے اور اس پر ثواب سے نوازتا ہے: { اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ } [سورة فاطر: 34].

ترجمہ: بے شک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار ڈھیر ساری نعمتوں سے نوازتا ہے، مگر معمولی شکر گزاری سے ہی رضا مند ہو جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ بندہ کے اس عمل سے خوش ہوتا ہے کہ وہ کھانا کھائے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے یا پانی پیے تو اس پر اس کا شکر ادا کرے" اور سنن ابی داؤد میں وارد ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے صبح کے وقت یہ دعا پڑھی: اللَّهُمَّ مَا أَصْبَيْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحَدَاكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ" (یعنی: اے اللہ! صبح کو جو نعمتیں بھی میرے پاس ہیں وہ تیری ہی دی ہوئی ہیں، تو اکیلا

ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، تو ہی ہر طرح کی تعریف کا مستحق ہے اور میں تیرا ہی شکر گزار ہوں) تو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا اور جس نے شام کے وقت ایسا ہی کہا تو اس نے رات کا شکر ادا کر دیا" [یہ حدیث حسن ہے]۔

وہی نوازتا ہے اور وہی تعریف بھی کرتا ہے!

اللہ پاک و برتر کا (اپنے بندوں) کی قدر کرنے کا کمال ہے کہ وہ بندے کو نوازتا ہے اور اسے قابل قدر اور لائق ستائش عمل کی توفیق بھی دیتا ہے، گویا وہی نوازش کرتا ہے، پھر وہی اس کا ذکر خیر بھی کرتا ہے، غرض کہ سبب اور مسبب دونوں اس کی طرف سے ہی ملتے ہیں۔ اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: {إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيَكُمْ مَشْكُورًا} {سورة الإنسان: 22}۔

ترجمہ: (کہا جائے گا) کہ یہ ہے تمہارے اعمال کا بدلہ اور تمہاری کوشش کی قدر کی گئی۔

پاک ہے وہ (اللہ) جو ہم پر یہ احسان کرتا ہے کہ ہم کدو کاوش کریں، پھر ہمیں اس کی توفیق عطا کرتا ہے اور پھر وہ ہماری کوششوں کی قدر بھی کرتا ہے۔

کیا یہ حد درجہ فضل و احسان نہیں ہے؟ تمام قسم کی تعریف اور شکر اسی اللہ کے لیے ہیں۔

وَهُوَ الشَّكُورُ فَلَنْ يَضِيعَ سَعْيُهُمْ وَلَكِنَّ يَضَاعِفُهُ بِإِحْسَابٍ

ترجمہ: وہ بڑا قدر دان ہے، ان کی کوشش کو کبھی برباد نہیں کرے گا، بلکہ اسے بلا حساب و کتاب کے کئی گنا بڑھا کر دے گا۔

اس نے بڑے عظیم بدلے سے نوازا...

جب اللہ کے نبی سلیمان عليه السلام نے اس بات پر غصہ کر کے گھوڑے کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے کہ اس نے آپ کو ذکر الہی سے غافل کر دیا، اللہ کی مشیت یہ ہوئی کہ گھوڑا آپ کو دوبارہ غافل نہ کرے، اس لیے بدلے میں اللہ نے تیز و تند ہوا کو آپ کے لیے مسخر کر دیا۔

جب راست باز یوسف علیہ السلام نے قید خانے کی مشقت برداشت کی تو اس کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بادشاہ بنا دیا: { وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُونَ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُفِصِلُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ } [سورۃ یوسف: 56].

ترجمہ: اسی طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو ملک کا قبضہ دے دیا کہ وہ جہاں کہیں چاہے رہے سہے، ہم جسے چاہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں۔ ہم نیلو کاروں کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔

جب (اللہ تعالیٰ) کے رسولوں نے اس کی راہ میں اپنے دشمنوں کے مقابلے میں سب کچھ قربان کر دیا اور پھر دشمنوں نے انہیں بدنام کیا، انہیں گالیاں دیں تو اللہ نے انہیں یہ صلہ دیا کہ خود اس نے اور اس کے فرشتوں نے ان پر رحمت بھیجا اور اپنے آسمانوں میں اور اپنی مخلوقات کے مابین ان کا ذکر خیر کیا، نیز انہیں: { بِخَالِصَةِ ذِكْرِي الدَّارِ } [سورۃ ص: 46].

ترجمہ: ایک خاص بات، یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کر دیا۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے گھر بار چھوڑے اور رب کی رضا کی خاطر وہاں سے نکل گئے تو بدلے میں اللہ نے انہیں اپنی رضامندی عطا فرمائی اور انہیں دنیا میں بادشاہت اور فتح و کامرانی سے سرفراز فرمایا۔

یقیناً اللہ پاک و برتر بڑا قادر دان ہے، وہ ذرہ برابر نیکی کی بدولت بندے کو دوزخ سے نکال دیتا ہے اور اس کی اس معمولی مقدار کی نیکی کو بھی برباد نہیں جانے دیتا۔ متفق علیہ حدیث میں وارد ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص راستے پر چل رہا تھا کہ اس نے وہاں کانٹے دار ڈالی دیکھی۔ اس نے اسے اٹھالیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول کیا اور اس کی مغفرت کر دی۔" بھلا اس شخص کا کیا کہنا جو راستے سے معنوی رکاوٹوں کو دور کرے، جو لوگوں کے معاملات آسان کرے، ان کی تکلیف دور کرے، ان کے غم غلط کرے، ان کی ضرورتوں کی تکمیل میں مدد کرے اور انہیں خوشیاں عطا کرے؟! یہ سب کچھ اللہ پاک و برتر کی جانب سے ہے کہ اس نے آپ کو دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرمائی۔

چوں کہ اللہ پاک **وبرتر** حقیقتاً قدردان ہے، چنانچہ اس کے نزدیک مخلوقات میں سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو صفتِ شکر سے متصف ہو، اسی طرح سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو صفتِ شکر سے عاری ہو اور اس میں ناشکری کی صفت پائی جائے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "نعمتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ابتدا و آزمائش ہیں، ان کے ذریعے شکر گزاروں کی شکر گزاری اور ناشکروں کی ناشکری کا پتہ چلتا ہے۔"

شکر کی دو قسمیں ہیں:

پہلی: شکر زبان سے ادا کیا جائے اور یہ محسن کی تعریف کرنا ہے۔

دوسری: شکر اعضاء و جوارح سے بجایا جائے اور اللہ **عزیز و برتر** کی اطاعت میں ان کا استعمال کیا جائے۔ یہ انبیاء اور تمام تر نیک بندوں کی عادت حسنہ رہی ہے۔

امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ آپ اتنی زیادہ مشقت کیوں اٹھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی ساری خطائیں معاف کر دی ہیں، تو آپ فرماتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں!؟

اللہ **عزیز و برتر** نے آل داؤد علیہم السلام کی شکر گزاری پر ان کی تعریف کی ہے: { **أَعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا** } [سورۃ سبأ: 13].

ترجمہ: اے آل داؤد! اس کے شکر یہ میں نیک عمل کرو۔

چوں کہ اللہ **عزیز و برتر** کے کم ہی ایسے بندے ہوتے ہیں جو عبادتِ شکر کو کما حقہ ادا کرتے ہیں، اسی لیے اس نے بندوں پر ضروری قرار دیا ہے کہ وہ شکر اور قبولیت پر اس کی مدد طلب کریں۔

نبی ﷺ معاذ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرما رہے ہیں کہ وہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں: "رَبِّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" (اے اللہ! تو تیرے ذکر، شکر اور اچھی عبادت کے معاملے میں میری مدد فرما) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا: "اے میرے رب! تو مجھے اپنا بہت زیادہ شکر گزار بندہ بنا، اپنا بہت زیادہ ذکر کرنے والا بنا" [اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور حدیث صحیح ہے]۔

پھر اللہ رب العالمین کی جانب سے آپ کو دی گئی اس ضمانت پر غور کریں۔ بشرطیکہ آپ شکر گزار بندہ ہوں۔
کہ: { مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدَائِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَءَامَنْتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا } [سورة النساء: 147]۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا؟ اگر تم شکر گزاری کرتے رہو اور با ایمان رہو، اللہ تعالیٰ بہت قدر کرنے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔

شکر کا فائدہ آپ ہی کو ملنے والا ہے۔ اللہ عزیز و برتر نے فرمایا: { وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ } [سورة لقمان: 12]۔

ترجمہ: ہر شکر کرنے والا اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے، جو بھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔

جو شخص مزید نعمت کی چاہت رکھے تو اسے (اپنی موجودہ نعمتوں پر) شکر ادا کرنا چاہئے: { وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ } [سورة ابراهيم: 7]۔

ترجمہ: جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا۔

.... اللہ کس قدر رحمت والا ہے!

عطیات و نوازشات کے معاملے میں دوسروں سے اپنا موازنہ کرنے سے بچو، کیوں کہ یہ عمل تمہیں غم اور پریشانی میں مبتلا کر دے گا، اللہ پاک و برتر کے اس فرمان پر عمل کرو: { فَخُذْ مَاءً مِّنْ آتِنَاكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ } [سورة الأعراف: 144].

ترجمہ: تو جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو۔
دلوں کی کنجی:

جو انسان اللہ عزیز و برتر کا شکر ادا کرتا ہے، وہ ان کا بھی شکر ادا کرتا ہے جن کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نعمت کو ظاہر فرماتا ہے اور ان میں سرفہرست والدین ہیں: { أَنْ أَشْكُرَ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْمَصِيرِ } [سورة لقمان: 14].
ترجمہ: کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

مسند احمد بن حنبل میں وارد ہے کہ: "جو لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا" [حدیث صحیح ہے]۔

تَبَارَكَ مَنْ شَكَرَ الْوَرَىٰ عَنْهُ يَقْضُرُ	لِكُونَ أَيَادِي جُودِهِ لَيْسَ تُحْصَرُ
وَشَاكِرُهَا يَحْتَاجُ شُكْرًا لِشُكْرِهَا	كَذَلِكَ شُكْرُ الشُّكْرِ يَحْتَاجُ يُشْكُرُ
فَفِي كُلِّ شُكْرٍ نِعْمَةٌ بَعْدَ نِعْمَةٍ	بِعَيْرِ نِئَاءٍ دُوَّهَا الشُّكْرُ يَصْعُرُ
فَمَنْ رَامَ يَقْضِي حَقَّ وَاجِبِ شُكْرِهَا	تَحْمَلُ ضِمْنَ الشُّكْرِ مَا هُوَ أَكْبَرُ

ترجمہ: بابرکت ہے وہ ذات جس کے لیے مخلوق کا شکر یہ کم اور بچ ہے، کیوں کہ اس کی سخاوت کے نمونے بے شمار ہیں، ان کا شکر ادا کرنے والا ان کے شکر کے لیے شکر کا محتاج ہے، اسی طرح شکر یے کا شکر شکر یہ کا محتاج ہے۔ گویا ہر شکر کے اندر نعمت کا لاتنا ہی سلسلہ ہے جن کے سامنے شکر چھوٹی چیز ہے۔ چنانچہ جو شخص ان نعمتوں کے شکر کا ضروری حق ادا کرنا چاہتا ہو، اسے شکر کا حق ادا کرنے کے لیے شکر سے بھی بڑی ذمہ داری کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔
اے اللہ! اے سارے جہانوں کے پالنہار! تو ہمیں شکر گزاروں میں شامل فرما۔





نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: (میں اہل جنت میں سے سب کے بعد جنت میں جانے والے اور اہل دوزخ میں سب سے آخر میں اس سے نکلنے والے کو جانتا ہوں، وہ ایک آدمی ہے جسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا: اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے گناہ اٹھا رکھو) ایک طرف ہٹادو) تو اس کے چھوٹے گناہ اس کے سامنے لائے جائیں گے اور کہا جائے گا: فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں کام کیے اور فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں کام کیے؟ وہ (اپنے گناہوں کو قبول کرتے ہوئے) کہے گا: ہاں، وہ انکار نہ کر سکے گا، اور اسے ڈر ہوگا کہ کہیں اس کے بڑے گناہ نہ اس پر پیش کئے جائیں۔ حکم ہوگا: ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک نیکی دی، وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اور بھی (گناہ کے) کام کئے ہیں جنہیں یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں۔"

راوی حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں کھل گئیں۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]

اللہ کتنا کریم و داتا ہے! اللہ کتنا حلیم و بردبار ہے! اللہ کتنا عظیم و برتر ہے!

{ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا غَرَّكَ رَبُّكَ أَكْرَمُ } [سورة الانفاطار: 6]

ترجمہ: اے انسان! تجھے تیرے رب کریم سے کس چیز نے بہکا دیا۔

{ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٤٠﴾ } [سورة النمل: 40]

ترجمہ: جو آدمی شکر ادا کرتا ہے، وہ درحقیقت اپنے لئے شکر ادا کرتا ہے۔

کرم: ایک ایسا جامع لفظ ہے جو تمام تر خوبیوں اور تعریفات کو شامل ہے، اس سے مراد: صرف نوازش نہیں ہے، بلکہ اس کے اندر نوازنے کے تمام تر معانی پنہاں ہیں، اسی لیے اس اسم گرامی کے معنی میں اہل علم کے بہت سے اقوال آئے ہیں، اور وہ تمام معانی درست اور حق ہیں۔

ہمارا کریم و داتا پروردگار عزوجل بہت زیادہ خیر و بھلائی اور عطاء و نوازش والا ہے، وہ ہمیشہ خیر و بھلائی (سے نوازتا رہتا ہے)، اس کی قدر و منزلت بڑی اور شان نرالی ہے، وہ تمام تر نقائص اور آفتوں سے پاک ہے، وہ انعام و اکرام اور فضل و احسان سے نوازنے والا ہے، جو بغیر کسی بدلہ اور بنا کسی سبب کے عطا کرتا ہے، حاجت مند کو بھی نوازتا ہے اور جسے ضرورت نہیں اسے بھی دیتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے، ہر چھوٹی بڑی ضرورتیں اسی سے طلب کی جاتی ہیں، جو اس کی پناہ لیتا ہے وہ ضائع نہیں ہوتا، وہ گناہوں کو درگزر اور سینات کو معاف کرتا ہے، بلکہ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے، ہمارے مانگنے سے پہلے ہی ہمیں نواز دیتا ہے۔

اس نے ہمیں کان، آنکھ، دل، اعضاء و جوارح، قوت و طاقت، اور ظاہری و باطنی صلاحیتوں سے نوازا، جنہیں ہم شمار بھی نہیں کر سکتے:

{ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ } [سورة

البرہیم: 34]

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنا چاہو تو نہیں گن سکو گے، بے شک انسان بڑا ظالم، بڑا ناشکر ہے۔

اللہ نے ہمیں بغیر مانگے اور مانگنے سے قبل ہی ان نعمتوں سے سرفراز کیا، محض اپنے جو دو کرم اور فضل واحسان کی بنیاد پر، چنانچہ وہ نوازتا بھی ہے اور سراہتا بھی ہے۔

ہمارا کریم و داتا پروردگار جل جلالہ: وہ ہے جس نے ہر چیز کا اندازہ لگایا اور معاف کیا، جو اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے، اس نے مومنوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں دنیا و آخرت میں مختلف قسم کے فضل واحسان، خیر و بھلائی، انعام و اکرام اور عطیات و نوازش سے سرفراز فرمائے گا۔

بلکہ اللہ پاک و برتر کی سخاوت و فیاضی (اس قدر) ہے کہ: اس نے اپنے گناہ گار بندوں کے عذاب کو اپنی مشیت پر موقوف رکھا ہے، اگر چاہے تو انہیں عذاب دے گا اور چاہے تو انہیں درگزر کر دے گا۔ ہمارا پروردگار وہ ہے جو کسی سائل کو (خالی ہاتھ) نہیں پھیرتا.... "وہ شرمیلا اور سخی ہے"۔

○ اللہ نوازتا بھی ہے اور سراہتا بھی ہے:

چنانچہ وہ ایمان سے نوازتا ہے، پھر اس کو سراہتا اور اس کی تعریف کرتا ہے:

{وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَا يُنْفِقُكُمْ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا

أَبْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُؤَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ} (البقرة: 272)

ترجمہ: لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تم جو بھی کچھ اچھی چیز اللہ کے راہ میں خرچ کرو گے، تو اس کا فائدہ خود تمہیں ہی پہنچے گا، اور تم جو کچھ بھی خرچ کرو، وہ صرف اللہ کی رضا کے لئے کرو، اور تم جو بھی کوئی اچھی چیز (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ تمہیں دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔



جنید نے ایک شخص کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا: { إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِّعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٤٤﴾ }

(ص:44)

(ترجمہ: بے شک ہم نے ان کو صبر کرنے والا پایا تھا، وہ میرے اچھے بندہ تھے، وہ بے شک اپنے رب کی طرف

رجوع کرنے والے تھے)۔ تو فرمایا: "سبحان اللہ! اللہ ہی نے نوازا اور اسی نے تعریف بھی کی"، یعنی: اللہ نے اسے صبر

سے نوازا، پھر اس پر اس کی تعریف اور ثنا کر رہا ہے۔

له الحمد مولانا عليه المعول

إلى الله أهدي الحمد والشكر

كريم رحيم يرتحي ويؤمل

وأشهد أن الله لا رب غيره

ترجمہ: اللہ ہی کی خدمت میں ہر قسم کی حمد و ثنا، شکر و سپاس اور تعریف کا ہدیہ پیش کرتا ہوں، اسی کے لیے

تمام طرح کی تعریفات ہیں، وہی ہمارا آقا ہے اور اسی پر ہمارا اعتماد و بھروسہ ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پالنہار نہیں، وہ سخی و داتا اور رحیم و مہربان ہے، اسی سے (ہر چیز

کی) امید قائم ہے۔

سخاوت اس کی صفات میں سے ہے، جو دو فیاضی اس کی ایک عظیم ترین پہچان ہے، عطاء و نوازش اس کے

بلند ترین عطیات میں سے ہے، تو بھلا اس سے بڑھ کر سخی اور داتا کون ہو سکتا ہے!؟

○ یقیناً وہ کریم و فیاض ہے:

مخلوقات اس کی نافرمانی کرتی ہیں، اور وہ ان کی نگرانی کرتا ہے، ان کے بستروں پر ایسے ان کی حفاظت کرتا

ہے گویا کہ انہوں نے اس کی نافرمانی ہی نہ کی ہو، انہیں ایسے محفوظ رکھتا ہے گویا کہ انہوں نے گناہ ہی نہ کیا ہو،

(اس پر مستزاد یہ کہ) نافرمان پر اپنے فضل اور گناہ گار پر اپنے احسان کی سخاوت کرتا ہے.. کون ہے جس نے

اسے پکارا ہو اور اس نے اس کی پکار نہ سنی ہو؟ کون ہے جس نے اس سے مانگا ہو اور اس نے اسے نہ دیا ہو؟ کون ہے جس نے اس کے در کی پناہ لی ہو اور اس نے اسے دھتکار دیا ہو؟ وہی فضل و احسان کا مالک ہے اور اسی سے ہر قسم کا فضل و احسان ملتا ہے، وہ سخی و فیاض ہے، اور اسی سے ہر قسم کی سخاوت و فیاضی حاصل ہوتی ہے، وہ کریم و داتا ہے اور اسی سے ہر طرح کا وجود و کرم ملتا ہے۔

○ وہ شکر و سپاس سے بے نیاز ہے:

ہمارا بلند و برتر پروردگار ہمارے شکر سے بے نیاز ہے، اسے شکر کا کوئی فائدہ نہیں ملتا، اور نہ ہی ناشکری کرنے والے کی ناشکری اسے نقصان پہنچاتی ہے، اس کے باوجود وہ کریم و داتا ہے کہ (ناشکری اور گناہ پر) فوراً سزا نہیں دیتا:

{ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّيَ غَنِيٌّ كَرِيمٌ } [سورة النمل: 40]

ترجمہ: جو ناشکری کرتا ہے تو جان لینا چاہئے کہ میرا رب بے نیاز، کرم والا ہے۔

اس پاک و برتر کی بے نیازی اور فیاضی کا کمال ہے کہ: اس نے بندوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا اور ان سب کی روزی کی ذمہ داری لی، خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، انسان ہوں یا جنات: { وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ } ٥٦ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُونِ } ٥٧ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو

{ سورة الذاريات: 56-58 }

ترجمہ: میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ میں نہ ان سے روزی

چاہتا ہوں اور نہ میری یہ چاہت ہے کہ وہ مجھے کھلائیں، بے شک اللہ ہی روزی رساں ہے، زبردست طاقت والا ہے۔

○ وہ تمناؤں سے بڑھ کر نوازتا ہے:

اس کی عظمت شان دیکھئے کہ: ہماری مانگیں اور دعائیں اس پر بڑی نہیں ہوتیں، خواہ جتنی بھی زیادہ اور بڑی کیوں نہ ہوں، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، بلکہ وہ پختگی اور اصرار سے سوال کرے اور بڑی رغبت کا اظہار کرے، کیوں کہ دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز بڑی نہیں ہے"۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]

بلکہ یہ اس پاک و برتر رب کی سخاوت ہی ہے کہ: اس پاک و برتر (اللہ) نے دعا کو اپنے نزدیک سب سے معزز عبادت قرار دیا، نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ پاک کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز معزز نہیں" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

بلکہ آپ (غور کریں کہ اللہ) پاک و برتر کی نوازش کتنی عظیم ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں: "بے شک اللہ تعالیٰ حیا والا اور سخی ہے، اسے اس بات سے شرم آتی ہے کہ جب کوئی آدمی اس کے سامنے ہاتھ پھیلا دے تو وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو خالی اور ناکام و نامراد واپس کر دے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

اس کی سخاوت ہمیشہ رہنے والی ہے، وہ اس وقت تک جاری رہے گی جب کہ آپ اس سے ملاقات کریں گے، آپ اس عظیم ترین ہدیہ اور نوازش پر غور کریں جو آپ کو قیامت کے دن پیش کی جائے گی اگر آپ مومن ہوں گے: { أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

{ سورة الأنفال: 4 }

ترجمہ: وہی لوگ حقیقی مومن ہیں، انہیں ان کے رب کے پاس بلند مقامات ملیں گے اور اس کی مغفرت اور باعزت روزی ملے گی۔

بلکہ اللہ آرزو اور تمنا سے بڑھ کر نوازے گا، متفق علیہ حدیث قدسی میں آیا ہے: "اللہ عزیز و برتر کا ارشاد گرامی ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں، جنہیں نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کبھی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا"، ان سب سے بڑھ کر یہ کہ: اللہ کے باعزت چہرے کی طرف دیکھنے کا شرف حاصل ہوگا: { وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ } [سورة القیامة: 22-23]

ترجمہ: کچھ چہرے اس دن شاداب ہوں گے، اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔
اے اللہ! اے تمام سخیوں سے بڑے سخی! ہمیں ان خوش نصیبوں میں شامل کر دے۔

○ میزان:

انعام و اکرام اور ذلت و اہانت کا معیار قیامت کے دن تقویٰ ہوگا:

{ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَنْتَقِمُ } [سورة الحجرات: 13]

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں۔
(اس دن) کافروں کی کوئی عزت نہیں ہوگی، بلکہ انہیں ذلت و توہین کا سامنا ہوگا:

{ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ، مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ } [سورة الحج: 18]



ترجمہ: بہت سے انسانوں کے لئے عذاب لازم ہو گیا ہے، اور جسے اللہ رسوا کر دے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا ہے۔ بے شک اللہ جو چاہتا ہے اسے کر گزرتا ہے۔

دنیا کے اندر لوگوں کے جو معیار اور میزان ہیں، ان کا کوئی اعتبار نہ ہوگا، جن کا ذکر اللہ پاک و برتر نے اپنے اس فرمان میں کیا ہے: { فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْنَلَّهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ، وَنَعَّمَهُ، فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾ وَأَمَّا إِذَا

مَا ابْنَلَّهُ فَكَذَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ، فَيَقُولُ رَبِّي أَهْنَنِ ﴿١٦﴾ } [سورة الفجر: 15-16]

ترجمہ: لیکن انسان کو جب اس کا رب آزماتا ہے، پس اسے عزت دیتا ہے اور اسے نعمت سے نوازتا ہے، تو کہتا ہے کہ میرے رب نے میرا اکرام کیا ہے۔ اور جب اس کو آزماتا ہے پس اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عام لوگوں پر ابلیس کا ایک فریب یہ بھی ہے کہ: "جب گناہوں پر ان کی نکیر کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ: ہمارا پالنے والا کریم و داتا ہے اور (اس کی) مغفرت بہت کشادہ ہے!"۔

○ پند و نصیحت ...

جس کا دل قرآن سے وابستہ ہو، اس کے لیے دنیا و آخرت کی خوش خبری ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ إِنَّهُ لَقَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ } [سورة الواقعة: 77]

ترجمہ: بے شک یہ معزز قرآن ہے۔

یعنی: بہت خیر و بھلائی والا، بیش بہا علم و معرفت سے پُر، اپنے حافظ کو عزت اور اپنے قاری کو عظمت سے نوازنے والا ہے۔

(اللہ) پاک و برتر سخی و داتا ڈوبنے والے کو نجات دیتا، گمشدہ کو واپس لوٹاتا، مصیبت زدہ کو عافیت سے نوازتا، مظلوم کو فتح و کامیابی عطا کرتا، گمراہ کو ہدایت دیتا، فقیر کو مالدار بناتا، بیمار کو شفا عطا کرتا، پریشان حال کی پریشانی دور کرتا اور یہ پسند کرتا ہے کہ آپ اسے اس کے اسمائے گرامی سے پکاریں اور دعا کریں، نبی ﷺ مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ" [بخاری و مسلم]

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو صاحب عظمت اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو عرش عظیم کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو آسمان و زمین اور عرش کریم کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ سخی و فیاض کو محبوب رکھتا ہے، ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو شخص اللہ کے بندوں کے ساتھ فیاضی کرے، اللہ اس پر اپنی نوازش اور احسان کی فیاضی کرے گا، (کیوں کہ عمل کا) بدلہ اسی کے ہم مثل ہوا کرتا ہے۔"

وَأَرْجُوهُ رَجَاءً لَا يَخِيبُ	أَغِيْبُ وَذُو اللَّطَائِفِ لَا يَغِيْبُ
بُلِيْتُ بِهِ نَوَائِبُهُ تُشِيْبُ	وَأَسْأَلُهُ السَّلَامَةَ مِنْ زَمَانٍ فَانْقَلَبُوا
إِلَى مَنْ تَطْمَئِنُّ بِهِ الْقُلُوبُ	وَأُنزِلُ حَاجَتِي فِي كُلِّ حَالٍ
وَلَا مَوْلَى سِوَاهُ وَلَا حَبِيْبُ	وَمَنْ لِي غَيْرُ بَابِ اللَّهِ بَابٌ
جَمِيْلُ السِّتْرِ لِلدَّاعِي لِحُبِيْبُ	كَرِيْمٌ مُنْعِمٌ بَرٌّ لَطِيْفٌ
فِيْنِي عَنْكَ أَنْتَانِي الذَّنُوبُ	فِيَا مَلِكَ الْمُلُوكِ أَقْبَلْ عِثَارِي
وَلَكِنْ لَيْسَ غَيْرُكَ لِي طَبِيْبُ	وَأَمْرَضَنِي الْهَوَى لِهَوَانِ حَطِيْبِي



ترجمہ: میں غائب ہو جاتا ہوں لیکن لطف واحسان والا (پالنہار) کبھی غائب نہیں ہوتا، میں اس سے ایسی امید رکھتا ہوں جو کبھی نامراد نہیں ہوتی۔ میں اس زمانے (کے شر سے) اس کی سلامتی چاہتا ہوں جس کا میں شکار ہوں، اس کے مصائب (انسان کو) بوڑھا کر دیتے ہیں۔ میں ہر حال میں اپنی ضرورتیں اسی کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جس سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ درالہی کے سوامیرے لیے کوئی در نہیں، اور نہ اس کے علاوہ میرا کوئی آقا اور حبیب ہے۔ وہ کریم وداتا، منعم و محسن، نوازنے والا اور مہربان ہے، خوبصورتی کے ساتھ (گناہوں اور عیوب پر) پردہ ڈالنے والا ہے، دعاگو کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ تو اے بادشاہوں کے شاہ! میرے گناہوں کو درگزر کر دے، کیوں کہ گناہوں نے مجھے تجھ سے دور کر دیا ہے۔ میری شومی بخت کہ خواہش نفس نے مجھے بیمار کر دیا ہے، لیکن تیرے سوامیرا کوئی طبیب بھی نہیں ہے۔

اے اللہ! اے کریم وداتا! ہم پر اپنی جنت، مغفرت اور رضا و خوشنودی کی نوازش فرما۔



(۶۵)
المُقِیْتُ جَلالہ

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا، میں تیرا سینہ استغنا و بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیرا فقر دور کر دوں گا، اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو اشغال سے بھر دوں گا اور تیرا فقر دور نہیں کروں گا" [یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

صحیح حدیث ہے کہ: "اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے اسے رات دن کی بخشش بھی کم نہیں کرتی، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب اس نے آسمان وزمین پیدا کئے ہیں اس نے کتنا خرچ کیا ہے؟ اس نے بھی اس میں کوئی کمی نہیں پیدا کی جو اس کے ہاتھ میں ہے" [اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور الفاظ انہی کے روایت کردہ ہے، نیز مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے]

آسمان وزمین اسی پاک و برتر سے قائم ہیں، دنیا و آخرت کے تمام امور اسی سے درست ہوتے ہیں، تمام خشک و تر اس کے سامنے سرنگوں ہیں۔

بادشاہت کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں، تمام چیزوں کا اندازہ اسی کے پاس ہے، سارے امور کی کنجیاں (خزانے) اس کی ملکیت میں ہیں، تمام بندوں کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اسی کے لیے ہر قسم کی عزت

و بادشاہت ہے، وہ جو نواز دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور وہ جس چیز سے محروم کر دے، اس سے کوئی نوازنے والا نہیں۔

تو کیا سخی و داتا، قوی و زبردست، رحیم و مہربان اور (ہر چیز پر) قدرت رکھنے والا (پروردگار) اس بات سے عاجز ہے کہ آپ کے لئے روٹی، یا غذا یا مشروبات فراہم کر سکے تاکہ آپ زندہ رہ سکیں؟ ہمارے لئے کتنی مسرت آمیز اور سعادت بخش بات ہے کہ ہم اللہ کے خوبصورت ناموں میں ایک نام (المقیّت تبارک و تعالیٰ) کے ساتھ (غور و فکر کے چند لمحات) گزریں۔

اللہ عزیز و برتر فرماتا ہے: { مَنْ يَشْفَعْ شَفَعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۗ وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَعَةً

سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْبِلًا ﴿۸۵﴾ [سورة النساء: 85]

ترجمہ: جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے، اسے بھی اس کا کچھ حصہ ملے گا اور جو برائی اور بدی کی سفارش کرے اس کے لئے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

المقیّت: کے معنی ہیں قدرت رکھنے والا، جس نے تمام غذاؤں کو پیدا کیا۔

المقیّت: کے معنی ہیں حفاظت کرنے والا، جو ہر چیز کو بقدر ضرورت اپنی حفاظت فراہم کرتا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو ہر مخلوق کو اس کی روزی بہم پہنچاتا ہے، ان کا رزق ان تک پہنچاتا ہے، اپنی حکمت اور تعریف کی بنا پر جیسے چاہتا ہے اسے تقسیم کرتا ہے۔

چنانچہ ہر مخلوق کی ایک (منفرد) غذا ہے، جسموں کی غذا: کھانے اور پینے کی چیزیں ہیں، روحوں کی غذا: علم و معرفت ہے، فرشتوں کی غذا: تسبیح (اللہ کی پاکی بیان کرنا) ہے۔

اللہ عزیز و برتر اپنے بندوں کا محافظ ہے، جو ان کی حفاظت کرتا، ان کے احوال پر نظر رکھتا اور ان کے تمام امور) سے باخبر رہتا ہے۔

پاک و برتر پروردگار بندوں کے مفاد اور ان کی منفعت کو بحال رکھتا ہے، انہیں غذا اور رزق سے نوازتا ہے۔

سب سے افضل رزق: عقل ہے، جس کو عقل و بینش مل گئی اسے اللہ پاک و برتر نے عزت و شرف سے نوازا دیا!

إِلَهِي لَكَ الْفَضْلُ الَّذِي عَمَّ الْوَرَى
وغيرك لو يملك الخزائن التي
وجودًا على كل الخليقة مُسْبَلُ
تَزِيدُ مَعَ الْإِنْفَاقِ لَا بَدَّ يَبْخُلُ
وَمَنْ أَنْ تَكُنْ نُعْمَاكَ عَنَا تُحَوَّلُ
أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِنْ سَوْءِ صُنْعِنَا

ترجمہ: اے میرے معبود! تیرا ہی فضل ہے جو تمام مخلوقات میں عام ہے، (تیری ہی) سخاوت ہے جو ہر مخلوق میں پھیلی ہوئی ہے۔ تیرے سوا اگر کسی کو تیرے ان خزانوں پر ملکیت ہوتی جن میں خرچ کرنے سے اضافہ ہی ہوتا ہے، تب بھی وہ ضرور بخیلی کرتا۔ اے اللہ! میں اپنے عمل بد سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اس بات سے بھی کہ تیری نعمتیں ہم سے چھن جائیں۔

○ مطمئن رہیں!

اس چیز میں مشغول نہ رہیں جس کی ذمہ داری خود (اللہ نے) لی ہے، اللہ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ وہ (المقیت / غذا دینے اور حفاظت کرنے والا) ہے اور فرمایا کہ وہ (الرزاق / رزق رساں) ہے۔

المقیّت: رزاق سے زیادہ خاص (معنوں کا حامل اسم گرامی) ہے، قوت سے مراد: وہ غذا ہے جس سے ڈھانچہ قائم رہتا ہے، جب کہ رزق: ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو بندہ کی ملکیت میں ہو، خواہ وہ کھانے والی چیز ہو یا نہ ہو۔

جب تک زندگی باقی ہے تب تک غذا اور رزق دونوں ملتے رہیں گے، اگر اللہ اپنی حکمت سے کوئی راستہ آپ کے سامنے بند کر دیتا ہے تو اپنی رحمت سے کوئی دوسرا راستہ کھول بھی دیتا ہے۔

جنین کی حالت پر ہی غور کر لیجیے کہ: اس کی غذا خون ہے، جو صرف ایک راستے سے اسے ملتی ہے اور وہ ہے ناف، لیکن جب وہ رحم مادر سے باہر آتا ہے تو یہ راستہ بند ہو جاتا ہے، اور اس کے لیے دوسرا راستہ کھل جاتا ہے، جن سے اسے پہلے کی نسبت زیادہ عمدہ اور لذیذ غذا ملتی ہے، اور وہ ہے خالص دودھ جو (پینے میں) خوش گوار ہوتا ہے، پھر جب شیر خواری کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو اس کے لیے چار راستے کھل جاتے ہیں جن سے اسے دو قسم کے کھانے اور دو قسم کے مشروبات ملتے ہیں، کھانے سے مراد حیوانات (کے گوشت) اور نباتات (کی سبزیاں) مراد ہیں، جب کہ مشروب سے مراد: پانی اور دودھ ہیں۔

نیز جب اس کی موت ہو جاتی ہے تو یہ چاروں دروازے بند ہو جاتے ہیں، اور مومنوں کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہتے ہیں وہ اس میں داخل ہو جاتے ہیں!

○ آپ اللہ کے شکر گزار بن جائیں!

اللہ پاک و برتر کی نعمتیں شمار سے زیادہ ہیں، ان کو گننا اور ان کا حساب لگانا ممکن نہیں:

{ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ } [سورة

ابراہیم: 34]

ترجمہ: اگر تم اللہ کے احسان گننا چاہو تو انہیں پورے گن بھی نہیں سکتے۔ یقیناً انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا

ہے۔

جلالتِ شان والا منعم و محسن بغیر کسی ضرورت اور خوف و امید کے مخلوق کو ان نعمتوں سے نوازتا ہے، بلکہ محض اپنے فضل و کرم، احسان و انعام اور سخاوت و فیاضی کی بنا پر ان سے سرفراز کرتا ہے:

{ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ

اللَّهُ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ } [سورة الذاریات: 56-58]

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔ نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں، نہ میری یہ چاہت ہے کہ یہ مجھے کھلائیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی سب کا روزی رساں تو انائی والا اور زور آور

ہے۔

لیکن بہت سے لوگ شکر ادا نہیں کرتے:

{ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ تَكْرُؤًا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٣﴾ } [سورة النحل: 83]

ترجمہ: یہ اللہ کی نعمتیں جانتے پہچانتے ہوئے بھی ان کے منکر ہو رہے ہیں، بلکہ ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔

اس نے آپ کو عطا کیا جب کہ اس کے پاس آپ کا کوئی حق نہ تھا، پھر بھی آپ کے حقوق کے منکر رہے! اس نے آپ کو نوازا جب کہ اس کے پاس آپ کا کوئی احسان نہ تھا، پھر بھی آپ نے اس کے احسان کا

انکار کیا!

{ قُلْ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ﴿١٧﴾ } [سورة عبس: 17]

ترجمہ: اللہ کی مار انسان پر کیسا ناشکر ہے۔

آپ پر اللہ پاک و برتر کی نعمتیں پیہم جاری و ساری ہیں، جب آپ اس سے مانگتے ہیں، وہ نوازتا ہے، جب اس سے دعا کرتے ہیں، وہ قبول کرتا ہے، جب اس سے مدد طلب کرتے ہیں، وہ مدد کرتا ہے، اس کے بغیر آپ کی بے نیازی نہیں، اسی لئے اگر آپ شکر ادا بھی کریں تو اس کے بعد ایک اور نعمت کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو اس کی توفیق دی:

{ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ } [سورۃ ابراہیم: 7]

ترجمہ: جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں

گا۔

○ بے نیازی کے ارکان:

بنی آدم کے پاس اگر سونے کی ایک بھری وادی بھی ہو تو ان کی چاہت ہوگی کہ ان کے پاس دو وادیاں

ہوں۔

خوش بختی یہ نہیں کہ آپ دنیا حاصل کر لیں، بلکہ انسان کی سعادت یہ ہے کہ: اس کے پاس دن بھر کی غذا

موجود ہو، وہ جسمانی طور پر تندرست ہو اور اسے امن و سکون حاصل ہو۔ نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ

نے فرمایا: "تم میں سے جس نے بھی صبح کی اس حال میں کہ وہ اپنے گھریا قوم میں امن سے ہو اور جسمانی لحاظ سے

بالکل تندرست ہو اور دن بھر کی روزی اس کے پاس موجود ہو تو گویا اس کے لیے پوری دنیا سمیٹ دی گئی"۔ [یہ

حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

○ نیکو کاروں کا طرز عمل:

مومن کا دل اطمینان سے لبریز ہوتا ہے، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ ہی محافظ و نگہبان اور رزق بہم پہنچانے والا ہے، اس کی روزی لکھ دی گئی ہے، وہ اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک کہ اپنی روزی حاصل نہ کر لے، چنانچہ وہ کوشش تو کرتا ہے لیکن بھروسہ اللہ پر رکھتا ہے اور اپنی طاقت و قوت سے برائت ظاہر کرتا ہے، اس کا دل اس اللہ عزوجل سے وابستہ رہتا ہے جو محافظ و نگہبان اور رزق رساں ہے، اس پاک و برتر کے بغیر نہ تو اس کی اپنی کوئی بساط ہے، نہ قوت اور نہ کوئی طاقت۔

جیسا کہ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ نبی ﷺ اپنے عزیز و برتر رب سے روایت کرتے ہیں، اللہ فرماتا ہے: "اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جس کو میں کھلاؤں۔ تو مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھلاؤں گا۔"

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض اسلاف اپنی نماز میں ہر ایک ضرورت اللہ سے مانگا کرتے تھے، یہاں تک کہ آٹے کے لیے نمک اور بکری کے لئے چارا بھی مانگتے۔"

جو شخص اللہ کے اسم گرامی (المقیمت / محافظ اور رزق رساں) کو ہمہ وقت ذہن نشین رکھے، اللہ جو نگہبان اور رزق دینے والا ہے، اس کی معیت کو ہر حال میں محسوس کرے، اللہ کے خزانے پر یقین و بھروسہ رکھے۔ تو اسے ہمیشگی کی سعادت حاصل ہوگی، اور وہ ہے: دنیا و آخرت میں (اللہ کی) خوشنودی۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو متنبہ فرمایا ہے جو اجر و ثواب کی طلب و چاہت میں اہل خانہ کی روزی بھی صدقہ کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے یہ نیکی گناہ میں بدل جاتی ہے، کیوں کہ وہ (اس عمل کے ذریعہ) اپنے اہل و عیال اور غلاموں کو ضائع (اور محروم) کر دیتا ہے جن کے اخراجات اس پر واجب ہیں اور جو اس کے زیر سرپرستی ہیں، اس لئے کہ نفقہ اور اخراجات کا تعلق انسانوں کے حقوق سے ہے، اور انہیں (اس کے مال کی)

زیادہ حاجت ہے، اور ان کا حق زیادہ ضروری ہے، نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "آدمی کے گنہگار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ان لوگوں کو جن کے اخراجات کی ذمہ داری اس کے اوپر ہے ضائع کر دے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

نبی ﷺ اپنے اہل خانہ کے تئیں اتنے فکر مند رہتے کہ ان کے لئے پورے ایک سال کی روزی ذخیرہ کر لیتے، صحیح بخاری میں آیا ہے کہ نبی ﷺ "بنی نضیر کے باغ کی کھجوریں بیچ کر اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کی روزی جمع کر دیا کرتے تھے"۔

آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللهم اجعل رزق آل محمد قوتًا" (یعنی: اے اللہ! آل محمد کو بہ قدر ضرورت روزی دے) [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

یعنی جو ان کی غذا کے لیے (اور زندہ رہنے کے لئے) کافی ہو، تاکہ فقر و فاقہ سے وہ نڈھال نہ ہوں اور نہ دست سوال دراز کر کے ذلیل و نامراد ہوں، اسی طرح ان کے لئے دنیا (کی نعمتوں کے دروازے) نہ کھول دئے جائیں کہ وہ ان پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں، کیوں کہ دنیا زائل ہونے والی اور آخرت ہی باقی رہنے والی ہے، اس لیے باقی رہنے والے کو فنا ہو جانے والے پر ترجیح دو، میرے پروردگار ان پر، ان کے اہل و عیال اور قیامت تک ان کے نقش پا کی پیروی کرنے والوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (المقیت / محافظ اور رزق رساں) کے حوالے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں اپنے کشادہ فضل و احسان سے رزق عطا کر اور اپنی اطاعت، ذکر اور شکر پر ہماری مدد فرما۔



(۶۶)
الْوَاسِعُ جَل جَلالہ

جب مومنوں نے اللہ کے اسم گرامی (الواسع **جل جلالہ**) کے بارے میں سنا تو ان کے دل اس کے ذکر سے وابستہ ہو گئے، ان کی روحیں اس کے دیدار کی مشتاق ہو گئیں، ان کے دلوں کو صرف اس کے سامنے خم ہونے، اس کے گھر کا طواف کرنے، اس کے حضور قیام کرنے، اس کی خاطر نیند سے بیدار ہونے اور اس کی راہ میں جانیں قربان کرنے سے ہی سیرابی (اور سکون) ملتا ہے۔

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

{ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ } [سورة الأعراف: 156]

ترجمہ: میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔

نیز پاک و برتر رب نے فرمایا:

{ وَاللَّهُ يُؤْتِي مَلَكَهُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَسِيعٌ عَلَيْهِمْ } [سورة البقرة: 247]

ترجمہ: اللہ جسے چاہے اپنا ملک (بادشاہت) دے، اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔

ہمارا رب وہ عزیز و برتر ہے جو کشادگی والا اور بے نیاز ہے، جس کی بے نیازی تمام بندوں کو شامل ہے، اس کی کفایت، فضل و احسان، جو دو سخا اور تدبیر تمام مخلوقات کو محیط ہیں۔

اللہ عزیز و برتر مطلق کشادگی والا ہے، وہ اپنی ذات، اسما و صفات، اعمال و افعال اور بادشاہت و سلطنت میں درجہ کمال پر فائز ہے، کوئی بھی اس کی تعریف کما حقہ نہیں کر سکتا، وہ ویسا ہی ہے جیسے اس نے خود آپ اپنی ذات کی تعریف کی ہے۔ اس کی توصیف کرنے والی مخلوق خواہ جس قدر بھی اس کی توصیف بیان کر لیں، اس کی کیفیت و ماہیت تک نہیں پہنچ سکتے، اور نہ اپنے علم سے اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔
ہمارے پروردگار کا علم ہر ایک چیز کو شامل ہے۔

{ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا } [سورة الأعراف: 89]

ترجمہ: ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں، اللہ پاک و برتر اندھیری رات میں سخت چٹان پر (رینگنے والی) کالی چیونٹی کی رینگ کو بھی سنتا ہے، آسمان و زمین میں کوئی بھی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔
اس کا علم دلوں کے بھید اور سینوں میں چھپے ہر قسم کے خیر و شر کو بھی شامل ہے:

{ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ } [سورة غافر: 19]

ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔

{ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَفُورٌ حَلِيمٌ } [سورة

البقرة: 235]

ترجمہ: جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی باتوں کا بھی علم ہے، تم اس سے خوف کھاتے رہا کرو اور یہ بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ بخشنش اور علم والا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار کشادہ مغفرت والا ہے، جو ہر توبہ و انابت کرنے والے کی بخشش فرماتا ہے، خواہ اس کے گناہ اور خطائیں جس قدر بھی ہوں:

{ إِنَّ رَبَّكَ وَسِعَ الْمَغْفِرَةَ } [سورة النجم: 32]

ترجمہ: بے شک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے۔

ہمارا کشادگی والا پاک و برتر رب وہ ہے جو اپنے بندوں پر دین کے معاملے میں کشادگی کرتا ہے، جو ان کی اسطاعت میں نہ ہو، اس کا انہیں مکلف نہیں کرتا:

{ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُولُوا فَسَمَّ وَجْهَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَسِيعُ عَلِيمٌ } [سورة

البقرة: 115]

ترجمہ: مشرق و مغرب کا مالک اللہ ہی ہے۔ تم جدھر بھی رخ کرو ادھر اللہ کا ہی چہرہ ہے، اللہ تعالیٰ کشادگی اور وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا رِبَّ غَيْرُهُ	كَرِيمٌ رَحِيمٌ يُرْتَجَى وَ يُؤْمَلُ
إِذَا سئِلَ الْخَيْرَاتِ أَعْطَى جَزِيلَهَا	وَيَرْفَعُ مَكْرَهُ الْبَلَاءِ وَ يَزُولُ
يَسْخُ مِنْ الْخَيْرَاتِ سَخًّا عَلَى الْوَرَى	فَيُعْنِي وَيُتَقْنِي دَائِمًا وَيُجَوِّلُ
إِذْ أَكْثَرَ الْمُتَنِي عَلَيْهِ مِنَ التَّنَا	فَدُو الْعَرْشِ أَعْلَى فِي الْجَلَالِ وَأَجْمَلُ

ترجمہ: میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پالنہار نہیں، وہ سخی و دانا اور رحیم و مہربان ہے، اسی سے ہر طرح کی امیدیں قائم رکھی جاتی ہیں۔

جب اس سے بھلائیاں طلب کی جاتی ہیں، تو وہ بیش بہا بھلائیاں سے نوازتا اور ناپسندیدہ آفت و بلا کو ٹال

دیتا ہے۔

مخلوق پر اپنی نوازش کی بارش برساتا ہے، ہمیشہ (اپنے فضل سے) انہیں بے نیازی و مالداری اور خوشی و مسرت عطا کرتا اور (ان کی حالت) بہتر سے خوب تر کر دیتا ہے۔

اگر ثنا خواں اس کی مدح سرائی میں کثرت سے کام لے تو عرش والا جلال و جمال میں سب سے اعلیٰ و بالا

ہے۔

○ کشادگی والا (پالنہار) آپ کے فکر و غم کے لئے کافی ہے!

جو شخص اللہ کے اسم گرامی (الواسع / کشادگی والا) سے واقف ہو جائے، اس کا خوف جاتا رہتا ہے، اس کے دل میں اطمینان اپنی جگہ بنا لیتا ہے اور اس کے لئے امید کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

چنانچہ یہ کسان جس کے فصل کی کٹائی میں تاخیر ہو رہی ہے، خشکی اور قحط کا شاک ہے، پھل (اور فصل) کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے، جب اسے یہ معلوم ہو کہ اللہ کشادگی والا اور بڑا علم والا ہے، تو وہ آسمان کی طرف نظر اٹھائے گا، اس کا دل اپنے رب سے وابستہ ہوگا، اور یہ ندا لگائے گا: اے کشادہ نوازش والے.. اے اللہ.. اے کشادہ رحمت والے، اے جو دو سخا کے مالک! مجھ پر اپنی برکات و خیرات کی بارش برسا دے۔

وہ بانجھ جسے زمانے نے چور کر دیا ہے، تکلیف نے اسے نڈھال کر دیا ہے، اولاد کا اشتیاق فزوں تر ہو گیا ہے کہ اسے کھلائے اور اپنی زندگی میں رنگ بھرے، لیکن حمل ٹھہرنے پارہا ہو بلکہ انسان کے اس قول سے افسردہ ہو گیا ہو کہ: وہ بانجھ ہے! دریں اثنا کہ یہ حالات وقوع پذیر ہو رہے ہوتے ہیں، غم کا لیسیرا ہوتا ہے، اس کے اندر



سے ایک دوسری زندگی جنم لیتی ہے جب وہ یہ یاد کرتا ہے کہ اللہ کشادگی والا، کریم و داتا اور سخی و فیاض ہے، وہ کسی بھی ایسے سائل کو محروم نہیں لوٹاتا جو یقین کے ساتھ اس سے سوال کرے، چنانچہ وہ یہ ندا لگاتا ہے:

{ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً } [سورة آل عمران: 38]

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔

{ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ } (۸۹) فَاسْتَجَبْنَا لَهُ، وَوَهَبْنَا لَهُ، يَحْيَىٰ

وَأَصْلَحْنَا لَهُ، زَوْجَهُ، إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْكَرُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا

وَكَانُوا لَنَا خَشِيعِينَ } [سورة الأنبياء: 89-90]

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے تنہا نہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے۔ ہم نے اس کی دعا کو قبول فرما کر

اسے یحییٰ عطا فرمایا اور ان کی بیوی کو ان کے لئے درست کر دیا۔ یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔

اسی طرح وہ مریض جس کی آہ و فغاں کو اللہ سنتا ہے، جس کے دکھ درد سے اللہ واقف ہوتا ہے، جب وہ

کشادہ نوازش والے (پالنے والے) یاد کرتا ہے اور یہ یاد کرتا ہے کہ وہی شافی اور اپنے بندوں کے لیے کافی ہے، تو وہ

یہ ندا لگاتا ہے:

{ أَنِّي مَسْنِي الضُّرِّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ } [سورة الأنبياء: 83]

ترجمہ: مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

چناں چہ اللہ پاک و برتر اس کے دکھ اور غم کو دور کر دیتا اور اسے شفا سے نوازتا ہے... یقیناً وہ اللہ عزوجل
کشادگی والا ہے۔

قرض دار کے دل میں فکر و غم کا جھوم ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ ان سے کوئی چھٹکارا اور
نجات کی راہ نہیں، پھر دیکھتے ہی دیکھتے اللہ پاک و برتر اس کے دل کا دروازہ کھول دیتا ہے، اسے اپنی پناہ میں لے
لیتا ہے، چناں چہ وہ کشادہ نوازش، سخاوت اور جو دو کرم والے (پالنہار) کی بارگاہ میں پناہ لیتا اور یہ ندا لگاتا ہے:
اے ضرورتوں کو پوری کرنے والے.. اے کشادہ نوازش والے!

أَمَّن يُحِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ
قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ [سورة النمل: 62]

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے اللہ قرض کو ادا کر دیتا اور اسے ایسی جگہ سے رزق نوازتا ہے جہاں سے اسے وہم و گمان بھی
نہیں ہوتا، اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لہرانے لگتی ہے، دل کو سکون ملتا اور جان کو قرار نصیب ہوتا ہے:

{ قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ } [سورة الأنعام: 64]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے۔

عالم دین کے سامنے مشکل مسئلہ پیش آتا ہے، درست جواب اس (کی دسترس سے) دور معلوم ہوتا ہے،
اس کے لئے جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے، وہ زمین پر اپنی ناک رگڑتے ہوئے اللہ کو پکارتا اور مدد کی گویا لگاتا
ہے: اے کشادہ نوازش والے.. اے کشادہ علم والے.. اے ابرہیم کو علم دینے والے مجھے علم سے نواز.. اے
سلیمان کو فہم و فراست دینے والے مجھے بھی فہم و فراست سے نواز!

دیکھتے ہی دیکھتے توفیق الہی اس کے در پر دستک دینے لگتی ہے، اور کشادگی والے پاک و برتر (پالنہار کے فضل و کرم سے) تمام گریہیں کھلنے لگتی ہیں۔

میاں بیوی میں اختلاف ہو جاتا ہے، رشتے کا بندھن ٹوٹ جاتا ہے، محبت کی لڑیاں ٹوٹ کر بکھر جاتی ہیں، طلاق کے بعد ان کی حالت بدتر اور ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے، وہ دونوں ہی کشادگی والے اللہ کی پناہ لیتے ہیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے اللہ تعالیٰ دونوں کو ایک کھوئی ہوئی بھلائی کے بدلے دوسری نوازش و نعمت سے سرفراز کر دیتا ہے:

{ وَإِنْ يَنْفَرَقَا يُعِنِ اللَّهُ كِلَا مِّنْ سَعَتِهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا } [سورة النساء: 130]

ترجمہ: اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا، اللہ تعالیٰ وسعت والا حکمت والا ہے۔

○ تجارت کا فائدہ...

انسان خرچ کرنے سے کتراتا ہے کیوں کہ وہ فقیری سے ڈرتا ہے، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ شیطان اس کے دل میں برائی اور فقر و فاقہ کا وسوسہ پیدا کرتا اور اسے بخیلی کی دعوت دیتا ہے:

{ الشَّيْطَانُ يَعِدُّكُمْ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۗ وَاللَّهُ يَعِدُّكُمْ مَغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ

وَاسِعٌ عَلَيْهِمْ } [سورة البقرة: 268]

ترجمہ: شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے۔

مومن کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کشادگی والا اور سخی و داتا ہے، اس پاک و برتر نے یہ وعدہ فرمایا ہے:

{ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفُهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ

وَالِيَهُ تُرْجَعُونَ } [سورة البقرة: 245]

ترجمہ: ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پس اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے۔ اللہ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔
نیز مومن کو چاہئے کہ اللہ پاک و برتر کے اس فرمان کو بھی یاد رکھے:

{ قُلْ إِنْ أَلْفُ مَلَكٍ أَسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ شَيْءٍ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ } [سورة آل عمران: 73]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ فضل تو اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے، وہ جسے چاہے اسے دے، اللہ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

چنانچہ وہ اپنے رب کو قرض دیتے ہوئے اپنے مال کو خرچ کرے اور یہ یقین رکھے کہ اللہ بزرگ و برتر اسے دنیا و آخرت میں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے گا، (اگر ایسا کیا تو) دیکھتے ہی دیکھتے اس پر برکت و رحمت کی برکھابرسنے لگے گی اور (اس پر) اللہ کے فضل و احسان مزید بڑھ جائیں گے جو کشادگی والا، سخی و داتا اور فیاض ہے۔

○ خوف کھانے والے (بندوں) کے آنسو..

مومن بندہ اپنے گناہ کی سنگینی اور کوتاہی کی کثرت کو یاد رکھتا ہے، جس سے اس کے (اندر) حزن و ملال (کی چنگاڑی) بھڑک اٹھتی ہے اور اس کا دل مشتعل ہو جاتا ہے، انجام کار زور آور (اللہ) کے خوف سے اس کی آنکھیں

اشک بار ہو جاتی ہیں، پھر وہ اللہ عزیز و برتر کے اس فرمان کو یاد کرتا ہے کہ: { وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ }

[سورة الأعراف: 156]

ترجمہ: میری رحمت ہر ایک چیز کو محیط ہے۔

نیز اس فرمان باری تعالیٰ کو بھی دہراتا ہے:

{ إِنَّ رَبَّكَ وَسِعَ الْمَغْفِرَةَ } [سورة النجم: 32]

ترجمہ: بے شک تیرا رب بہت کثادہ مغفرت والا ہے۔

بالآخر اللہ عزیز و برتر کے حضور میں توبہ اور انابت کا اعلان کرتا ہے، اور یہ امید کرتا ہے کہ اللہ پاک و برتر کے

اس فرمان میں اس کو بھی شمولیت حاصل ہو جائے گی:

{ إِلَّا مَنْ تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ

غَفُورًا رَحِيمًا } [سورة الفرقان: 70]

ترجمہ: سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں۔ ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ

تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

فرشتوں کی اس دعا کو بھی محسوس کر رہا ہوتا ہے:

{ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ

{ [سورة غافر: 7]



ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہر چیز کو اپنی رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے۔ پس تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔

توبہ اس کے دل کی سوزش اور نفس کی جھلس کو دھل دیتی ہے، اور اللہ پاک و برتر اسے توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں شامل فرمادیتا ہے، نیز اس پر یہ بھی احسان کرتا ہے کہ تادم حیات اسے راہ مستقیم پر گامزن رکھتا ہے، پھر انجام کار جنت کی نعمتوں سے بہرہ ور کرتا ہے، جہاں وہ یہ خوش خبری سماعت کرتا ہے:

{ إِنَّ هَذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَفَادٍ ﴿٥٤﴾ [سورة ص: 54]

ترجمہ: بے شک روزی (خاص) ہمارا عطیہ ہیں، جن کا کبھی خاتمہ ہی نہیں۔

○ پیغامات...

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جس کی رحمت تمام مخلوقات کو محیط ہے:

{ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ } [سورة الأنعام: 147]

ترجمہ: تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے۔

اللہ نے دین کے معاملے میں اپنے بندوں پر کشادگی رکھی ہے، ان سے تنگی کو دور فرمادیا ہے، بیمار، مسافر اور عمر دراز جیسے معذور لوگوں کے ساتھ آسانی روا رکھی ہے، چنانچہ انہیں پاک و برتر پروردگار نے ایسی چیزوں کا مکلف نہیں کیا ہے جو ان کی طاقت سے باہر ہو:

{ لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا } [سورة البقرة: 233]

ترجمہ: ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو۔

جس کے لیے روئے زمین تنگ پڑ جائے تو اللہ عزیز و برتر نے ایسے بندوں کے لیے زمین کو کشادہ کر دیا ہے:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی زمین بہت کشادہ ہے۔

سب سے کشادہ نوازش جس سے اللہ پاک و برتر اپنی مخلوق کو نوازتا ہے وہ صبر ہے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "کسی کو بھی صبر سے بڑھ کر کشادہ اور بہتر نوازش نہیں دی گئی" [اسے بخاری نے روایت کیا ہے، مذکورہ الفاظ بخاری ہی کی روایت کردہ ہیں، اور مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے]۔

صبر تمام عبادتوں میں داخل (اور مطلوب) ہے، چنانچہ اطاعت (کی بجا آوری) پر صبر ضروری ہے، گناہ و معصیت سے باز رہنے پر صبر ضروری ہے، اللہ پاک و برتر کی تقدیروں پر صبر ضروری ہے، پوری زندگی ہی صبر سے عبارت ہے یہاں تک کہ ہم اللہ عزیز و برتر سے جا ملیں۔

حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "صبر: خیر و بھلائی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، جس سے اللہ اپنے اسی بندہ کو نوازتا ہے جو اس کے نزدیک معزز ہو"۔

ارْحَمَ عِبَادًا أَكْفَى الْفَقْرِ قَدْ بَسَطُوا

يَا مَنْ يُعِيْثُ الْوَرَى مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا

سَيُؤِيْ جَمِيْلٍ رَّجَاءٍ نَحْوَهُ انْبَسَطُوا

عَوَّدَتْهُمْ بَسَطَ أَرْزَاقٍ بِلَا سَبِّ

ترجمہ: اے وہ پروردگار جو مایوسی کے بعد بھی مخلوق کی مدد کرتا ہے، اپنے ان بندوں پر رحم فرما جنہوں نے فقیری کے ہاتھ تیری طرف پھیلا دئے ہیں۔ تو نے انہیں بغیر کسی سبب کے بھی رزق کی فراوانی کا خوگر بنا دیا ہے، سوائے اس کے کہ انہوں نے تجھ سے ہی بہتر امیدیں قائم رکھیں۔

اے اللہ... اے کشادہ نوازش والے (پالنے والا!) ہم میں سے ہر ایک کو اس کی مانگ سے بڑھ کر نواز، کیوں کہ تو ہر

چیز پر قادر ہے۔



(۶۷)
الرَّقِيبُ جَدِ جَلَالَهُ

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو اپنی خلوت و تنہائی درست کر لیتا ہے، اس کی برتری اور خوبی کی خوشبو بکھرنے لگتی ہے اور دل اس کی عطر بیزی کے شیفٹہ و فریفتہ ہو جاتے ہیں، اس لئے تنہائیوں میں اللہ کا خوف لازم پکڑیں، کیوں کہ اگر خلوت بگڑی ہوئی ہو تو ظاہری صالحیت کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی۔"

ابو حفص نیسا بوری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "جب لوگوں کے پاس بیٹھو تو اپنے دل اور اپنے نفس کو وعظ و نصیحت کرتے رہو، اس بات سے دھوکے میں نہ پڑو کہ وہ تمہارے پاس مجلس جمائے بیٹھے ہیں، کیوں کہ وہ تو محض تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں، اور اللہ تمہارے باطن پر بھی نگاہ رکھتا ہے۔"

اللہ کے نزدیک ایک اعلیٰ ترین مقام یہ بھی ہے کہ: مومن اپنے عزیز و برتر پروردگار کی نگرانی و نگہبانی کو محسوس کرتا رہے، اور ہمہ وقت یہ یاد رکھے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے، اللہ اپنی بلند و برتر ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا

ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝۱﴾ [سورۃ النساء: 1]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار نگہبان ہے، وہ سینوں کے بھید سے بھی واقف ہے، وہ ایسا محافظ ہے کہ کوئی بھی چیز اس کے دائرہ علم سے اوجھل نہیں۔

ہمارا پروردگار دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے، راز ہائے سربستہ اور آنکھوں کی جھپک کو بھی دیکھتا ہے، ہر انسان کے تمام حرکات کی نگرانی کر رہا ہے۔

ہمارا پالنہار بندوں کے اعمال اور ان کے افعال کی نگہبانی کر رہا ہے۔
وہ نگران بھی ہے اور محافظ بھی، جس کا وہ محافظ ہے، اس کا نگران بھی ہے، اس نے ساری مخلوقات کی حفاظت فرمائی، انہیں بہترین نظام کا تابع بنایا اور ان کی کامل ترین تدبیر کی۔

وهو الرقيب على الخواطر واللوأ
حظ كيف بالأفعال والأركان

ترجمہ: وہ دلوں کے خیال اور آنکھوں کی جھپک کی بھی نگرانی کر رہا ہے، تو (ہمارے) افعال اور کردار کا کیا پوچھنا

{ وَمَا يَعْرُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي

كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦١﴾ {سورۃ یونس: 61}

ترجمہ: آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں، اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین ہے۔

اللہ پاک و برتر بندے کے احوال، اس کے شب و روز کی حرکت و نشاط، اس کے ظاہر و باطن اور سفر و حضر سے باخبر ہے۔

پاک و برتر نگہبان سنتا اور دیکھتا ہے، بلکہ ہونٹ کے جنبش کرنے اور قلم کے تحریر کرنے سے قبل ہی سینوں کے بھید سے بھی واقف ہو جاتا ہے۔

اس کا علم مطلق ہر ایک موجود چیز کو محیط ہے، اس کی کامل ترین واقفیت ہر ایک مخلوق کو شامل ہے، اس کے علم و واقفیت اور دائرہ آگہی سے کوئی بھی چیز خارج نہیں، نہ تو غائب انسان پاک و برتر نگہبان (کی نظر) سے او جھل ہو سکتا ہے اور نہ پوشیدہ رہنے والے شخص کی پوشیدگی عظیم و برتر (پروردگار کی نگاہ سے) اسے دور کر سکتی ہے، سرگوشی اس کے نزدیک ظاہر ہے، راز اس کے لئے راز نہیں اور پوشیدگی اس کے نزدیک اظہار ہے۔

○ کامیاب ہو گیا...

مستدرک میں آیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی جامع سورہ پڑھا دیجئے، رسول اللہ ﷺ اسے سورہ زلزله (إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زَلْزَالَهَا) پڑھانے لگے یہاں تک کہ پوری پڑھادی، اس شخص نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں اس سے زیادہ کبھی نہیں پڑھوں گا۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص کامیاب ہو گیا" [اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے]۔

مسند امام احمد میں صعصعہ بن معاویہ سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی: { فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ، ۷ } وَمَنْ يَعْمَلْ

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ، ۸ } [سورة الزلزلة: 7-8]

ترجمہ: جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

تو انہوں نے عرض کیا: "بس کافی ہے! اگر میں ان (دو آیتوں) کے علاوہ دیگر آیتیں نہ بھی سنوں تو بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں" [اس حدیث کو ارنائڈوٹ نے حسن قرار دیا ہے]۔

صرف ایک آیت بھی انسان کو فقہ و بصیرت سے لیس کر کے اپنے پروردگار سے قریب کر سکتی ہے، (شرط یہ ہے کہ) وہ جب جب اس آیت کو پڑھے تو اس پر عمل بھی کرے:

{ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝۱ } [سورة النساء: 1]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

مومن یہ جانتا ہے کہ اللہ پاک و برتر اس کا نگہبان ہے، اس حال میں اسے دیکھ رہا ہے، اس لئے وہ اپنی سانسوں پر بھی نگاہ رکھتا اور اپنے عمل کو اپنے پروردگار کے لئے خالص کرتا ہے، وہ ہر عمل میں اللہ کو نگران سمجھتا ہے... اپنے رب کی نگہبانی کو محسوس کرتا اور ہمہ وقت اسے یاد رکھتا ہے، جس کی وجہ سے وہ مقام احسان پر فائز ہوتا ہے:

{ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۱۶۲ } [سورة الأنعام: 162] ترجمہ:

آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنایہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔

علماء فرماتے ہیں: یہ ایک افضل ترین عبادت ہے کہ: ہمیشہ اور ہمہ وقت اللہ کو نگران و نگہبان تصور کیا جائے۔

○ اللہ کی معیت:

آپ اپنی زندگی میں جس قدر اللہ پاک و برتر کو نگران تسلیم کریں گے، اسی قدر آپ کو اللہ کی معیت حاصل ہوگی۔

اس لئے اطاعت سے قبل، اطاعت کے دوران اور مباح اعمال کے وقت اور گناہ کرتے ہوئے بھی اپنے آقا کی نگہبانی یاد رکھیں، اطاعت سے قبل (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) اپنی نیت کا جائزہ لیں اور اسے درست کریں، کیوں کہ آپ ﷺ کی حدیث ہے: "ہر انسان کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے" [بخاری]۔



اطاعت کے دوران: (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) اللہ کی نگرانی۔ عبادت کے دوران۔ بھی باقی رہے، اور خالص اس کی رضا کے لئے ہی عبادت انجام دی جائے۔

مباح کاموں کے وقت: (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) ان کی انجام دہی میں ادب کا پاس دلچسپی رکھا جائے اور نعمتوں پر شکر، بحالایا جائے۔

گناہ کے وقت: (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) آپ اللہ کے خلاف جرات کا مظاہرہ نہ کریں اور اس کے حدود کو تجاوز نہ کریں، کیوں کہ مومن (کی صفت ہے کہ وہ) جلد ہی توبہ و انابت کے ذریعہ اور گناہوں سے باز آ کر اپنے آقا سے رجوع کر لیتا ہے:

{ ﴿ وَسَاكِرُونَ إِلَىٰ مَعْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ﴾ [سورة آل عمران: 133]

ترجمہ: اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔

اگر آپ ان تمام حالتوں میں اللہ پاک و برتر کی نگہبانی کو یاد رکھتے ہیں، تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کو شرح صدر اور آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔

○ سرگوشی...

جب عزیز و برتر اللہ نے یہ فرمایا: { إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴿١﴾ } [سورة النساء: 1]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

اور یہ کہ: { وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ﴿٥٢﴾ } [سورة الأحزاب: 52]

ترجمہ: اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

تو وہ اس کے ذریعہ ہمیں بطور خاص خطاب فرما رہا ہے اور ہم سے کہہ رہا ہے:

اے میرے بندے! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر تم اپنے گناہوں کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپانے میں کامیاب ہو گئے تو تم مجھ سے نجات پانے میں بھی کامیاب ہو جاؤ گے!؟

اس خطاب کی عظمت اس زمانے میں اور بڑھ جاتی ہے جب کہ (ہر طرف) فتنوں کا دور دورہ ہے اور (فتنوں) میں واقع ہونا نہایت آسان ہو گیا ہے۔

کسی نے کہا ہے کہ: شخصیت کی تعمیر کا سب سے بڑا عنصر یہ ہے کہ "اللہ کی نگہبانی کو یاد رکھا جائے"، اور شخصیت کی تخریب کا سب سے بڑا عنصر یہ ہے کہ "لوگوں کی نگرانی کو یاد رکھا جائے"۔

خلوتٌ ولكن قلّ عليّ رقيبٌ

إذا ما خلوتَ الدهرَ يوماً فلا تقل

ولا أنّ ما يخفى عليه يغيبُ

ولا تحسبنّ الله يغفلُ ساعةً

ترجمہ: جب تم زمانے میں کبھی تنہا ہو تو یہ مت کہو کہ میں خلوت میں ہوں، بلکہ یہ کہو کہ میرے اوپر ایک نگران مقرر ہے۔ اللہ کو ایک پل کے لئے بھی غافل نہ سمجھو، اور نہ اس گمان میں رہو کہ جو چیز اس سے دور ہے وہ اس سے اوجھل ہے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (الرقیب / نگہبان) کے حوالے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے اولیاء میں شامل فرما، ہم تجھ سے خلوت و جلوت ہر جگہ تیری خشیت کا، فقیری و مالداری میں میانہ روی کا اور ناراضگی و خوش حالی میں عدل و انصاف کا سوال کرتے ہیں۔



(۶۸)
الْحَسِيبُ جَل جَلَالَهُ

جعفر صادق ع فرماتے ہیں: "مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو خائف تو ہو لیکن اس آیت کا سہارا نہ لے: {حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ} [سورة آل عمران: 173] (ترجمہ: ہمیں اللہ کافی ہے اور بہت اچھا کارساز ہے)۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے فوراً بعد فرماتا ہے: {فَأَنْقَلِبُوا إِلَى اللَّهِ وَفَضَّلْنَا لَكُمْ يَمَسُّهُمْ سُوءٌ} [سورة آل عمران: 174] (ترجمہ:- نتیجہ یہ ہوا کہ - اللہ کی نعمت و فضل کے ساتھ یہ لوٹے اور انہیں کوئی برائی نہ پہنچی)۔"

مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جو غمزدہ تو ہو لیکن اللہ عزیز و برتر کے اس فرمان کا سہارا نہ لے: {لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ} [سورة الأنبياء: 87] (ترجمہ: الہی تیرے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں میں ہو گیا)۔ کیوں کہ اللہ اس کے فوراً بعد فرماتا ہے: {فَأَسْتَجِبْنَا لَهُ وَبَجَيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُثَوِّجُ الْمُؤْمِنِينَ} [سورة الأنبياء: 88] (ترجمہ: تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں)۔

مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جس کے ساتھ مکر و فریب کیا جاتا ہے کہ وہ باری تعالیٰ کے اس فرمان کا سہارا نہیں لیتا: {وَأَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ} [سورة غافر: 44] (ترجمہ: میں اپنا معاملہ

اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کا نگران ہے) کیوں کہ اللہ اس کے بعد فرماتا ہے: {فَوَقَلَهُ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَّا مَكْرُوهًا} [سورة غافر: 45] (ترجمہ: پس اسے اللہ تعالیٰ نے تمام بدیوں سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھی)۔

جب تمام حیلے ناکام ہو جائیں، راستے تنگ پڑ جائیں، امیدیں ختم ہو جائیں، اسباب بے سود ثابت ہوں، تو آپ یہ ندا لگائیں: مجھے اللہ کافی ہے اور بہت اچھا کارساز ہے!

جب زمین اپنی تمام ترکشادگی کے باوجود آپ پر تنگ پڑ جائے اور آپ کا دم گھٹنے لگے، تو یہ پکار لگائیں: مجھے اللہ کافی ہے اور بہت اچھا کارساز ہے! (پھر دیکھتے ہی دیکھتے) اسی وقت آپ کو رب تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل ہوگی اور اس کی کشادگی فوراً آپ کے در پر دستک دینے لگے گی:

{فَأَنْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمَسَّسْتُهُمْ سُوءٌ} [سورة آل عمران: 174]

(ترجمہ:- نتیجہ یہ ہوا کہ- اللہ کی نعمت و فضل کے ساتھ یہ لوٹے اور انہیں کوئی برائی نہ پہنچی)۔

اللہ پاک و برتر نے بندوں کے سامنے اپنا تعارف یہ پیش کیا ہے کہ وہ: ان کا محاسب ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان

ہے: {وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا} [سورة النساء: 6]

ترجمہ: دراصل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔

نیز فرمایا: {إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا} [سورة النساء: 86]

ترجمہ: بے شبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ عزیز و برتر ہی: محاسب ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار اپنی مخلوق کے لئے تمام طرح کی ضروریات میں کافی ہے، خواہ ان کا تعلق حصولِ منفعت سے ہو یا دفعِ مضرت سے۔

○ اللہ کی کفایت:

۱- عمومی کفایت جو تمام مخلوقات کو شامل ہے: ان کو پیدا کرنا، انہیں رزق دینا، اور انہیں ہر وہ چیز فراہم کرنا جس کے لئے ان کی تخلیق ہوئی ہے:

{ اَلَّذِيۡۤ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدٰی } [سورۃ طہ: 50]

ترجمہ: جس نے ہر ایک کو اس کی خاص صورت، شکل عنایت فرمائی، پھر راہ سجدادی۔

۲- خصوصی کفایت جو توحید پرستوں کے لئے ہے: ان کی نصرت و مدد کے ذریعہ اور ہر ناگوار چیز سے ان کا دفاع کر کے:

{ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيۡنَ } [سورۃ الأنفال: 64]

ترجمہ: اے نبی تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو جو تیری پیروی کر رہے ہیں۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار تمام مخلوقات سے ان کے اعمال کا حساب لے گا، اس دن جب وہ اس کے پاس لوٹائے جائیں گے، پھر انہیں ان اعمال کا بدلہ دے گا، اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں، اور نہ ہی آسمان و زمین میں رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز اس سے پوشیدہ ہے: { وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰیۤ بِنَا

{ حَسِبِيۡنَ } [سورۃ الأنبياء: 47]

ترجمہ: اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہو گا ہم اسے لا حاضر کریں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔

○ مصائب و مشکلات کے وقت وہی آپ کی حفاظت کرتا ہے...

جسے غیر اللہ کا خوف دلایا جائے لیکن وہ کہے: میرے لئے اللہ کافی ہے! تو اللہ اسے نجات عطا کرتا اور اپنی نصرت سے نوازتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا، تو انہوں نے کہا: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے! تو اللہ نے اس آگ کو ان کے لئے ٹھنڈ اور سلامتی کی چیز بنا دیا۔

ہمارے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ کو جب کافروں کے لشکر اور بت پرستوں کی فوج کی دھمکی دی گئی تو انہوں نے کہا: { حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَأَنْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمَسَّسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ } [سورة آل عمران: 173-174]

ترجمہ: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔۔۔ نتیجہ یہ ہوا کہ۔ اللہ کی نعمت و فضل کے ساتھ یہ لوٹے اور انہیں کوئی برائی نہ پہنچی۔

حساب لینے والا اللہ وہ ہے: جس کی طرف سحر کے وقت (دعا کے ساتھ) ہاتھ اٹھتے ہیں، اسی سے حاجتیں طلب کی جاتی ہیں، مصائب کے وقت اسی کی جانب نگاہیں بلند ہوتی ہیں، اور حادثات کے وقت اسی سے سوال کیا جاتا ہے۔

تمام تر مضبوط و توانا اور کمزور و لاغر لوگ اسی کے ماتحت ہیں، آپ کی تندرستی، آپ کی بیوی، آپ کے ماتحت لوگ اور آپ کی روزی سب اسی کے ہاتھ میں ہیں، اسی کے ماتحت تمام بادشاہ، ظالم اور آپ کے دشمن بھی ہیں۔

آپ کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ اس کی پناہ لیں اور اسے پکاریں: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے!

○ آپ کا ظاہر و باطن (اور اوڑھنا بچھونا) ..

(یہی کلمہ ہونا چاہئے کہ:) "ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے!"، یہ کلمہ کشادگی کی کنجی، اور سعادت و خوش بختی کا دروازہ ہے: {فَأَنْقَلِبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمَسَّسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَنَا وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ} [سورة آل عمران: 174]

ترجمہ:- نتیجہ یہ ہوا کہ- اللہ کی نعمت و فضل کے ساتھ یہ لوٹے اور انہیں کوئی برائی نہ پہنچی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی پیروی کی، اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

جب آپ کو بیماری کا یا تجارت میں خسارے کا، یا فقر و فاقہ کا، یا اولاد کے تئیں (کسی نقصان) کا، یا کسی ظالم یا دشمن (کے ظلم و ستم) کا خوف لاحق ہو تو آپ یہ کلمہ دہرائیں: "مجھے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔"

جب عورت کو ولادت کے وقت تنگی و پریشانی محسوس ہو، یا اپنے بچے یا اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو تو اسے اس کلمہ کا ورد کرنا چاہئے کہ: "مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔" ابن السنی کے نزدیک مرفوعاً اور ابو داؤد کے نزدیک موقوفاً یہ روایت آئی ہے اور شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے: "جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت سات مرتبہ "حسبي الله لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم" (یعنی: اللہ مجھے کافی ہے، صرف وہی معبود برحق ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے، وہی عرش عظیم کا رب ہے) کہے تو اللہ اس کی دنیاوی اور اخروی پریشانیوں کے لئے کافی ہو گا۔"

○ آپ کے شعار کا کیا معنی: اے میرے پروردگار! میں نے تیری پناہ لی، میں تیری حفاظت میں آیا، جس چیز سے میں خائف ہوں اس پر تجھ سے مدد طلب کی، تجھ پر ہی بھروسہ کیا، تو ہی میرے لئے کافی ہے، تو ہی میری امید، میرا ذخیرہ اور میری پناہ ہے!

{سورة النمل: 62} [أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ]

ترجمہ: یا وہ ذات بہتر ہے جسے پریشان حال جب پکارتا ہے تو وہ اس کی پکار کا جواب دیتا ہے، اور اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے۔

جب آپ کو یہ یقین ہو جائے گا کہ اللہ ہی کافی اور وہی حسیب ہے تو آپ اس کے سوا کسی اور کے سامنے اپنی ضرورتیں نہیں پیش کریں گے۔

وهو الحسيبُ كفايَةً وحمایَةً والحسبُ كافي العبدَ كلَّ أوانٍ

ترجمہ: وہی (اللہ) کافی ہے کفایت کے لئے بھی اور حفاظت کے لئے بھی۔ کفایت کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کو اس کی (حفاظت اور) کفایت ہمہ وقت حاصل رہتی ہے۔

○ تاکہ راستہ سلامت رہے:

جب مومن یہ جان لیتا ہے کہ اللہ کل (قیامت کے دن) ہر چھوٹے بڑے عمل پر اس کا محاسبہ کرے گا، ادنیٰ سے ادنیٰ شئی کا بھی اس سے حساب لے گا، اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں، مخلوق کا محاسبہ کرنے میں پیدا کرنے والے اور محاسبہ کرنے والے (اللہ) پر کوئی مشقت نہیں، (جب اسے ان باتوں کا یقین ہو جاتا ہے) تو وہ ہمیشہ تیاری میں رہتا ہے، ہر حال میں اللہ عزیز و برتر کو نگرماں اور نگہبان تصور کرتا ہے: {ثُمَّ رُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ

مَوْلَانَهُمْ الْحَقُّ اِلَا لَهٗ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۚ} [سورة الأنعام: 62]

ترجمہ: پھر انہیں اللہ کے پاس بھیجا جاتا ہے جو ان کا مولائے حقیقی ہے، یقیناً فیصلہ صرف اسی کے اختیار میں ہے اور وہ سب سے جلد حساب لینے والا ہے۔

مسند امام احمد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نماز میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: "اللَّهُمَّ حَاسِبِي حِسَابًا يَسِيرًا" (یعنی: اے اللہ! میرا حساب و کتاب آسان کرنا) تو میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! آسان حساب کتاب سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ کہ اللہ اس کے نامہ اعمال کو دیکھے اور اسے درگزر کر دے، کیوں کہ اس دن - اے عائشہ! - جس کا محاسبہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہو کر رہے گا" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: "اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے، تم اپنا محاسبہ خود کر لو، اس سے قبل کہ تمہارے اعمال وزن کئے جائیں، تم خود انہیں وزن کر لو، بڑے حساب و کتاب کے لئے بہتر تیاری کرو، اس دن تم پیش کئے جاؤ گے، اور تم سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں رکھی جائے گی"۔

قرطبی رقم طراز ہیں: "کسی نیک انسان کا قول ہے: یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ تمہاری زبان اس کا قلم ہے، تمہارا العاب اس کی روشنائی ہے، تمہارے اعضاء و جوارح اس کا قراطاس ہے، اور اپنے کاتبوں اور محافظوں کو تم نے ہی املاء کرایا اور لکھوایا، اس میں کسی طرح کی کمی بیشی نہیں کی گئی، اگر تم اس میں سے کسی چیز کا انکار کرو گے تو خود تمہارا جسم تمہارے خلاف گواہی دے گا:

{أَقْرَأَ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا} [سورة الاسراء: 14]

ترجمہ: (اس سے کہا جائے گا کہ) اپنا نامہ اعمال پڑھو، آج تم خود بحیثیت محاسب اپنے لئے کافی ہو گے۔

○ **پند و نصیحت..** آخرت میں ایک ایسی عدالت قائم ہوگی جہاں سارے حقوق لوٹائے جائیں گے، وہاں درہم و دینار تو نہیں ہوں گے، لیکن نیکیوں اور اعمال کے ذریعہ حساب چکایا جائے گا، اس وقت آپ کو سب سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ نیکی ہے۔



جس قدر سودے کی قیمت ہوتی ہے، اس کے حساب سے اس کا وزن کیا جاتا ہے! چنانچہ لوہے کا وزن... ٹن کے حساب سے ہوتا ہے، میوے کا وزن... کیلو کے حساب سے، سونے کا وزن... گرام کے حساب سے، ہیرے کا وزن... کیرٹ کے حساب سے ہوتا ہے، لیکن آخرت کے اعمال... ذرات کے حساب سے تولے جائیں گے: {فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ} [سورة

الزلزلة: 7-8]

ترجمہ: جو شخص ایک چھوٹی چھوٹی کے برابر بھلائی کئے ہو گا وہ اسے دیکھ لے گا، اور جو شخص ایک چھوٹی چھوٹی کے برابر برائی کئے ہو گا، وہ اسے دیکھ لے گا۔

دوسرے کے حقوق سلب کرنے سے بچو! کیوں کہ وہ (تمہارے لئے) حلال نہیں ہیں، اگرچہ نبی ﷺ ہی اس کا فیصلہ کیوں نہ کر دیں اس شخص کے حق میں جو اپنی دلیل زیادہ بہتر طریقے سے پیش کرنے پر قادر ہو، کیوں کہ نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "میں انسان ہی ہوں، تم اپنے مقدمات کو میرے پاس لاتے ہو، ہو سکتا ہے کہ تم میں کچھ لوگ دوسرے کے مقابلہ میں اپنی دلیل زیادہ بہتر طریقے سے پیش کرنے والے ہوں، تو میں انہیں کے حق میں فیصلہ کر دوں جیسا کہ میں نے ان سے سنا ہو، تو جس شخص کے لئے میں اس کے بھائی کے کسی حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ اس میں سے ہر گز کچھ نہ لے کیوں کہ میں اس کے لئے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ رہا ہوں" [بخاری و مسلم]

اے اللہ! تو ہی ہمارا محاسب ہے، اور اتنا کافی ہے... تو ہمارے حق میں فیصلہ کر، ہمارے خلاف نہیں، ہمارے، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کو معاف فرمادے۔



(۶۹)
الشَّهِيدُ جَل جَلَالَهُ

اللہ پاک و برتر نے اپنی بالا و برتر ذات کی تعریف اپنے اسم گرامی الشہید کے ذریعہ سے کی ہے، جیسا کہ فرمان الہی ہے: { إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ } [سورة الحج: 17]

ترجمہ: حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔

اللہ کا اسم گرامی (الشہید / گواہ) اللہ کی کتاب عزیز میں اٹھارہ مرتبہ وارد ہوا ہے۔ ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جس سے کوئی بھی چیز غائب نہیں، وہ ہر چیز کا محافظ و نگران ہے، اس کا علم تمام چیزوں کو محیط ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار حق کی گواہی دیتا ہے، مظلوم کے ساتھ انصاف کرتا ہے، ظالم سے بدلہ لیتا ہے، وہ تمام ظاہر و مخفی آوازوں کو سنتا اور ہر چھوٹی بڑی مخلوق کو دیکھتا ہے، اس کا علم ہر ایک شئی کو محیط ہے۔ ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو اپنے بندوں کے تمام اچھے برے اعمال کا گواہ ہے، اس کی گواہی تمام تر گواہیوں کی بنیاد، منبع و سرچشمہ اور ان میں سب سے بڑھ کر ہے، کیوں کہ اللہ پاک و برتر سے چیزیں مخفی نہیں، اس لئے وہ ان تمام چیزوں پر گواہ ہے، یعنی: ان کے حقائق سے باخبر اور ان پر نگران ہے، اس لئے کہ کوئی بھی شئی اس عزیز و برتر ذات سے مخفی نہیں۔

پاک و برتر ذات کی جلالت شان ہے کہ: اس نے اپنی ذات کی وحدانیت کی گواہی دی اور یہ گواہی دی کہ وہ انصاف کو قائم رکھتا ہے: {شَهَدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَانِمًا بِالْقِسْطِ}

[سورة آل عمران: 18]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے۔

اللہ پاک و برتر کی گواہی مومن بندوں کی صداقت کے لئے ہوتی ہے جب وہ توحید پر قائم رہتے ہیں، اسی طرح اس کے رسولوں اور فرشتوں کے لئے ہوتی ہے:

{وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا} [سورة النساء: 79]

ترجمہ: ہم نے تجھے تمام لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔

اللہ پاک و برتر کی گواہی ظالم و ستم پرور کے خلاف اس مظلوم کے حق میں ہوتی ہے جس کا نہ کوئی گواہ ہوتا ہے اور نہ مددگار، اس گواہی میں نصرت اور مدد شامل ہوتی ہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے:

{إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ} [سورة الحج: 17]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔

بندے اس کی وحدانیت کی گواہی دیتے اور اس کے لئے بندگی کا اقرار کرتے ہیں:

{وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا} [سورة الأعراف: 172]

[سورة الأعراف: 172]

ترجمہ: جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، سب نے جواب دیا: کیوں نہیں، ہم سب گواہ بنتے ہیں۔

○ حقیقت:

بندوں کی گواہی اور ان کی نگرانی محدود وقت کے لئے ہوتی ہیں، جن میں ٹھہراؤ آنا ضروری ہوتا ہے، کیوں کہ بندہ سوتا ہے، اسے غفلت و کمزوری اور موت لاحق ہوتی ہیں، لیکن اللہ بلند و برتر کی نگرانی کامل اور ہمیشہ کے لئے ہے، وہ زندہ و جاوید ہے، اسے موت نہیں آتی:

{وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ} [سورة المائدة: 117]

ترجمہ: میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو، تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔

اللہ پاک و برتر کی گواہی سب سے بڑی گواہی ہے، اس کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ وہ (ہر چیز کی) نگرانی کرتا اور اسے دیکھتا ہے، اس سے حقیقت کا کوئی پہلو مخفی نہیں رہتا، جیسا کہ انسان کے ساتھ ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ جس کے حق میں گواہی دے دے تو وہ اس کے لئے کافی ہے، پھر اسے کسی اور کی گواہی کی چنداں ضرورت نہیں رہتی:

{قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلْ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَتَيْنَكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ إِلَهَةً أُخْرَىٰ قُلْ لَأَشْهَدَنَّ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ} [سورة الأنعام: 19]

ترجمہ: آپ کہئے کہ سب سے بڑی چیز گواہی دینے کے لئے کون ہے، آپ کہئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے، تاکہ میں اس قرآن کے ذریعے سے تم

کو اور جس جس کو یہ قرآن پینچے ان سب کو ڈراؤں۔ کیا تم سچ مچ یہی گواہی دو گے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور بھی معبود ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا۔ آپ فرما دیجئے کہ بس وہ تو ایک معبود ہے اور بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

یہ گواہی وہ عظیم ترین ہتھیار ہے جس کے ذریعہ ہم دشمنوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں:

{ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ } [سورة الرعد: 43]

ترجمہ: یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول نہیں، آپ جواب دیجئے کہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہی دینے والا کافی ہے اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

○ جس دن (اعمال) پیش کئے جائیں گے..

جب بندے اللہ پاک و برتر کے پاس قیامت کے روز حاضر ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کا اس طرح کا محاسبہ کرے گا جس طرح ان کے احوال سے واقف، ان کے رازوں سے آگاہ، اور ان کے اقوال و اعمال کا شمار رکھنے والا (اللہ) ان کا حساب کر سکتا ہے:

{ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ } [سورة الحج: 17] { وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا } [سورة النساء: 79]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔

مومن یہ جانتا (اور یقین رکھتا ہے) کہ اس کا عمل اللہ کے نزدیک ضائع نہیں ہوگا: { قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ

أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ } [سورة سبأ: 47]

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ جو بدلہ میں تم سے مانگوں وہ تمہارے لئے ہے میرا بدلہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے ذمے ہے۔ وہ ہر چیز سے باخبر (اور مطلع) ہے۔

رہی بات کافر کی، تو اس کا بھی کوئی عمل ضائع نہیں جائے گا، اگر وہ بھول بھی گیا ہو تو اللہ نے اسے شمار کر رکھا ہے: {أَحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ} [سورة المجادلة: 6]

ترجمہ: جسے اللہ نے شمار رکھا ہے اور جسے یہ بھول گئے تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

○ آپ کی شان...

جو شخص یہ جان لے کہ اس کا پاک و برتر پالنہار اس کے ظاہر و باطن پر گواہ ہے، وہ اس بات سے شرم محسوس کرے گا کہ اللہ اسے گناہ کی حالت میں دیکھے، ایسے عمل میں ملوث دیکھے جو اسے ناپسند ہے، جسے یہ یقین ہو جائے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے وہ اپنا عمل اور عبادت بہترین انداز سے اخلاص کے ساتھ ادا کرنے لگے گا، یہاں تک کہ وہ مقام احسان تک پہنچ جائے گا، جو کہ اطاعت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے، جس کے بارے میں نبی ﷺ کی حدیث ہے: "(وہ یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔

خلوتٌ ولكن قلّ عليّ رقيبٌ

إذا ما خلوتَ الدهرَ يوماً فلا تقلّ

ولا أنّ ما يخفى عليه يغيبُ

ولا تحسبنَ اللهَ يغفلُ ساعةً

ترجمہ: جب تم زمانے میں کبھی تنہا ہو تو یہ مت کہو کہ میں خلوت میں ہوں، بلکہ یہ کہو کہ میرے اوپر ایک نگران ہے۔ اللہ کو ایک پل کے لئے بھی غافل نہ سمجھو، اور نہ اس گمان میں رہو کہ جو چیز اس سے دور ہے وہ اس سے اوجھل ہے۔

مومنوں کی شان و پہچان یہ ہے کہ: وہ ہمہ وقت یہ یاد رکھتے ہیں کہ اللہ پاک و برتر ان کے ہر چھوٹے اور بڑے عمل کو دیکھ رہا ہے، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

ترجمہ: آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں، اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔

نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا (چاہا) تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ وصیت کیجئے! آپ نے فرمایا: جب تک استطاعت ہو اللہ کے تقویٰ کو لازم پکڑنا اور تمام تر شجر و حجر کے پاس اللہ عزیز و برتر کا ہی نام لینا.. [حدیث صحیح ہے، اسے امام احمد نے روایت کیا ہے]

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "راہ چلتے ہوئے، گھر کے اندر، سفر و حضر میں، اور تمام جگہوں پر ہمیشہ اللہ کے ذکر کو لازم پکڑنے سے قیامت کے دن بندے کے حق میں گواہی دینے والوں کی تعداد میں بڑھوتری ہوتی ہے:"

{يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا} [سورة الزلزلة: 4] ترجمہ: اس دن زمین اپنی تمام خبریں بیان کر دے گی۔

{وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا} [سورة النساء: 79] ترجمہ: اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے۔

کسی نے کہا ہے کہ: جو شخص اپنے خیالات میں اللہ کو نگران تصور کرتا ہے، اللہ اعضاء و جوارح کے حرکات و اعمال میں اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

اگر آپ ان سات لوگوں کے احوال پر غور کریں گے جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سایہ نصیب فرمائے گا، تو آپ دیکھیں گے کہ جو چیز ان کے درمیان مشترک ہے وہ یہ کہ: وہ تمام لوگ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ ان پر گواہ اور نگران ہے، اور ان کے احوال کو دیکھ رہا ہے، جس کے نتیجے میں وہ اس طرح اللہ کی عبادت کرتے ہیں گویا وہ انہیں دیکھ رہا ہو، اسی وجہ سے انہیں یہ مقام حاصل ہوا۔

اے اللہ! اے گواہ! ہم تجھ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحم کر اور اے تمام رحم کرنے والوں سے بڑے مہربان! ہمارے گناہوں کو درگزر کر دے۔



(۷۰)
الحَقُّ جَل جَلالَه

اللہ نے غور و فکر کرنے والوں کے لئے اپنی نشانیاں واضح کر دیں، بصارت والوں کے لئے اپنے گواہوں کو ظاہر کر دیا، سارے جہان والوں کے سامنے اپنی نشانیاں روشن کر دیں، سرکشوں کے لئے عذر کا دروازہ بند کر دیا ، منکروں کے دلائل کو بے اثر کر دیا، چناں چہ ربوبیت کی نشانیاں روشن ہو گئیں، الوہیت کے دلائل واضح ہو گئے، شک کے بادل چھٹ گئے اور اس کی تاریکیاں دور ہو گئیں:

[فَذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ] (یونس: ۳۲)

ترجمہ: سو یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب حقیقی ہے۔

{فَتَنَعَلَىٰ اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ} [سورة طه: 114]

ترجمہ: پس اللہ عالی شان والا سچا اور حقیقی بادشاہ ہے۔

{ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقُّ} [سورة الأنعام: 62]

ترجمہ: پھر سب اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جائیں گے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو اپنی ذات میں، اپنے اسماء و صفات اور اپنے افعال میں برحق ہے، اس میں کوئی شک و شبہ نہیں، وہی معبود برحق ہے، اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔

وہی عزیز و برتر حق ہے، اور حق کے سوا جو کچھ ہے وہ باطل اور گمراہی ہے، جس نے اللہ پاک و برتر

کے علاوہ کسی اور معبود کا دعویٰ کیا تو اس نے باطل، جھوٹ اور بہتان کا دعویٰ کیا:



{ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنْ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَطْلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ

{سورة الحج: 62}

ترجمہ: یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار حق ہے، اس کا قول حق ہے، اس کا فعل حق ہے، اس کی ملاقات برحق ہے، اس کے تمام رسول اور کتابیں حق ہیں، اس کا دین حق ہے، صرف اسی کی عبادت کرنا جس کا کوئی شریک نہیں، حق ہے، اور ہر وہ چیز جو حق کے ساتھ اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے، وہ برحق ہے:

{فَتَعَلَى اللَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ} {سورة طه: 114}

ترجمہ: پس اللہ عالی شان والا سچا اور حقیقی بادشاہ ہے۔

صحیحین میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ رات میں جب نماز کے لئے

کھڑے ہوتے تو دعائیں یہ کلمات پڑھتے: "اللهم أنت الحق ووعدك الحق ولقاؤك حق وقولك حق والجنة حق والنار حق ومحمد حق والساعة حق"

(ترجمہ: تو سچ ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے، تیری ملاقات سچی ہے، تیرا قول سچا ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے

، سارے انبیاء سچے ہیں اور قیامت سچ ہے)۔

• کشمکش..

حق و باطل کے درمیان یہ کشمکش ہمیشہ سے ہے، جو اللہ کے ساتھ ہوتا ہے، وہ واضح حق پر ہوتا ہے اور اسی

کے لئے دنیا اور آخرت میں فتح و نصرت ہے:

{هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ} [سورة التوبة: 33]

ترجمہ: اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے اور تمام مذہبوں پر غالب کر دے، اگرچہ مشرک برائیاں۔

ایمان والے حق و راستی کی پیروی کرتے ہیں:

{ذَلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَلَهُمْ} [سورة محمد: 3]

ترجمہ: یہ اس لئے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اس دین حق کی اتباع کی جو ان کے اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے احوال اسی طرح بتاتا ہے۔

ایمان والے آپس میں (ایک دوسرے کو) حق و راستی پر قائم رہنے کی وصیت کرتے ہیں:

{وَالْعَصْرَ ۱ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۲ إِلَّا الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۳} [سورة العصر: 1-3]

ترجمہ: زمانے کی قسم۔ بے شک انسان گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

جو شخص حق واضح ہونے کے بعد بھی اس کا انکار کر دے، تو وہ: متکبر اور اپنے اوپر ظلم کرنے والا ہے، کیوں کہ

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "تکبر، حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے" [مسلم]۔

○ راستہ کہاں ہے؟

اب تک بہت سے لوگ حق کی راہ یابی کے لئے حقیقت کی تلاش میں لگے ہیں:

کچھ لوگ اپنے دلوں کے اندر سے نکلنے والی فطرت کی آواز پر اعتماد کرتے ہیں:

{ فَطَرَتِ اللَّهُ أَلْتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا } [سورة الروم: 30]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

جب کہ کچھ لوگ فلسفہ سمیت کو دلیل بناتے ہیں جو یہ ثابت کرتا ہے کہ ہر کاریگری کے لئے ایک کاریگر کا ہونا ضروری ہے، ہر حادثہ کا کوئی نہ کوئی موجد ہوتا ہے، اور ہر نظام کے پیچھے کسی منتظم کا ہونا لازمی ہے۔

کچھ لوگ اسے حساب و کتاب کا مسئلہ سمجھتے ہیں، یہ شک کرنے والے لوگ ہیں، وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان کی زندگی اور زندگی کے بعد (کی کامیابی کی) سب سے زیادہ جو چیز ضمانت دیتی ہے وہ ہے: اللہ پر، یوم آخرت پر، دوبارہ اٹھائے جانے پر اور جزاء و سزا پر ایمان لانا، جیسا کہ ان کا شاعر کہتا ہے:

قال المنجّم و الطيّب كلاًهما
لا تُبعثُ الأمواتُ قلتُ: إلیکما
إن جاء قولکما فلسفٌ بخاسرٍ
أو جاء قولي فالخسائرُ علیکما

ترجمہ: نجومی اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ مردے دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے، میں ان سے کہتا ہوں: سن لو اگر تمہاری

بات سچ ہوئی تو مجھے اس کا کوئی خسارہ نہیں ہوگا، اور اگر میری بات سچ ہوئی تو تم دونوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔

شک کے ساتھ (ایمان لانے سے) نجات نہیں مل سکتی، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ } [سورة إبراهيم: 10]

ترجمہ: کیا حق تعالیٰ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمان اور زمین کا بنانے والا ہے۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اب بھی حیران و ششدر ہیں اور شرک کا ارتکاب کئے جا رہے ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے

ہیں نفع کے بعد نقصان سے، اور ہدایت کے بعد گمراہی سے:-

{ ﴿أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

{ [سورة الرعد: 19]

ترجمہ: کیا وہ شخص جو یہ علم رکھتا ہو کہ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے جو اتارا گیا ہے وہ حق ہے، اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اندھا ہو، نصیحت تو وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ: ہر وہ چیز جس کے بارے میں دلیل سے یہ ثابت ہو کہ وہ آپ کو اللہ پاک و برتر سے قریب کر دے گا تو وہ: حق ہے، اور ہر وہ چیز جو اس سے دور کر دے وہ: باطل ہے:

{ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ }

[سورة آل عمران: 31]

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "انسان کی صالحیت و نیک بنختی صرف یہ نہیں کہ وہ محض حق کی معرفت رکھتا ہو، لیکن اسے نہ تو محبوب رکھتا ہو، نہ اس کی چاہت رکھتا ہو اور نہ اس کی پیروی کرتا ہو۔"

مصیبت یہ نہیں کہ: انسان کو جان و مال اور اولاد کا نقصان ہو، بلکہ بڑی مصیبت اور ناقابل تلافی خسارہ یہ ہے کہ انسان کو دین کا نقصان ہو! چنانچہ یقین کی جگہ شک واقع ہو جائے، جس کے نتیجے میں وہ حق کو باطل اور باطل کو حق گردانے لگے، نیکی کو بدی اور بدی کو نیکی سمجھنے لگے۔

○ نجات کی وادی میں اتر جاؤ!

وہ کونسا بڑا معاملہ، سخت تکلیف اور عظیم مصیبت ہے جسے (دور کرنا) اللہ رب العزت کے لئے مشکل ہے؟ اللہ ہی حق ہے، اس کا کلام سچا اور اس کا وعدہ برحق ہے۔

اس لئے بندہ پر بھی یہ حق بنتا ہے کہ وہ اپنے پالنہار کے تئیں بہتر گمان رکھے، اسی پر بھروسہ کرے، اس کے فضل و احسان کا منتظر رہے، اپنے مولائے کریم سے لطف و مہربانی کی امید رکھے، اور اس کے وعدوں سے چمٹا رہے، کیوں کہ صرف وہی ہے جو خیر و بھلائی سے نوازتا اور نقصان و مضرت کو دور کرتا ہے، ہر سانس میں اس کی مہربانی داخل ہے، ہر حرکت میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہے، ہر لمحہ وہ کوئی نہ کوئی کشادگی سے نوازتا ہے، وہی ہے جو رات کے بعد صبح اور قسط سالی کے بعد بارش لاتا ہے۔

اللہ سچے مومن کی دعا کو رد نہیں کرتا، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر حق ہے، اس کا وعدہ سچا ہے، اللہ پاک و برتر فرماتا ہے:
{ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ }
[سورۃ غافر: 60]

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی تمام پریشانیاں حل ہونے والی ہیں، آپ کے تمام دکھ درد، راحت و عافیت میں بدلنے والے ہیں، آپ کے تمام خواب سچ ہونے والے ہیں، اور آپ کے آنسو مسکراہٹ میں تبدیل ہونے والے ہیں... آپ مطمئن رہیں!
کیوں کہ فقیری کے بعد مالداری، پیاس کے بعد سیرابی، جدائی کے بعد ملاقات، فراق کے بعد وصال اور بے تعلق کے بعد تعلق داری کا واقع ہونا یقینی ہے، اللہ پاک و برتر فرماتا ہے:

{ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ } [سورۃ النمل: 79]

ترجمہ: پس آپ یقیناً اللہ ہی پر بھروسہ رکھیے، یقیناً آپ سچے اور کھلے دین پر ہیں۔

اے اللہ! حق و راستی کو ہماری نگاہ میں حق بنا کر پیش کر اور ہمیں اس کی پیروی کرنے کی توفیق دے، باطل کو ہماری نظر میں باطل بنا کر پیش کر اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔



(۷۱)
المُبِينُ جَل جلاله

اپنے مولائے مُبین (ظاہر کرنے والے) کے در کو لازم پکڑو، قادر اور بڑے علم والے آقا سے شرف و افتخار حاصل کرو، اطاعت و بندگی کے ذریعہ اس کی قربت حاصل کرو، وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔
اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں عزت و اکرام سے نوازے گا اور تمہیں فوقیت و برتری عطا کرے گا، اگر تم اس کی فرمانبرداری سے روگردانی کرو گے تو تم پر رحم کھاتے ہوئے تمہیں مہلت دے گا، پھر اگر توبہ و انابت کرو گے تو تمہاری توبہ قبول کرے گا، اگر نافرمانی اور بد اعمالی کرو گے تو تمہارے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔
اس کی طرف متوجہ ہونے سے ہی دلوں کو زندگی ملتی ہے، اس کے فراق کے خوف یا اس کے وصال کی امید میں ہی آنسو پھلکتے ہیں۔

کہنے والے نے سچ کہا ہے کہ: "اللہ کی قسم! جسے اللہ امن و امان نہ دے اس کے لئے راستہ بہت پر خطر اور خوفناک ہوتا ہے، اور جس کو اللہ کی رہنمائی حاصل نہ ہو اس کے لئے راستہ بڑا گمراہ کن ہوتا ہے۔"
ہمیں اس راستے کی کس قدر ضرورت ہے جو ظاہر کرنے والے اللہ کے در تک پہنچا دے، تاکہ اس تک پہنچنے کا راستہ واضح ہو سکے۔

آئیے ہم اللہ عزیز و برتر کے اسمِ گرامی (المُبِينُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ) / واضح کرنے والے کے انوار سے قریب ہوتے (اور اس سے اپنے دلوں کو روشن کرتے ہیں)۔



اللہ پاک و برتر نے اپنی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: {يَوْمَئِذٍ يُؤْفِقِهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ

هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ} [سورة النور: 25]

ترجمہ: اس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا برابر لے کر حق و انصاف کے ساتھ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے (اور وہی) ظاہر کرنے والا ہے۔

(کسی) چیز کو بیان کرنے کا مطلب ہوتا ہے: اسے واضح کرنا۔

ہمارا بلند و برتر پروردگار تمام جہان والوں کے لئے (حق کو) ظاہر کرنے والا ہے، اس کے وجود اور وحدانیت کی بات (اور دلیل) واضح ہے، اور یہ بھی واضح ہے کہ ربوبیت والوہیت اور اسماء و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جس نے اپنے بندوں کے لئے رشد و ہدایت کا راستہ واضح کر دیا، ان کے سامنے وہ اعمال واضح کر دیئے جن کو کرنے پر وہ ثواب کے مستحق ہوں گے اور ان اعمال کو بھی واضح کر دیا جن کو کرنے پر وہ عذاب کے مستحق ہوں گے، اللہ کے وعدوں کے تعلق سے منافقوں کو دنیا کے اندر جو شک و شبہ ہے، وہ قیامت کے دن دور ہو جائے گا۔

واضح کرنے کی صفت: اللہ بلند و برتر کی عظیم ترین صفات میں سے ہے۔

اللہ نے دو طریقوں سے واضح فرمایا:

پہلا طریقہ: ان کتابوں کے ذریعہ جنہیں اللہ عزوجل نے اپنے رسولوں پر نازل کیا اور اس وحی کے ذریعہ جو اس نے انبیاء و رسل کی طرف فرمائی:

{ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ } [سورة المائدة: 15]

ترجمہ: تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔





دوسرا طریقہ: ان نشانوں کے ذریعہ جنہیں اللہ نے اپنی ذات پر دلالت کرنے کے لئے پیدا فرمایا:

{ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاٰخْتِلَافِ الْاَيِّمِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ } [سورة آل

عمران:190]

ترجمہ: آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

وفي كل شيء له آية
تدل على أنه واحد

ترجمہ: ہر چیز کے اندر اس کی نشانی موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اکیلا و منفرد ہے۔

جس طرح قرآن واضح کرنے والی کتاب ہے، اسی طرح اللہ کے تمام رسول بھی واضح کرنے والے (پیغامبر) تھے،

اللہ عزیز و برتر نے حضرت نوح علیہ السلام کی زبانی فرمایا:

{ اِنَّا اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ } [سورة الشعراء:115]

ترجمہ: میں تو صاف طور پر ڈرا دینے والا ہوں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا کہ آپ کہیں:

{ اِن يُّوْحٰى اِلَيَّ اِلَّا اَنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ } [سورة ص:70]

ترجمہ: میری طرف فقط یہی وحی کی جاتی ہے کہ میں تو صاف صاف آگاہ کر دینے والا ہوں۔

اللہ پاک و برتر نے اپنی کتابوں کے اندر اور اپنے رسولوں کی زبانی دنیا میں بندوں کو یہ بتا دیا کہ جس کے بارے

میں وہ دنیا کے اندر اختلاف کرتے ہیں، قیامت کے دن اسے اللہ ان کے سامنے کھول کر بیان کر دے گا، فرمان باری

تعالیٰ ہے:

{ وَلَيَبِيْنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْاَقِيْمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ } [سورة النحل:92]

ترجمہ: قیامت کے دن ہر اس چیز کو کھول کر بیان کر دے گا جس میں تم اختلاف کر رہے تھے۔

جس کے سامنے حق واضح ہو جائے، پھر بھی وہ اس سے (لوگوں کو) روکے، تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے،

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمْ الْبَيِّنَاتُ فَأَعْمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ} [سورة البقرة: 209]

ترجمہ: اگر تم باوجود تمہارے پاس دلیلیں آجانے کے بھی پھسل جاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غلبہ والا اور حکمت والا

ہے۔

اسی طرح جو شخص حق کو چھپاتا ہے، وہ بھی خود کو لعنت کا مستحق ٹھہراتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

{إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكُتُبِ

أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنُونَ} [سورة البقرة: 159]

ترجمہ: جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجود یہ کہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے

لئے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

○ عقل مند لوگ: واضح کرنے والے اللہ پاک و برتر نے غور و فکر کرنے والوں¹ کے لئے اپنی دلیلوں کو واضح اور نگاہ

و بصارت رکھنے والوں کے سامنے اپنے گواہوں کو ظاہر کر دیا، تمام جہان والوں کے سامنے اس کی جو نشانیاں موجود ہیں

¹ کتاب "اللہ أهل الشناء والمجد" کے مصنف لکھتے ہیں: "مومن کو یہ ضرورت نہیں ہوتی کہ کوئی اس کے سامنے وجود باری تعالیٰ کی

مزید دلیل پیش کرے، یا اسے ایمان کی ضرورت کی تفصیل بتائے، پھر بھی میں یہاں سائنسدانوں، مفکرین اور فلاسفہ کے چند

جملے، عبارتیں، گواہیاں اور اعتراضی بیان پیش کر رہا ہوں:



اور سرکشوں کے عذر کو (جن نشانوں کے ذریعہ اس نے) کافور کر دیا ہے، (ان میں) اللہ پاک و برتر کا یہ فرمان بھی ہے:

{أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خَلْقَهَا أَنْهْرًا وَجَعَلَ لَهَا رُوسِي وَجَعَلَ بَيْنَ النَّحْرَيْنِ حَاجِزًا أَيْلَهُ مَعَ اللَّهِ بَلَّ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمَضْطَّرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ

امریکہ کا مشہور نفسیاتی ڈاکٹر (ہنری لنک) جو دین کا منکر، ایمان کا دشمن اور وجود الہی کا منکر تھا، لیکن لمبے اور ایک منفرد سفر کے بعد اس نے اپنی رائے سے رجوع کیا اور کہا: "دین یہ ہے کہ: ایسی قوت کے وجود پر ایمان لایا جائے جو زندگی کا سرچشمہ ہے، یہ قوت: اللہ کی قوت ہے، جو کائنات کا مدبر اور آسمانوں کا خالق ہے۔"

استاد (ہوش) کا کہنا ہے: "علم و آگہی کا دائرہ جس قدر وسیع ہو تا جائے گا اسی قدر بے حد و لامتناہی قوتوں والے خالق کے وجود کی مضبوط اور بے توڑ دلیل بھی بڑھتی جائیں گی، علم ارضیات، علم ریاضیات، علم فلکیات اور علم طبیعیات کے ماہرین نے سائنس کی عمارت کی تعمیر میں باہمی تعاون سے کام لیا، جو کہ دراصل: ایک اللہ کی عظمت کا بیان ہے۔"

(ہر برٹ سپنسر) اپنی کتاب (التریبۃ) میں اس کی تفصیل لکھتے ہوئے کہتا ہے: "سائنس بے بنیاد عقائد سے تناقض رکھتا ہے، لیکن فی ذاتہ دین سے اس کا کوئی تضاد نہیں ہے۔" پھر وہ اس کی مثالیں پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے: "وہ سائنسداں جو پانی کا قطرہ دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ اوسکینجن اور ہائیڈروجن کی خاص مقدار سے وجود میں آتا ہے، بایں طور کہ اس مقدار کا نصف حصہ بھی سلب کر لیا جائے تو وہ پانی کے علاوہ کچھ اور بن جائے گا، یہ سائنسداں خالق کی عظمت و قدرت اور اس کی حکمت کا عقیدہ اس شخص سے زیادہ رکھتا ہے جو علم طبیعیات کا ماہر نہ ہو، جو (پانی کے) اس نظام میں صرف یہ دیکھتا ہے کہ: وہ صرف پانی کا ایک قطرہ ہے۔"

علم طبیعیات کا ماہر (سیر آر تھر ٹومسون) جو اسکاٹلینڈ کا مشہور مؤلف ہے، اپنے مجموعہ کتب "العلم والدین" میں رقم طراز ہے: "ہم غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ: سائنس نے جو سب سے بڑی خدمت انجام دی ہے وہ یہ ہے کہ: اس نے انسان کو اللہ کے بارے میں سوچنے پر آمادہ کیا ہے، جو کہ نہایت اعلیٰ و اشرف اور بلند و برتر ہے۔"

معروف ماہر نفسیات (ولیم جیمس) کہتا ہے کہ: "ہمارے اور اللہ کے درمیان ایک ایسا رشتہ ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا، اگر ہم اپنے آپ کو اس کی نگرانی کے تابع کر لیں، تو ہماری ساری آرزو اور تمنائیں پوری ہو جائیں گی۔"

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَأَلِهَةٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ أَمْنَ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلِ الرِّيْحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ أَأَلِهَةٌ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ أَمْنَ يَدْعُوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَأَلِهَةٌ مَعَ اللَّهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ} [سورة النمل: 61-64]

ترجمہ: کیا جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنادی، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں۔ بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور وہ تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔ کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوش خبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے جنہیں یہ شریک کرتے ہیں؟ ان سب سے اللہ بلند و بالا تر ہے۔ کیا وہ جو مخلوق کی اول دفعہ پیدائش کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزیاں دے رہا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔

پاک ہے وہ ذات جس کی عظمت نے معرفت و آگہی رکھنے والوں کی عقلوں کو حیران کر دیا، پاک ہے وہ ذات جس کے انوار و تجلیات نے (راہ حق کے) راہیوں کی نگاہیں خیرہ کر دیں!

إلى آثارِ ما صنَع المليكُ
بأحداقِ هي الذهبُ السبيكُ
بأن الله ليس له شريكُ

تأمل في نباتِ الأرضِ وانظر
عيونَ من لجئِ شاخصاتِ
على قَضَبِ الزَّرَجِدِ شاهداتِ



ترجمہ: زمین میں اگنے والے پودوں پر غور کرو اور بادشاہ کی تخلیق کے آثار میں تامل سے کام لو۔ چاندی (سی سفید) آنکھیں اپنی (سیاہ) پتلیوں کے ساتھ ایسے ٹکٹی لگا کر دیکھتی ہیں جیسے وہ قیمتی پتھر کے تراشے پر سونے کی ڈھلی ہوں، یہ سب اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک و سا جھی نہیں۔

آل عمران کے اخیر میں اللہ پاک و برتر نے عقل مندوں کی تعریف کی ہے کہ انہوں نے کائنات میں بکھری ہوئی اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر کرنے کے لئے اپنی نگاہیں کھولیں تو اپنے دلوں کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے، اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہوئے بھی، ان کے دل ایمان سے بھر گئے، انہوں نے سچے دل سے دعا کرتے ہوئے اور ہدایت مانگتے ہوئے اللہ کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے، جس کا جواب اللہ نے یوں دیا: { أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَمَلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنْتُمْ بِبَعْضِ الْفَالِدِينَ هَاجِرُونَ وَأَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَوْدُوا فِي سَبِيلِي وَقَتَلُوا وَقَتَلُوا لَأَكْفِرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ } [سورة آل عمران: 195]

ترجمہ: تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ہرگز ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، اس لئے وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذا دی گئی اور جنہوں نے جہاد کیا اور شہید کئے گئے، میں ضرور ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا اور بالیقین انہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، یہ ہے ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔

اے اللہ! ہم تیرے اسم گرامی (المبین / واضح کرنے والے) کے وسیلے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی نعمتوں والی جنت میں داخل فرما اور اے دونوں جہان کے پالنہار! ہمیں جہنم سے نجات عطا کر۔



(۷۲)
المُحِيطُ جَلِيلٌ

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو شخص اللہ، اس کے اسماء و صفات اور افعال و احکام سے زیادہ باخبر ہوگا، اس کے اندر خشیت اور تقویٰ بھی زیادہ ہوگا، جس قدر اللہ کی معرفت میں کمی آئے گی اسی قدر خشیت میں بھی کمی آئے گی۔
بندہ کو جب یہ یقین ہو جائے کہ اللہ ہی (ہر چیز کو) محیط ہے، تو اس کا دل مطمئن ہو جائے گا، اس کا غم دور ہو جائے گا اور اس کا دل اپنے محیط پروردگار سے وابستہ ہو جائے گا۔"

اللہ نے اپنے بندوں کو یہ خبر دی ہے کہ وہ (ہر چیز کو) محیط ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

{وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا} [سورة النساء: 126]

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرنے والا ہے۔

ہمارا بلند و برتر پروردگار وہ ہے جس کے علم سے نہ کوئی چھوٹی چیز غائب ہے اور نہ کوئی بڑی چیز، نہ کوئی ظاہر شئی پوشیدہ ہے اور نہ کوئی باطن شئی، اس کی شان بالکل ویسی ہی ہے جیسا اس نے بیان کیا ہے: { اَلَا اِنَّهُۥ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ } [سورة فصلت: 54]

ترجمہ: یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اس کے احاطہ میں: تمام احوال کی واقفیت اور ان کا علم، اسی طرح قدرت اور شمولیت، نیز بادشاہت اور حکومت

سب شامل ہیں۔



"شرح الطحاویہ" میں آیا ہے: "رہی بات اللہ کا ہر چیز کو محیط ہونے کی تو اس بارے میں اللہ پاک و برتر فرماتا ہے:

{ وَٱللَّهُ مِنْ وَرَائِهِم مُّحِيطٌ } [سورة البروج: 20]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

{ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ } [سورة فصلت: 54]

ترجمہ: یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اس کا مخلوق کو اپنے احاطہ میں لینے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ آسمان کی طرح ہے اور مخلوقات اس کی ذات اقدس

کے اندر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ بلند و برتر ہے۔

بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی عظمت، علم کی وسعت اور قدرت کے ذریعہ انہیں اپنے احاطہ میں لئے ہوا ہے، اور وہ تمام (مخلوقات) اس کی عظمت کے سامنے رائی کے دانے کی طرح ہیں، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور ان کے اندر اور ان کے درمیان جو کچھ بھی ہے، وہ سب رحمن کے ہاتھ میں ویسے ہی ہیں جیسے تم میں سے کسی کے ہاتھ میں رائی کا دانہ۔

○ یقیناً وہ محیط ہے:

اللہ پاک و برتر اپنی مخلوق کو محیط ہے: یعنی پوری طرح انہیں اپنے احاطے میں لئے ہوا ہے، اس سے کوئی بھی شخص بھاگ نہیں سکتا، اور نہ کوئی اس سے دور جاسکتا ہے، اس کی قدرت اور علم انہیں اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے، وہ ان کی ذات، اقوال اور اعمال کو اپنے احاطے میں لئے ہوا ہے، جیسا کہ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَحَاطَ

{ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا } [سورة الطلاق: 12]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو باعتبار علم گھیر رکھا ہے۔

یہ عمومی احاطہ آسمان اور زمین والوں کے لئے ہے، جو رحمت کے ساتھ انہیں احاطہ میں لینے کے معنی میں ہے۔
رہی بات خصوصی احاطہ کی، تو اس سے مراد قہر و جبر کے ساتھ انہیں اپنے احاطہ میں لینا ہے، اس میں نافرمانوں اور سرکشوں کو دھمکی دینا بھی شامل ہے۔

اکثر و بیشتر یہ اسم گرامی ان مقامات پر آیا ہے جہاں کافروں اور منافقوں کو دھمکی اور وعید دی گئی ہے، وہ پاک و برتر اللہ ان کی سازش و فریب اور دروغ گوئی سے خوب واقف ہے، وہ پاک و برتر اللہ انہیں ہر جانب سے اپنے گھیرے میں لئے ہوا ہے، وہ ان کی گھات میں ہے، انہیں اس کی طرف ہی لوٹنا ہے، ان کا راستہ اسی کی طرف جاتا ہے، وہ اللہ عزیز و برتر کی دسترس سے دور نہیں جاسکتے، وہ آخر بھاگ کر اور لوٹ کر جائیں گے کہاں؟

اللہ پاک و برتر کافروں کے بارے میں فرماتا ہے:

{ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ } [سورة البقرة: 19]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ عز و جل ریاکاروں اور متکبروں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

{ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطْرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ } [سورة الأنفال: 47]

ترجمہ: ان لوگوں جیسے نہ بنو جو اترتے ہوئے اور لوگوں میں خود نمائی کرتے ہوئے اپنے گھروں سے چلے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے، جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اسے گھیر لینے والا ہے۔

اللہ نے (مسلمانوں کی مصیبت پر) خوش ہونے والے اور (ان کے خلاف) سازش کرنے والے کافروں اور

منافقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: { إِنْ تَمَسَسَكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا }



وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ { [سورة آل

عمران:120]

ترجمہ: تمہیں اگر بھلائی ملے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں۔ ہاں اگر برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں، تم اگر صبر کرو اور پرہیز گاری کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اللہ عزوجل کا عذاب جب کسی قوم پر نازل ہوتا ہے تو (ہر طرف سے) انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے:

{ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ } [سورة هود:84]

ترجمہ: مجھے تم پر گھیرنے والے دن کے عذاب کا خوف (بھی) ہے۔

قیامت کے دن جہنم کی آگ انہیں اپنے گھیرے میں لے لیگی:

{ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا } [سورة الكهف:29]

ترجمہ: ظالموں کے لئے ہم نے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قاتیں انہیں گھیر لیں گی۔

■ آپ مطمئن رہیں!

مومن کو جب یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ عزیز و برتر وہ ہے: (جو ہر چیز کو) اپنے گھیرے میں لئے ہوا ہے، تو اس کا دل اطمینان محسوس کرتا ہے، وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتا اور اسی سے ڈرتا ہے، وہ اللہ کی مدد کو دور نہیں سمجھتا، نہ اس کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے، اور نہ ہی فرانجی و کشادگی کی امید ختم کرتا ہے، کیوں کہ فرانجی تو لا محالہ آکر رہتی ہے۔

وہ جانتا ہے کہ (سورہ کہف میں وارد موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں) کشتی کے اندر سوراخ کرنا: احسان و بھلائی کی انتہا تھی، بچے کو قتل کرنا رحمت و شفقت کا بام عروج تھا، یتیموں کے خزانے کو مجبوس رکھنا: اعلیٰ ترین وفاداری تھی:

{ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا } [سورة الكهف:68]



ترجمہ: جس چیز کو آپ نے اپنے علم میں نہ لیا ہو، اس پر صبر بھی کیسے کر سکتے ہیں؟

لیکن تمام امور کے اوقات متعین ہیں اور ہر مقرر کردہ چیز کی ایک خاص عمر ہے، منزل تک پہنچنے کے لئے اس وقت اور عمر کو گزارنا ضروری ہے، اللہ کے نزدیک ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے:

{ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ } [سورة آل

عمران:120]

ترجمہ: تم اگر صبر کرو اور پرہیز گاری کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اللہ عزیز و برتر نے ہر ایک چیز کی ایک مقدار مقرر کر رکھی ہے، اس کا ایک متعین وقت اور مدت ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتی، جب متعین وقت آجاتا ہے تو وہ اس سے ایک پل کے لئے بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ مصیبت ایک متعین وقت کے لئے آتی ہے، پھر وہ دور ہو جاتی ہے، اس کی ایک مدت ہوتی ہے جس کے بعد وہ زائل ہو جاتی ہے، اس لئے مرغوب شئی کے حصول اور ناپسندیدہ شئی کے ازالہ کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہئے، کیوں کہ معاملہ انسان کے ہاتھ میں نہیں ہوتا، بلکہ بندہ کا کام صرف یہ ہے کہ وہ اسباب اختیار کرے اور صبر کا دامن تھامے رہے، اس لئے کہ اللہ عزیز و برتر کی مدد اور اس کی فراخی کے طلب گار کو ناکامی نہیں ملتی، خواہ وہ جس جگہ بھی ہو۔

ابراہیم علیہ السلام کا محاصرہ کر لیا جاتا ہے، انہیں آگ میں ڈال دیا جاتا ہے، پھر وہ آگ ان کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی بن جاتی ہے۔

یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کے نرغے میں ہوتے ہیں، وہ آپ کو تاریک کنویں میں ڈال دیتے ہیں، (وہاں سے نکلتے ہیں تو) دوبارہ عزیز کی بیوی اور اس کی ہمنواؤں کے حصار میں آجاتے ہیں، اس کے بعد جیل میں ڈال دیئے جاتے

ہیں، لیکن پاک و برتر اللہ جو (ہر چیز کو) محیط ہے، دشمنوں کے مکر و فریب کو ناکام کر دیتا ہے، چنانچہ ان کا حصار یوسف علیہ السلام کے لئے نصرت و فتح کا سبب بنتا ہے، اور آپ زمین کے خزانوں کے وزیر مقرر ہوتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا گھر حصار میں لے لیا جاتا ہے، پھر موسیٰ کو سمندر میں ڈال دیا جاتا ہے، ان کا یہ حصار موسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے حق میں فرانی ثابت ہوتا ہے، چنانچہ وہ اپنی والدہ کے پاس لوٹ آتے ہیں اور ان کی والدہ مطمئن رہتی ہیں۔

فرعون موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمنواؤں کو گھیر لیتا ہے، اس حصار کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فرعون ہلاک ہوتا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کو نصرت و فتح ملتی ہے۔

کافر رسول اللہ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیتے ہیں، لوگوں کی نظر سے چھپ کر حزن و افسردگی کی حالت میں آپ مکہ سے نکلتے ہیں، پھر اللہ دشمنوں کو اپنے احاطہ میں لے لیتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ فتح و نصرت کے ساتھ مکہ واپس لوٹتے ہیں۔

مومن جب بھی اللہ عزیز و برتر کے احاطہ و حصار کو محسوس کرتا ہے، اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، وہ اپنے رب سے خوش ہوتا ہے، وہ اپنے پروردگار کی عظمت کے سامنے سر خم کئے ہوئے، اس کے حکم کے سامنے خود سپردگی کرتے ہوئے اور اس فرمان الہی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرتا اور دوڑ بھاگتا ہے:

{فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ} [سورة الذاریات: 50]

ترجمہ: تم اللہ کی طرف دوڑ بھاگو (یعنی رجوع کرو)، یقیناً میں تمہیں اس کی طرف سے صاف صاف تنبیہ کرنے والا

ہوں۔

فَأَجْرٌ ضَعِيفًا يَّحْتَمِي بِحِمَاكَ

بِكَ أَسْتَحْيِرُ وَمَنْ يُجِيرُ سِوَاكَ

إِنِّي أُوَيْثُ لِكُلِّ مَأْوَى فِي الْحَيَاةِ

فَمَا رَأَيْتُ أَعَزَّ مِنْ مَأْوَاكَ

فَأَقْبِلْ دُعَائِي وَاسْتَجِبْ لِرَجَاوَتِي

مَا خَابَ يَوْمًا مَن دَعَا وَرَجَاكَ

ترجمہ: میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اور تیرے سوا کون ہے جو پناہ دے سکتا ہے۔ چنانچہ تو اس کمزور و ناتواں کو اپنی پناہ عطا کر جو تیری پناہ گاہ میں اپنی حفاظت طلب کرتا ہے۔ میں نے زندگی میں ہر پناہ گاہ کی طرف جا کر دیکھا، مجھے تیری پناہ گاہ سے زیادہ معزز کوئی جگہ نہیں نظر آئی۔ تو میری دعا کو قبول فرما اور میری امید کو پورا کر دے۔ جو تجھ سے دعا کرے اور تجھ سے ہی امیدیں رکھے، وہ کبھی خائب و خاسر نہیں ہو سکتا۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (الحيط / گھیرنے والے) کے حوالے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ: ہمارے دشمنوں کو اپنے عذاب سے گھیر لے، ہمارے لئے ہر غم اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دے۔





اللہ نے اپنی بلند و برتر ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

{ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ } [سورة الحديد: 3]

ترجمہ: وہی اول ہے اور آخر ہے، اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے: (اللهم! ربَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، وَمُنزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اقضِ عَنَّا الدَّيْنَ، وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ) [مسلم]

یعنی: "اے اللہ! اے آسمانوں کے رب اور زمین کے رب اور عرشِ عظیم کے رب، اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب، دانے اور گٹھلیوں کو چیر (کرپودے اور درخت اگا) دینے والے! تورات، انجیل اور فرقان کو نازل کرنے والے! میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے، اے اللہ! تو ہی اول ہے، تجھ سے پہلے کوئی شئی نہیں، اے اللہ! تو ہی آخر ہے، تیرے بعد کوئی شئی نہیں، تو ہی ظاہر ہے، تیرے اوپر کوئی شئی نہیں ہے، تو ہی باطن ہے، تجھ سے پیچھے کوئی شئی نہیں ہے، ہماری طرف سے (ہمارا) قرض ادا کر اور ہمیں فقیری سے بے نیازی عطا فرما۔"

معلوم ہوا کہ وہ اول ہے، جس سے پہلے کوئی شئی نہیں۔

وہ آخر ہے، جس کے بعد کوئی شئی نہیں۔

وہ ظاہر ہے، جس کے اوپر کوئی شئی نہیں۔

وہ باطن ہے، جس کے پیچھے کوئی شئی نہیں۔

ان تمام اسمائے گرامی کا دار و مدار پاک و برتر پروردگار کا اپنی مخلوق کا احاطہ کرنے پر ہے، زمانے کے اعتبار سے بھی

اور جگہ کے اعتبار سے بھی:

زمانے کے اعتبار سے اللہ کا احاطہ اس کے اسمائے گرامی الاول اور الآخر میں شامل ہے: (کوئی بھی پہلی چیز ایسی نہیں

جس سے پہلے اللہ نہ ہو)، تمام چیزیں اس کے بعد ہی وجود میں آئیں، اور وہ تمام اشیاء سے پہلے ہے۔

(کوئی بھی آخری چیز ایسی نہیں جس کے بعد اللہ نہ ہو)، وہ عزیز و برتر تمام مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے

والا ہے، خواہ وہ بے زبان مخلوق ہو یا زبان۔

جگہ کے اعتبار سے اللہ کا احاطہ اس کے اسمائے گرامی: الظاهر اور الباطن میں شامل ہے، وہ ہر چیز کے اوپر ہے، کوئی

بھی چیز اس سے بلند نہیں، (کوئی ظاہر شئی نہیں مگر اللہ اس سے اوپر ہے)، وہ عرش پر بلند ہے، عرش تمام مخلوقات سے

اعلیٰ و بالا ہے، وہ ذات اور صفات اور قہر و جبروت کے اعتبار سے بلند ہے۔

(کوئی بھی باطن شئی نہیں مگر اللہ اس کے پیچھے ہے)، اللہ پاک و برتر کے باطن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو

محیط ہے، بایں طور کہ وہ اس کی ذات سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے، اس کے راز ہائے سر بستہ اور پوشیدہ ضمیروں سے

بھی واقف ہے۔

وہ پاک و برتر اپنی بلندی و برتری، عرش اور آسمانوں کے اوپر ہونے کے باوجود بھی اپنے بندوں سے قریب ہے، ان کے باطن سے بھی واقف اور ان کے ظاہر سے بھی آگاہ ہے:

{وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعَلْمَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ }

[سورۃ ق: 16]

ترجمہ: ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں، اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

{قُلْ إِنْ تُحْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يُعَلِّمَهُ اللَّهُ } [سورۃ آل عمران: 29]

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ خواہ تم اپنے سینوں کی باتیں چھپاؤ خواہ ظاہر کرو اللہ تعالیٰ (بہر حال) جانتا ہے۔

○ وہ آپ سے قریب ہے..

وہ آپ کی باتوں کو سنتا ہے، آپ کے کاموں کو دیکھتا ہے، اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں۔

نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو بلند آواز سے دعا کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: "اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ، کیوں کہ تم کسی بہرے یا غائب اللہ کو نہیں پکار رہے ہو، جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے" [بخاری و مسلم]۔

اپنے سجدوں میں یہ سرگوشی کیا کریں: "سبحان ربی الاعلیٰ" (یعنی: میرا پروردگار پاک اور بلند ہے) پھر آسمان کے سارے دروازے آپ کی دعا کے لئے کھول دئے جائیں گے اور مولائے کریم آپ کی دعا کو سننے گا، آپ یہ مت سوچیں کہ وہ آپ سے دور ہے، یا آپ کی کوئی مخفی شئی بھی اس سے پوشیدہ ہے۔

وہ تاریک رات میں سخت چٹان پر ریگنے والی سیاہ چوٹی کی ریگ کو بھی سنتا ہے:

ترجمہ: کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے۔

اس کی حکمت اور نعمت ہے کہ: وہ آپ کو یہ یاد دہانی کراتا ہے کہ اسی نے ساری مخلوقات کو وجود بخشا، اسی پر ان مخلوقات کی بندگی ختم ہوتی ہے، چنانچہ جس طرح وہ آپ کو وجود بخشنے میں تنہا ہے، اسی طرح آپ اپنی عبادت میں بھی اسے کیٹا ٹھہرائیں، جس طرح آپ کے وجود اور خلقت کی ابتدا اس ذات نے کی، اسی طرح آپ بھی اسے اپنی محبت، ارادت اور عبادت کی انتہا ٹھہرائیں۔

■ اس کے سامنے کھڑے ہونے سے نہ اکتائیں!

جب سارے حیلے ناکام ہو جائیں، مختلف قسم کا خوف دہرا اس آپ کو اپنے گھیرے میں لے لے، تو آپ یاد کریں کہ اللہ ہی اول اور آخر ہے، وہ آپ سے قریب ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ اپنے بندوں پر غالب و قاہر ہے، وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، پھر وہ کام اس کی طرف چڑھ جاتا ہے۔ وہ آپ کے رازہائے سربستہ اور دل کے خیالات سے بھی واقف ہے۔

اگر آپ یہ یاد کریں گے تو آپ کو اپنے دل کا ایک پالٹنہار نظر آئے گا جس کا وہ قصد کرے، اس کا ایک معبود ہوگا جس کی وہ عبادت کرے، ایک بے نیاز (پالٹنہار) ہوگا جس کی طرف وہ اپنی تمام ضروریات میں متوجہ ہو، وہ ماویٰ و ملجا ہوگا کہ آپ کا دل جس کی پناہ لے، جب یہ احساس آپ کے اندر جاگزیں ہو جائے گا تو آپ کے دل کو سعادت و فرحت اور آپ کے نفس کو سکون و اطمینان حاصل ہوگا، آپ کا ضمیر راحت محسوس کرے گا، فراخی آپ کے قریب نظر آئے گی، اور آپ کو یقین ہو جائے گا کہ وہی (اللہ) اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آگ ابراہیم خلیل کو جلا نہیں سکی، کیوں کہ ربانی عنایت و نگہبانی نے ایک ایسی کھڑکی کھول دی (جس نے آگ کو ٹھنڈی کر دیا):

{قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَيَّ إِِبْرَاهِيمَ} [سورة الانبياء: 69]

ترجمہ: ہم نے فرمادیا! اے آگ! تو ٹھنڈی پڑ جا اور ابراہیم کے لئے سلامتی (اور آرام کی چیز) بن جا۔

سمندر (موسیٰ) کلیم اللہ کو غرق آب نہ کر سکا، کیوں کہ اللہ کی جلالت شان پر ایمان رکھنے والی مضبوط آواز نے یہ ندا

لگائی: {قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ} [سورة الشعراء: 62]

ترجمہ: (موسیٰ نے) کہا: ہرگز نہیں، یقین مانو، میرا رب میرے ساتھ ہے جو ضرور مجھے راہ دکھائے گا۔

یونس علیہ السلام سمندر کے اندر مچھلی کے پیٹ سے یہ ندا لگاتے ہیں:

{لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ} [سورة الانبياء: 87]

ترجمہ: الہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں میں ہو گیا۔

یہ کمزور ناتواں سی آواز تین تاریکیوں سے اٹھتی ہے: رات کی تاریکی، سمندر کی تاریکی، مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، ان

تینوں تاریکیوں کو چیرتی ہوئی آسمان کی بلندی پر پہنچ جاتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے فراخی قدم رنجاں ہوتی ہے۔

وفي الغيبِ للعبدِ الضعيفِ لطائفُ
بها جفتِ الأقاليمِ وانطوتِ الصحفُ

ترجمہ: غیب کے پردے سے کمزور ناتواں بندے کے لئے ایسی مہربانیاں رونما ہوتی ہیں، جن (کو لکھنے کے بعد) قلم خشک

ہو گئے اور صحیفے لپیٹ دیئے گئے۔

■ نقطہ انقلاب..

انسان اکیلے نہ تو حوادث زمانہ کا مقابلہ کر سکتا ہے، نہ آفتوں سے نبرد آزما ہو سکتا ہے، اور نہ پریشانیوں کا مقابلہ کر سکتا ہے،

کیوں کہ وہ کمزور اور عاجز پیدا ہوا ہے، ہاں اگر وہ اپنے رب پر بھروسہ کرے (تو یہ سارے کام انجام دے سکتا ہے)، کیوں کہ

اسے یقین ہو گا کہ اللہ کی اولیت کو ہر شئی پر سبقت حاصل ہے، وہ اپنی آخریت کے ساتھ ہر چیز کے بعد باقی رہنے والا ہے، اپنی رفعت و بلندی کے ساتھ ہر شئی پر غالب و بلند ہے، اور اپنے احاطہ و حصار کے ذریعہ ہر چیز سے قریب ہے۔

کوئی آسمان کسی دوسرے آسمان کو اس سے پوشیدہ نہیں رکھتا اور نہ زمین کا کوئی طبق دوسرے طبق کو اس سے مخفی رکھتا ہے اور نہ کوئی ظاہر شئی اس سے کسی باطن شئی کو پردہ کرتی ہے، غیب اس کے نزدیک حاضر ہے، دور اس سے قریب ہے، اور راز اس کے لئے ظاہر و علانیہ ہے۔

کتنا خوش بخت ہے وہ جو اللہ سے وابستہ ہو گیا، اس کے اسمائے گرامی سے آشنا ہوا، اپنے باطن کی اصلاح کی، اپنے عمل میں اخلاص پیدا کیا، اپنی نیت کو درست کیا، صبر کا ڈھال اختیار کیا، اپنے آقا پر بھروسہ قائم رکھا! یہی ہے خالص اور پاکیزہ محبت کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا۔

مِنَ الْغَيْبِ مَا يَهْفُو إِلَيْهِ رَجَائِبًا

وَنَازِعِي شَوْقًا إِلَيْكَ وَهَزِينًا

ترجمہ: تیرے (دیدار) کی تڑپ نے مجھے بے کل کر دیا، غیب سے کسی نے مجھے ایسے جھنجھوڑا کہ میرے اندر اس کی امید فزوں تر ہو گئی۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان چار اسمائے گرامی: اول و آخر اور ظاہر و باطن کی معرفت حاصل کرنا علم و آگہی کارکن ہے، اس لئے بندہ کو چاہئے کہ ان کی معرفت حاصل کرنے میں پوری قوت و طاقت اور فہم و فراست لگا دے۔"

هُوَ بَاطِنٌ هِيَ أَرْبَعٌ بَوَّازَانِ

هُوَ أَوْلُ هُوَ آخِرٌ هُوَ ظَاهِرٌ

شَيْءٌ تَعَالَى اللَّهُ ذُو السُّلْطَانِ

مَا قَبْلَهُ شَيْءٌ كَذَا مَا بَعْدَهُ

ترجمہ: وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر اور وہی باطن ہے، ایک ہی وزن پر یہ چار اسماء ہیں، نہ اس سے پہلے کوئی چیز تھی اور نہ اس کے بعد کوئی شئی ہوگی، اللہ سلطنت و بادشاہت کا مالک بلند و برتر ہے۔

و سوس کو دور کرنے میں ان چاروں اسمائے گرامی اور ان کے معانی کی معرفت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔



ایک شخص۔ جس کا نام ابوزمیل بتایا جاتا ہے۔ امت کے عظیم عالم دین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور دریافت کیا: کہا: اے ابن عباس! میں اپنے دل میں کچھ محسوس کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: کون سی چیز؟

اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں بول سکتا!

اس کا بیان ہے کہ: ابن عباس نے مجھ سے کہا: کیا کسی چیز کا شک ہے؟

اس پر وہ شخص ہنسنے لگا، آپ نے فرمایا: اس سے کوئی شخص محفوظ نہیں، فرمایا: یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے نبی کی شان

میں) یہ آیت نازل فرمائی: (فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ مِنَ الذِّكْرِ الَّذِي يَقْرَأُونَ مِنَ الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ) (سورۃ یونس: 94)

ترجمہ: اگر آپ اس کی طرف سے شک میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ ان لوگوں سے پوچھ دیکھیے جو آپ سے پہلی کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ بے شک آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے۔ آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔

پھر آپ نے مجھ سے (اس شخص سے) فرمایا: اگر تمہیں دل میں کوئی شک محسوس ہو تو یہ آیت پڑھ لیا کرو: {هُوَ الْأَوَّلُ

وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ} [سورۃ الحدید: 3]

ترجمہ: وہی اول و آخر ہے اور وہی ظاہر و باطن ہے، اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

اے اللہ! اے وہ جو اول بھی ہے آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی! ہمارے باطن کی اصلاح فرمادے، تمام معاملات

میں ہمیں حسن خاتمہ سے نواز، اور ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے نجات عطا فرما۔



(۷۷)
الْوَكِيلُ جَل جَلَالَهُ

ہم نے اللہ عزیز و برتر کے اس فرمان پر غور کیا اور ٹھہر کر اس پر تامل کیا:

{وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَى بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا} [سورة

الفرقان: 58]

ترجمہ: آپ ہمیشہ زندہ رہنے والے پر بھروسہ کیجئے جو کبھی نہیں مرے گا اور اس کی پاکی اور حمد و ثنائیان کرتے رہئے، اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح باخبر ہے۔

بادشاہِ جبار کی طرف سے ندائے عام ہے.. ہر مومن اور مومنہ کے لئے... ہر بیمار، غمزدہ اور قرض دار کے لئے.... ہر اس شخص کے لئے جو خوف و ہراس اور تردد کا شکار ہو...

اللہ ہمیں یہ خبر دے رہا ہے کہ وہ عزیز و برتر (پروردگار) الوکیل (ہر چیز کا کارساز اور نگران) ہے، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، وہی تمہاری تمام پریشانیوں کا حل پیدا کرتا ہے، تمہارے دکھ درد کو عافیت اور راحت میں بدل دیتا ہے، تمہاری آرزوؤں کو حقیقت میں، تمہارے خوف کو امن و سکون میں اور تمہارے آنسوؤں کو مسکراہٹ میں تبدیل کر دیتا ہے۔

وإني إلى مولاي في غاية الفقر

تبرأت من حولي وطوي وفتوي

ترجمہ: میں اپنی ساری طاقت و قوت سے بری ہوں، میں اپنے آقا کا بے حد محتاج ہوں۔

اپنے نفس کو اس کی کمزوری، بے چینی اور بے کلی سے (نکال کر) راحت بہم پہنچائیے! اسے ان سطور کے ذریعہ کارساز (اللہ) کے سائے میں ٹھنڈک لینے دیجئے، آئیے ہمارے ساتھ اللہ کے اسم گرامی (الوکیل ^{عزوجل} / کارساز اور نگران) کے انوار و تجلیات سے (دل کی دنیا) روشن کیجئے۔

اللہ پاک و برتر فرماتا ہے:

{ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ } [سورة الأنعام: 102]

ترجمہ: وہ ہر چیز کا نگران ہے۔

علماء کہتے ہیں: وکیل وہ ہے جو اپنے علم و معرفت، کمال قدرت اور عموم حکمت کے ذریعہ اپنی مخلوق کی تدبیر کرتا ہے۔

جس نے بندوں کی روزیوں، ان کے مفادات اور مصلحتوں، ان کے معاملات کی تدبیر، اور دنیا و آخرت کی منفعت و مضرت کی نشاندہی کی ذمہ داری لے رکھی ہے۔

یہی وہ حفاظت و نگرانی ہے جو تمام مخلوق کو شامل ہے:

{ اللَّهُ خَلِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ } [سورة الزمر: 62]

ترجمہ: اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا محافظ و نگران ہے۔

لیکن خصوصی حفاظت و نگرانی ہی ہے جس سے اللہ پاک و برتر خصوصی طور پر اپنے ولیوں، اطاعت گزاروں اور اس سے محبت کرنے والوں کو نوازتا ہے، چنانچہ ان کے لئے آسانی کی راہ ہموار کر دیتا ہے، تنگی و سختی سے انہیں محفوظ رکھتا ہے اور ان کے تمام معاملات کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے...

اسی لئے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اور پوری امت کو یہ حکم دیا کہ وہ اس پر ہی بھروسہ کریں، فرمان باری تعالیٰ ہے:

{ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ } [سورة الفرقان: 58]

ترجمہ: آپ ہمیشہ زندہ رہنے والے پر بھروسہ کیجئے جو کبھی نہیں مرے گا۔

انہیں خصوصی طور پر اپنی محبت سے سرفراز کرتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

{ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ } [سورة آل عمران: 159]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

توکل: مومن کی نشانی، موحد کی پہچان اور تقویٰ کی علامت ہے، اللہ کے خوبصورت ناموں سے وابستہ رہنے کا وہ

ایک عظیم ترین مقام ہے۔

• سچے اور راست باز مومنوں کے لئے...

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "توکل: آدھا دین ہے، اور آدھا دین: انابت الی اللہ ہے، کیوں کہ دین: مدد طلب

کرنے اور عبادت کرنے کا ہی نام ہے۔

چنانچہ توکل: مدد طلب کرنے کا نام ہے، اور انابت: عبادت کا نام ہے۔"

جب ایمان میں کمی بیشی آتی ہے تو توکل بھی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، جس کے اندر توکل نہ ہو اس کے اندر ایمان بھی

نہیں ہو سکتا: { وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ } [سورة المائدة: 23]

ترجمہ: اگر تم مومن ہو تو صرف اللہ پر بھروسہ رکھو۔

آپ کو اللہ عزیز و برتر کی حفاظت و نگرانی اسی وقت ملے گی جب آپ اس پر بھروسہ کریں گے:

{ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ } [سورة الطلاق: 3]

ترجمہ: جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کو کافی ہوتا ہے۔

آپ اپنے توکل میں سچے رہیں، آپ کی (ساری) مرادیں برآئیں گی، خواہ وہ بڑی ہی کیوں نہ ہوں، سنن ترمذی میں نبی ﷺ کی یہ حدیث مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: "اگر تم اللہ پر توکل (بھروسہ) کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق ملے گا جیسا کہ پرندوں کو ملتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلے ہیں اور شام کو آسودہ واپس آتے ہیں" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

ہر شخص کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ دنیا و آخرت میں اللہ پاک و برتر کے نزدیک اسے بلند مقام حاصل ہو، اور یہ چیز ان کو ہی حاصل ہو سکتی ہے جو اپنے توکل میں سچے ہوں، ان سچے لوگوں کے دل اللہ عزیز و برتر پر ہی بھروسہ کرتے ہیں اور مصائب و مشکلات کے وقت ان کی زبانیں صرف یہی کلمات دہراتی ہیں: { حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ } [سورة آل عمران: 173]

ترجمہ: اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

چنانچہ عظمت الہی کا ظہور ہوتا ہے، معجزہ رونما ہوتا، اور اللہ عزیز و برتر کے ولیوں کے لئے اس کی حفاظت کے سونے پھوٹ پڑتے ہیں۔

{ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ } [سورة آل عمران: 173]

ترجمہ: اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

اسے ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت پڑھا جب ان کو آگ میں ڈالا گیا، اس کا نتیجہ کیا ہوا؟

{ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ } [سورة الأنبياء: 69]

ترجمہ: ہم نے کہا: اے آگ تو ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامت بن جا۔



اسے ہمارے نبی محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ نے اس وقت دہرایا جب ان سے کہا گیا کہ:

{ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ }

[سورة آل عمران: 173]

ترجمہ: کفار تم سے جنگ کے لئے جمع ہو گئے ہیں، تم ان سے ڈر کر رہو، تو اس خبر نے ان کا ایمان بڑھا دیا اور انہوں نے کہا کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

اس کا نتیجہ کیا ظاہر ہوا؟

{ فَأَنْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمَسَّسْهُمْ سُوءٌ }

[سورة آل عمران: 174]

ترجمہ: اللہ کی نعمت و فضل کے ساتھ یہ لوٹے، انہیں کوئی برائی نہ پہنچی۔

اگر آپ اس مقام تک پہنچ جائیں گے تو اللہ پاک و برتر کی محبت پانے میں کامیاب ہو جائیں گے:

{ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ }

[سورة آل عمران: 159]

ترجمہ: جب آپ پختہ ارادہ کر لیجئے تو اللہ پر بھروسہ کیجئے، اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے علاوہ آپ کو اجر عظیم سے بھی نوازے گا:

{ فَمَا أُوْتِيتُمْ مِّن شَيْءٍ فَمَتَّعُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَلَىٰ

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ }

[سورة الشورى: 36]

ترجمہ: تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے وہ زندگانی دنیا کچھ یونہی سا اسباب ہے، اور اللہ کے پاس جو ہے وہ اس سے بدرجہا

بہتر اور پائیدار ہے، وہ ان کے لئے ہے جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

○ توکل کرنے والوں کے لئے...



آپ اپنے توکل میں سچے رہیں، اللہ آپ کو شیطان سے محفوظ رکھے گا:

{إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ} [سورة النحل: 99]

ترجمہ: ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور مطلقاً نہیں چلتا۔

اگر دشمن مکر و فریب کے پھندے ڈالیں، تو آپ ان کے (مقابلے کے) لئے توکل کی دیوار قائم کر دیں:

{وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذِكْرِي بآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ}

ترجمہ: آپ ان کو نوح علیہ السلام کا قصہ پڑھ کر سنائیے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم کو میرا رہنا اور احکام الہی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے۔ تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکاء کے پختہ کر لو، پھر تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہ ہونی چاہئے، پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ

۔۔

جو شخص دشمنوں پر فتح اور مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہو، تو اسے چاہئے کہ اللہ پر بھروسہ کرے: {إِن يَنْصُرْكُمْ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذَلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرْكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ} [سورة آل عمران: 160]

ترجمہ: اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

اگر مخلوق آپ سے منہ پھیر لیں تو آپ اللہ پر اپنا توکل اور بھروسہ قائم رکھیں:

{فَإِن تَوَلَّوْا فُلَا حَسْبِي اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ} [سورة

التوبة: 129]



ترجمہ: اگر وہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

اگر آپ کو صلح و صفائی اور اصلاح و بہتری کی طلب ہو تو اس (کو حاصل کرنے) کے لئے بھی توکل کے دروازے سے ہی داخل ہوں: ﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

[سورة الأنفال: 61]

ترجمہ: اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا اور اللہ پر بھروسہ رکھ، یقیناً وہ بہت سننے والے والا ہے۔

اگر آپ کے دل میں ایمان جاگزیں ہو جائے اور آپ کو یقین ہو جائے کہ آپ کا سارا معاملہ اسی پاک و برتر کے سپرد ہے، تو آپ اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہیں کریں گے:

{ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابُ } [سورة الرعد: 30]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میرا پالنے والا تو وہی ہے اس کے سوا درحقیقت کوئی بھی لائق عبادت نہیں، اسی کے اوپر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی جانب میرا رجوع ہے۔

جس نے ہر حال میں توکل کو لازم پکڑا، اللہ بزرگ و برتر اس کے لئے کافی ہوتا ہے:

{ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا } [سورة الأحزاب: 3]

ترجمہ: اللہ پر بھروسہ رکھیں، اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے۔

○ نکلنے سے پہلے:

جو شخص اپنے گھر سے اللہ پر توکل کرتے ہوئے نکلتا ہے تو اللہ عزیز و برتر اس کا محافظ و نگہبان ہوتا ہے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "جو آدمی اپنے گھر سے نکلے پھر کہے **"بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ"** (یعنی: اللہ کے نام سے نکل رہا ہوں، میرا پورا توکل اللہ ہی پر ہے، تمام طاقت و قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے)، تو آپ نے فرمایا: اس وقت کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں): تجھے ہدایت دی گئی، تیری طرف سے کفایت کر دی گئی، اور توجہ لیا گیا، (یہ سن کر) شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے، تو اس سے دوسرا شیطان کہتا ہے: تیرے ہاتھ سے آدمی کیسے نکل گیا کہ اسے ہدایت دے دی گئی، اس کی جانب سے کفایت کر دی گئی اور وہ (تیری گرفت اور تیرے چنگل) سے بچا لیا گیا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ کے صحابہ افسردہ ہو گئے اور ان پر یہ بات سخت گزری جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں کیسے آرام کروں جب کہ صور والے اسرافیل علیہ السلام صور کو منہ میں لیے ہوئے اس حکم پر کان لگائے ہوئے ہیں کہ کب پھونکنے کا حکم صادر ہو اور اس میں پھونک ماری جائے!" جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ یہ امر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سخت گزر رہا ہے تو آپ نے فرمایا: "کہو: **"حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ! عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا"** [اللہ ہمارے لئے کافی ہے، کیا ہی اچھا کارساز ہے وہ! اللہ ہی پر ہم نے توکل کیا] [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

○ **پند و نصیحت!**

بہت سے لوگوں کے اندر سے توکل کا معنی و مفہوم ناپید ہو چکا ہے! انہوں نے اللہ کو فراموش کر دیا تو اللہ نے بھی ان کو فراموش کر دیا، انہوں نے اللہ پر بھروسہ کرنا ترک کر دیا تو اللہ نے بھی انہیں ان کی ذات کے سپرد کر دیا..

مریض بیمار پڑتا ہے تو اپنے دل کو ڈاکٹر سے معلق رکھتا ہے، وہ دوا اور ڈاکٹر سے وابستہ رہتا ہے، جو کہ محض اسباب ہیں، زمین و آسمان کے پالنہار اور اس پروردگار کو وہ یکسر بھول بیٹھتا ہے جس کے ہاتھ میں شفا و تندرستی ہے!! کچھ لوگوں پر آزمائشیں نازل ہوتی ہیں، انہیں سخت قسم کے فتنوں کا سامنا ہوتا ہے، معاملات تنگ پڑ جاتے ہیں، وہ غم و حزن کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں، اور دوستوں اور ساتھیوں کے در کی خاک چھاننے لگتے ہیں، اور اس عزیز و برتر (اللہ) کو فراموش کر دیتے ہیں جو زبردست نوازنے والا ہے۔

دشمن اس پر نظر ٹکائے رہتے، اس کے خلاف سازشیں رچتے اور اس کا حصار کئے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ سخت حزن و غم اور شدید کرب میں مبتلا رہتا ہے، لیکن اس پاک و برتر (اللہ) سے غافل رہتا ہے جو اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے۔

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متقی و پرہیزگار شخص کو یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ عزیز و برتر اس کو کافی ہے، اس لئے اسے اپنے دل کو اسباب سے معلق نہیں رکھنا چاہئے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ } [سورة الطلاق: 3]

ترجمہ: جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا۔

کچھ لوگ توکل کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اسباب بھی اختیار نہ کئے جائیں، جیسا کہ یمن کی ایک جماعت (کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ) وہ حج کے لئے نکلی، لیکن اپنے ساتھ زاد راہ نہیں لی اور کہنے لگی کہ: "ہم توکل کرنے والے لوگ ہیں"۔ (اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) راستے میں کھانے کے لئے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے لگی! تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

{ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ } [سورة البقرة: 197]

ترجمہ: اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو۔ سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔

یعنی: اتنا توشہ لے لیا کرو کہ تمہیں لوگوں کے سامنے دست سوال نہ دراز کرنا پڑے، اور تم ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے محفوظ رہ سکو۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ: میری روزی لکھ دی گئی ہے، تو میں زمین میں تگ و دو کیوں کر کروں؟!
نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے اونٹ کو پہلے باندھ دوں پھر اللہ پر توکل کروں یا چھوڑ دوں پھر توکل کروں؟ آپ نے فرمایا: "اسے باندھ دو، پھر توکل کرو" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]
اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

{ فَأَمْسُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ } [سورة الملك: 15]

ترجمہ: تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو اور اللہ کی روزیاں کھاؤ (پو) اسی کی طرف تمہیں جی کر اٹھ کھڑا ہونا ہے۔

معلوم ہوا کہ اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے، اس لئے توکل کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ اسباب پر بھی عمل کیا جائے، ورنہ یہ تن آسانی اور فاسد توکل قرار پائے گا!

{ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنْتَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ } [سورة الممتحنة: 4]

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

○ راستہ یہاں شروع ہوتا ہے...

میں اپنی زندگی میں اللہ پر کیسے توکل کروں؟

پہلی بات: اللہ کے اسماء و صفات کو جانیں، آپ کے دل میں جس قدر اللہ عزیز و برتر کی عظمت ہوگی، اسی قدر آپ کو اس پاک و برتر کی قربت ملے گی۔

دوسری بات: اللہ عزیز و برتر سے حسن ظن رکھیں "میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں...." [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔ خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو صرف اس لئے کہ وہ اللہ سے حسن ظن رکھتا ہے، اور یہ (یقین رکھتا ہے) کہ وہ اس کا بہتر بدلہ دے گا، وہ شخص جو اپنے بستر سے اٹھ کر اپنے رب کے حضور کھڑا ہوتا ہے، وہ صرف اس لئے کھڑا ہوتا ہے کہ اسے اپنے رب سے حسن ظن ہوتا ہے، اسی طرح عمرہ، حج اور نماز جیسی (دیگر) عبادتوں کو انجام دینے والا (حسن ظن کے ساتھ ہی ان عبادتوں کو انجام دیتا ہے)....

تیسری بات: اللہ عزیز و برتر کے حضور اپنی قوت سے دستبرداری کا اعلان کریں اور اپنی کمزوری و ناتوانی کا اعتراف اور فقر و محتاجگی کا اظہار کریں، اس سے یہ دعا کریں کہ: آپ کو اپنی ذات یا کسی اور مخلوق کے حوالے نہ کرے، صحیح حدیث میں آیا ہے: "اللَّهُمَّ رَحْمَتِكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ" [یعنی: اللہ! میں تیری ہی رحمت چاہتا ہوں، تو مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی نظر انداز نہ کر] [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے]۔

چوتھی بات: سبب کو اختیار کریں، مثلاً دعا جسے اللہ نے مرادوں کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے۔

پانچویں بات: یاد رکھیں کہ حالات کو بدلنے کی قوت و صلاحیت اللہ ہی کے پاس ہے اور اسی کے ہاتھ میں آسمان و زمین کی کنجیاں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہمیشہ ذہن نشیں رکھیں کہ: اس کے ہاتھ میں ہر چیز کے خزانے ہیں، آپ کا کام صرف یہ ہے کہ آپ عاجز و ناتواں اور مغلوب و مقہور فرزند جس طرح اپنے والد کے سامنے سپر ڈال دیتا ہے، اسی



طرح خود کو اس کے سپرد کر دیں، اللہ کے لئے بلند ترین مثال ہے: { وَأَفْوُضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ

{ [سورة غافر: 44]

ترجمہ: میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کا نگران ہے۔

چھٹی بات: اللہ نے آپ کی قسمت میں جو لکھا ہے، اس پر راضی رہیں، اور جان رکھیں کہ اللہ نے آپ کو جو نوازا ہے اسی میں آپ کے لئے خیر و بھلائی ہے، اگر آپ اس پر راضی نہیں ہوتے ہیں تو آپ کی حالت اسی کی طرح ہوگی جس کے بارے میں بشر الحافی نے بیان کیا: کسی نے کہا کہ: (میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں) وہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اگر وہ اللہ پر توکل کرتا تو اس نفل (تقدیر) سے راضی ہوتا جو اللہ اس کے ساتھ کر رہا ہے۔"

ابن حمدون نے ذکر کیا ہے: "ایک دیہاتی بوڑھی خاتون کے کھیت پر بجلی آگری، اس نے خیمے سے سر نکال کر دیکھا تو اس کا کھیت جل کر بھسم ہو چکا تھا، اس نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور بولی: تو جو چاہے کر لے، میری روزی کی ذمہ داری تو تجھ پر ہی ہے!"

اگر بندہ (اللہ) پر جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور جسے موت نہیں، صحیح معنوں میں توکل کرنے لگے، تو اللہ اس کے تمام امور میں زندگی کی روح پھونک دیتا اور انہیں کمال و انتہا کی چوٹی تک پہنچاتا ہے:

{وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ} [سورة الفرقان: 58]

ترجمہ: اس ہمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں جسے کبھی موت نہیں۔

اے محافظ و کارساز! ہمیں ایک پل کے لئے بھی نظر انداز نہ کر، ہماری ناتوانی پر رحم کھا، ہمارے نقص کو دور

کردے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔





اللہ عزیز و برتر اپنی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

{ اللَّهُ نُورٌ أَلْسَمُوتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمَشْكُورَةٍ فِيهَا مَصْبَاحٌ الْمَصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبْرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَلَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ } [سورة النور: 35]

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمان اور زمین کا، اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو، وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو، درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے، لوگوں (کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔

صحیحین میں آیا ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي

نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا"

(یعنی: اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر، میرے کان میں نور پیدا کر، میرے دائیں طرف نور پیدا کر، میرے بائیں طرف نور پیدا کر، میرے اوپر نور پیدا کر، میرے نیچے نور پیدا کر، میرے آگے نور پیدا کر، میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما) [بخاری و مسلم]۔



اللہ کی قسم یہ بندے پر اللہ کی ایک بیش بہا نعمت ہے کہ اسے اپنے نور اور ہدایت سے نوازے۔

ہمارا موضوع سخن دلوں کی روح، روحوں کی نعمت اور نفوس کی مسرت ہے، اور یہ سب سے بڑی، سب

سے نفع بخش اور سب سے عزیز غذا ہے، جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

عن الشراب وتلبيها عن الزاد

لها أحاديثٌ من ذكرك تُشعلها

ومن حديثك في أعقابها حادي

لها يوجعك نورٌ تستضيء به

روح اللقاء فتقوى عند ميعاد

إذا اشتكت من كلال السير وأعدّها

ترجمہ: اس کے پاس تمہاری یاد کی کچھ ایسی باتیں ہیں جو اسے شراب و کباب اور توشہ و زاد سے غافل رکھتی

ہیں، اس کے پاس تیرے رخ منور کا وہ نور ہے جس سے روشنی حاصل کرتی ہے، اور تیری (شیریں) باتیں سفر

حیات میں اس کی حدیٰ خوانی کرتی ہیں۔ جب اسے سفر کی تھکان محسوس ہوتی ہے تو وہ خود سے (تیرے) وصال

کی فرحت و راحت کا وعدہ کرتی ہے، جس کی وجہ سے اسے منزل تک پہنچنے کی طاقت و سکت مل جاتی ہے۔

• نور الہی کے سائے میں:

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [سورة النور: 35]

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمان اور زمین کا۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ قرآن و حدیث کے وہ نصوص جن میں اللہ نے اپنی ذات کو نور سے

موسوم کیا ہے، ان کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: اللہ نور کی صفت سے متصف ہے، جیسا کہ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ وَأَسْرَفَتْ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا } [سورة الزمر: 69]

ترجمہ: زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھی۔

حدیث میں آیا ہے کہ: "اللہ نے ان-مخلوق-پر اپنا نور ڈالا" [یہ حدیث صحیح ہے، اس ابن حبان نے روایت کیا ہے۔]

دوسری قسم: اللہ تبارک و تعالیٰ نور ہے:

{ اللَّهُ نُورٌ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ } [سورة النور: 35]

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمان اور زمین کا۔

حدیث میں آیا ہے: "(اے اللہ!) تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے" [بخاری و مسلم]۔

تیسری قسم: اللہ کا پردہ نور ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے: "اس کا پردہ نور ہے، اگر وہ اس (حجاب) کو ہٹا دے تو اس کے رخ انور کی تجلیات اس کے منتہائے نظرتک ساری مخلوقات کو راکھ کر دیں" [مسلم]۔
حدیث میں سبحات و جہہ سے مراد: اللہ کے چہرہ انور کی تجلیات اور نور ہے۔

اللہ عزیز و برتر جس نور سے متصف ہے وہ نور اللہ کے پیدا کردہ دیگر انوار کے ہم مثل نہیں ہے:

{ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ } [سورة الشورى: 11]

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سنے اور دیکھنے والا ہے۔

أوصافه سبحانه ذي البرهان

والنور من أسمائه أيضاً ومن

ترجمہ: اللہ کے اسمائے گرامی اور اوصاف حسنہ میں نور بھی ہے، پاک ہے وہ (اللہ) جو دلیل و برہان والا

ہے۔

■ میں کچھ باتیں آپ کو بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں..

علامہ عبد الرحمن سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ جل جلالہ کے اسماء و صفات میں نور بھی ہے، یہ اس کی عظیم صفت ہے، وہ جلالت شان، عزت و اکرام اور انوار و تجلیات والا ہے، اگر وہ اپنے چہرہ انور سے حجاب اٹھالے تو اس کے رخ انور کی تجلیات اس کے منتہائے نظر تک ساری مخلوقات کو راکھ کر دیں۔

اسی کے نور سے سارا عالم منور ہے، اس کے چہرہ انور کی تجلی سے تاریکیاں چھٹ گئیں، اسی سے عرش، کرسی، سات طبق (زمین و آسمان) اور پوری کائنات روشن ہوئی، یہ حسی نور ہے۔

رہی بات معنوی نور کی تو اس سے مراد: وہ نور ہے جس نے اس کے انبیاء و اولیاء اور فرشتوں کے دلوں کو منور کیا، اس کی معرفت و آگہی اور محبت کی تجلیات سے ان کے دل روشن ہو گئے، کیوں کہ اولیاء اللہ کے اندر اس کی جلیل القدر صفات اور خوبصورت اوصاف کا جس قدر علم اور عقیدہ ہوگا، اسی قدر ان کے دلوں میں اللہ کا نور بھی ہوگا۔

■ اس کی ہدایت کی چاشنی!

اگر آپ کو اللہ پاک و برتر کی معرفت حاصل ہوگئی تو آپ کو درحقیقت سب سے عظیم علم حاصل ہو گیا، کیوں کہ اللہ کی معرفت ہی سب سے بڑا علم ہے، ہر قسم کے نفع بخش علوم سے دلوں میں نور پیدا ہوتا ہے، تو بھلا اس علم کا کیا کہنا جو تمام علوم میں سب سے افضل، سب سے اعلیٰ، سب کی اصل اور بنیاد ہے؟

(اگر آپ نے یہ علم حاصل کر لیا) تو آپ کے دل پر اللہ کا یہ فرمان صادق آئے گا:

{مَثَلُ نُورٍ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي رُجَاةٍ الرَّجَاةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبْرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ

لَمْ تَمَسَّسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَلَ لِلنَّاسِ
وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۳۵} [سورة النور: 35]

ترجمہ: اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی فتدیل میں ہو او
ر شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو، وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو،
درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر
نور ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے، لوگوں (کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ
بیان فرما رہا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔

یہ نور جس کی مثال پیش کی گئی ہے وہ: اللہ، اس کی صفات اور آیات پر ایمان لانے کا نور ہے، مومنوں کے
دلوں میں اس (ایمان) کی مثال: اسی نور کی طرح ہے جو مذکورہ تمام اوصاف کا حامل ہو۔

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: "اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي
سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا"
(یعنی: اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر، میرے کان میں نور پیدا کر، میرے دائیں
طرف نور پیدا کر، میرے بائیں طرف نور پیدا کر، میرے اوپر نور پیدا کر، میرے نیچے نور پیدا کر، میرے آگے
نور پیدا کر، میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما) [بخاری و مسلم]۔

جب دل اس نور سے بھر جاتا ہے تو اس کا اثر چہرہ پر بھی نمایاں ہوتا ہے، چنانچہ چہرہ بھی اس نور سے منور
ہو جاتا ہے، اعضاء و جوارح، تواضع و انکساری اور اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ عبادت میں لگ جاتے ہیں، جیسا
کہ قرآن و حدیث میں آیا ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:



{ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورٍ مِّن يَشَاءُ } {سورة النور: 35}

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے۔

ابن سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب نماز کے نور سے ان کے باطن منور ہو جاتے ہیں، تو اس کی عظمت

سے ان کے ظاہر بھی چمکنے لگتے ہیں:

{ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ } {سورة الفتح: 29}

ترجمہ: ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے۔

یہ وہ نور ہے جو بندے کو برے کاموں کے ارتکاب سے بچاتا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ

فرماتے ہیں: "کوئی شخص جب زنا کرتا ہے تو عین زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب وہ شراب پیتا

ہے تو عین شراب پیتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا، اسی طرح جب وہ چوری کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا"

[بخاری و مسلم]۔

■ اس کی کتاب بھی نور ہے:

اللہ عزیز و برتر نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ اس کی جانب سے اتاری ہوئی کتابیں، وہ نور ہیں جس سے اللہ

بندوں کے دلوں کو منور کرتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

{ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ } {سورة المائدة: 44}

ترجمہ: ہم نے تورات نازل فرمائی ہے جس میں ہدایت و نور ہے۔

نیز فرمایا: { ۞ وَءَاتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ } {سورة المائدة: 46}

ترجمہ: ہم نے انہیں انجیل عطا فرمائی جس میں نور اور ہدایت تھی۔

سب سے عظیم نور جو اللہ نے نازل فرمایا وہ محمد ﷺ پر نازل کردہ کتاب ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

(قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ)

ترجمہ: تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔

اس کے ذریعہ اللہ عزیز و برتر نے مومنوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی راہ پر گامزن کیا:

{الزَّيْنُ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى

صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ} [سورة إبراهيم: 1]

ترجمہ: الہ! یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی

طرف لائیں، ان کے پروردگار کے حکم سے، زبردست اور تعریفوں والے اللہ کی طرف۔

یہی وجہ ہے کہ کافروں کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ امت پر اس نور کا اثر کتنا گہرا ہے، تو وہ اس کو بھانے کی کوشش

کرنے لگے، لیکن اللہ عزیز و برتر نے اپنی کتاب کو محفوظ رکھا: {يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ

نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ} [سورة الصف: 8]

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے، گو کافر

برائیاں۔

جب تک یہ امت اس پاک و برتر (پالنہار) کی کتاب کو لازم پکڑے گی، تب تک اللہ بھی ان کی حفاظت کرتا

رہے گا۔

■ خلاصہ کلام...



چوں کہ نور اس کا اسم اور اس کی صفت ہے، اس لئے اس کا دین، اس کے رسول، اس کا کلام بھی نور ہیں، وہ عزت و سرفرازی کا گھر بھی نور سے جگمگائے گا جسے اس نے اپنے بندوں کے لئے تیار کر رکھا ہے، اس کے مومن بندوں کے دلوں میں نور روشن رہتا ہے، ان کی زبانوں اور اعضاء و جوارح پر اس نور کے اثرات نمایاں رہتے ہیں، اور اللہ بزرگ و برتر قیامت کے دن انہیں کامل نور عطا فرمائے گا، اللہ کا فرمان ہے:

{ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا ائْتِنَا نُورَنَا وَاعْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ } [سورة التحريم: 8]

ترجمہ: ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا، یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے۔ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے نور! ہمیں کامل نور عطا فرما، ہمیں بخش دے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔





(۷۹)
الکافی جلد جلالہ

صحیحین میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: "ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ نجد میں شریک ہوئے۔ جب آپ کو دوپہر کی گرمی نے پالیا تو اس وقت بہت خاردار درختوں کی وادی میں تھے، چناں چہ آپ نے ایک گھنے سایہ دار درخت کے نیچے سائے کے لئے قیام کیا اور اپنی تلوار درخت سے لٹکادی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی درختوں کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لئے پھیل گئے، ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آواز دی۔ ہم حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اعرابی آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے، آپ نے فرمایا: یہ جب میرے پاس آیا تو میں سو رہا تھا، اس دوران اس نے میری تلوار (مجھ پر) سونت لی۔ جب میں بیدار ہوا تو یہ میری ننگی تلوار سونتے ہوئے میرے سر پر کھڑا تھا، کہنے لگا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی اور بیٹھ گیا اور دیکھ لو یہ بیٹھا ہوا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی سزا نہ دی۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: { أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ } [سورة الزمر: 36]

ترجمہ: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار اپنے بندوں کے لیے کافی ہے، کیوں کہ وہی ان کا رازق و محافظ اور ان کے تمام امور کا مصلح و کارساز ہے، اللہ عزیز و برتر ان کے لئے کافی ہے، یہ کفایت تمام مخلوقات کے لئے عام ہے۔

جہاں تک خصوصی کفایت کی بات ہے تو وہ ان بندوں کو ملتی ہے جو اس پر توکل کرتے اور اس کی طرف رجوع و انابت کرتے ہیں۔

اللہ کی کفایت کا دائرہ بہت وسیع ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: {أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ} [سورة الزمر: 36]

ترجمہ: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟ یہ لوگ آپ کو اللہ کے سوا اوروں سے ڈرا رہے ہیں، اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: {وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ} [سورة الطلاق: 3]

ترجمہ: جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔

یعنی: اس کے تمام دینی اور دنیاوی امور کے لئے کافی ہوگا۔

رسول اور مومنین بندوں کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی کفایت یہ ہے کہ: وہ ان پر اپنی مدد نازل فرماتا اور اپنے فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کرتا ہے:

{وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ} [سورة الفتح: 4]

ترجمہ: آسمان اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: {بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمَدِّدْكُمْ رَبُّكُمْ

بِحَمْسَةِ آفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ} [سورة آل عمران: 125]

ترجمہ: کیوں نہیں، بلکہ اگر تم صبر کرو، پرہیز گاری کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جو نشاندار ہوں گے۔

• یقیناً وہ کافی ہے:

بندہ زندگی کے تمام معاملات میں ایک پل کے لئے بھی اپنے رب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ (ہمیشہ) اللہ کی حفاظت، اس کی کفایت اور اس کی توفیق و رہنمائی کا محتاج رہتا ہے، نبی ﷺ ہمیں ایک ایسی بات کی تعلیم دے رہے ہیں جو بندے کے تئیں اللہ پاک و برتر کی کفایت کو بیان کرنے والا ایک عظیم ترین درس ہے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "جو آدمی اپنے گھر سے نکلے، پھر یہ دعا پڑھے: "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" (یعنی: اللہ کے نام سے نکل رہا ہوں، میرا پورا توکل اللہ ہی پر ہے، تمام طاقت و قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے)، تو آپ نے فرمایا: اس وقت کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں): تجھے ہدایت دی گئی، تیری طرف سے کفایت کر دی گئی، اور تو بچا لیا گیا، (یہ سن کر) شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے، تو اس سے دوسرا شیطان کہتا ہے: تیرے ہاتھ سے آدمی کیسے نکل گیا کہ اسے ہدایت دے دی گئی، اس کی جانب سے کفایت کر دی گئی اور وہ (تیری گرفت اور تیرے چنگل) سے بچا لیا گیا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

بندہ مومن (اللہ کی) حفاظت اور ثابت قدمی کی طلب کے لئے بکثرت اسمائے حسنیٰ کا وسیلہ اختیار کرتا اور گریہ و زاری سے کام لیتا ہے، کیوں کہ اس کے سوا کوئی اور اس کے لئے کافی اور محافظ نہیں، صحیح مسلم میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر جاتے تو فرماتے: "الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا، وَآوَانَا، فَكَمْ مِّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيٍّ!" (یعنی: اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا (ہر طرح سے) کافی ہوا اور ہمیں ٹھکانا دیا، کتنے لوگ ہیں جن کا نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے، نہ ٹھکانا دینے والا)۔

• اس کے درس سے چمٹے رہئے!

بندہ مومن جب اللہ پاک و برتر سے حسن ظن رکھتا ہے، اپنے توکل میں سچا ہوتا ہے، (اللہ سے) اس کی بڑی امیدیں وابستہ رہتی ہیں، تو اللہ اس کی امید و گمان کو ضائع نہیں کرتا، کیوں کہ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ } [سورة الطلاق: 3]

ترجمہ: جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔

یہ اسباب سے مسببات کو مربوط کرنے کا نام ہے، نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے (کے ساتھ کوئی معاملہ کرنے میں) اس کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں، اچھا گمان ہونے کی صورت میں معاملہ بھی اچھا ہوگا اور برا گمان ہونے کی صورت میں معاملہ بھی برا ہوگا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے مسند میں روایت کیا ہے]۔

اللہ نے یوسف علیہ السلام کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لیا (اور ان کی حفاظت کی تدبیر فرمائی) چنانچہ ریگستان میں قافلہ کو پانی کا محتاج کر دیا تاکہ وہ پانی کی تلاش میں کنویں کے پاس پہنچے، پھر عزیز مصر کو اولاد کا محتاج کر دیا تاکہ وہ آپ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیں، اس کے بعد بادشاہ کو خواب کی تعبیر کا محتاج کر دیا تاکہ وہ آپ کو جیل سے نکالنے (پر مجبور ہو)، پھر پورے مصر کو خوراک کا محتاج کر دیا تاکہ آپ مصر (کی وزارت خزانہ کے) حاکم مقرر ہوں....

اگر اللہ آپ کی حفاظت کا ذمہ اپنے ہاتھ میں لے لے تو آپ کے لئے سعادت و خوش بختی کے سارے اسباب مہیا کر دیتا ہے اور آپ کو محسوس بھی نہیں ہوتا، آپ صرف اللہ پر توکل کیجئے، وہ آپ کے لئے کافی ہوگا،

آپ صدق دل سے کہیے کہ: { وَأَفْوَضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ } [سورة غافر: 44]

ترجمہ: میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

• امتحان و آزمائش..

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب اللہ نے توکل کرنے والوں کے لئے اپنی کفایت کا ذکر فرمایا تو اس سے یہ گمان ہو سکتا تھا کہ توکل کرتے وقت ہی فوراً وہ کفایت حاصل ہو جائے گی، چنانچہ (اس وہم کو دور کرنے کے لئے) اس کے معاً بعد یہ فرمایا:

{ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا } [سورة الطلاق: 3]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

یعنی ایک متعینہ وقت مقرر کر رکھا ہے جسے وہ تجاوز نہیں کر سکتا، وہ اس (کفایت کو) اس وقت کے لئے مؤخر کر دیتا ہے جو اس کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

اس لئے توکل کرنے والے کو جلدی مچاتے ہوئے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ: میں نے توکل کیا اور دعا بھی کی، لیکن اس کا کوئی اثر نہیں ہوا، اور مجھے کفایت حاصل نہیں ہوئی؟ جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو اس کے مقررہ وقت پر پورا کرنے والا ہے۔"

اس طرح اللہ عزیز و برتر اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ وہ اپنے توکل میں سچے ہیں، یا نہیں، اس لئے قبولیت دعا کو مؤخر کر دیتا ہے، چنانچہ جب کچھ لوگوں کو زیادہ انتظار کرنا پڑتا ہے تو وہ اللہ پر توکل کرنا چھوڑ دیتے ہیں، اور مخلوق کے پاس جا کر خاکساری کرتے اور ذلت اٹھاتے ہیں، خواہ اس کے لئے انہیں اپنے دین اور رضائے الہی کا سودا ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لوگوں کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو تو لوگوں سے پہنچنے والی تکلیف کے سلسلے میں اللہ اس کے لیے کافی ہو گا اور جو اللہ کی ناراضگی میں لوگوں کی رضا کا

طالب ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو اسے تکلیف دینے کے لیے مقرر کر دے گا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے

ترمذی نے روایت کیا ہے۔]

• کافی (وشائی) جواب...

بندے کا مقصد اسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب وہ آخرت کو اپنی فکر مندی کا محور بنا لے، نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "جس نے اپنی تمام تر سوچوں کو ایک سوچ یعنی آخرت کی سوچ بنا لیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی غموں کے لیے کافی ہو گا، اور جس کی تمام تر سوچیں دنیاوی احوال میں پریشان رہیں، تو اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہو جائے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔]

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے نفس سے بے پرواہ ہو کر اللہ (کی رضا جوئی میں) مصروف رہتا ہے، اللہ اس کے نفس کی ضرورتوں کے لئے کافی ہو جاتا ہے، جو شخص لوگوں سے بے پرواہ ہو کر اللہ (کی رضا جوئی میں) مصروف رہتا ہے، اللہ تعالیٰ لوگوں کی ضرورت (و محتاجی) سے اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے، لیکن جو شخص اللہ سے بے پرواہ ہو کر اپنی ذات میں منہمک رہتا ہے، اللہ اسے خود اس کی ذات کے سپرد کر دیتا ہے، اور جو اللہ سے بے پرواہ ہو کر لوگوں (کو خوش کرنے میں) منہمک رہتا ہے تو اللہ اسے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔"

وكفايةً ذو الفضلِ والإحسانِ

تأتي إليك برحمةٍ وحنانِ

ویراک حين تجيءُ بالعصيانِ

و وقايةً منه مدى الأزمانِ

متقلبا في السيرِ و الإعلانِ

يكفيك من وسعِ الخلاقِ رحمةً

يكفيك ربُّ لم تزلْ أطفاهُ

يكفيك ربُّ لم تزلْ في سترِهِ

يكفيك ربُّ لم تزلْ في حفظِهِ

يكفيك ربُّ لم تزلْ في فضيلِهِ



ترجمہ: آپ کے لئے وہ فضل و احسان والا (پالنے والا) کافی ہے جس کی رحمت و کفایت تمام مخلوقات کو محیط ہے۔ تمہارے لئے وہ پروردگار کافی ہے جس کی مہربانیاں اور رحمت و شفقت پیہم تم پر برس رہی ہیں۔ تمہارے لیے وہ رب کافی ہے جس نے اب تک (تمہارے گناہوں پر) پردہ ڈال رکھا ہے، اور جب تم اس کی نافرمانی کرتے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہوتا ہے۔ وہ پالنے والا تمہارے لئے کافی ہے جس کی حفاظت و نگہبانی تمہیں ہمیشہ سے حاصل رہی ہے۔ تمہارے لئے وہ پروردگار کافی ہے جس کے فضل و احسان سے تم خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی مستفید ہوتے رہتے ہو۔

اے اللہ! اے کافی و محافظ! تو ہمیں حلال (رزق) دے کر حرام سے کفایت کر دے اور اپنے فضل و احسان سے نواز کر اپنے سوا ہر کسی سے بے نیاز کر دے۔





آپ کو ایک معاون، مربی، مرجع و ماوی اور اس ذات کی ضرورت ہے جس پر آپ توکل کریں، آپ کو ایک آقا کی حاجت ہے، اس ذات کی ضرورت ہے جو آپ کو یہ اطمینان دلا سکے کہ یہ زندگی رنج و ملال سے عبارت ہے، آپ کو ایک مضبوط و قوی (پروردگار) کی حاجت ہے جو آپ کو دشمنوں کی برائیوں سے محفوظ رکھ سکے، آپ اپنے آقا کے محتاج ہیں۔

فَفَرِّجْ مَا تَرَىٰ مِنْ سُوءِ حَالِي

أَتَيْتُكَ رَاجِعًا يَا ذَا الْجَلَالِ

إِلَىٰ مَوْلَاهُ يَا مَوْلَىٰ الْمَوَالِي

إِلَىٰ مَنْ يَشْتَكِي الْمَمْلُوكُ إِلَّا

ترجمہ: اے عظمت و جلالت والے پروردگار میں تیرے در پر امید لے کر آیا ہوں، تو میری بد حالی کو دور فرمادے، اے تمام آقاؤں کے آقا! غلام اپنے آقا کے سوا آخر کس سے شکوہ کرے۔

اللہ پاک و برتر اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: { وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۚ } [سورة الشورى: 28]

ترجمہ: وہی ہے کارساز اور ہر تعریف کا سزاوار۔

نیز فرمایا: { اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ ءَامَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ } [سورة البقرة: 257]

ترجمہ: اللہ ایمان والوں کا دوست ہے، وہ انہیں کفر کے اندھیروں سے نکال کر نور ایمان تک پہنچاتا ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار تمام مخلوقات کا کارساز اور آقا ہے، اسی نے (ان کی) خلقت کی اور وہی ان کی تدبیر کرتا ہے اور ہمہ وقت آسمانوں اور زمینوں کے تمام معاملات میں تصرف کرتا ہے، اس کے سوا ہمارا کوئی کارساز نہیں



جو ہمیں فائدے پہنچائے اور ہم سے نقصان، برائی اور بدی کو دور کر دے، ہماری پیشانیاں اسی عزیز و برتر کے ہاتھ میں ہیں۔

یہ عمومی ولایت و کار سازی ہے، جو کہ: تمام مخلوق کی تخلیق اور تدبیر سے عبارت ہے، خواہ وہ نیک ہوں یا فاجر، مومن ہوں یا کافر۔

رہی خصوصی ولایت و کار سازی تو یہ اللہ کے متقی بندوں کے لئے ہے، بایں طور کہ اللہ انہیں جہالت، کفر اور معصیت کی تاریکیوں سے نکال کر علم، ایمان اور اطاعت کی روشنی عطا کرتا ہے، دشمن پر ان کو فتح سے نوازتا اور ان کے تمام دنیوی اور دینی معاملات کو درست کر دیتا ہے۔

یہ ایسی ولایت و کار سازی ہے جو رحمت و مہربانی، اصلاح، حفاظت اور محبت کی متقاضی ہے، جیسا کہ اللہ عزیز و برتر نے فرمایا: {اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ} [سورة البقرة: 257]

ترجمہ: اللہ ایمان والوں کا دوست ہے، وہ انہیں کفر کے اندھیروں سے نکال کر نور ایمان تک پہنچاتا ہے۔

■ تابعداری کے بقدر ہی ولایت و کار سازی حاصل ہوتی ہے:

جس قدر بندہ مومن اپنے پروردگار سے محبت رکھتا ہے، اسی قدر اسے اللہ پاک و برتر کی ولایت حاصل ہوتی ہے، ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ولایت کی اصل: محبت ہے، محبت کے بغیر ولایت و کار سازی کا تصور نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ عداوت و دشمنی کی بنیاد: بغض و نفرت ہے۔



اللہ اپنے مومن بندوں کا دوست ہے، اور وہ اپنے پروردگار کے دوست ہیں، وہ اپنی محبت کے ذریعے سے اللہ کی ولایت کا تقاضہ پورا کرتے ہیں، اور اللہ بھی ان سے محبت کر کے انہیں اپنا ولی رکھتا ہے، چنانچہ اللہ اپنے مومن بندے کی محبت کے بقدر ہی اس سے محبت رکھتا ہے۔"

اللہ کی ولایت کسی اور کی ولایت کی طرح نہیں ہے:

{ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ } [سورة الشورى: 11]

ترجمہ: کوئی چیز اس کے مانند نہیں، وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اللہ پاک و برتر اپنے بندے کو اپنا ولی رکھتا ہے بایں طور کہ اس پر فضل و احسان کرتا، اس (کے حزن و ملال کو)

دور کر دیتا اور اس پر رحم فرماتا ہے: { اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا } [سورة البقرة: 257]

ترجمہ: اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔

برخلاف مخلوق کے، کیوں کہ مخلوق دوسری مخلوق سے اس لئے دوستی رکھتی ہے کہ دوستی کے ذریعے اسے

تقویت اور (مال و دولت میں) کثرت حاصل ہو، کیوں کہ بندہ عاجز و نادار اور ضرورت مند ہوتا ہے۔

لیکن اللہ پاک و برتر زبردست اور بے نیاز ہے، وہ ذلت و عاجزی اور حاجت و ضرورت کی وجہ سے (کسی کو

اپنا) دوست نہیں بناتا، اللہ عزیز و برتر فرماتا ہے:

{ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمَلِكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ

مِنَ الدُّنْيَا وَكَبَّرَهُ تَكْبِيرًا } [سورة الاسراء: 111]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس نے اپنی کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ (آسمان وزمین کی) بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ عاجزی کی بنیاد پر کوئی اس کا دوست ہے، اور آپ اس کی خوب بڑائی بیان کرتے رہیے۔

■ قوم کی سوچ و فکر...

اللہ کے بندوں میں جو ولی ہوتے ہیں ان کی صفت یہ ہے کہ: وہ اللہ ورسول ﷺ سے محبت رکھتے ہیں، جو اللہ اور رسول سے محبت کرتے ہیں، انہیں بھی محبوب رکھتے ہیں، جو اللہ اور رسول سے نفرت کرتے ہیں، ان سے وہ نفرت کرتے ہیں، اور جو اللہ ورسول سے دوستی کرتے، ان سے وہ دوستی کرتے ہیں، جو اللہ ورسول کو اپنا دشمن مانتے ہیں، ان سے وہ بھی دشمنی رکھتے ہیں، اللہ کی اطاعت پر عمل کرتے اور اس کی نافرمانی سے باز رہتے ہیں:

{ وَمَنْ يَنْوَلْهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ } [سورة

المائدة: 56]

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور مسلمانوں سے دوستی کرے، وہ یقیناً مانے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔

{ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ } [سورة

المجادلة: 22]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے۔



■ راستہ:

ولایت دوہی طریقوں سے حاصل کی جاسکتی ہے: تقویٰ اور ایمان کے ذریعے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

(أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ)

ترجمہ: یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں۔ ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اللہ پاک و برتر کی ولایت کسبی ہے، (جس کو حاصل کرنے کے لیے) اس کے اسباب اور قلبی اور بدنی اعمال (کو بروئے عمل لانا لازمی ہے)، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ} [سورة العنكبوت: 69]

ترجمہ: جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں، ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا ساتھی ہے۔

{وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ} [سورة الانعام: 127]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے، ان کے اعمال کی وجہ سے۔

اللہ عزیز و برتر کی دوستی میں لوگوں کے درجات الگ الگ ہوتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح ایمان اور تقویٰ میں ان کے درجات مختلف ہوتے ہیں۔

■ قبولیت کی کنجیاں:

بندہ جس قدر اللہ پاک و برتر سے قریب ہوتا جاتا ہے، فرائض اور دین کے فضائل پر عمل پیرا ہو کر، اللہ پاک و برتر سے اس کی محبت اور قربت بھی اسی قدر بڑھتی جاتی ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اس کے خلاف میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے کوئی عبادت مجھے اتنی پسند نہیں جس قدر وہ عبادت پسند ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے، میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے بھی مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے دیتا ہوں، مجھے کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا جس کو میں کرنے والا ہوتا ہوں، جو مجھے مومن کی جان نکالتے وقت ہوتا ہے، وہ موت کو بوجہ تکلیف پسند نہیں کرتا اور مجھے بھی اسے تکلیف دینا اچھا نہیں لگتا ہے" [بخاری و مسلم]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ولی اسی وقت اللہ کا ولی بنتا ہے جب وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہو، باطنی طور پر بھی اور ظاہری طور پر بھی، جس قدر رسول کا وہ فرمانبردار ہوگا، اسی قدر اس کو اللہ کی ولایت حاصل ہوگی۔"

■ جب اللہ آپ کو اپنا دوست بنا لیتا ہے تو (اپنے انعام و اکرام سے) آپ کو حیرت میں ڈال دیتا ہے!

اس خصوصی دوستی اور ولایت کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے بندوں پر لطف و مہربانی کرتا اور انہیں (نیک اعمال کی) توفیق سے نوازتا ہے:



{ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ ءَامَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ } [سورة البقرة: 257]

ترجمہ: اللہ ایمان والوں کا دوست ہے، وہ انہیں کفر کے اندھیروں سے نکال کر نور ایمان تک پہنچاتا ہے۔
اس ولایت کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ (اللہ اپنے ولی) کے گناہوں کو معاف کر دیتا اور ان پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے:

{ أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ } [سورة الأعراف: 155]

ترجمہ: تو ہی تو ہمارا کارساز ہے، پس ہم پر مغفرت اور رحمت فرما اور تو سب معافی دینے والوں سے زیادہ اچھا ہے۔

نیز اس ولایت و دوستی کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ دشمنوں کے خلاف نصرت و فتح اور تائید و ہمنوائی سے ہمکنار کرتا ہے:

{ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ } [سورة البقرة: 286]

ترجمہ: تو ہی تو ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔

مزید اللہ پاک و برتر فرماتا ہے:

{ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ } [سورة آل عمران: 150]

ترجمہ: بلکہ اللہ ہی تمہارا مولا ہے اور وہی بہترین مددگار ہے۔

اس ولایت کا تقاضہ ہے (کہ اللہ اپنے ولیوں کو) جنت میں داخل کر کے جہنم سے نجات عطا فرمائے، فرمان باری

تعالیٰ ہے: ﴿لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [سورة الأنعام: 127]



ترجمہ: ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے۔

یہ اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے کہ آپ کو اللہ کی ولایت و دوستی حاصل ہو، فرمان الہی ہے:

{ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ } [سورة الأنفال: 40]

ترجمہ: وہ بہت اچھا کارساز ہے اور بہت اچھا مددگار ہے۔

اللہ عزیز و برتر اگر آپ کا ولی ہو گا تو آپ کو دنیا و آخرت کا امن و سکون حاصل ہو جائے گا:

{ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُونَ } [سورة الأنعام: 82]

ترجمہ: ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔

پھر آپ مطمئن رہیں گے، کیوں کہ آپ کو اللہ عزیز و برتر کی معیت حاصل ہوگی، آپ کی زبان پر ہمیشہ یہ ورد

ہوگا:

{ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَىٰ اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ }

[سورة التوبة: 51]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کہ کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی وہ

ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے، مومنوں کو تو اللہ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔

وہ آپ پر سختی اور تنگی اس لئے کرتا ہے کہ آپ کو اپنا برگزیدہ بندہ بنا لے:

{ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتَضَعُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ

{ الْوَارِثِينَ } [سورة القصص: 5]

ترجمہ: ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور کر دیا گیا تھا، اور ہم انہیں کو پیشوا اور (زمین) کا وارث بنائیں۔

جب آپ کا آقا آپ کو اپنی ولایت و حفاظت میں لے لیتا ہے تو آپ سخت نگہبانی اور بڑی نعمت میں ہوتے ہیں، آپ غلطی کرتے ہیں تو وہ آپ کو سزا دیتا ہے، آپ فضول خرچی کرتے ہیں تو وہ آپ کو تنگ دست کر دیتا ہے، آپ کبر و غرور کرتے ہیں تو وہ آپ کی تادیب و سرزنش کرتا ہے، ایسا صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا آقا و مولیٰ ہے، اور وہ بہت اچھا کارساز اور بہت اچھا مددگار ہے۔

آپ یقین طور پر جانتے ہیں کہ یہ محبت کرنے والے (پالنہار) کی سرزنش ہے، عذاب نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو عذاب نہیں دیتا:

{وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبُّوهُ فَلَمَّ يُعَذِّبْكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلَّ أَنْتُمْ بَشَرًا مِّمَّنْ خَلَقَ} [سورة المائدة: 18]

ترجمہ: یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ پھر تمہیں تمہارے گناہوں کے باعث اللہ کیوں سزا دیتا ہے؟ نہیں بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو۔

إلهي أنتَ لإحسانِ أهلٍ
ومنكَ الجودُ والفضلُ الجزيلُ
إلهي جُدْ بِعَفْوِكَ لِي فِيهِ
على الأبوابِ منكسرٌ ذليلٌ

ترجمہ: اے میرے معبود! تو فضل و احسان کا سزاوار ہے، تجھ سے ہی ساری سخاوت، اور بڑے بڑے فضل و احسان حاصل ہوتے ہیں۔ میرے معبود! مجھ پر اپنی بخشش کی نوازش فرما، کیوں کہ میں تیرے در پر عاجزی اور ذلت و انکساری کے ساتھ بیٹھا ہوں۔

داخل کر کے ہم پر احسان کر اور ہمیں ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی اپنے دوستوں میں شمار فرما۔





ضللتُ زماناً لستُ أعرفُ الهدى
فلما أراد الله دَفْعِي للهدى
وقد كان ذاكم ظلمةً في فؤاديا
فألقيتُ عني ظلمة العيِّ والردي
أبانَ سبيلَ الحقِّ لي وهدانیا
وَصِرْتُ إلى دينِ النبيِّ محمدٍ
وَيَمَّمْتُ نورًا للهدايةِ باديا
و رشيذاً و من الضلالةِ داعيا

ترجمہ: میں ایک زمانے تک گم گشتہ راہ اور حق سے نا آشنا رہا۔ اس وقت میرے دل کی دنیا تاریک تھی۔ لیکن جب اللہ نے مجھے ہدایت دینا چاہا تو میرے لئے راہِ حق کو واضح کر دیا اور مجھے ہدایت سے سرفراز فرمادیا۔ پھر میں گمراہی اور ہلاکت کی تاریکی کو دور پھینک کر نور اور واضح ہدایت کی راہ پر لگ گیا۔ میں نبی محمد ﷺ کے دین کارا ہی بن گیا اور گمراہی (سے نجات پانے) کے بعد (ہدایت کی) طرف دعوت دینے لگا۔

بندوں پر اللہ عزیز و برتر کی رحمت ہی ہے کہ: اس نے ہدایت کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہے، اور اپنی ذات کو اللہ عزیز و برتر نے (الہادی / ہدایت دینے والا) سے موسوم کیا ہے۔

ہم اس اسمِ گرامی پر غور و فکر کرتے ہیں، اور اللہ سے دعا گو ہیں کہ: ہمیں اپنے اذن سے حق اور راہِ مستقیم کی ہدایت عطا کرے۔

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: { وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ ءَامَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ } [سورة

الحج: 54]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو راہ راست کی طرف رہبری کرنے والا ہی ہے۔

نیز اللہ فرماتا ہے: { وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا } [سورة الفرقان: 31]

ترجمہ: تیرا رب ہی ہدایت کرنے والا اور مدد کرنے والا کافی ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار وہ ہے جو بندوں کو حصول منفعت اور دفع مضرت کی رہنمائی کرتا ہے، انہیں جس چیز کا علم نہیں، اس کا علم عطا کرتا ہے، انہیں توفیق و راستی کی ہدایت دیتا ہے، انہیں تقویٰ و خشیت سے سرفراز کرتا ہے، ان کے دل کو اپنی طرف مائل اور اپنے حکم کا تابع کر دیتا ہے۔

■ انسان کے لئے اللہ کی ہدایت و رہنمائی...

اس کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: عمومی ہدایت، یعنی: ہر نفس کو زندگی کی مصلحتوں اور ضروریات کی رہنمائی کرنا، یہ ہدایت تمام قسم کے حیوان کو شامل ہے، خواہ حیوان ناطق ہو یا بے زبان جانور، چرند و پرند ہوں یا چوپائے، فصیح زبان ہو یا عجمی۔
دوسری قسم: مکلف بندوں کو حق و راستی کی رہنمائی، جو کہ دراصل: اللہ عزیز و برتر کا اپنی مخلوق پر حجت (قائم کرنا) ہے، جو کسی بندے کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک کہ اس پر حجت نہ قائم کر دے۔
اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ } [سورة فصلت: 17]

ترجمہ: رہے ثمود، سو ہم نے ان کی بھی رہبری کی پھر بھی انہوں نے ہدایت پر اندھے پن کو ترجیح دی۔

تیسری قسم: توفیق و راستی کی ہدایت دینا اور حق کو قبول کرنے اور اس سے راضی رہنے کے لئے شرح صدر سے

نوازا، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:



{ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ } [سورة الإسراء: 97]

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے، سو ہدایت پانے والا وہی ہے۔

نیز فرمایا: { وَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ } [سورة التغابن: 11]

ترجمہ: جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔

اسی لئے اللہ نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اس سے ہدایت طلب کریں، بلکہ یہ رہنمائی فرمائی ہے کہ وہ ہر رکعت میں اللہ سے ہدایت کی دعا کریں:

{ أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ } [سورة الفاتحة: 6]

ترجمہ: ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔

چوتھی قسم: قیامت کے دن جنت اور جہنم کی رہنمائی کرنا، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ } [سورة محمد: 5]

ترجمہ: انہیں راہ دکھائے گا اور ان کے حالات کی اصلاح کر دے گا۔

نیز فرمایا: { وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ } [سورة

الأعراف: 43]

ترجمہ: اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ

ہم کو نہ پہنچاتا۔

رہی بات جہنم کی رہنمائی کی تو اللہ عزیز و برتر اس بارے میں فرماتا ہے:



{ أَحْسُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَرْوَجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَأَهْدُوهُمْ إِلَىٰ

صِرَاطِ الْجَنَّةِ } [سورة الصافات: 22-23]

ترجمہ: ظالموں کو اور ان کے ہمراہیوں کو اور جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پرستش کرتے تھے، (ان سب کو) جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھا دو۔

■ جس قدر آپ کی ہدایت میں اضافہ ہو گا اسی قدر آپ کی ترقی بھی بڑھے گی...

ہدایت وہ سب سے بڑی نعمت ہے جس سے (الہادی / ہدایت دینے والا اللہ) اپنے بندے کو سرفراز کرتا ہے، اس کے علاوہ ہر ایک نعمت فنا ہو جانے والی ہے۔

علمائے راہین (پختہ علم والے) سب سے زیادہ اس نعمت کے حریص ہوتے ہیں، اور وہ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ یہ نعمت ان سے زائل نہ ہو: { رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا } [سورة آل عمران: 8]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے۔

ہدایت کی کوئی انتہا نہیں ہے، خواہ بندہ اس کے جس مقام پر بھی فائز ہو جائے! اس کی ہدایت کے اوپر بھی کوئی نہ کوئی ہدایت ہے، ہر ہدایت کے اوپر دوسری ہدایت ہوتی ہے، جس کی کوئی انتہا نہیں ہے، جب جب بندہ اپنے پروردگار کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، تب تب اسے دوسری ہدایت کی ترقی ملتی ہے، چنانچہ جب تک اس کے اندر تقویٰ بڑھتا رہتا ہے، تب تک اس کی ہدایت میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى } [سورة مريم: 76]

ترجمہ: ہدایت یافتہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت میں بڑھاتا ہے۔

جب جب تقویٰ کا کوئی حصہ اس سے فوت ہوتا ہے، تب تب اسی کے بقدر ہدایت کا حصہ بھی اس سے کافور ہوتا ہے، اور جسے ہدایت نصیب ہو جاتی ہے، اسے دراصل ہیئگی کی نعمت حاصل ہو جاتی ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ} [سورة الفاتحة: 6-7]

ترجمہ: ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔

ہدایت کی علامت: شرح صدر ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ} [سورة الأنعام: 125]

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے۔

جسے اللہ ہدایت عطا کرے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا ہے، اسی طرح جس کو اللہ گمراہ کر دے، اسے کوئی

ہدایت نہیں دے سکتا، فرمان باری تعالیٰ ہے:

{وَمَنْ يُضَلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ} [سورة الزمر: 36]

[37]

ترجمہ: جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو راہ دکھانے والا کوئی نہیں اور جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا

نہیں۔

اسی لئے نبی ﷺ اکثر و بیشتر یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَىٰ، وَالتَّقَىٰ، وَالْعَفَافَ، وَالْغِنَىٰ"

(یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور (دل کا) غنی مانگتا ہوں)۔ [مسلم]

نیز آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: "قل: اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي" (یعنی- دعا کرتے ہوئے یہ۔

کہو: اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھے راستے پر چلا)۔ [مسلم]



نیز آپ ﷺ نے حسن بن علی کو یہ تعلیم دی کہ آپ وتر کی نماز میں یہ دعا کیا کریں: "اللهم! اهدني فيمن هديت" (یعنی: اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے، مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ ہدایت دے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے]۔

اطاعت و نافرمانی کے درمیان زندگی گزارنے کی ایک خطرناکی یہ ہے کہ آپ یہ نہیں جانتے کہ کس گھڑی آپ کا خاتمہ ہو جائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "گناہ انسانی نفس کے تقاضوں میں سے ہے، اس لئے انسان ہر لمحہ ہدایت کا محتاج ہوتا ہے، بلکہ وہ کھانے پینے سے بھی زیادہ ہدایت کا محتاج ہوتا ہے"۔

■ آسمان کے دروازے پر دستک دیجئے!

اللہ عزیز و برتر ابراہیم علیہ السلام کی زبانی ارشاد فرماتا ہے:

{ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيِّئِينَ } [سورة الصافات: 99]

ترجمہ: اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا میں تو ہجرت کر کے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں، وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔

آپ اپنی کمزوری کے ساتھ اللہ کی طرف جائیں وہ آپ کے پاس اپنی قوت کے ساتھ آئے گا... آپ اپنی ذلت و عاجزی کے ساتھ اللہ کی طرف جائیں وہ اپنی عزت و رفعت کے ساتھ آپ کی طرف آئے گا.. اپنی وحشت اور خوف کے ساتھ اللہ کی طرف جائیں وہ انس و محبت کے ساتھ آپ کی طرف بڑھے گا... آپ فقر و محتاجی کے ساتھ اللہ کی طرف جائیں، وہ اپنی مالداری اور بے نیازی کے ساتھ آپ کی طرف آئے گا.. آپ اپنے حزن و ملال کے ساتھ اللہ کی طرف جائیں، وہ اپنی فراخی و کشادگی کے ساتھ آپ کی طرف آئے گا.. آپ اپنے غم و اندوہ کے ساتھ اللہ کی طرف بڑھیں وہ اپنی فرحت و شادمانی کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کرے گا۔

أَسِيرٌ ذَلِيلٌ خَائِفٌ لَكَ أَحْضَعُ
بَنُونَ وَ لَا مَالٌ هَنَالِكَ يَنْفَعُ

إِلَهِي أَجْرِنِي مِنْ عَذَابِكَ إِنِّي
إِلَهِي إِذْ قَنِي طَعَمَ عَفْوِكَ يَوْمَ لَا

ترجمہ: میرے معبود! مجھے اپنے عذاب سے نجات عطا کر، میں تیرا غلام، ذلیل و خوار، خائف و ہراساں ہوں اور تیرے سامنے سرنگوں ہوتا ہوں۔ میرے معبود! مجھے اس دن اپنے عفو و درگزر کی چاشنی سے شاد کام کرنا جس دن نہ اولاد کام آئیں گی اور نہ مال و دولت۔

■ آخری بات..

شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے ایک رات اپنے والد کے ساتھ جاگ کر (عبادت کی)، جب کہ ہمارے ارد گرد سارے لوگ سوئے ہوئے تھے، میں نے کہا: ان میں سے کوئی نہیں اٹھا کہ دو رکعت نماز بھی ادا کر سکے! انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تم سوئے رہتے تو یہ بہتر تھا اس بات سے کہ تم مخلوق کی عیب جوئی کرو۔"

آپ کا راہ حق پر قائم رہنے سے آپ کو یہ حق نہیں ملتا کہ آپ دوسروں کی گمراہی کا مذاق اڑائیں، یاد رکھیں کہ لوگوں کے دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، انہیں جیسے چاہتا ہے پھیرتا رہتا ہے، اس لئے نہ اپنے عمل پر غرور کریں اور نہ اپنی عبادت پر، کیوں کہ یہ تو صرف آپ پر اللہ کا احسان ہے، لہذا اللہ سے اپنے لیے ثابت قدمی اور دوسروں کے لیے ہدایت کی دعا کرتے رہیے، اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا جو تمام انسانوں سے بہتر تھے:

{وَلَوْلَا أَنْ نَبَّبْنَاكَ لَأَقَدَّتْ كَدَّتْ تَرَكْنَا إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا} [سورة الاسراء: 74]

ترجمہ: اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی طرف قدرے قلیل مائل ہو ہی جاتے۔

اے اللہ! اے ہدایت دینے والے (پروردگار!) ہمیں اپنی مشیت سے (لوگوں کے) اختلاف میں حق کی رہبری فرما،

یقیناً تو جس کو چاہے سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔





صحیحین میں آیا ہے کہ صلح حدیبیہ کی شروط رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر گراں گزریں... عمر بن خطاب کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: کیا آپ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ایسا ہی ہے، میں نے کہا: کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، ایسے ہی ہے، میں نے عرض کیا: تو پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا، وہ میرا مددگار ہے" [یہ الفاظ بخاری کے روایت کردہ ہیں]

تَعَالَيْتَ يَا مَنْ تَجَعَلُ الْحَقَّ يَغْلِبُ وَيَهْزِمُ شَرًّا قَدْ تَمَادَى يَحْرَبُ
فَأَنْتَ الَّذِي تُعْطِي الْحَقَّ لِأَهْلِهِمَا فَنَصْرُكَ أَقْوَى مَا يَكُونُ وَأَقْرَبُ

ترجمہ: اے وہ (پالنہار) جو حق کو غالب رکھتا، اور تخریب کار شر اور بدی کو شکست دیتا ہے، تو ہی حقداروں کو حقوق بہم پہنچاتا ہے، تیری نصرت و مدد سب سے مضبوط اور قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی بلند و برتر ذات کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

{ فَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَانَكُمْ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ } [سورة الأنفال: 40]

ترجمہ: یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے، وہ بہت اچھا کارساز ہے اور بہت اچھا مددگار ہے۔



ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے (جس کا وعدہ ہے کہ وہ) اپنے رسولوں، نبیوں اور ولیوں کو دنیا میں اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے، ان کے دشمنوں پر نصرت و فتح عطا کرے گا، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: {إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ ءَامَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهُدُ} [سورة

غافر: 51]

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

ہمارا پروردگار کمزوروں کی مدد کرتا اور مظلوموں کے جو روستم کو دور کرتا ہے، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں، اس لئے کہ اللہ کے علاوہ ان کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہوتا۔

ہمارا پروردگار ^{عز وجل} مومنوں کو ان کے دشمنوں پر فتح و نصرت سے نوازتا ہے، خواہ وہ خارجی دشمن ہوں جیسے کافر اور ظالم لوگ، یا وہ داخلی دشمن ہوں جیسے نفس اور شیطان، یہ دونوں دشمن مومن کے لئے اس کے خارجی دشمن سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں: {وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ} [سورة العنكبوت: 69]

ترجمہ: جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا ساتھی ہے۔

جب اللہ کی نصرت نازل ہوتی ہے، تو جسے اس کی مدد حاصل ہوتی ہے اسے نہ کوئی زیر کر سکتا ہے اور نہ کوئی

رسوا: {إِن يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ} [سورة آل عمران: 160]

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔



• نصرت و مدد کی شکلیں:

مومن بندوں کو اللہ عزیز و برتر مختلف قسم کی نصرت سے نوازتا ہے، جہاں سے بندے کو گمان بھی نہیں رہتا، نصرت الہی کی اقسام بے حد و بے شمار ہیں:

کبھی فرشتوں کے ذریعے ان کی تائید و حمایت کرتا ہے، جیسا کہ نبی اور صحابہ کے ساتھ غزوہ بدر میں ہوا، کبھی ہوا کے ذریعے ان کی مدد کرتا ہے، جیسا کہ عاد و ثمود کے ساتھ اور غزوہ احزاب میں ہوا، یا ابابیل نامی پرندوں کو بھیج کر ان کی مدد کرتا ہے، جیسا کہ اصحاب فیل کے قصے میں نظر آتا ہے، یا بلند آواز کے ذریعے (دشمن کو تہ و بالا کر دیتا ہے)، جیسا کہ قوم ثمود کے ساتھ ہوا، یا زمین دوز کر کے (دشمن کو بے نام و نشان کر دیتا ہے) جیسے قارون کے ساتھ کیا، یا ان کی (بستی کو اوپر اٹھا کر) اوندھے منہ نیچے گرادیتا ہے، جیسا کہ قوم لوط کے ساتھ ہوا، یا طوفان کو (دشمنوں) پر مسلط کر دیتا ہے، جیسا کہ قوم نوح کے ساتھ ہوا۔

اللہ عزیز و برتر کی فوجیں بے شمار ہیں، اللہ اپنے ارادے پر غالب ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مدد و نصرت کی شکل کبھی یہ ہوتی ہے کہ دشمنوں پر فتح اور غلبہ حاصل ہوتا ہے، جیسے داود، سلیمان علیہما السلام

اور نبی ﷺ کے ساتھ ہوا۔

اس کی شکل کبھی یہ ہوتی ہے کہ رسولوں کی زندگی میں ہی جھٹلانے والوں سے انتقام لیا جاتا ہے، جیسے کہ قوم

نوح، قوم لوط اور فرعون وغیرہ کی ہلاکت۔ یا رسولوں کی موت کے بعد (ان سے انتقام لیا جاتا ہے)، جیسا کہ یحییٰ علیہ

السلام کی وفات کے بعد ان کے قاتلوں پر بختنصر کو مسلط کر دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی سازش رچنے والوں پر

روم کو مسلط کر دیا۔



اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: {إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ ءَامَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ

الْأَشْهُدُ} [سورة غافر: 51]

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان لانے والوں کی مدد زندگی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

• کافی (وشافی) جواب...

سہی کہتے ہیں: "انبیائے کرام اور مومنوں کو دنیا میں (ان کے دشمنوں کے ہاتھوں) قتل کر دیا جاتا تھا جب کہ وہ نصرت یافتہ اور فتح یاب ہوتے تھے، وہ یوں کہ وہ قوم جو ان انبیاء اور مومنوں کے ساتھ ایسا کرتی تھی، وہ اس وقت تک فنا نہ ہوتی جب تک کہ اللہ ایسی قوم نہ بھیج دیتا جو ان سے ان مقتولوں کا بدلہ لیتی، اس طرح اس آیت سے جو اشکال پیدا ہوتا ہے، وہ دور ہو جاتا ہے۔"

دوسرا اشکال جو بعض لوگ اس فرمان باری تعالیٰ کے تعلق سے پیش کرتے ہیں:

{وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا} [سورة النساء: 141]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا۔

تو آخرت کے تعلق سے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

رہی بات دنیا کی تو اس کا جواب یہ ہے جیسا کہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"اگر ایمان میں کمی آجائے گی تو ایمان کی اس کمی کے بقدر ان کے دشمنوں کو ان پر راہ مل جائے گی۔ کیوں

کہ مومن قوی و تو نگر، غالب و زور آور، کامیاب و فتح یاب ہوتا ہے: {إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ

ءَامَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهُدُ} [سورة غافر: 51]



ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان لانے والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

کافروں کے جس تسلط اور غلبہ کا مشاہدہ مسلمان موجودہ زمانے میں کر رہے ہیں، اس کی وجہ وہ کمی و زیادتی ہے جو مسلمانوں نے خود اپنے دین کے اندر ایجاد کی ہے، اگر وہ اس سے توبہ کر لیں اور ان کا ایمان مکمل ہو جائے، تو اللہ عزیز و برتر کی طرف سے نصرت و مدد آکر رہے گی:

{ وَ عَدَّ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ } [سورة الروم:6]

ترجمہ: اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا۔

نصرت کی قیمت: ایمان، (دشمن کے مقابلے کی) تیاری اور صبر و شکیبائی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{ وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ } [سورة الروم:47]

ترجمہ: ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔

نیز فرمایا: { وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ } [سورة الأنفال:60]

ترجمہ: تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: { وَإِنْ تَصَبَّرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا } [سورة آل عمران:120]

ترجمہ: تم اگر صبر کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا۔

نبی ﷺ سے وارد ہے، آپ نے فرمایا: "... نصرت و مدد صبر کے ساتھ آتی ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد

نے مسند میں روایت کیا ہے]۔



(جب یہ صفات مومن کے اندر پیدا ہو جائیں) تب جا کر ناصر و مدد گار اور کارساز پروردگار کی مدد نازل ہوتی ہے، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

{ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ } [سورة آل عمران: 126]

ترجمہ: مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

نیز فرمایا: { إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ } [سورة آل عمران: 160]

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔

جب اللہ عزیز و برتر آپ کے ساتھ ہو گا تو آپ کو کون زیر کر سکتا ہے؟

اور اگر اللہ آپ سے نظر کرم پھیر لے تو کون آپ کا ناصر و مدد گار ہو گا؟

جس نے اللہ کی پناہ لی، اللہ اس کے لئے کافی ہو گیا اور اس کی شان و مرتبت بلند ہو گئی:

{ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ } [سورة الحج: 78]

ترجمہ: اللہ کو مضبوط تھام لو، وہی تمہارا ولی اور مالک ہے۔ پس کیا ہی اچھا مالک ہے اور کتنا ہی بہتر مدد گار ہے۔

مومن دوسرے مومن کو محبوب رکھتا ہے، غائبانے میں بھی اس کی مدد کرتا ہے، گرچہ ان کے درمیان ملک

اور وقت کا فاصلہ ہی کیوں نہ ہو۔

اے اللہ! اے مدد گار! کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔



(۸۴)
الْوَارِثُ جلد جلالہ

ایک حکیم ودانا شخص سے کہا گیا: کیا بات ہے کہ آپ ہمیشہ لاٹھی پکڑے رہتے ہیں جب کہ نہ تو آپ عمر دراز ہیں اور نہ ہی بیمار؟ انہوں نے جواب دیا: تاکہ میں یاد رکھوں کہ میں مسافر ہوں۔

حَمَلْتُ الْعَصَا لَا الضَّعْفُ أَوْجَبَ حَمَلَهَا
وَلَا أَنِي تَخْنِثُ مِنْ كِبَرِ
وَلَكِنِّي أَلْزَمْتُ نَفْسِي حَمَلَهَا
لَأُعَلِّمَهَا أَنْ الْمَقِيمَ عَلَى سَفَرٍ

ترجمہ: میں نے لاٹھی پکڑ لی اس لئے نہیں کہ کمزوری نے مجھے اس کا محتاج کر دیا، اور نہ ہی اس لئے کہ کبر سنی کی وجہ سے میری کمر جھک گئی، بلکہ میں نے لاٹھی پکڑنے کو اپنے اوپر لازم کر لیا تاکہ اپنے نفس کو یہ بتا سکوں کہ (میری زندگی) ایک سفر ہے۔

مسافر کے لئے یہ اعلان کر دیجئے کہ تمہارے لئے اس دنیا میں (بہشتگی) کا قیام نہیں ہے، اس لئے دنیا سے زیادہ جی نہ لگاؤ، یہ اعلان اللہ عزیز و برتر کے اس فرمان میں بھی آیا ہے:

(إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ) (سورة مریم: 40)

ترجمہ: خود زمین کے اور تمام زمین والوں کے وارث ہم ہی ہوں گے اور سب لوگ ہماری ہی طرف لوٹا کر لائے جائیں گے۔

اللہ پاک و برتر وہ ہے جو: وارث ہے۔



آئیے ہم اللہ پاک و برتر کے اسم گرامی (وارث) پر غور و فکر کرتے اور خود کو اس کی یاد دلاتے ہیں، تاکہ اللہ ہم پر رحم فرمائے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

(وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ) (سورة الحجر: 23)

ترجمہ: ہم ہی جلاتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی (بالآخر) وارث ہیں۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار تمام مخلوقات کی فنا کے بعد بھی باقی رہنے والا ہے، زمینوں اور تمام تر آسمانوں میں رہنے والی ہر ایک چیز کے زوال کے بعد تمام چیزوں کا وارث بننے والا ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار کسی کے وارث بنانے کے بنا ہی وارث ہے، وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، اس کی بادشاہت کو زوال نہیں، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

(إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ) (سورة مریم: 40)

ترجمہ: خود زمین کے اور تمام زمین والوں کے وارث ہم ہی ہوں گے اور سب لوگ ہماری ہی طرف لوٹا کر لائے جائیں گے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار ہمیشہ سے تمام تر اشیاء کا مالک ہے، جسے چاہتا ہے ان چیزوں کا وارث اور جانثیں بناتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

(إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ) (سورة الأعراف: 128)



ترجمہ: یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے وہ مالک بنا دے اور اخیر کامیابی ان ہی کی ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو دنیا میں مومنوں کو کافروں کے گھروں کا وارث بناتا ہے اور آخرت میں بھی انہیں (جنت کے) منازل کا وارث بنائے گا۔

جہاں تک دنیا کی بات ہے تو اس تعلق سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(وَأَوْزَيْنَاكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطَّوُّهَا) (سورة الأحزاب: 27)

ترجمہ: اس نے تمہیں ان کی زمینوں کا اور ان کے گھر بار کا اور ان کے مال کا وارث بنا دیا اور اس زمین کا بھی جس کو تمہارے قدموں نے روندنا نہیں۔

رہی بات آخرت کی تو اللہ پاک و برتر فرماتا ہے:

(تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا) (سورة مريم: 63)

ترجمہ: یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے انہیں بناتے ہیں جو متقی ہوں۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

(وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ بَجَرِيٍّ مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) (الأعراف: 43)



ترجمہ: جو کچھ ان کے دلوں میں (کینہ) تھا ہم اس کو دور کر دیں گے۔ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتا۔ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آتے تھے اور ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ اس جنت کے تم وارث بنائے گئے ہو اپنے اعمال کے بدلے۔

اللہ عزیز و برتر کی کتاب ہدایت و عزت اور سر بلندی و کامرانی کی کتاب ہے جس کا وارث اللہ تعالیٰ اپنے چنیدہ اور معزز بندوں کو بناتا ہے، فرمان الہی ہے:

(ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ يُؤْتِنُ اللَّهُ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ) (فاطر: 32)

ترجمہ: ہم نے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعض تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعض ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے جاتے ہیں۔ یہ بڑا فضل ہے۔

• حقیقی ملکیت ...

مومن کا جائشیں ہونا اور اس کا اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا (اس کی تفصیل یہ ہے کہ): مومن پر اللہ کی کرم فرمائی ہے کہ: اس نے اسے اپنی عطا کردہ نعمتوں میں سے خرچ کرنے کا حکم دیا، جب کہ یہ ساری نعمتیں اسی پاک و برتر کی خالص ملکیت ہیں، نیز اس پر بڑے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا، فرمان باری تعالیٰ ہے:

(آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلِفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ) (الحديد: 7)

ترجمہ: اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں) کا جائز بنایا ہے، پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) (الحديد: 10)

ترجمہ: تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟ دراصل آسمانوں اور زمینوں کی میراث کا مالک (تنہا) اللہ ہی ہے۔

معلوم ہوا کہ حقیقی ملکیت وہی ہے جو بندہ آخرت کے لئے ذخیرہ کرتا ہے۔

صحیح مسلم میں مطرف اپنے والد عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ سورت آلہام الکاکثر کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ آدم کے بیٹے! تیرے مال میں سے تیرے لیے صرف وہی ہے جو تم نے کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر پرانا کر دیا، یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا۔"

مومن یہ جانتا ہے کہ اس کا ہاتھ امانت دار کا ہاتھ ہے، جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ اللہ کی امانت ہے اور اللہ یہ دیکھ رہا ہے کہ وہ (اس امانت کے ساتھ) کیا کرتا ہے!

وما المال والأهلون إلا ودائع ولا بُدَّ يوماً أن تُردَّ ودائع

ترجمہ: مال و دولت اور اہل و عیال سب امانت ہیں، جو ایک دن ضرور لوٹا دی جائے گی۔

• دعا کی وحی ...



آپ جان لیں کہ اس اسم گرامی کے ذریعے اللہ کی قربت حاصل کرنا اللہ پاک و برتر کے اس فرمان کے عموم میں داخل ہے:

(وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا) (الأعراف: 180)

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سوان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔

بطور خاص جس چیز کی دعا کی جائے، اس کے درمیان اور مذکورہ اسم گرامی کے درمیان جو مناسبت ہو، اس کا خیال رکھا جائے، جیسا کہ اللہ کے نبی زکریا علیہ السلام کی اس دعا میں آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں:

(وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ) (الأنبياء: 89)

ترجمہ: زکریا علیہ السلام کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے تہانہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے۔

نیز فرمایا: (فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثْ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا) (سورة مريم: 5-

6)

ترجمہ: تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا فرما۔ جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان کا بھی جانشین اور میرے رب! تو اسے مقبول بندہ بنا لے۔

مذکورہ وراثت سے مراد: علم و نبوت اور دعوت الی اللہ کی وراثت ہے، ناکہ مال و دولت کی وراثت، ایسی ہی مبارک وراثت کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بھی ہوا ہے:

(وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ) (النمل: 16)

ترجمہ: داؤد کے وارث سلیمان ہوئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ دعا کیا کرتے تھے:

"اللّٰهُمَّ اَمْتِعْنِي بِسَمْعِي وَبَصْرِي، واجعلهما الوارثَ مِنِّي" (یعنی: اے اللہ! میرے کان اور آنکھ کو رکھ اور تادم حیات ان کی حفاظت فرما)۔

[یہ حدیث صحیح ہے، اسے حاکم نے المستدرک میں روایت کیا ہے]

علماء نے اس نام کے تعلق سے یہ اشارہ بھی فرمایا ہے: بندہ کو چاہئے کہ میراث کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ سے ڈرے، اور کسی بھی وارث پر ظلم نہ کرے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (الوارث) کے حوالے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ: ہمیں سماعت و بصارت سے مالا مال کر اور ہمارے کان اور آنکھ کو تادم حیات محفوظ رکھ۔



(۸۵)
الشَّافِي جَل جلاله

صحیحین میں آیا ہے کہ نبی ﷺ ایک اعرابی کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس کی تسلی کے لئے فرمایا: "فکر کی کوئی بات نہیں، یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے"۔ اس اعرابی نے کہا: آپ کہتے ہیں: یہ پاک کرنے والی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو بخار ہے جو ایک بوڑھے پر غالب آ گیا ہے اور اسے قبر تک پہنچا کر رہے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "پھر ایسا ہی ہوگا!"۔

انسان کی شفایابی اور اس کی بیماری کی پائیداری عام طور پر خود اس کی نفسیات کا نتیجہ ہوتی ہے، جب ہمارے ذہن و دل میں اچھے خیالات آتے ہیں تو ہم خوش رہتے ہیں، اور جب شفایابی، نیک فالی اور اللہ سے حسن ظن پر مبنی خیالات ہم پر غالب رہتے ہیں تو ہم اذن الہی سے شفایاب ہو جاتے ہیں، لیکن جب بیماری کے خیالات اور (تشویشناک) وساوس ہمارے اوپر غالب ہوتے ہیں تو ہم عموماً بیماری ہی کی حالت میں پڑے رہتے ہیں۔

ہمارے پاک و برتر پروردگار نے ہر بیمار شخص کے لئے امید کا دروازہ کھول رکھا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

(ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ) (غافر: 60)

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا﴾ (الأعراف: 180)

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کر۔

اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں (الشافی / شفا دینے والا) بھی ہے، آپ اس مبارک نام کے توسط سے اللہ کی قربت حاصل کریں، تاکہ اپنی مراد پاسکیں اور آپ کی ضرورت پوری ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے یا کسی مریض کو آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے: «أَذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اشفِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَاؤِكَ، شِفَاءً لَا يُعَادِرُ سَقَمًا»

ترجمہ: ”اے لوگوں کے رب! بیماری دور کر دے، شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ایسی شفا دے جس کے بعد کوئی مرض باقی نہ رہے۔“

[اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]

لغت میں شفاء کے معنی ہوتے ہیں: بیماری سے نجات پانا۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو بیماریوں کو دور کرتا ہے، اسباب اور امید کے ذریعہ بیمار کو شفا یاب کرتا ہے، بسا اوقات دوا کے بغیر بھی بیمار شفا یاب ہو جاتا ہے، جب کہ کبھی کبھی دوا کی پابندی کرنے سے بیماری دور ہوتی ہے، اور اس پر شفا یابی کے اسباب مرتب ہوتے ہیں، اور (شفا یابی کے) یہ دونوں ہی (طریقے) یکساں طور پر اللہ پاک و برتر کی قدرت سے ہی وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

جس طرح ہمارا پاک و برتر پروردگار جسموں کو بیماریوں سے شفا یاب کرتا ہے، اسی طرح ہمارے دلوں اور نفوس کو بھی بیماری اور تنگی سے شفا عطا کرتا ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: (يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ) (یونس: 57)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔

وہ پاک و برتر جسے چاہتا ہے شفا یاب کرتا ہے، اور جس کے لئے شفا مقدر نہیں کرتا اس کی دوا کا علم ڈاکٹروں سے مخفی رکھتا ہے۔

وہ پاک و برتر ہر طرح کی شفا یابی کا تنہا مالک ہے، اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں، اس کی شفا کے علاوہ کوئی اور شفا نہیں، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

(وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ) (الشعراء: 80)

ترجمہ: جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔

اور جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "... تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں" [بخاری]

شفا دینے والے اللہ کی کرم فرمائی ہے کہ: اس نے کوئی بیماری ایسی نہیں پیدا کی جس کی دوا نہ پیدا کی ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "دوا کیا کرو، بلاشبہ اللہ عز و جل نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کی دوا بھی پیدا کی ہے، سوائے ایک بیماری کے یعنی بڑھاپا (اس کا کوئی علاج نہیں)" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

• تیری پناہ...

بیمار شخص کو بیماری لاحق ہوتی ہے، اس کے سامنے شفا یابی کے سارے دروازے بند نظر آتے ہیں، زمین اپنی تمام ترکشادگی کے باوجود اس پر تنگ ہو جاتی ہے، مصیبت مزید بڑھ جاتی ہے، وہ مخلوقوں میں کوئی پناہ اور ٹھکانہ نہیں پاتا، اس وقت وہ یہ کہہ رہا ہوتا ہے:

لَقَدْ ضَعَضَعْتَنِي، وَهِيَ سِرٌّ، وَلَمْ يَكُنْ
يُضَعِّعُنِي صَرَفُ الزَّمَانِ إِذَا عَدَا
إِذَا مَا أَسْنَدْتَ رَأْسِي إِلَى يَدِي
رَمَنِي مِنْهَا بِالَّذِي يُوهِنُ الْيَدَا
إِذَا اللَّيْلُ أَعْيَاهُ مُسَاجِلَةُ الضُّحَى
تَمَنَّى لَوْ أَنَّ الصُّبْحَ أَصْبَحَ أَسْوَدَا

ترجمہ: اس نے مجھے کمزور اور رسوا کر دیا، جب کہ وہ پوشیدہ اور راز ہے، مجھے تو زمانے کی گردش بھی خم نہ کر سکتی تھی۔ اگر میں اپنے ہاتھ پر سر رکھتا ہوں تو وہ مجھ پر ایسا وار کرتی ہے جو میرے ہاتھ کو بھی کمزور کر دیتا ہے۔ جب رات کو صبح نوکی کر نیں پچھاڑ دیتی ہیں تو وہ یہ تمنا کرتی ہے کہ کاش صبح تاریک ہو جاتی۔

ایسے موقع پر، انسانی نفوس میں موجود فطرت کی پکار کے بموجب بیمار شخص اللہ کی پناہ لیتا ہے، اور اس پاک و برتر پروردگار کے سامنے خود کو سپرد کر دیتا ہے:

(ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجَاؤُونَ) (النحل: 53)

ترجمہ: پھر جب بھی تمہیں کوئی مصیبت پیش آجائے تو اسی کی طرف نالہ و فریاد کرتے ہو۔

بندہ مومن اسم "الشافی" (شفادینے والے) کو ندا لگاتا ہے: اے شفا دینے والے! مجھے شفا عطا کر۔ اے اللہ مجھے

شفا یاب کر دے!



جو مومن نہیں ہے، وہ بھی اسی کے در پر حاضر ہوتا اور اسی سے شفا کی امید کرتا ہے: (فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضَرْبٌ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ) (الزمر:

49)

ترجمہ: انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے، پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرمادیں تو کہنے لگتا ہے کہ اسے تو میں محض اپنے علم کی وجہ سے دیا گیا ہوں۔ بلکہ یہ آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں۔

الحاح وزاری اور صبر و تحمل کے بعد.... فراخی آتی ہے، اور اللہ شافی اپنے اذن سے شفا عطا کرتا ہے:

(أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ) (النمل: 62)

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے۔

اس کی نوازش مل کر رہتی ہے، اس کی سخاوت بڑی عظیم ہے، اسی کی فیاضی بیش بہا ہے، اسی لئے تو (ساری) ضرورت پوری ہو جاتی، دعا قبول کر لی جاتی، رحمت کا نزول ہوتا، آزمائش دور ہو جاتی اور شفا یابی عطا ہو جاتی ہے۔

وَكَم مِّن مَّرِيضٍ نَّعَاهُ الطَّيِّبُ إِلَىٰ نَفْسِهِ وَ تَوَلَّىٰ كَفِيبًا

فَمَاتَ الطَّيِّبُ وَعَاشَ الْمَرِيضُ فَأُصْحَىٰ إِلَى النَّاسِ يَنْعَى الطَّيِّبَا

ترجمہ: کتنے ایسے بیمار ہیں کہ جن کو ڈاکٹر مردہ سمجھ کر غمگین اور افسردہ لوٹ جاتا ہے، جب کہ ڈاکٹر خود مر جاتا اور وہ مریض شفا یاب ہو جاتا ہے، پھر وہی بیمار لوگوں کے پاس آکر اس ڈاکٹر کی وفات کی خبر دیتا ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: "اللہ پاک و برتر اپنے بندے کو اس لئے آزمائش میں نہیں ڈالتا کہ وہ اسے ہلاک کر دے، بلکہ اس لئے آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تاکہ اس کے صبر و تحمل اور بندگی کا امتحان لے، کیوں کہ بندے پر اللہ پاک و برتر کا یہ حق ہے کہ وہ تنگی و پریشانی کے عالم میں (بھی) اس کی بندگی پر قائم رہے۔"

• نیک لوگوں کا طریقہ...

مومن اور غیر مومن میں فرق یہ ہے کہ: مومن کو یہ یقین رہتا ہے کہ پوری کائنات کی باگ ڈور اللہ پاک و برتر کے ہاتھ میں ہے، وہی شفا دینے والا ہے، وہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے، اور اس نے بیماری کو محض خیر کی بنیاد پر نازل کیا ہے جس کا علم اسی رحیم و مہربان اللہ کو ہے:

(وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ) (البقرة: 216)

ترجمہ: ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو۔

حوادث جس قدر بھی پریشان کن اور حالات جس قدر بھی پیچیدہ ہوں، ہوتا وہی ہے جو (اللہ) بلند و بالا کی مشیت ہوتی ہے: (وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ) (یوسف: 21)

ترجمہ: اللہ اپنے ارادے پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں۔

بہی وجہ ہے کہ آپ بندہ مومن کو دیکھیں گے کہ اسے جو بیماری لاحق ہوتی ہے وہ اس پر راضی ہوتا ہے اور اللہ سے اجر کی امید کئے رہتا ہے۔

مومن یہ جان رہا ہوتا ہے کہ: "جو کچھ اسے پہنچا ہے، وہ کسی بھی صورت فوت نہیں ہو سکتا تھا، اور جو حاصل نہیں ہوا وہ کسی صورت حاصل نہیں ہو سکتا تھا" کیوں کہ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: "احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر ڈالو تو جب تک تقدیر پر ایمان نہیں لاؤ گے اللہ تعالیٰ اسے تم سے قبول نہیں کرے گا اور (جب تک) یہ نہ جان لو کہ جو کچھ تمہیں پہنچا ہے، وہ کسی صورت فوت نہیں ہو سکتا تھا اور جو حاصل نہیں ہوا، وہ کسی صورت حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر تم اس عقیدے کے سوا کسی اور پر مر گئے تو جہنم میں جاؤ گے۔"

[یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔]

علی بن ابی طالب کا گزر عدی بن حاتم کے پاس سے ہوا تو دیکھا کہ وہ غمگین و افسردہ ہیں، تو انہوں نے عرض کیا: اے عدی! کیا بات ہے کہ تم غمگین و افسردہ معلوم پڑتے ہو؟ فرمایا: مجھے اس بات سے کون سی چیز روک سکتی ہے جب کہ میرے بچے قتل کر دئے گئے اور میری آنکھ پھوٹ گئی؟ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عدی! جو شخص اللہ کے فیصلے اور تقدیر پر راضی ہوتا ہے، اس پر وہ فیصلہ تو جاری ہوتا ہی ہے، لیکن اسے اجر و ثواب بھی ملتا ہے، اور جو شخص اللہ کے فیصلے اور تقدیر پر راضی نہیں رہتا، اس پر بھی وہ فیصلہ جاری ہوتا ہے، لیکن اس کے اعمال رائیگاں ہو جاتے ہیں۔"

علماء کہتے ہیں: جس قدر انسان اللہ کے سامنے محتاجی ظاہر کرتا ہے، اس کے در پر حاضری دیتا ہے، اس سے لو لگاتا ہے، اسی کے بقدر اس کی دعا قبول ہوتی ہے، اسے فراخی ملتی ہے اور اس کی پکار سنی جاتی ہے۔

ہم میں سے ہر شخص کو بیماری کا تجربہ ہے، اور اس بات کا علم کہ کس طرح بیماری ہماری کمزوری سے پردہ اٹھا دیتی ہے، اور یہ کہ اللہ بزرگ و برتر کے بغیر ہماری اپنی کوئی طاقت و قوت نہیں، جب وہ پروردگار ہماری بیماری دور کر دیتا اور ہم شفا یاب ہو جاتے ہیں تو ہماری حالت ویسی ہی ہو جاتی ہے جس کی ترجمانی شاعر نے یوں کی ہے:

نَحْنُ نَدْعُو الْإِلَهَ فِي كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ نَنْسَاهُ عِنْدَ كَشْفِ الْكُرُوبِ
كَيْفَ نَرْجُو إِجَابَةً لِدُعَائِهِ قَدْ سَدَدْنَا طَرِيقَهَا بِالذُّنُوبِ

ترجمہ: ہم ہر مصیبت کے وقت اللہ کو پکارتے ہیں، پھر جب مصیبت دور ہو جاتی ہے تو ہم اسے فراموش کر دیتے ہیں۔ ہم کیوں کر دعا کی قبولیت کی امید کرتے ہیں جب کہ ہم اپنے گناہوں سے اس کا دروازہ بند کر دیتے ہیں۔

اللہ عزیز و برتر کے ساتھ ہمارا معاملہ بڑا عجیب و غریب ہے!

• غم نہ کریں!

جب آپ کسی بیماری سے دوچار ہوں تو یاد رکھیں کہ: اللہ ہی شفا دینے والا ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، اگر آپ کو ایسا لگتا ہے کہ آپ کی بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے، تو آپ اللہ کے ساتھ بدگمانی کرتے ہیں! آپ صرف حسن ظن رکھتے ہوئے اور صدق دل سے التجا کرتے ہوئے اسے پکاریں، اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر و تحمل سے کام لیں اور صدقہ و خیرات کرتے رہیں، اور الحاح و زاری کے ساتھ دعا کریں: اے شفا دینے والے (پروردگار) مجھے شفا عطا کر! کیوں کہ وہ حق ہے، اس کا فرمان حق ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے: (وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ) (غافر: 60)

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ زندہ و موجود ہے اور شریف ہے۔ اسے اس بات سے شرم آتی ہے کہ جب کوئی آدمی اس کے سامنے ہاتھ پھیلا دے تو وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو خالی اور ناکام و نامراد واپس کر دے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

(أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ) (غافر: 60)

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جو جب وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے۔

جب آپ اس حالت پر قائم رہیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو عظیم اجر و ثواب سے سرفراز فرمائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: "جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کاٹا بھی چھ جائے تو وہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے"۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: "اللہ کی جنت میں ایسے (بہت سے) بلند و بالا منازل ہیں جنہیں صرف وہی بندے پاسکتے ہیں جو آزمائش سے دوچار ہوتے ہیں"۔

آپ ان لوگوں کو دیکھ کر دکھ محسوس کرتے ہوں گے جو آزمائش سے دوچار ہوتے ہیں، ہر گھر میں کوئی نہ کوئی نوحہ خواں ہے، ہر رخسار پر آنسو کے قطرے ہیں، ہر وادی میں بنو سعد ہیں۔

مصیبتیں تو بہت ہیں لیکن کتنے ایسے لوگ ہیں جو ان پر صبر کرتے ہیں؟

آپ تنہا مصیبت سے دوچار نہیں، بلکہ دوسروں کے مقابلے میں آپ کی مصیبت ہیچ اور کم ہے۔

کتنے ایسے بیمار ہیں جو سالوں سے صاحب فراش ہیں؟ دائیں بائیں کروٹ لے رہے ہیں، درد سے کراہ رہے ہیں، اور بیماری (کی اذیت) سے چیخ رہے ہیں۔

یاد رکھیں کہ یہ دنیا مومن کے لئے قید خانے (کی مانند) ہے، یہ ان کے لئے حزن و ملال اور مصائب و آلام کی آماجگاہ ہے، یہ ایسی جگہ ہے جہاں صبح کے وقت محلات اپنے مکینوں سے بھرے پڑے ہوتے ہیں لیکن شام کے وقت وہی محلات (ویرانی کے عالم میں) اوندھے الٹے پڑے ہوتے ہیں:

(لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ) (البلد: 4)

ترجمہ: ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے۔

آپ کی دنیا جیسی ہے، ویسے ہی اسے قبول کیجئے، اپنے نفس کو اس کے ساتھ جینے کا خوگر بنائیے، کیوں کہ آپ کا نفس مشقت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے، کمال اس کی شان نہیں۔

اگر بیماری کی تلخی نہ ہوتی تو آپ صحت و تندرستی کی نعمت سے بھی آشنا نہ ہوتے۔

ایوب علیہ السلام کی زندگی میں آپ کے لئے عمدہ نمونہ موجود ہے۔

مومن ہمیشہ اللہ سے عافیت کی دعا کرتا ہے، عبد اللہ التیمی رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: "کثرت کے ساتھ اللہ سے عافیت کی دعا کیا کرو، کیوں کہ آزمائش سے دوچار انسان، گرچہ اس کی آزمائش سخت ہی کیوں نہ ہو، وہ اس تندرست انسان سے زیادہ دعا کا حقدار نہیں ہے جو آزمائش سے مامون نہیں ہوتا۔

آج جو لوگ آزمائش سے دوچار ہیں، کل وہ بھی عافیت میں ہی تھے، آج کے بعد جن کو آزمائش سے دوچار ہونا ہے، وہ بھی آج عافیت ہی میں ہیں۔"



امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بیماری کا ایک عظیم علاج یہ ہے کہ: خیر کے کام کئے جائیں، احسان کیا جائے، اللہ کا ذکر، اس سے دعا و مناجات اور توبہ و استغفار کیا جائے۔"

قُلْ لِلطَّيِّبِ تَخَطَّقَتْهُ يَدُ الرَّدَىٰ مَنْ يَا طَيِّبُ بِطِبِّهِ أَرْدَاكَ
قُلْ لِلْمَرِيضِ شُفِيٍّ وَعُوقِبِ بَعْدَ مَا عَجَزْتَ فُنُونُ الطِّبِّ مِنْ عَافَاكَ

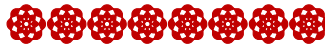
ترجمہ: اس ڈاکٹر سے کہئے جسے ہلاکت و موت کے چنگل نے اپنی گرفت میں لے لیا، اے ڈاکٹر! تمہارے پاس علاج (کے وسائل تو) تھے، پھر بھی تجھے کس نے ہلاک کر دیا۔ اس بیمار سے کہئے جو شفا یابی اور عافیت سے ہمکنار ہوا کہ تجھے کس نے عافیت سے نوازا، جب کہ سارے فنون طب تیرے علاج سے عاجز آچکے تھے۔

یقیناً وہی (اللہ) شفا و عافیت سے ہمکنار کرنے والا ہے:

(وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ) (الشعراء: 80)

ترجمہ: جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔

اے اللہ! اے شفا دینے والے پروردگار عالم! ہمیں اور تمام مسلمان بیماروں کو شفا عطا فرما۔



(۸۶)
الْجَمِيلُ جَلَّالَهُ

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ صہیب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے، (اس وقت) اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: تمہیں کوئی چیز چاہیے جو تمہیں مزید عطا کروں؟ وہ جواب دیں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے! کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دے گا، تو انہیں کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوگی جو انہیں اپنے رب عز وجل کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو"۔

پاک ہے وہ ذات کہ جس کے جمال کے سامنے سارے افکار حیران ہیں..

پاک ہے وہ ذات جس کی عظمت سے ساری فہم و فراست پریشان ہیں...

پاک ہے وہ ذات جس کی تجلیات کے سامنے ہمارے ذہن ششدر ہیں...

اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، بلکہ وہ سراپا حسن و جمال ہے، اور سارا حسن و جمال اسی سے ہے، وہ سارے اچھے اور خوبصورت افعال انجام دیتا ہے اور نیک عمل پر بہتر بدلے سے بھی نوازتا ہے۔

وَهُوَ الْجَمِيلُ عَلَى الْحَقِيقَةِ كَيْفَ لَا؟! وَ جَمَالٌ سَائِرٌ هَذِهِ الْأَكْوَانِ

مِنْ بَعْضِ آثَارِ الْجَمِيلِ، فَرُثُهَا أَوْلَى وَأَجْدَرُ عِنْدَ ذِي الْعِرْفَانِ

ترجمہ: وہی حقیقت میں حسین و جمیل ہے، اور کیوں نہ ہو۔؟! جب کہ ساری کائنات کی خوبصورتی اسی کے حسن کے چند آثار ہیں، کائنات کا پروردگار علم و آگہی والے کی نظر میں (عبادت و بندگی) کا سب سے زیادہ حقدار اور مستحق ہے۔

• زبان، بیان کرنے سے عاجز ہے!!

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔" شیخ سعدی رحمہ اللہ ابن القیم کے قصیدہ "نونیہ" کے اشعار کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جمیل وہ (اللہ) ہے: جس کے اندر حسن و جمال اور احسان و بھلائی کی صفات یکجا ہیں، کیوں کہ وہ اپنی ذات، اسمائے گرامی، صفات اور افعال سب میں حسین و جمیل ہے، مخلوق اس پاک و برتر ذات کے جمال کے معمولی حصے کو بھی نہیں بیان کر سکتی، ہر چند کہ اہل جنت، ہمیشگی کی نعمت، ایسی لذت و مسرت اور خوشی و شادمانی میں ہوں گے جس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا، پھر بھی جب اپنے پروردگار کو دیکھیں گے اور انہیں رب کے جمال کا دیدار نصیب ہو گا تو وہ ساری نعمتوں کو بھول جائیں گے اور ان کی ساری خوشیاں پیچ ہو جائیں گی، اور وہ خواہش کریں گے کہ کاش یہی حالت ہمیشہ برقرار رہتی، تاکہ وہ رب تعالیٰ کے نور و جمال سے اپنی خوبصورتی میں اضافہ کر سکیں، اس لئے کہ ان کے دل میں ہمیشہ اپنے رب کے دیدار کا شوق امنڈ رہا ہوگا، اور (جس دن رب کا دیدار نصیب ہوگا) اس دن اتنا خوش ہوں گے کہ ان کے دل باغ باغ ہو جائیں گے!

اسی طرح اللہ تعالیٰ: اپنے اسمائے گرامی میں بھی حسین و جمیل ہے، چنانچہ اس کے سارے ہی اسماء خوبصورت ہیں، بلکہ اللہ پاک و برتر کے سارے نام مطلق طور پر تمام ناموں میں سب سے حسین اور جمیل ہیں:

(وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا) (الأعراف: 180)

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سوان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔

اللہ کے سارے نام نہایت درجہ تعریف، مجد و شرافت اور کمال پر دلالت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کسی ایسے نام سے موسوم نہیں ہے جس کے اندر کمال کے علاوہ دوسرا کوئی (ناقص) معنی بھی پایا جاتا ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں بھی حسین و جمیل ہے، اس کے تمام تراوصاف کامل ہیں، اور اس کی ساری صفتیں حمد و ثناء پر مبنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے سارے افعال خوبصورت ہیں، جو کہ یا تو نیکی کے کام ہیں یا احسان و بھلائی کے جن پر اللہ کی تعریف کی جاتی اور اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔"

اگر تمام درخت قلم ہوتے، سارے سمندر روشنائی ہوتے، ساتوں آسمان تختی سے عبارت ہوتے، اور تمام مخلوقات حمد و ثنا لکھتے، اور اللہ کے حسن و جمال کی تعریفیں تحریر کرتے تو بھی وہ ایسا کام کرتے جس کا ہمارا پروردگار مستحق ہے، لیکن پھر بھی وہ (اس حق کو ادا کرنے میں) کوتاہ ہی رہتے اور اللہ کے لئے (جتنی حمد و ثنا) واجب ہے اس سے قاصر رہتے اور اس کا شکر ادا کرنے سے اپنی عاجزی کا اعتراف کرتے۔

اس کے حسن و جمال کا احاطہ ہماری عقلیں اور نگاہیں نہیں کر سکتیں، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "میں تیری ثنا پوری طرح نہیں بیان کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسی اپنی تعریف تو نے خود بیان کی ہے۔"

• کائنات کا حسن و جمال ..

کائنات میں جو بھی خشکی، سمندر، ہریالی، شمس و قمر، ستارے اور چوپائے ہیں، وہ سب اللہ پاک و برتر کے حسن و جمال کی دلیلیں ہیں، کیوں کہ اللہ ہی حسن و جمال سے نوازنے والا ہے، اور حسن سے نوازنے والا حسن کا زیادہ حقدار ہے:



(فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ) (المؤمنون: 14)

ترجمہ: برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

اس حسن و جمال کو وہی شخص دیکھ سکتا ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے نور سے منور کر دیا ہے، ایسا شخص اس جمال کے پیچھے اللہ جل جلالہ کا جمال و جلال اور اس کا کمال بھی دیکھتا ہے۔

جو اللہ کے ذکر سے اعراض برتا، اس کے نور کی نکیر کرتا، اس کی ہدایت پر چلنے سے سرکشی کرتا ہے تو اسے اللہ کے بے نظیر حسن و جمال کے دیدار سے محروم کر دیا جاتا ہے، کیوں کہ اس شخص کی بصارت کافور ہو جاتی اور بصیرت ماند پڑ جاتی ہے!

كَيْفَ تَعْدُو إِذَا عَدَوْتَ عَلِيًّا

أَيُّهَا الشَّاكِي وَمَا بِكَ دَاءٌ

أَنْ تَرَىٰ فَوْقَهُ النَّدَىٰ إِكْلِيًّا

أَتَرَى الشُّوْكَ فِي الْوُرُودِ وَتَعْمَىٰ

لَا يَرَىٰ فِي الْوُجُودِ شَيْئًا جَمِيًّا

وَالَّذِي نَفْسُهُ بِغَيْرِ جَمَالٍ

ترجمہ: اے شکوہ کنناں شخص! تمہیں جو بیماری ہے، اس بیماری کے ساتھ تم کس طرح صبح کرتے ہو، کیا تم پھولوں میں صرف کانٹے ہی دیکھتے ہو، اور پھول کے اوپر شبنم کا جو تاج سجا ہوتا ہے، اس سے آنکھ موند لیتے ہو۔ جو انسان خود اپنی ذات میں جمال سے محروم ہو، اسے کائنات میں کوئی بھی چیز خوبصورت نہیں نظر آسکتی۔

• شوق ...

اللہ کے اسم گرامی (الجمیل) پر ایمان لانے سے مومن کا ایمان اور جمیل اللہ کے دیدار کا شوق فزوں تر ہو جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: "تجھ سے تیرے روئے اقدس کے دیدار کے مزے اور تیری ملاقات کے شوق کا طلب گار ہوں...." [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔ اس ایمان کا نتیجہ ہوتا ہے کہ اللہ عزیز و برتر اس کے لئے جو مقدر کرتا ہے، اس پر وہ راضی رہتا ہے، کیوں کہ اللہ پاک و برتر وہی چیز مقدر کرتا ہے جس میں حکمت اور بندے کے لئے خیر و بھلائی مضمّن ہو، اس لئے کہ اللہ کے تمام تر افعال خوبصورت ہیں، اور خوبصورت فعل سے جو چیز بھی وقوع پذیر ہوتی ہے، وہ خوبصورت ہی ہوتی ہے، یہی اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنے (کا تقاضہ بھی) ہے، جس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں بیان فرمایا، جیسا کہ مسند احمد میں آیا ہے، رب العزت فرماتا ہے: "میں اپنے بندے کے حسن ظن کے پاس ہوتا ہوں، اگر وہ مجھ سے اچھا گمان رکھتا ہے، تو میں اسے وہی دیتا ہوں، اور اگر مجھ سے برا گمان کرتا ہے، تو اسے وہی دیتا ہوں" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

وإني لأدعو الله حتى كأنني أرى بجميل الظن ما الله صانع

ترجمہ: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں، یہاں تک کہ میں (اللہ کے تعلق سے) اپنے حسن ظن کی بنیاد پر (پہلے ہی) گویا وہ دیکھ لیتا ہوں جو اللہ کرنے والا ہوتا ہے۔

• حسین و جمیل کی تکمیر نہ کریں!

مومن کو آپ ظاہر و باطن ہر اعتبار سے حسن و جمیل پائیں گے، کیوں کہ وہ اس جمال کے ذریعہ اللہ کی قربت حاصل کرتا ہے، اور اس لئے بھی کہ اللہ نے حسین اقوال و بہترین افعال اور نیک اعمال کی ترغیب دی ہے، چنانچہ اللہ کو یہ محبوب ہے کہ اس کا بندہ اپنی زبان کو صدق و راستی سے، اپنے دل کو اخلاص، انابت اور توکل سے، اعضاء و جوارح کو



اطاعت و فرماں برداری سے اور اپنے جسم کو نعمت الہی کو ظاہر کرنے والے عمدہ لباس و پوشاک اور طہارت و پاکیزگی کے حسن و جمال سے آراستہ کرے۔

مومن اپنے رب کو اس جمال سے جانتا ہے جو اس کی صفت ہے، اور اس عظمت و جلال کے ذریعہ اس کی عبادت کرتا ہے جو اس کی شریعت اور دین ہے۔

جب آپ **صلی اللہ علیہ وسلم** نے اپنے صحابہ سے عرض کیا: "جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا" تو ایک شخص نے کہا: انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپ نے فرمایا: "اللہ خود جمیل ہے، وہ جمال کو پسند فرماتا ہے، تکبر: حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے"۔ [مسلم]

اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت میں جمال سے نواز، ہمیں ظاہری و باطنی ہر دو طرح کا جمال عطا کر، اے سارے جہاں کے پروردگار! ہمارے کردار و گفتار میں جمال پیدا کر دے۔





• آغاز سے پہلے ایک پیغام...

اس شخص کے نام جس نے ہر راہ پر چل کر دیکھا، لیکن سارے راستے کو مسدود پایا، ہر در پر دستک دی، لیکن سب کو بند پایا..

اس شخص کے نام جس نے اپنے سینے کے بھیدوں اور دل کے پوشیدہ رازوں کو ٹٹولا (تو ان سے آگاہ کرنے کے لئے) زمین اپنی تمام ترکشادگی کے باوجود اس کے لئے تنگ معلوم ہونے لگی..

اس شخص کے نام جس نے ذلت کی تلخی کو محسوس کیا، عاجزی کی بیڑیوں نے اسے روند دیا اور اس کے وجود کو چکنا چور کر دیا..

اس شخص کے نام جس کے ساتھ اس کے بھائیوں نے بے وفائی کی، جسے مصائب نے اپنے گھیرے میں لے لیا، نا پسندیدہ امور ہر طرف سے اس پر حملہ آور ہو گئے اور فراخی اس سے دور ہو گئی..

اس شخص کے نام جس کا دل سخت پڑ گیا، جس کی روح ناامید ہو گئی اور وہ زندگی سے اکتاہٹ محسوس کرنے لگا..

اس شخص کے نام جسے بیماری نے دبوچ لیا، قرض نے اس کی کمر توڑ دی، یا فقیری اور حاجت مندی نے اس کی زندگی میں اپنا بسیرا ڈال دیا...



میں ایسے شخص سے کہتا ہوں کہ: غم نہ کریں! اللہ پاک و برتر ہی تنگی و کشادگی پیدا کرنے والا ہے، وہ آپ کے ہر غم کے لئے کافی ہے، ہر قسم کے بحران اور ہر طرح کے مصائب میں وہی آپ کی حفاظت و نگہبانی کرتا ہے، وہ بغیر خاندان کے بھی آپ کو عزت اور بغیر مال و دولت کے بھی آپ کو بے نیازی عطا کرتا ہے، جب آپ اس کا شکر ادا کرتے ہیں تو وہ آپ کو مزید نوازتا ہے، جب آپ اس کو یاد کرتے ہیں تو وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے، اور جب آپ اس سے مانگتے ہیں تو وہ آپ کو عطا کرتا ہے۔

اس لئے اس سے لو لگائیں، اور اس کے اسم گرامی (القابض الباسط) کی معرفت و آشنائی کے ذریعہ اس کی قربت حاصل کریں، یہ دونوں نام باہم مربوط ہیں کیوں کہ یہ ان متضاد اسمائے گرامی میں سے ہیں کہ جن میں سے ایک کو چھوڑ کر دوسرے کے ذریعہ اللہ پاک و برتر کی حمد و ثنا نہیں کی جاسکتی۔

اپنے دل کے اطمینان اور شرح صدر کے لئے وہی کہئے جو آپ کے محبوب **صلی اللہ علیہ وسلم** کہا کرتے تھے: **"اللهم لك الحمد كله، اللهم لا قابض لما بسطت، ولا باسط لما قبضت، ولا مقرب لما باعدت، ولا مباعد لما قربت، ولا معطي لما منعت، ولا مانع لما أعطيت. اللهم! ابسط علينا من بركاتك، ورحمتك، وفضلك، ورزقك."**

(یعنی: اے اللہ! تمام تعریفات تیرے ہی لئے ہیں، اے اللہ! جسے تو تنگ کر دے اسے کوئی کشادہ نہیں کر سکتا، اور جسے تو کشادہ کر دے اسے کوئی تنگ نہیں کر سکتا، جسے تو دور کر دے اسے کوئی قریب نہیں کر سکتا اور جسے تو قریب کر دے اسے کوئی دور نہیں کر سکتا، جس سے تو محروم کر دے اس سے کوئی نہیں نواز سکتا، اور جس سے تو نواز دے اس سے کوئی محروم نہیں کر سکتا۔ اے اللہ! تو ہم پر اپنی برکت و رحمت، فضل و احسان اور رزق کے دروازے کشادہ کر دے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے بخاری نے "الأدب المفرد" میں روایت کیا ہے]۔

• اللہ کے اسمائے گرامی: القابض الباسط کے سائے میں:

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو اپنی مشیت سے جس بندے کے رزق میں چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے، تاکہ وہ فقیر و محتاج نہ رہے، اور جس بندے کے رزق میں چاہتا ہے کمی کر دیتا ہے، تاکہ اس کی قوت پسپا ہو جائے، وہ یہ سب اپنے کمال قدرت اور منتہائے انصاف کی بنیاد پر، اپنی حکمت کے تقاضے اور بندوں کے احوال کے شایان شان کرتا ہے، جب اللہ پاک و برتر اس (بندے) کے رزق میں اضافہ کرتا ہے تو اس کے اسراف اور خرچ میں اضافہ نہیں ہوتا، اور جب اس (بندے) کے رزق میں کمی کرتا ہے تو اس کے رزق میں کمی اور اس کے اندر بخلی نہیں آتی، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: (وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ) (الشوری: 27)

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ اپنے (سب) بندوں کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے لیکن وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے پورا خبردار ہے اور خوب دیکھنے والا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئیں تو صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیمت متعین کرنے کا مطالبہ کیا، چنانچہ عرض کیا: "اللہ کے رسول! ہمارے لیے ایک نرخ (بھاؤ) مقرر کر دیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے، کبھی کم کر دیتا ہے اور کبھی زیادہ کر دیتا ہے، وہی روزی دینے والا ہے" [حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو مالداروں سے صدقات لیتا ہے اور فقیروں کی روزیوں میں اضافہ کر دیتا ہے، وہ صدقات کو قبول کرتا اور انہیں پروان چڑھاتا ہے، نعمتوں (کے دروازے) کھول دیتا ہے اور (اس کے راستے) مہیا کرتا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو موت کے وقت جسم سے روح کو قبض کرتا اور زندگی دیتے وقت روح کو جسم میں پھیلا دیتا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو دلوں کو اتنا تنگ کر دیتا ہے کہ گویا وہ آسمان میں چڑھ رہا ہو اور کچھ دلوں پر اپنی تابعداری، لطف و مہربانی اور حسن و جمال کا انعام کر کے انہیں کشادہ کر دیتا ہے، چنانچہ وہ کشادہ رہتے ہیں، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

(فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ كَذَلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ) (الأنعام: 125)

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کر دیتا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو اپنے معزز اور کرم فرما ہاتھوں۔ جو حقیقت میں (ہاتھ ہیں) اور ان کی کیفیت ویسی ہی ہے جیسی اللہ کے جلالت شان اور کمال ذات و صفات کو زیبا ہے۔ سے اپنی جس مخلوق کے لئے چاہتا ہے تنگی اور کشادگی پیدا کرتا ہے۔ ان مخلوقات میں زمین اور بلند آسمان بھی شامل ہیں۔

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: (وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ) (الزمر:

ترجمہ: ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے دانے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "اللہ عزوجل اپنے آسمانوں اور اپنی زمینوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لے گا پھر فرمائے گا" میں اللہ، میں بادشاہ ہوں۔" [صحیح مسلم]

اللہ پاک و برتر ہمارا رب ہے جو گناہ گاروں کے لئے دستِ توبہ پھیلا دیتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا: "اللہ عزوجل رات کو اپنا دستِ (رحمت بندوں کی طرف) پھیلا دیتا ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کرے اور دن کو اپنا دستِ (رحمت) پھیلا دیتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرے (اور وہ اس وقت تک یہی کرتا رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔" [صحیح مسلم]

وہی پاک و برتر پروردگار ہے جو گناہ گاروں کو چھوٹ اور مہلت دیتا ہے، چنانچہ وہ خوف و امید کے درمیان رہتے ہیں۔

ہمارا پروردگار دعا کرنے والوں کے لئے ہر رات اپنا دستِ عطا و نوازش پھیلاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا: "... پھر اللہ تعالیٰ اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے اور فرماتا ہے: کون اس کو قرض دے گا جو نہ محتاج ہے اور نہ ظالم۔" [مسلم]

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو اپنی مشیت سے جس کے لئے چاہتا ہے اس کے علم اور خلقت میں کشادگی پیدا کرتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

(وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ) (البقرة: 247)

ترجمہ: اسے علمی اور جسمانی برتری بھی عطا فرمائی ہے۔

ہمارا پروردگار وہ ہے جو اپنے معزز ہاتھ سے مٹھی بھرے گا، اور جہنم سے چند ایسے لوگوں کو نکالے گا جنہوں نے کبھی نیکی نہیں کی ہوگی، ایک لمبی حدیث میں آیا ہے: "پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک مٹھی بھرے گا اور اس سے ایک ایسی قوم کو نکالے گا جنہوں نے کبھی نیکی نہیں کی ہوگی" [مسلم]۔

ہمارا پروردگار وہ ہے جو تاریکی اور روشنی کو سمیٹتا اور پھیلاتا ہے اور اس پر مرتب ہونے والے دن و رات کی گردش پر قابو رکھتا ہے۔

وہ پاک و برتر کسی چیز کو حرام کر کے اس (کا دائرہ) تنگ کر دیتا ہے اور کسی چیز کو مباح کر کے (اس کا دائرہ) وسیع کر دیتا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو بندوں کے دلوں کو تنگ اور کشادہ کرتا ہے، چنانچہ بندہ مومن خوف و امید کے درمیان اپنی زندگی گزارتا ہے۔

هُوَ رَافِعٌ بِالْعَدْلِ وَالْمِيزَانِ

هُوَ قَابِضٌ هُوَ بَاسِطٌ هُوَ خَافِضٌ

ترجمہ: وہی تنگی اور کشادگی پیدا کرتا ہے، وہی پستی و رفعت سے نوازتا ہے، یہ سب وہ اپنے انصاف اور میزان (عدل) کی بنیاد پر کرتا ہے۔

• میزان:

جب بندہ اپنے رب کی طرف بڑھتا ہے، اطاعت کے ذریعہ اس کی قربت حاصل کرتا ہے اور ہمہ وقت فرائض و نوافل کی ادائیگی میں مصروف رہتا اور زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کے لئے کوشاں رہتا ہے، تو اس کا دل اپنے

پروردگار سے وابستہ رہتا ہے، اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ اس کا دل کشادہ اور شاداں و فرحاں رہتا ہے، اللہ ہی اس کی یہ حالت پیدا کرتا ہے، لیکن جب بندہ مومن گناہ کرتا ہے تو وہ تنگی اور افسردگی کے عالم میں ہوتا ہے۔

یہ تنگی دراصل اللہ پاک و برتر کی گرفت ہوتی ہے جو دراصل فوری آزمائش کی شکل میں آتی ہے اور بندے کو اللہ کی سخاوت و فیاضی کی طرف لے جاتی ہے:

(وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنَّهُ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ) (التوبة: 118)

ترجمہ: تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔

انشریح صدر اور اللہ کی طرف متوجہ ہونا یہ: کشادگی ہے، جو کہ کشادگی پیدا کرنے والے پاک و برتر (الباسط) اللہ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔

تنگی، اطاعت سے روگردانی، اطاعت کی لذت محسوس نہ کرنا: تنگی ہے، جو کہ تنگی پیدا کرنے والے پاک و برتر (القابض) اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، بسا اوقات گناہوں سے اس کے اندر ظاہری اور باطنی تنگی پیدا ہو جاتی ہے، جیسے دل کی بیماریاں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے، اگر وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے تو وہ پھر وہ سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، یہاں تک کہ



دل میں وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے، یہی وہ زنگ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ) (ترجمہ: ہرگز نہیں، بلکہ ان کے برے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ پکڑ لیا ہے جو وہ کرتے ہیں) [اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے اور شعب ابی ذر نے اسے صحیح کہا ہے]۔

معلوم ہوا کہ مومن کا حال تنگی اور کشادگی کے درمیان ہوتا ہے، اس لئے وہ اللہ سے ہمیشہ ثابت قدمی اور حسن خاتمہ کی دعا کرتا رہتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: "اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔ مومن کی حالت اپنے رب کے ساتھ ایسی ہوتی ہے۔ آپ اندازہ لگائیے کہ جو شخص گناہوں پر مصر ہو، اس کی کیا حالت ہوگی!؟

• سب سے بڑی کشادگی:

یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام کہتے ہیں: سب سے بڑی کشادگی یہ ہے کہ دلوں پر رحمتِ (الہی) کی کشادگی کر دی جائے، تاکہ وہ روشن ہو جائیں اور گناہوں کے زنگ سے باہر نکل جائیں:

(أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِإِسْلَامٍ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ) (الزمر: 22)

ترجمہ: وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے، وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور پر ہے۔

نیز فرمایا:

(فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِإِسْلَامٍ) (الأنعام: 125)

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے۔

کشادگی کی ضد وہ ہے جس کا ذکر اللہ کے اس فرمان میں آیا ہے:

(وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأْتَمَّا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ) (الأنعام: 125)

ترجمہ: جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے۔

نیز اللہ پاک و برتر نے فرمایا:

(قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ) (سبأ: 36)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ میرا رب جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی کر دیتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

نیز پاک و برتر کا فرمان ہے:

(إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا) (الإسراء: 30)

ترجمہ: یقیناً تیرا رب جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔

اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ: تنگی اور کشادگی سب اس کے ہی ہاتھ میں ہیں، وہی (کشادگی و تنگی) کو الٹ پھیر کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے مال و منال، صحت و تندرستی، عمر یا علم میں کشادگی عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کے لئے ان چیزوں کو تنگ کر دیتا ہے، وہ حکمت والا باخبر ہے۔ اللہ کے دشمنوں کے پاس جو فراخی آپ دیکھ رہے ہیں وہ (حقیقت میں) کشادگی نہیں ہے، بلکہ وہ: ان کے ساتھ (اللہ کا مکر) اور اس کی مہلت ڈھیل ہے۔

بسا اوقات مومن کو کسی چیز سے محروم کر دیا جاتا ہے اور یہ محرومی اس کے لئے نوازش ہوتی ہے، اور کبھی کبھار اسے کوئی چیز عطا ہوتی ہے اور یہ نوازش اس کے لئے آزمائش بن جاتی ہے:

(وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ) (البقرة: 216)

ترجمہ: ممکن ہے تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو، حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو۔

• نصیحت و یاد دہانی:

اگر اللہ عزیز و برتر تنگی و کشادگی پیدا کرنے والا اور پستی و رفعت سے ہمکنار کرنے والا ہے۔ تقدیر اور قضا کی بنیاد پر۔ تو یہ اس بات سے مانع نہیں کہ یہ تمام امور (تنگی اور کشادگی) بندوں کے اختیار کردہ اسباب کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوں، جب وہ اسباب اختیار کریں تو ان کے نتائج برآمد ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں چیزوں کو اس حدیث میں یکجا کر کیا ہے: "جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی اور عمر میں اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے"۔ [بخاری و مسلم]۔

رزق میں کشادگی پیدا کرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے، لیکن رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اس کا سبب ہے جسے بندہ اختیار کرتا ہے۔

• سرگوشی...

جس پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہو کہ اسے مال و دولت، علم و معرفت، جسم و جاں اور جاہ و حشمت کی فراخی حاصل ہو، وہ اللہ کے بندوں کے ساتھ احسان و بھلائی کر کے اللہ کی قربت حاصل کرے، جس طرح اللہ نے اس پر اپنا فضل

واحسان کیا۔ یہ منعم کا شکر ادا کرنے کا ایک طریقہ ہے، اس کے ذریعہ نعمتیں مدام رہتی ہیں، جس کے پاس اتنی گنجائش نہ ہو وہ کم از کم لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے:

(وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ) (آل عمران: 134)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان نیکو کاروں سے محبت کرتا ہے۔

اے اللہ! اے تنگی و کشادگی پیدا کرنے والے پالنہار! ہمارے لئے اپنی رحمت کشادہ کر دے، اور ہم سے اپنی مخلوق کے شر کو دور فرما دے۔

اے اللہ! ہمارے اوپر اپنی برکت و رحمت، فضل و احسان اور رزق و روزی کشادہ کر دے۔



(۸۹-۹۰)
الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخَّرُ
 جل جلاله

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بندہ چلتا ہی رہتا ہے، وہ ٹھہرتا نہیں ہے، یا تو اوپر کی طرف چڑھتا ہے یا نیچے کی طرف اترتا ہے، یا آگے کی طرف بڑھتا ہے یا پیچھے کی طرف لوٹتا ہے۔"

نہ تو فطرت میں ٹھہراؤ ہے اور نہ شریعت میں، بلکہ (فطرت اور شریعت دونوں ہی) مختلف مراحل سے عبارت ہے جو (مرحلہ) نہایت ہی تیزی کے ساتھ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف بڑھے جا رہے ہیں، کوئی (مرحلہ) تیز رو ہے تو کوئی سست رو، کوئی (مرحلہ) آگے بڑھ رہا ہے تو کوئی پیچھے چھوٹ رہا ہے۔

راستے میں کوئی رکا ہوا نہیں ہے، بلکہ ان کے چلنے کی سمت الگ الگ ہے، اور رفتار کسی کی تیز تو کسی کی سست ہے:

(إِنَّهَا لِإِخْدَى الْكَبِيرِ [35] نَذِيرًا لِلْبَشَرِ [36] لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ) (المدثر: 35-)

(37)

ترجمہ: (یقیناً وہ جہنم) بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔ بنی آدم کو ڈرانے والی۔ (یعنی) اسے جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا چاہے۔

اللہ نے ٹھہرے ہوئے کا ذکر نہیں کیا، کیوں کہ جنت اور جہنم کے درمیان کوئی جگہ نہیں ہے، اور نہ ہی کسی مسافر کے لئے دنیا و آخرت کے سوا کسی (تیسری منزل کا) راستہ ہے۔

جو شخص نیک اعمال کے ذریعہ جنت کی طرف نہیں بڑھے گا وہ برے اعمال کی وجہ سے جہنم کے پاس ہی چھوٹ جائے گا۔"

آگے بڑھنا اور پیچھے رہنا اللہ عزیز و برتر کے ہاتھ میں ہے، اسی لئے اللہ کے اسمائے حسنی میں سے یہ دو نام بھی ہیں: (المقدم والمؤخر جل جلالہ)۔

حییٰ بن میں آیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: (فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمَقْدِمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ—أَوْ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ—)

یعنی: "تو میرے اگلے پیچھے، پوشیدہ اور ظاہر گناہوں کو معاف کر دے، تو ہی پہلے تھا اور تو ہی آخر میں ہوگا، تیرے سوا کوئی بھی معبود برحق نہیں ہے۔"

ہمارا عزیز و برتر پروردگار وہ ہے جو: پہلے تھا اور آخر میں بھی ہوگا، وہ ہر چیز کو اس کے مقام و مرتبہ پر اتارتا ہے، جس کو چاہتا ہے آگے بڑھاتا ہے اور جسے چاہتا ہے پیچھے کر دیتا ہے۔

اس نے مخلوقات کو پیدا کرنے سے قبل ہی ان کی تقدیریں مقدر فرمائی۔

اپنے محبوب اولیاء کو دیگر بندوں سے مقدم رکھا، بعض مخلوقات کو بعض پر مختلف درجات کی برتری اور بلندی عطا کی۔

اپنی توفیق سے جسے چاہا سبقت لے جانے والے مقدم بندوں کے مقام تک پہنچا دیا اور جسے چاہا ان کے مرتبہ سے پیچھے رکھا اور اس کے مقام کو پست کر دیا، جب جس کی امید تھی اسے اس وقت سے مؤخر کر دیا کیوں کہ اس کے علم



میں تھا کہ اس کے انجام میں کیا حکمت پوشیدہ ہے، وہ جسے پیچھے کر دے اسے کوئی آگے نہیں بڑھا سکتا اور وہ جسے آگے بڑھا دے اسے کوئی پیچھے نہیں کر سکتا۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار اپنی جس مخلوق کو چاہتا ہے اپنی توفیق سے اپنی رحمت کی طرف بڑھا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس کی رسوائی و محرومی کے سبب اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔

ان دونوں اسمائے گرامی (المقدم والمؤخر) کو یکجا ذکر کیا گیا ہے، جو کہ: ادب اور اضافہ حسن کا تقاضہ ہے، کیوں کہ کمال ان دونوں اسمائے گرامی کے باہم مربوط ہونے میں ہی ہے:

وهو المقدم والمؤخر ذانك الصفتان للأفعال تابعان

وهما صفتا الذات أيضا هما بالذات لا بالغير قائمتان

ترجمہ: اللہ ہی پہلے تھا اور وہی آخر میں ہو گا، یہ دونوں صفتیں اس کے افعال کے تابع ہیں، یہ دونوں ذات الہی کی صفات ہیں، وہ دونوں صفات ذات الہی سے قائم ہیں نہ کہ کسی اور سے۔

• تقدیم و تاخیر (آگے بڑھانا اور پیچھے کرنا)...

اس کی کوئی اور شرعی دو قسمیں ہیں:

کوئی کی مثال: اللہ عزیز و برتر کا اپنی بعض مخلوقات کو بعض پر پیدا کرنے اور وجود میں لانے میں مقدم رکھنا، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: "اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا، فرشتوں کو جنات اور انسان سے پہلے پیدا کیا، اور جنوں کی تخلیق کو انسانوں کی تخلیق پر مقدم رکھا:

(وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ) (الحجر: 27)

ترجمہ: اس سے پہلے جنات کو ہم نے لوہا کی آگ سے پیدا کیا۔

انسانوں میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، پھر اس کے بعد ان کی اولاد کے بعد دیگرے وجود میں آئی، ان میں سے کچھ پہلے وجود میں آئے تو کچھ کی تخلیق بعد میں ہوئی۔

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس کی پیدائش پہلے ہوئی وہ بعد والے سے افضل ہیں، کیوں کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق چھٹے دن ہوئی، لیکن ان کو اور ان کی اولاد کو بہت سی مخلوقات پر برتری حاصل ہے: (وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً) (الإسراء: 70)

ترجمہ: یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری رسول ہیں، لیکن وہ سب سے افضل ہیں، آپ کی امت سب سے آخری امت ہے لیکن وہ سب سے افضل امت ہے۔

ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے وجود میں آنے والا بعد میں آنے والے سے افضل ہو، جیسے ابو الانبیاء ابراہیم علیہ السلام اپنے بعد کے تمام انبیاء و رسل سے افضل ہیں، سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔



رہی بات شرعی اور دینی تقدیم و تاخیر کی تو (اس کی مثال یہ ہے کہ): اذان کو نماز پر مقدم رکھا گیا ہے، جمعہ کے خطبہ کو جمعہ کی نماز پر مقدم رکھا گیا ہے، عبادتوں میں شروط اور واجبات کی ایک خاص ترتیب ہے جس کے بغیر عبادت درست نہیں ہوتی۔

شرعی اور دینی تقدیم کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ: بعض عبادتوں کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے، اسی طرح بعض بندوں کو بعض پر برتری دی گئی ہے، چنانچہ فرانس اللہ کے نزدیک نوافل سے زیادہ محبوب ہیں، اور انسانوں میں سب سے افضل انبیاء اور رسول ہیں، ان کے درمیان بھی ایک کو دوسرے پر فضیلت و برتری حاصل ہے، ان کے علاوہ جو عام انسانی گروہ ہے، ان میں بھی یہ درجہ بندی پائی جاتی ہے، کوئی آگے ہے تو کوئی پیچھے۔

بندہ مومن جب یہ جان لیتا ہے کہ اللہ ہی پہلے تھا اور اللہ ہی بعد میں بھی رہے گا تو اس کا دل صرف ایک اللہ سے وابستہ رہتا ہے، اسی سے وہ ایمان اور ثابت قدمی کی دعا کرتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہے، کیوں کہ وہ پاک و برتر جس کو آگے بڑھا دے اسے کوئی پیچھے نہیں کر سکتا، اور جسے وہ پیچھے کر دے اسے کوئی آگے نہیں بڑھا سکتا۔

• حقیقی پیش قدمی:

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حقیقی اور نفع بخش پیش قدمی یہ ہے کہ: اللہ عزیز و برتر کی اطاعت و بندگی، اس کی جنت اور رضا جوئی کی طرف پیش قدمی کی جائے، اس سے پیچھے ہٹنا ہی دراصل قابل مذمت ہے، کیوں کہ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

(وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَحَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ) (آل عمران):

133



ترجمہ: اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس کی جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

نیز باری تعالیٰ نے فرمایا: (سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ) (الحديد:

(21)

ترجمہ: دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کے برابر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "آگے بڑھو اور (براہ راست) میری اقتدا کرو اور جو لوگ تمہارے بعد ہوں وہ تمہاری اقتدا کریں، کچھ لوگ مسلسل پیچھے رہتے جائیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کو پیچھے کر دے گا" [مسلم]

دنیاوی اعتبار سے آگے بڑھنے اور پیچھے رہنے کی بات کریں تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی معیار نہیں ہے، اور نہ اس سے بندے کو کوئی فائدہ پہنچنے والا ہے۔

نیز ایمان کی نشانی یہ بھی ہے کہ جسے اللہ عزیز و برتر نے مقدم رکھا ہے اسے مقدم رکھا جائے اور جسے اللہ پاک و برتر نے موخر کیا ہے اسے موخر رکھا جائے، یہی آگے اور پیچھے کرنے کا معیار، محبت و بغض کا میزان، اور دوستی و دشمنی کا معیار ہونا چاہئے، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

(أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ) (الجنات: 21)



ترجمہ: کیا ان لوگوں کا جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہ ان کا مرنا جینا یکساں ہو جائے، برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں۔

اے اللہ! اے مقدم و مؤخر! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں اپنی مغفرت سے نواز، ہمیں اپنی جنت میں داخل فرما اور جہنم سے نجات بخش۔





رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کھلے میدان میں بغیر کسی کپڑے کے غسل کر رہا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ چیز ناگوار گزری، چنانچہ آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا: "اللہ عزوجل بہت بردبار، حیادار اور پردے والا ہے۔ حیا اور پردے کو پسند فرماتا ہے، لہذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردے میں کرے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو حیادار ہے، وہ کمالِ حیاداری سے متصف ہے، جو اس کے کمال و جلال اور رفعت شان کو زیبا ہے، مخلوقوں کی حیا کی طرح نہیں، جو کہ تبدیلی اور انکساری سے عبارت ہے۔

رب تعالیٰ کی حیاداری ایک مختلف قسم کی حیاداری ہے، جس کا نہ تو ہماری سمجھ ادراک کر سکتی ہے، اور نہ ہماری عقلیں اس کی کیفیت کا اندازہ لگا سکتی ہیں، کیوں کہ وہ جو دو سخا، احسان و بھلائی اور عظمت و جلال کی حیاداری ہے۔

اللہ پاک و برتر کی عظمتِ شان ہے کہ اس کی حیا ان چیزوں کو چھوڑنے سے عبارت ہے جو اس کی وسعتِ رحمت، کمالِ جو دو سخا اور عظیم عفو و درگزر اور بے پناہ حلم و بردباری کو زیبا نہیں، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کو اس بات سے حیا آتی ہے کہ اس کا بندہ جب دعا کے ساتھ ہاتھ اٹھائے تو وہ اسے خالی ہاتھ لوٹا دے۔



نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت حیا والا اور سخی ہے۔ بندہ جب اس کی طرف اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ انہیں خالی ناکام و نامراد لوٹا دے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]

اللہ پاک و برتر کی جلالتِ شان ہے کہ: اسے - کمال بے نیازی اور انتہائی قدرت کے باوجود - اپنے بندے کی ہتک عزت، بے جبابی اور اس کی فضیحت سے حیا آتی ہے۔

وَهُوَ الْحَيُّ فَلَيْسَ يَفْضَحُ عَبْدَهُ
عِنْدَ التَّجَاهُرِ مِنْهُ بِالْعِصْيَانِ
لَكِنَّهُ يُلْقِي عَلَيْهِ سِتْرَهُ
فَهُوَ السَّيِّئُ وَصَاحِبُ الْغُفْرَانِ

ترجمہ: وہ حیا دار ہے، اسی لئے جب بندہ کھلے عام نافرمانی کرتا ہے، تب بھی وہ اس کی فضیحت نہیں کرتا، بلکہ وہ اس پر پردہ ڈال دیتا ہے، کیوں کہ وہ حیا دار اور باپردہ اور معاف کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ عدل و انصاف ہے کہ: وہ حق بیانی سے حیا نہیں کرتا، فرمان باری تعالیٰ ہے: (وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ) (الأحزاب: 53)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بیانِ حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔

جس قدر بندہ مومن یہ یاد رکھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہے، اسی قدر اس کے دل میں حیا کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

حقیقت:

جس کے اندر ایمان جتنا زیادہ ہو گا اس کے اندر حیا بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی، اسی لئے انبیائے کرام لوگوں میں سب سے زیادہ حیا دار تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ: "آپ پردے کی اوٹ میں رہنے والی دو شیزہ سے بھی زیادہ حیا دار تھے۔"

حیا ایمان کا ایک حصہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا: "ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے" [بخاری و مسلم]
سب سے بڑی اور پسندیدہ حیا یہ ہے کہ: اللہ عزیز و برتر سے حیا کی جائے۔

نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا کرو جیسا کہ اس سے شرم و حیا کرنے کا حق ہے"، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اللہ سے شرم و حیا کرتے ہیں اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: حیا کا یہ حق نہیں جو تم نے سمجھا ہے، اللہ سے شرم و حیا کرنے کا جو حق ہے وہ یہ کہ تم اپنے سر اور اس کے ساتھ جتنی چیزیں ہیں ان سب کی حفاظت کرو، اور اپنے پیٹ اور اس کے اندر جو چیزیں ہیں ان کی حفاظت کرو، اور موت اور ہڈیوں کے گل سڑ جانے کو یاد کیا کرو، اور جسے آخرت کی چاہت ہو وہ دنیا کی زیب و زینت کو ترک کر دے۔ جس نے یہ سب پورا کیا تو حقیقت میں اسی نے اللہ تعالیٰ سے حیا کی جیسا کہ اس سے حیا کرنے کا حق ہے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جو گناہ کے وقت اللہ سے حیا کرے، اللہ قیامت کے دن اسے سزا دینے سے حیا کرے گا، لیکن جو شخص اللہ کی نافرمانی کرنے سے نہیں شرمائے تو اللہ اس کو سزا دینے سے بھی نہیں شرماتا۔"

• حیا کتنی خوبصورت نخصلت ہے!

شرم و حیا ہمیشہ خیر ہی لے کر آتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرا ایک ایسے شخص سے ہوا جو دوسرے شخص کو شرم و حیا پر ملامت کر رہا تھا: یقیناً تم بہت شرمیلے ہو! گویا وہ یہ کہہ رہا ہو کہ: میں تجھے (اس کی وجہ سے) مار پیٹ بھی سکتا ہوں! اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے عرض کیا: "(اسے اس کے حال پر) چھوڑ دو کیوں کہ شرم تو ایمان کا حصہ ہے" [بخاری و مسلم]

شرم و حیا: مروت اور خودداری کی علامت، عزت نفس کی نشانی، اور حسن اخلاق کی پہچان ہے۔

شرم و حیا: عظمت الہی کا احساس، اس کی بیبت کا شعور اور اس کی جلالت شان کو یاد رکھنا ہے۔

کسی سلف نے کہا کہ: مجھے یہ علم ہے کہ اللہ مجھ سے واقف و باخبر ہے، اس لئے مجھے شرم آتی ہے کہ وہ مجھے معصیت و نافرمانی کی حالت میں دیکھے۔

وَإِذَا خَلُوتَ بِرَبِّكَ فِي ظِلْمَةٍ

وَالنَّفْسُ دَاعِيَةٌ إِلَى الْعِصْيَانِ

فَاسْتَحْيِي مِنَ الْإِلَهِ وَقُلْ لَهَا

إِنَّ الَّذِي خَلَقَ الظَّلَامَ يَرَانِي

ترجمہ: جب کبھی تم تاریکی میں تنہا ہو اور نفس گناہ کی دعوت دے، تو اللہ کی نظر سے شرم محسوس کرو اور اپنے نفس سے کہو کہ جس نے تاریکی کو پیدا کیا ہے وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جس کے اندر جتنی کم حیا ہوگی اس کے اندر اللہ کا خوف بھی اتنا ہی کم ہوگا، اور جس کے اندر اللہ کا خوف نہیں ہوگا اس کا دل مردہ ہو جائے گا۔"

ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "شرم و حیا ایسی صفت ہے جس کی ہمیشہ تعریف کی جاتی رہی ہے، جسے سراہا جاتا رہا ہے اور جس کا حکم دیا جاتا رہا ہے، کسی بھی نبی اور رسول کی شریعت میں اسے منسوخ نہیں کیا گیا۔"

• آخری بات...

اللہ پاک و برتر نے جنت کی حوروں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ) (الرحمن: 56)

ترجمہ: وہاں (شرمیلی) نیچی نگاہ والی حوریں ہیں۔

یعنی: وہ اپنے شوہروں کے علاوہ کسی کو نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتیں، پھر اللہ نے ان کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: (كَأَنَّهِنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ) (الرحمن: 58)

ترجمہ: وہ حوریں مثل یاقوت اور مونگے کے ہوں گی۔

اللہ نے عفت و پاکدامنی اور شرم و حیا کی صفت پہلے بیان کی، اس کے بعد حسن و جمال کا تذکرہ کیا، اس لئے جب عورت کے اندر عفت و حیا نہ ہو تو اس کے حسن و جمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

کسی نے کہا ہے کہ: گناہوں کی سزا یہ بھی ہے کہ: انسان کے اندر سے شرم و حیا اور چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "(پہلے) ابنیائے کرام کے کلام میں سے لوگوں نے جو پایا اس میں یہ بھی ہے کہ تم میں حیا نہ ہو تو پھر جو جی میں آئے کر گزرو" [بخاری]

وَلَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعِ مَا تَشَاءُ

إِذَا لَمْ تَحْشَ عَاقِبَةُ اللَّيَالِي



ترجمہ: جب تم کو راتوں (کی بد کاریوں کے) انجام بد کا خوف نہ ہو اور نہ تم کو شرم و حیا آتی ہو تو جو جی چاہے کر گزرو۔ انسان جب تک شرم و حیا کی پاسداری کرتا ہے تب تک اس کی زندگی میں خیر ہی خیر رہتا ہے، جب تک (لکڑی پر) چھال رہتا ہے تب تک لکڑی بھی محفوظ رہتی ہے۔

یاد رکھیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے مبنغوض شخص وہ ہے جو رات بھر گناہ کے کام کرے اور اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے، لیکن جب وہ صبح کرے تو خود اللہ کا پردہ چاک کر ڈالے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی حیا سے نواز اور ہمیں توفیق دے کہ ہم غیب و حاضر، پوشیدہ اور ظاہر ہر اعتبار سے تیرا ڈراپنے اندر پیدا کریں۔



(۹۲)
الدِّيَانُ جَدِّ جَلَالَهُ

ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے سامنے آکر بیٹھا، اس نے کہا: اللہ کے رسول! میرے دو غلام ہیں، جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، میرے مال میں خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں، میں انہیں گالیاں دیتا ہوں اور مارتا ہوں، میرا ان کا پنٹارا کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "انہوں نے، تمہارے ساتھ خیانت کی ہے، اور تمہاری نافرمانی کی ہے، تم سے جو جھوٹ بولے ہیں ان سب کا شمار و حساب ہوگا۔ تم نے انہیں جو سزائیں دی ہیں ان کا بھی شمار و حساب ہوگا، اب اگر تمہاری سزائیں ان کے گناہوں کے بقدر ہوئیں تو تم اور وہ برابر سرابڑ چھوٹ جاؤ گے، نہ تمہارا حق ان پر رہے گا اور نہ ان کا حق تم پر، اور اگر تمہاری سزا ان کے قصور سے کم ہوئی تو تمہارا فضل و احسان ہوگا، اور اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں سے زیادہ ہوئی تو تجھ سے ان کے ساتھ زیادتی کا بدلہ لیا جائے گا، (یہ سن کر) وہ شخص روتا پیٹتا ہوا واپس ہوا۔

آپ نے فرمایا: "کیا تم کتاب اللہ نہیں پڑھتے (اللہ نے فرمایا ہے) {وَنُضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ} (الأنبياء: 47)

ترجمہ: قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔

اس شخص نے کہا: قسم اللہ کی! میں اپنے اور ان کے لیے اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں پاتا کہ ہم ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں، میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔ [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]

لَمَّا خُلِقُوا لَمَّا عَقَلُوا وَنَامُوا

أَمَّا وَاللَّهِ لَوْ عَزَفَ الْأَنَامُ

عُيُونٌ قُلُوبِهِمْ سَاخُوا وَهَامُوا

لَقَدْ خُلِقُوا لَمَّا لَوْ أَبْصَرَتْهُ

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر لوگ اپنی پیدائش کے مقصد کو جان لیں تو نہ وہ غفلت برتیں گے اور نہ انہیں نیند آئے گی۔ جس مقصد کے لئے وہ پیدا کئے گئے ہیں، اگر وہ اپنے دل کی آنکھوں سے اس کو دیکھ لیں تو (عبادت میں) تنگ و دو کریں گے اور زمین میں پھرتے رہیں گے۔

مسند امام احمد میں آیا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اپنے بندوں کو جمع کرے گا اور ایسی آواز کے ذریعہ ان کو پکارے گا جسے دور والے اسی طرح سنیں گے جس طرح نزدیک والے سنیں گے: میں بادشاہ ہوں، ہر ایک کے اعمال کا بدلہ دینے والا ہوں، کوئی بھی جہنمی، جس کا کوئی حق کسی جنتی کے پاس ہوگا، اس وقت تک جہنم میں نہیں جائے گا جب تک کہ میں جنتی سے اس جہنمی کا بدلہ نہ لے لوں اور کوئی بھی جنتی، جس کا کوئی حق کسی جہنمی کے پاس ہوگا، اس وقت تک جنت میں نہیں جائے گا جب تک کہ جہنمی سے اس جنتی کا بدلہ نہ لے لوں، خواہ ایک تھپڑ مارنے کا حق ہی کیوں نہ ہو" (صحیح)

ہمارا عزیز و برتر پروردگار۔ جو اپنی بادشاہت کے اوپر عرش پر مستوی ہے۔ ساری مخلوقات اس کے سامنے سرنگوں اور سارے چہرے اس کے سامنے خم ہیں، اس کی عظمت کے سامنے سارے سرکش و جابر (حکمران) اور تمام تر مخلوقات عاجز و درماندہ ہیں، وہ بزرگ و برتر وہ ہے جو ہر ایک مخلوق پر غالب ہے، اس عزیز و برتر کے سامنے ساری



کائنات پست ہے، تمام بندوں کی پیشانیاں اس کے ہی ہاتھ میں ہیں، اسی کے ہاتھ میں بادشاہت کی ساری تدبیریں اور اختیارات ہیں، ہر قسم کی بادشاہت کا وہی مالک ہے، اس کے سوا کوئی حاکم نہیں، نہ اس کے سوا کوئی پالنہار اور معبود حقیقی ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار جو (تمام اعمال کا) بدلہ دینے والا ہے، وہ بندوں کو قیامت کے دن (ان کے اعمال پر) جزا و سزا دے گا اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا:

(مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ) (الفاتحة: 4)

ترجمہ: بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ) (الأنبياء: 47)

ترجمہ: قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہو گا ہم اسے لا حاضر کریں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔

جس شخص کو خیر و بھلائی حاصل ہو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، اور جسے اس کے علاوہ کچھ اور لاحق ہو وہ اپنے نفس کے علاوہ کسی اور کو ملامت نہ کرے:

(يَوْمَ يَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيُنذِرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ) (آل عمران: 30)

ترجمہ: جس دن ہر نفس (شخص) اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی برائیوں کو موجود پالے گا، آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور برائیوں کے درمیان بہت ہی دوری ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

• سزاؤں پر غور و فکر کریں!

اللہ عادل و منصف ہے، چنانچہ وہ ظالم سے مظلوم کے لئے، آقا سے اس کے غلام کے لئے حتیٰ کے چوپایوں سے بھی قصاص دلائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: "قیامت کے دن تمام مخلوقات کو جمع کیا جائے گا، چوپائے، جانور، چرند و پرند، ہر ایک چیز، پھر اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اتنا عدل و انصاف کرے گا کہ: بے سینگ کے جانور کو سینگ والے جانور سے قصاص دلائے گا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے] ایک روایت میں آیا ہے کہ: "یہاں تک کہ چیونٹی کو بھی قصاص دلوایا جائے گا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے مسند میں روایت کیا ہے]۔

جب آپ کو یہ یقین ہو جائے کہ قیامت کے دن آپ (تمام اعمال پر) بدلہ دینے والے پروردگار سے ملنے والے ہیں، جس دن جزا و سزا کا حساب ہو گا، اللہ تعالیٰ ایک ذرہ کے برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرے گا، لوگوں کے باہمی معاملات اختلاف و جدال پر مبنی ہیں اور بندہ اور رب کے درمیان جو معاملہ ہے، اس کی بنیاد عفو و درگزر پر ہے، (اس دن) نیکیوں اور برائیوں کے ذریعہ حساب و کتاب چکایا جائے گا، تمہاری نیکیاں بانٹ دی جائیں گی اور تمہارے کندھے پر دوسروں کے گناہ ڈال دئے جائیں گے، آپ یقین جانئے کہ لامحالہ آپ کا حساب و کتاب ہونا ہے!

اس لئے آپ دانشمندی سے کام لیں، اس سے پہلے کہ آپ کا حساب و کتاب ہو، آپ خود اپنا محاسبہ کیجئے، جیسا کہ کہا گیا ہے: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو تابع کر کے موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرتا ہے، اور عاجز و درماندہ ہے وہ شخص جو اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اللہ سے مختلف قسم کی تمنائیں کرتا ہے!

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے دریافت کیا کہ: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟

صحابہ نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ ساز و سامان۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکاۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ (دنیا میں) اس کو گالی دی ہو گی، اس پر بہتان لگایا ہو گا، اس کا مال کھایا ہو گا، اس کا خون بہایا ہو گا اور اس کو مارا ہو گا، تو اس کی نیکیوں میں سے اس کو بھی دیا جائے گا اور اس کو بھی دیا جائے گا اور اگر اس پر جو ذمہ ہے اس کی ادائیگی سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا، پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا" [مسلم]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، تم خود اپنا محاسبہ کر لو، اس سے قبل کہ تمہیں ترازو میں رکھا جائے تم خود اپنے اعمال کا وزن کر لو، یقیناً تمہارے لئے کل کے حساب سے آسان تر یہ ہے کہ تم آج اپنا محاسبہ کر لو اور بڑی پیشی (قیامت کے دن) کے لئے عمدہ تیاری کرو"

(يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ) (الحاقة: 18)

ترجمہ: اس دن تم سب سامنے پیش کیے جاؤ گے، تمہارا کوئی بھید پوشیدہ نہ رہے گا۔

تَذَكَّرَ يَوْمَ تَأْتِي اللَّهَ قَرْدًا وَقَدْ نُصِبَتْ مَوَازِينُ الْقَضَاءِ

وَهْتِكْتَ الشُّنُورَ عَنِ الْمَعَاصِي وَجَاءَ الذَّنْبُ مُنْكَشِفَ الْعِطَاءِ

ترجمہ: اس دن کو یاد کرو جب تم اللہ کے پاس تن تہا حاضر ہو گے، اور حساب و کتاب کے ترازو قائم کر دئے جائیں گے۔ گناہوں سے پردے اٹھائے جائیں گے اور گناہ بے پردہ ہو کر آکھڑا ہو گا۔

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا قول یاد رکھیں: "نیکی پز مردہ اور رائیگاں نہیں ہوتی، گناہ فراموش نہیں ہوتا، بدلہ دینے والا سوتا نہیں، تم جیسا چاہو ویسا ہو جاؤ، جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے"

اگر آپ مظلوم ہیں تو خوش ہو جائیں کہ (تمام اعمال کا) بدلہ دینے والا پروردگار موجود ہے، اللہ کا یہ اسم گرامی ہر مظلوم و مقہور کے لئے باعث تسلی ہے۔

أَمَّا وَاللَّهِ إِنْ الظُّلْمَ شَوْمٌ وَمَا زَالَ الْمَسِيءُ هُوَ الظُّلْمُ

إِلَى دِيَّانِ يَوْمِ الدِّينِ نَمِضِي وَعِنْدَ اللَّهِ يَجْتَمِعُ الخُصُومُ

ترجمہ: اللہ کی قسم! ظلم سر اپا نحوست ہے، گناہ گار انسان ہی ظالم ہوتا ہے۔ قیامت کے دن تمام اعمال کا بدلہ دینے والے پروردگار کی طرف ہم پابہ رکاب ہیں، اور اللہ کے نزدیک ہی سارے دشمنوں کو جمع ہونا ہے۔

اے اللہ! اے تمام اعمال کا بدلہ دینے والے پروردگار! ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہم پر اپنی مغفرت کی نوازش فرما اور جس دن ہم تیرے پاس پیش کئے جائیں گے اس دن ہم پر رحم فرما۔





اللہ پاک و برتر کے احسانات بے شمار ہیں! کتنی مصیبتیں اللہ نے دور کر دی! کتنی بیماریوں سے اللہ نے صحت یاب کر دیا! کتنے حزن و ملال کو اللہ نے دور فرما دیا! کتنے فکر و غم سے اللہ نے نجات عطا کر دیا؟

سب سے بڑا احسان جس کی امید بندہ آخرت کے تعلق سے کرتا ہے وہ یہ ہے کہ: اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں، یہ مغفرت ایمان اور عمل صالح سے حاصل ہوگی، خواہ اس کی مقدار کم ہی کیوں نہ ہو۔

اصیرم عمرو بن ثابت کو ہی دیکھ لیجئے کہ وہ احد کے دن اسلام قبول کرتے ہیں، اسی دن قتل بھی کر دئے جاتے ہیں، وہ ایک وقت کی بھی نماز نہیں پڑھ پاتے ہیں، جب صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کا ذکر کرتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں: "یقیناً وہ جنتیوں میں سے ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے "المسند" میں روایت کیا ہے اور بیہی نے "المجمع" میں کہا کہ اس کے رواۃ ثقات ہیں]۔

وہ شخص جس نے سوجانوں کو قتل کر دیا، جب اللہ عزیز و برتر نے اس کے سچی توبہ کو دیکھا تو اس کو معاف کر دیا۔

اس زندگی میں بندے پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ: اسے ہدایت عطا ہو جائے: (بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدَاكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ) (الحجرات: 17)

ترجمہ: بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کے لیے ہدایت دی، اگر تم سچے ہو۔

اللہ نے جن اسمائے گرامی کے ذریعہ اپنی ذات کی تعریف کی ہے، ان میں (المئان ^{جل جلالہ}) بھی ہے۔

سنن میں آیا ہے، انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، (نماز سے فارغ ہو کر) اس نے دعا مانگی: «اللهم إني أسألك بأن لك الحمد لا إله إلا أنت المئان بديع السموات والأرض يا ذا الجلال والإكرام يا حي يا قيوم»

”اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس وسیلے سے کہ: ساری حمد تیرے لیے ہے، تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں، تو ہی احسان کرنے والا اور آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، اے جلال اور عطاء و بخشش والے، اے زندہ جاوید، اے آسمانوں اور زمینوں کو تھامنے والے!“ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس نے اللہ سے اس کے اس اسم اعظم (عظیم نام) کے حوالے سے دعا مانگی ہے کہ جب اس کے حوالے سے دعا مانگی جاتی ہے تو وہ دعا قبول فرماتا ہے اور سوال کیا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے“ [حدیث صحیح ہے]

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار بڑی نوازشوں، عظیم انعامات اور بے پناہ احسان والا ہے، وہ پاک و برتر مانگنے سے پہلے ہی نواز دیتا ہے، وہی ہے جو شروع میں بھی دیتا ہے اخیر میں بھی دیتا ہے، وہ امید و آرزو سے بڑھ کر عطا کرتا ہے۔

چوں کہ وہ اپنی سخاوت و نوازش کے ذریعہ تمام بندوں پر احسان کرتا ہے، اس لئے ان تمام بندوں پر اس کے احسانات ہیں، لیکن اس پر کسی کا احسان نہیں ہے، اس کی ایک بڑی نوازش یہ ہے کہ اس نے زندگی، عقل و بینش اور زبان و بیان سے سرفراز کیا، شکل و صورت بنائی تو سب سے عمدہ بنائی، انعام و اکرام کیا اور خوب کیا۔



تمام بندوں پر اس بلند و برتر پروردگار کا ایک عظیم احسان یہ بھی ہے کہ اس نے ان کی طرف خوش خبری سنانے اور ڈرانے والے رسولوں کو مبعوث کیا، چنانچہ اپنے احسان کے ذریعہ ایمان والے اولیاء کو نجات عطا کی، انہیں سیدھے راستے کی ہدایت بخشی اور جہنم سے بچالیا...

(لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ) (الحجرات: 17)

ترجمہ: بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

(بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ) (الحجرات: 17)

ترجمہ: بلکہ دراصل اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی اگر تم راست گو ہو۔ اس کا احسان ہی ہے کہ وہ ہر زمانے میں کمزور لوگوں کو کبر و غرور کرنے اور فساد پھیلانے والوں سے محفوظ رکھتا ہے، چنانچہ ان پر امن و امان اور قوت و غلبہ کا احسان کرتا ہے: (وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ) (القصص: 5)

ترجمہ: پھر ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور کر دیا گیا تھا، اور ہم انہی کو پیشوا اور (زمین) کا وارث بنائیں۔

• خوش بخت لوگ:



اللہ عزیز و برتر شکرے اور عبادت کا سب سے زیادہ حقدار ہے، مومنوں پر اس کی نعمت ہمیشہ کے لئے ہے جو جنت میں داخل ہونے تک جاری رہے گی، دنیا میں اولیاء پر اللہ یہ نعمت فرماتا ہے کہ: انہیں ہدایت دیتا اور ان کی حفاظت کرتا ہے، اور آخرت میں انہیں جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل فرمائے گا اور اپنے معزز چہرے کے دیدار سے سرفراز کرے گا، پاک و برتر کا فرمان ہے: (قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَّانَا عَذَابَ السَّمُومِ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ) (الطور: 26-28)

ترجمہ: کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے گھر والوں کے درمیان بت ڈرا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمیں تیز و تند گرم ہواؤں کے عذاب سے بچا لیا۔ ہم اس سے پہلے ہی اس کی عبادت کیا کرتے تھے، بے شک وہ محسن اور مہربان ہے۔

• مومنوں کا و طیرہ ..

مومن جب اپنے اوپر اللہ عزیز و برتر کے احسانات کو دیکھتا ہے تو اس کی عقل حیران ہو جاتی ہے، اس کے دل میں فرحت و مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے، وہ اپنے آقا و مولیٰ کا محتاج بندہ ہو کر رہ جاتا ہے، وہ صرف ایک پاک و برتر کی حمد و ثنا کرتا ہے، اور یہی وہ سب سے بڑا دروازہ ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے رب کے پاس داخل ہوتا ہے، جو کہ: رب کے حضور عاجزی و انکساری اختیار کرنا ہے، اس سے دعا و مناجات، امید و رجاء کرتے ہوئے اور یا منان! کی ندا لگاتے ہوئے۔

تب جا کر آرزوئیں بر آتی ہیں، سائل کو نوازش ملتی ہے، گناہ گار کے گناہ معاف ہوتے ہیں، حزن و ملال دور ہو جاتے ہیں، غم کے بادل چھٹ جاتے ہیں، قیدی کو رہائی ملتی ہے، بیمار شفا یاب ہوتا ہے، گمشدہ گھر لوٹ آتا ہے، اور بے کس و مضطر کی پکار سن لی جاتی ہے:

(أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَّرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ إِلَهًا مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا

تَذَكَّرُونَ) (النمل: 62)

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔

وہ عناصر اگر آپ کی زندگی سے پورے طور پر بھی غائب ہو جائیں جنہیں آپ خوش بختی کا سبب گردانتے ہیں، تب بھی یقین رکھیں کہ اللہ نے انہیں آپ سے اس لیے دور کر دیا ہے کہ وہ آپ کی بد بختی کی وجہ نہ بنیں۔

• احسان نہ جتلائیں!

اگر اللہ پاک و برتر نے بندوں پر اپنے احسانات کا ذکر کر کے اپنی ذات کی تعریف کی ہے، تو ان لوگوں کی مذمت بھی بیان کی ہے جو اللہ پر یا اللہ کے بندوں پر احسان جتلاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مال و دولت خرچ کیے اور (مختلف قسم کے نیک) اعمال انجام دیے، فرمان باری تعالیٰ ہے: (يَمُنُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُوا عَلَيَّ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ) (الحجرات: 17)

ترجمہ: وہ تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے، کہہ دے مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو، بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کے لیے ہدایت دی، اگر تم سچے ہو۔

اللہ پاک و برتر نے ہمیں یہ تشبیہ کی ہے کہ ہم اپنے صدقات و خیرات پر احسان نہ جتلائیں، کیوں کہ اس سے صدقہ اور ثواب برباد ہو جاتے ہیں:

(يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى) (البقرة: 264)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی احسان جتلانے سے منع فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"تین لوگ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا، اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: وہ شخص جو کوئی بھی چیز دیتا ہے تو احسان جتاتا ہے، جو جھوٹ بول کر اپنا سامان بیچتا ہے اور جو غرور اور گھمنڈ سے تہیند لٹکاتا ہے" [مسلم]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "احسان جتانے والا، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا (عادی شرابی): یہ سب جنت میں نہیں داخل ہو سکتے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے نسائی نے روایت کیا ہے]۔

أَفْسَدَتْ بِالْمَنِّ مَا أَوْلَيْتَ مِنْ نِعْمٍ لَيْسَ الْكَرِيمُ إِذَا أَسَدَىٰ بِمَنَانٍ

ترجمہ: تونے جو بھی انعامات کئے، احسان جتلا کر سب کو رائیگاں کر دیا۔ سخی و فیاض انسان وہ نہیں جو انعام کرنے کے بعد احسان جتلائے۔

بہی وجہ ہے کہ نیک و بزرگ حضرات آپس میں ایک دوسرے کو یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ: جب تم کسی کو کوئی چیز دو اور تم کو لگے کہ تمہارا سلام کرنا اس پر ناگوار گزرتا ہے تو اس سے سلام کرنے سے بھی گریز کرو۔



معزز و مکرم لوگ جب کسی کے ساتھ کوئی بھلائی کرتے ہیں تو اسے بھول جاتے ہیں، لیکن جب کوئی ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہے تو وہ اسے کبھی نہیں بھولتے۔

ولا أهل المكارم حيث كانوا

وما تخفى المكارم حيث كانت

ترجمہ: نہ تو مکرم اخلاق پوشیدہ رہتے ہیں، خواہ جہاں کہیں بھی ہوں اور نہ معزز و مکرم لوگ مخفی رہتے ہیں خواہ وہ جہاں کہیں بھی رہیں۔

اے اللہ! اے احسان کرنے والے منان! ہمارے اوپر یہ احسان فرما کہ ہماری حالت درست کر دے، ہماری نسل کی اصلاح فرما، اور ہمیں حسن خاتمہ سے نواز۔



(۹۳)
الجَوَادُ جَل جَلَالَهُ

جب حاجتیں آپ کو اپنے حصار میں لے لیں، مصائب آپ پر حملہ آور ہوں، حزن و ملال آپ کے آنگن میں بسیرا ڈال دے، آپ پر قرض کا بار گراں پڑ جائے، روزی کا دروازہ تنگ ہو جائے، تو آپ سخی و داتا پروردگار (جواد) کا رخ کیجئے، جو حزن و ملال کو دور کرنے والا، غم و اندوہ کو کافور کرنے والا اور بے کس و مضطر کی دعا کو قبول کرنے والا ہے۔

سنن ترمذی میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ سخی و فیاض ہے اور جو د و سخا کو پسند کرتا ہے" [حدیث صحیح ہے]

شیخ سعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: "جواد کے معنی یہ ہیں کہ: وہ مطلق طور پر سخی و فیاض ہے، جس کی فیاضی پوری کائنات کو محیط ہے، اس نے اپنے فضل و کرم اور مختلف قسم کی نعمت سے پوری دنیا کو بھر رکھا ہے۔

جو لوگ زبان حال یا زبان مقال سے سوال کرتے ہیں، انہیں بطور خاص اپنی فیاضی سے بہرہ مند کرتا ہے، خواہ وہ نیک ہوں یا بد، مسلم ہوں یا کافر، جو بھی اللہ سے سوال کرتا ہے اللہ اسے ضرور نوازتا ہے، وہ جو مانگتا ہے اسے وہ نوازتا ہے، یقیناً وہ پاک و برتر محسن اور مہربان ہے: (وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجَاؤُونَ) (النحل: 53)



ترجمہ: تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے، پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی طرف تم گڑگڑاتے ہو۔

• ہمارا رب کتنا بڑا سخی و دانا اور کرم فرما ہے!؟

مخلوقات اس کی نافرمانی کرتی ہیں... اور وہ ان کے بستروں پر ایسے ان کی حفاظت و نگہبانی کرتا ہے گویا انہوں نے کوئی نافرمانی نہ کی ہو... ایسے ان کی حفاظت کرتا ہے گویا کہ وہ گناہ گار ہی نہ ہوں... بدکار پر احسان کرتا ہے اور گناہ گار کو مہلت دیتا ہے اور توبہ کرنے والے پر رحم فرماتا ہے۔

وہ تمام بندوں سے بے نیاز ہے، اس کے باوجود وہ اپنی نعمت و نوازش، جو دو کرم اور مہلت کے ذریعہ ان سے اپنی محبت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اللہ عزیز و برتر کے خزانے بھرے ہوئے ہیں، خرچ کرنے سے ان میں کوئی کمی نہیں آتی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات و دن اور مسلسل خرچ کرنے سے بھی اس میں کوئی کمی نہیں آتی، تم نے دیکھا نہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے مسلسل خرچ کیے جا رہا ہے۔ اس کے باوجود جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اس میں کمی نہیں آتی" [اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ اسی کے روایت کردہ ہیں، نیز مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے]۔

حدیث میں سحاء کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں: ہمیشہ برسنے والا۔

اور غیض کے معنی ہیں: کمی آنا۔

جو بندے اللہ سے اپنی امید و جاواستہ رکھتے اور اس سے سوال کرتے ہیں، اللہ انہیں محبوب رکھتا ہے، تاکہ ان پر مزید انعام و اکرام کی بارش برسائے، اس کی سخاوت کی انتہا یہ ہے کہ: وہ اس شخص پر غصہ ہوتا ہے جو اس سے مانگتا نہیں، سنن ترمذی میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض اور ناخوش ہوتا ہے" [یہ حدیث حسن ہے] دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز معزز نہیں" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

وَهُوَ الْجَوَادُ فَجَوْدُهُ عَمَّ الْوُجُودَ جَمِيعَةً بِالْفَضْلِ وَالْإِحْسَانِ
وَهُوَ الْجَوَادُ فَلَا يُحْتَبُ سَائِلًا وَلَوْ أَنَّهُ مِنْ أُمَّةٍ الْكُفْرَانِ

ترجمہ: وہ سخی و داتا ہے، اس کی سخاوت و فیاضی، اور فضل و احسان تمام مخلوقات کو محیط ہیں۔ وہ سخی و داتا ہے، کسی سائل کو نامراد نہیں کرتا، خواہ وہ کافر قوم سے ہی کیوں نہ ہو۔

ایمان اور یقین والا بندہ وہ ہے جو: سخاوت و فیاضی کی صفت سے متصف ہو، اور اللہ کی سخاوت و فیاضی اور اس کے جوہد و کرم کا حریص ہو، اور یہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ جو سخی و داتا ہے، وہ کئی گنا بڑھا کر اس پر اپنے فضل و احسان اور برکت و رحمت کی نوازش کرے گا:

(مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ) (الحديد: 11)

ترجمہ: کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اسے اس کے لیے بڑھاتا چلا جائے اور اس کے لیے پسندیدہ اجر ثابت ہو جائے۔

(وَعَدَّ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ) (الروم: 6)

ترجمہ: اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ سخی و فیاض تھے، وہ خیر و بھلائی میں سب سے زیادہ آگے تھے، آپ کی سخاوت تیز رفتار گھوڑے سے بھی زیادہ تھی، آپ کی سخاوت سب سے زیادہ رمضان میں بڑھ جایا کرتی تھی۔

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام لانے پر جو بھی چیز طلب کی جاتی آپ وہ عطا فرمادیتے، کہا: ایک شخص آپ کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پہاڑوں کے درمیان (چرنے والی) بکریاں اسے دے دیں، وہ شخص اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور کہنے لگا: میری قوم! مسلمان ہو جاؤ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا عطا کرتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا اندیشہ تک نہیں رکھتے"۔ آپ سے جب بھی کوئی چیز طلب کی گئی تو آپ نے "نہیں" کبھی نہیں کہا۔

كَأَنَّكَ تُعْطِيهِ الَّذِي أَنْتَ سَائِلُهُ

تَرَاهُ إِذَا مَا جِئْتَهُ مُتَهَلِّلاً

ترجمہ: جب آپ ان سے کچھ طلب کرنے آئیں گے تو آپ ان کو ایسے پائیں گے کہ گویا آپ ہی ان کو وہ چیز عطا کرنے آئے ہوں جو آپ ان سے مانگ رہے ہوں۔

• کسی نے کہا ہے کہ:

سخاوت: ہر عیب پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

يُغْطِيهِ كَمَا قِيلَ السَّخَاءُ

تَسْتَرُّ بِالسَّخَاءِ فَكُلُّ عَيْبٍ

ترجمہ: سخاوت کے ذریعہ اپنی پردہ پوشی کیجئے کہ کہا گیا ہے کہ سخاوت ہر عیب پر پردہ ڈال دیتی ہے۔



لَوْ لَا الْمَشَقَّةُ سَادَ النَّاسُ كُلَّهُمْ
الْجُودُ يُفْقِرُ وَالْإِقْدَامُ قَتَّالٌ

ترجمہ: اگر مشقت نہ ہوتی تو سارے لوگ سرداری ہی کرنے لگ جاتے، سخاوت (لوگوں کی نظر میں)
فقیری کا باعث اور پیش قدمی جان لیوا ہوتی ہے۔

اے اللہ! اے سخی و کرم فرما! ہمارے اوپر اپنی برکتوں کی نوازش فرما۔



(۹۵)
الرَّفِيقُ جَدِ جَلَالِهِ

صحیحین میں آیا ہے کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: «السام علیکم» (تمہیں موت آئے) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس کا مفہوم سمجھ گئی اور میں نے ان کا جواب دیا کہ: «وعلیکم السام واللعنة» (یعنی تمہیں موت آئے اور لعنت ہو) بیان کیا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھہرو، اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کا جواب دے دیا تھا کہ «وعلیکم» (اور تمہیں بھی)۔

صَفْوٰحٌ عَنِ الْاِحْرَامِ حَتّٰی كَانَتْهُ
مِنَ الْعَفْوِ لَمْ يَعْرِفِ مِنَ النَّاسِ مُجْرِمًا

ترجمہ: وہ ہر جرم کو معاف کر دیتا ہے، وہ اتنا معاف کرتا ہے کہ گویا اس کی نظر میں کوئی مجرم ہی نہ ہو۔

ہمارے نبی ﷺ کو جس ذات نے اس عظیم اخلاق سے سرفراز فرمایا وہ رفیق و مہربان اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے، جو حزن و ملال کو دور کرتا، بیمار کو شفا عطا کرتا، ابتلاء و آزمائش کو رفع کرتا، گمشدہ کو واپس لاتا، قیدی کو رہائی دیتا اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا اور سہارا دیتا ہے۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ رفیق ہے، رفیق اور نرمی پسند کرتا ہے" [بخاری و مسلم]۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار اپنی تقدیر، فیصلے اور تمام افعال میں رفیق و مہربان ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار اپنے احکام و اوامر اور دین و شریعت میں رفیق و مہربان ہے۔

افعال میں اس کی نرمی و مہربانی یہ ہے کہ: اس بلند و برتر نے اپنی حکمت اور رفیق و مہربانی کے پیش نظر تمام مخلوقات کو بتدریج پیدا فرمایا، حالاں کہ وہ ایک ہی مرتبہ اور چشم زدن میں انہیں پیدا کرنے پر قادر تھا۔

ہمارا بلند و برتر پروردگار اپنی شریعت میں رفیق و مہربان ہے: خواہ اوامر کا معاملہ ہو یا نواہی کا، چنانچہ وہ بندوں کو طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں کرتا، اور نہ ہی مشقت آمیز احکام پر بندوں کا مواخذہ کرتا ہے، بلکہ ان پر رفیق و مہربانی اور رحم و کرم کرتے ہوئے ان کے لئے ایسے احکام میں رخصت رکھی ہے، بندوں پر یک لخت تمام احکام نافذ نہیں کرتا بلکہ تدریج کے ساتھ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انہیں منتقل کرتا ہے، تاکہ دل مانوس اور طبیعتیں نرم ہو جائیں۔

اللہ بزرگ و برتر کی ملامت اور مہربانی ہے کہ: وہ گناہ گار بندوں کو مہلت دیتا ہے، انہیں سزا سے دوچار نہیں کرتا، تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع اور انابت کریں۔

اس کی مہربانی ہے کہ: اس نے خیر و بھلائی کے تمام اسباب میسر کر دئے، اور وہ ان اسباب کے ذریعہ بندوں پر فضل و احسان کرتا ہے، سب سے بڑی آسانی یہ کہ اس نے: اپنی کتاب کو یاد کرنا اور سمجھنا آسان کر دیا:

(وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ)

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

يُعْطِيهِم بِالرِّفْقِ فَوْقَ أَمَانٍ

وَهُوَ الرَّفِيقُ يُحِبُّ أَهْلَ الرَّفْقِ بَلْ

ترجمہ: وہ رفیق و مہربان ہے اور رفیق و ملائمت کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے، بلکہ رفیق و مہربانی کے عوض انہیں ان کی آرزو سے بڑھ کر نوازتا ہے۔

• رفیق و مہربان لوگ:

جو شخص یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ رفیق و مہربان ہے، اللہ سے اس کی محبت بڑھ جاتی ہے، نیز تعظیم و توقیر، حمد و ثنا اور شکر کا جذبہ بھی اس کے اندر مزید پروان چڑھنے لگتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے اسمائے گرامی کو پسند کرتا اور ان سے متصف بندوں کو محبوب رکھتا ہے۔ سوائے ان اسماء کے جن کو اپنے بندوں کے لیے وہ ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ رحیم و مہربان ہے اور رحم کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے، وہ کریم و داتا ہے اور کرم فرماؤں کو پسند کرتا ہے، وہ رفیق و مہربان ہے اور رفیق و نرمی کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اس اخلاق (رفیق و ملائمت) کے سب سے زیادہ حقدار انبیائے کرام تھے، جن میں سرفہرست محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، لوگوں کے ساتھ آپ نے جو زندگی گزاری وہ رفیق و ملائمت سے بھری ہوئی تھی، آپ نے اپنی ذات کے لئے کبھی بھی (کسی پر) غصہ نہیں کیا، نہ لوگوں کی بشری کمزوری و کوتاہی پر آپ کا دل تنگ ہوا، نہ آپ نے اس دنیا کی کوئی چیز اپنے لئے خاص رکھی، بلکہ جو بھی آپ کے ہاتھ میں ہوتا، بے پناہ سخاوت و فیاضی کے ساتھ آپ لوگوں کو دے دیتے، آپ کی بردباری، احسان و بھلائی، شفقت و مودت سے تمام لوگوں نے فیض اٹھایا، جو شخص بھی آپ کی مجلس میں بیٹھا آپ کا گرویدہ ہو کر رہ گیا، محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و ملائمت اور لطف و کرم کو دیکھ کر۔

ایک دیہاتی آتا ہے اور مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کرنے لگتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا کر رہے ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (اسے) درمیان میں۔
مت روکو، اسے چھوڑ دو۔

جب وہ فارغ ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ مساجد اس طرح پیشاب یا کسی اور گندگی کے لیے نہیں ہیں، یہ تو بس اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں" [مسلم]

اللہ تعالیٰ رفیق و مہربان ہے اور رفیق و ملائمت سے متصف لوگوں کو پسند کرتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ عزوجل رفیق اور نرمی سے موصوف ہے، اسے نرمی اور نرم خوئی پسند ہے، وہ اس پر وہ کچھ عنایت فرماتا ہے جو ترشی اور کرختگی پر نہیں دیتا" [مسلم]

انبیائے کرام کے بعد جو اس صفت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں وہ بادشاہ، ذمہ دار حکمران اور وہ اہل علم اور دعاۃ ہیں جو اللہ کی طرف بلا تے ہیں، اسی طرح والد حضرات بھی اس کے زیادہ مستحق ہیں، کیوں کہ لوگ حزن و ملال سے افسردہ ہوتے ہیں، انہیں ایسے شخص کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کو دلا سادے، ان کی دادرسی کرے، نہ کہ ان پر ترشی اور کرختگی کا مظاہرہ کرے، انہیں رحم دل شخص کے پہلو کی، نہایت اعلیٰ نگہبانی کی، نرم خوئی اور بے پناہ ہشاشت و بشاشت کی، اور کشادہ مودت و شفقت کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔

سختی و درشتی کے ساتھ (کچھ) دینے سے کہیں زیادہ لوگوں کو نرمی و ملائمت (کے ساتھ پیش آنے) کی حاجت ہوتی ہے، لوگوں میں سب سے زیادہ آپ کی نرمی و ملائمت کا حقدار: آپ کی ذات ہے، پھر آپ کے والدین، آپ کی بیوی، بیٹے، زیر کفالت، آپ کے مصاحبین اور دوست و احباب ہیں۔

• اس صفت میں آپ کا حصہ۔۔۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "جس کو نرمی عطا کی گئی، اس کو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے نواز دیا گیا اور صلہ رحمی، حسن اخلاق اور پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے (جیسے امور خیر)



گھروں (اور قبیلوں) کو آباد کرتے ہیں اور عمر میں اضافہ کرتے ہیں" [حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے "المسند" میں روایت کیا ہے]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ کسی اہل خانہ کے تئیں خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، تو ان کے اندر نرمی و ملامت داخل کر دیتا ہے" [حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے "المسند" میں روایت کیا ہے]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اس کو زینت بخش دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نرمی نکال دی جاتی ہے اسے بد صورت کر دیتی ہے" [مسلم]

یہی وجہ ہے کہ مخلوق کی نظر میں سب سے زیادہ ناپسند شخص وہ ہوتا ہے جو بد زبان اور سخت دل ہو، فرمان باری تعالیٰ ہے: (وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَأَنْفَضْنَا مِنْ حَوْلِكَ) (آل عمران: ۱۵۹)

ترجمہ: اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص کو نرم خوئی سے محروم کر دیا جائے وہ بھلائی سے محروم کر دیا جاتا ہے" [مسلم]۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (الرفیق) کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہم پر نرمی و مہربانی کر اور ہمارے لیے تمام کار خیر کو آسان کر دے۔



(۹۶)
السَّيِّدُ جَل جَلَالِهِ

سنن ابی داؤد میں عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں بنو عامر کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم نے کہا: آپ ہمارے (سید) سردار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سید (اور حقیقی سردار) اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ ہم نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے صاحب فضل و فضیلت اور صاحب جود و سخا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس طرح کی بات کہہ سکتے ہو۔ مگر کہیں شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنا لے (کہ کوئی ایسی بات کہہ گزر جو میری شان کے مطابق نہ ہو)۔

(وکیل بنانے) کا مطلب یہ ہے کہ: شیطان تم پر غالب نہ ہو جائے۔

نعت میں سید (آقا) اسے کہتے ہیں جو حلم و بردباری، مال و دولت، رفعت و بلندی اور منفعت و بھلائی میں دوسرے پر فائق و برتر ہو، اپنا مال اپنے حقوق میں صرف کرتا ہو، سید (آقا) کا اطلاق اس شخص پر بھی ہوتا ہے جس پر غصہ حاوی نہیں ہوتا ہو، نیز اس پر بھی ہوتا ہے: جو کریم و دانا ہو، بادشاہ و حاکم اور ذمہ دار و سرپرست ہو۔

بندے کا سید (آقا) اس کا مالک ہوتا ہے اور عورت کا سید (آقا) اس کا شوہر ہوتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

(وَأَلْفِيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ) (يوسف: ۲۵)

ترجمہ: دروازے کے پاس ہی عورت کا شوہر دونوں کو مل گیا۔

سُودُدُّو کے معنی: شرافت و مرتبت کے ہوتے ہیں، ہر چیز کا سید وہ ہے جو: سب سے اشرف اور سب سے بلند ہو۔

کون ہے جو اپنی سرداری میں درجہ کمال پر فائز ہو سکتا ہے، سوائے اللہ عزیز و برتر کے!؟

• اللہ کے اسم گرامی السید (آقا) کے سائے میں:

ہمارا پاک و برتر پروردگار ہی وہ سید ہے جو اپنی سرداری میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ شریف و برتر ہے جو اپنی شرافت میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ عظیم و برتر ہے جو اپنی عظمت میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ حلیم و بردبار ہے جو اپنی بردباری میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ بے نیاز ہے جو اپنی بے نیازی میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ جبار ہے جو اپنی صفت جبروت میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ عالم ہے جو اپنے علم میں کامل ہے اور ایسا حکیم ہے جو اپنی حکمت و بینش میں درجہ کمال پر فائز ہے۔

اللہ بزرگ و برتر وہ سید (آقا) ہے جو شرافت و برتری اور سرداری کی تمام قسموں میں کامل ہے۔

یہ پاک و برتر کی وہ صفات ہیں جن میں کوئی اس کا شریک و ساجھی نہیں، اور نہ کوئی مخلوق ان صفات کو اس سے چھین سکتا ہے۔

صَمَدَاتٍ إِلَيْهِ الْخَلْقُ بِالْإِذْعَانِ

وَهُوَ الْإِلَهُ السَّيِّدُ الصَّمَدُ الَّذِي

كَمَالُهُ مَا فِيهِ مِنْ نُقْصَانٍ

الْكَامِلُ الْأَوْصَافِ مِنْ كُلِّ الْوُجُوهِ

ترجمہ: وہ معبود و سید اور بے نیاز (پروردگار) ایسا ہے کہ ساری مخلوقات عاجزی کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ ہر ناجیے سے اپنی صفات میں کامل ہے، اس کے کمال میں کوئی نقص نہیں ہے۔

تمام تر مخلوقات اس بزرگ و برتر پروردگار کے بندے ہیں، وہ سب کے سب اس کے محتاج ہیں، خواہ وہ فرشتے ہوں، انسان ہوں یا جنات، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، وہ سب اس کے جود و کرم، لطف و مہربانی اور رعایت و نگہبانی کے محتاج ہیں، اس لئے اس جل جلالہ کا یہ حق ہے کہ وہ سید (آقا) ہو، اور لوگوں پر یہ حق ہے کہ وہ اسے اس نام سے پکاریں۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو پوری کائنات میں تصرف کرتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

وہی بزرگ و برتر پروردگار اس بات کا حقدار ہے کہ صرف اسی کی عبادت جائے، اسی کے لیے عاجزی اور انکساری اختیار کی جائے، اس کا کوئی ساجھی نہیں۔

وہی سید اور معبود ہے، اس کا کوئی شریک نہیں: (قُلْ أَعْبُدُوا اللَّهَ أُنْبِيًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ) (الأنعام:

164)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کے لئے تلاش کروں حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "(کیا میں اللہ کے سوا کوئی) معبود اور آقا تلاش کروں"۔

● غلط سوچ!

ہو سکتا ہے کہ انسان کو مال و دولت مل جائے، اہل و عیال سے بہرہ مند ہو، جاہ و حشمت کا مالک ہو، یا منصب اور معزز مقام پر فائز ہو، بڑی سے بڑی قیادت، با اختیار ریاست سے ہمکنار ہو، ممکن ہے کہ اس کے ارد گرد خادموں کا ہجوم ہو، فوج اسے اپنے احاطہ میں لی ہوئی ہو، لشکر اس کی نگہبانی پر مقرر ہو، لوگ اس کے سامنے اپنی گردنیں خم

رکھتے ہوں، تو میں اس کے سامنے عاجزی اختیار کرتی ہوں، چنانچہ وہ اس دنیا میں سرداری کے عظیم مقام پر فائز ہو، لیکن یہ ناقص اور زائل ہو جانے والی ہے۔

مَا أَكْذَبَ الْأَحْلَامَ وَالنَّأْوِيَا!

خَدَعَتْهُمْ الْأَحْلَامُ فِي سِنَةِ الْكُرَى

ترجمہ: نیند کی آغوش میں خوابوں نے ان کے ساتھ فریب کیا۔ خواب اور اس کی تعبیر کتنی جھوٹی ثابت ہوئی!

جو اس بات پر ایمان رکھتا ہو کہ اللہ ہی حقیقی سید (آقا) ہے، اس کا دل صرف اسی بزرگ و برتر سے وابستہ رہتا ہے، اس وابستگی میں خوف و امید، مدد طلبی اور توکل شامل ہوتا ہے، کیوں کہ وہی (اللہ) بندوں کے معاملات میں تصرف کرتا ہے، ہر چوپائے کی پیشانی اسی کے ہاتھ میں ہے، اور تمام کے تمام بندے اسی کے محتاج ہیں:

(يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ) (فاطر: ۱۵)

ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

چنانچہ اللہ، یکتا و منفرد، آقا اور بے نیاز پروردگار کے سوا کسی کے سامنے عاجزی اور خاکساری نہیں اختیار کی جا سکتی۔

• اے سردار حضرات!

مخلوق کی نظر میں سرداری کے ارکان یہ ہیں: عزت و بزرگی، شرافت، رفعت و بلندی، اعلیٰ شہرت، یہ وہ صفات ہیں جو اللہ عزیز و برتر کی اطاعت سے ہی حاصل کی جا سکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء نے (اپنی قوموں کی) سرداری کی اور وہ لوگوں کے درمیان نمایاں اور ممتاز تھے۔



لیکن جو اللہ سے دور ہو، اس کے ساتھ کفر کرتا ہو، تو ایسے شخص کو نہ تو عزت و بزرگی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ وہ سرداری سے سرفراز ہو سکتا ہے، اگر اسے دنیاوی سرداری حاصل ہو بھی جائے تو یہ جھوٹی اور وقتی سرداری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ منافق کو سید (آقا) کہنے سے منع کیا گیا ہے، ابو داؤد نے روایت کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "کسی منافق کو سید (سردار، آقا) کہہ کر مت پکارو، اس لیے کہ اگر وہ سردار ہو تو تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کر دیا" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

• سید (آقا و سردار) کا دائرہ:

مخلوق پر سید کا اطلاق کرنا جائز ہے، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر نے نبی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: "وَسَيِّدًا" یعنی: وہ سردار ہیں۔

حدیث شفاعت میں آیا ہے کہ: "قیامت کے دن میں سارے انسانوں کا سردار ہوں گا اور اس پر مجھے کوئی گھمنڈ نہیں ہے" [مسلم]

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ کے تعلق سے فرمایا: "کھڑے ہو کر اپنے سردار کا استقبال کرو" [بخاری]

ان دونوں احادیث اور اس حدیث کے درمیان کوئی تعارض نہیں کہ: "سید (اور حقیقی سردار) اللہ تبارک و تعالیٰ ہے" [حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]، کیوں کہ مومنوں کے نزدیک انسانوں کے سردار سے مراد: ان کی ریاست و امامت ہے۔

عرب کہتے ہیں کہ: فلاں ہمارا سید (سردار) ہے، یعنی: ہمارا ذمہ دار ہے جن کی ہم تعظیم کرتے ہیں۔

لیکن اللہ عزیز و برتر کو سید سے متصف کرنے کے معنی یہ ہیں کہ: وہ تمام مخلوقات کا مالک ہے، اور تمام مخلوقات اس کے بندے اور غلام ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی معنی میں) اس صفت سے (خود کو ملقب کرنے سے) منع فرمایا تھا جب آپ کو یہ کہا گیا کہ: آپ ہمارے سردار ہیں، آپ نے فرمایا: "سید (اور حقیقی سردار) تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہے... تم اس طرح کی بات کہہ سکتے ہو، مگر کہیں شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنا لے (کہ کوئی ایسی بات کہہ گزر جو میری شان کے مطابق نہ ہو)" [حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے]۔ اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی چہار دیواری کی حمایت کی، اس کی (حد درجہ) حفاظت کی اور شرک کے سارے دروازے مسدود کر دئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ناپسند تھا کہ آپ کے سامنے آپ کی تعریف کی جائے، حالاں کہ آپ کے مداحوں نے کوئی ناحق بات نہیں کہی، کیوں کہ آپ نے خود فرمایا تھا کہ: "میں اولاد آدم کا سردار ہوں" [مسلم] لیکن آپ نے (اس سے منع فرمایا) محض اس ڈر سے کہ کہیں ان کے دل مخلوقات سے وابستہ نہ ہو جائیں اور وہ ان کے سامنے عاجزی اور انکساری نہ اختیار کرنے لگیں، جو کہ اللہ واحد و قہار کے سوا کسی کے لئے جائز و روا نہیں۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (السید / آقا و سردار) کے وسیلے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ تو ہمارے ذکر کو بلند کر دے، ہمارے بوجھ کو ہلکا کر دے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔



(۹۷)
بديع السماوات والأرض
 جل جلاله

"میں اس بات سے بہت متاثر ہوں کہ قرآن کریم میں حقیقت کو بے نقاب کیا گیا ہے!

یقیناً یہ قرآن کریم کائنات (کی تفصیلات کو) وجود کے اعلیٰ ترین نقطے سے بیان کرتا ہے۔

جو چیز ہم نے دیکھی ہے وہ کسی انسانی مرجع سے برآمد نہیں ہو سکتی، میں نے قرآن کریم پڑھنے کے بعد اپنے مستقبل کو جانا، میں اپنے تحقیقی مقالات کی بنیاد اسی جامع نظریہ پر قائم کرنے جا رہا ہوں" [پروفیسر: پوشیدی کوزان]

تِلْكَ الطَّبِيعَةُ قِفْ بِنَا يَا سَارِي
 حَتَّىٰ أُرِيكَ بَدِيعَ صُنْعِ الْبَارِي
 الْأَرْضُ حَوْلَكَ وَالسَّمَاءُ اهْتَزَّتْ
 لِرَوَائِعِ الْآيَاتِ وَالْآثَارِ
 دَلَّتْ عَلَىٰ مَلِكِ الْمَلُوكِ فَلَمْ تَدَّعِ
 لِأَدْلَةِ الْفُقَهَاءِ وَالْأَحْبَارِ
 مَنْ شَكَّ فِيهِ فَنظَرَةٌ فِي صُنْعِهِ
 تَمَحُّوْا نَيْمَ الشَّكِّ وَالْإِنْكَارِ

ترجمہ: اے شب کے راہ گزر! یہ اللہ کی فطرت (تخلیق) ہے، ذرا ٹھہر جا کہ میں تجھے خالق کی تخلیق کے بے مثال نمونے دکھا سکوں، تیرے ارد گرد کی زمین اور آسمان (اس کی) بے نظیر آیتوں اور نشانیوں سے تھرا گئے۔ یہ نشانیاں شاہان شاہ (کے وجود پر) پر دلالت کرتی ہیں، ان کے سامنے تمام فقیہان عالم اور علمائے مذاہب کی دلیلیں بے معنی ہیں۔ جس کو (رب تعالیٰ کے) وجود میں شک ہو، اس کے شک اور انکار کی برائی، اللہ کی کارگیری میں غور و فکر کرنے سے دور ہو جائے گی۔

اگر انسان آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور و فکر کرے تو اسے پاک و برتر خالق کی رہنمائی مل جائے گی، وہ خالق جو خود اپنے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

(بَدِيعِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ) (البقرة: ۱۱۷)

ترجمہ: وہ زمین اور آسمانوں کا ابتداء پیدا کرنے والا ہے۔ وہ جس کام کو کرنا چاہے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، بس وہ وہیں ہو جاتا ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: "آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی سابقہ مثال کے پیدا کرنے والا، وجود میں لانے والا اور ان کی تخلیق کرنے والا (وہی اللہ ہے)۔"

شیخ سعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: (بَدِيعِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) "یعنی: آسمان و زمین کو بغیر کسی سابقہ مثال کے حد درجہ حسن و جمال، انوکھی خلقت اور محکم نظام کے ساتھ پیدا کرنے والا (اللہ)۔"

● عقل مندوں کے لئے نداء!

اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو کس طرح یہ درست ہو سکتا ہے کہ اس کی طرف آسمان و زمین کی کسی چیز کو اس طرح منسوب کیا جائے کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ بلند ہے۔ بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ان میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اس کی ایجاد اور تخلیق ہے، اور اللہ کے (سامنے) سرنگوں اور اس کی عبادت میں محو ہے، اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے: (وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ لَّهُ قَانِثُونَ) (بَدِيعِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ) (البقرة: 116-117)



ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے، (نہیں بلکہ) وہ پاک ہے زمین و آسمان کی تمام مخلوق اس کی ملکیت میں ہے اور ہر ایک اس کا فرمانبردار ہے۔ وہ زمین اور آسمانوں کا ابتداء پیدا کرنے والا ہے، وہ جس کام کو کرنا چاہے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، بس وہ وہیں ہو جاتا ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اس کی ایجاد اور تخلیق ہے، تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ سب اس کے بندے اور ملکیت ہیں، چنانچہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو۔

جب حقیقت یہ ہے تو انسانوں پر یہ واجب ہوتا ہے کہ وہ اس (خالق) کے حکم پر عمل کریں اور اس کی منع کردہ چیزوں سے باز رہیں، نہ کہ اس کی طرف اولاد اور بیوی کی نسبت کریں!

اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم کائنات اور اس کی بے مثال کاریگری میں غور و فکر سے کام لیں، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ) (آل عمران: 190)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

پوری کائنات ایمان کی دلیلوں سے بھری پڑی ہے، اور اپنے اس خالق کی طرف اشارہ کرتی ہے جو خوب سننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

تَأْمَلْ سُطُورَ الْكَائِنَاتِ فَإِنَّمَا مِنْ الْمَلَأِ الْأَعْلَىٰ إِلَيْكَ رَسَائِلُ

وَقَدْ خُطَّ فِيهَا لَوْ تَأَمَّلْتَ خَطَّهَا
الْأَكْلُ شَيْءٌ مَا خَلَا اللَّهُ بَاطِلُ

ترجمہ: کائنات میں لکھی ہوئی تحریروں پر پر غور کرو کہ وہ ملاءِ اعلیٰ کی جانب سے تیرے لیے پیغام ہیں۔ کائنات کی تحریر پر آپ اگر غور کریں گے تو آپ اس میں لکھا ہوا پائیں گے کہ اللہ کے سوا ہر ایک چیز باطل و بے بنیاد ہے۔ وہ اللہ کے فضل و احسان پر گواہ ہے، اس کی زبان فصاحت سے لبریز ہے، لیکن وہ خاموشی کے ساتھ بول رہی ہے۔

• کائنات پر غور و فکر کریں!

بلال رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوتے ہیں کہ آپ کو نماز فجر کی خبر دے سکیں، اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں اور آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہ رہے ہیں، وہ عرض کرتے ہیں: آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”براہوتہمارا اے بلال! میں کیوں نہ روؤں جب کہ آج رات مجھ پر چند آیات نازل ہوئیں، اس آدمی کے لیے ہلاکت ہے جس نے ان کو پڑھا لیکن غور و فکر نہ کیا، آیات یہ ہیں: (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ) (یعنی: آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں) آپ نے سورہ کے اخیر تک تلاوت فرمائی۔ [حدیث صحیح ہے، اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے]۔

آسمانوں کا منظر، ان کے اندر جو ستارے، سیارے، چاند و سورج، زمین اور اس کے اندر جو پہاڑ، نہریں، سمندر، حیوانات، نباتات، جمادات اور زندہ و مردہ مخلوقات ہیں... وہ سب آسمان و زمین کو بغیر کسی سابقہ مثال کے پیدا کرنے والے (اللہ کے وجود پر) دلالت کرتے ہیں: (تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا) (وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا) (الفرقان: 61-62)



ترجمہ: بابرکت ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں آفتاب بنایا اور منور مہتاب بھی اور اسی نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا۔ اس شخص کی نصیحت کے لیے جو نصیحت حاصل کرنے یا شکر گزاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

الشبان الاسلامی کانفرنس جو کہ ریاض کے اندر سنہ ۱۹۷۹ء میں منعقد ہوا تھا، اس میں جب اللہ پاک و برتر کا یہ فرمان پڑھا گیا: (أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا) (الأنبياء: 30)

ترجمہ: کیا کافر لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے جلے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا۔ تو امریکی پروفیسر (پالمر) کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: "یہ بات برحق ہے کہ کائنات اپنے آغاز میں ایسے بادل سے عبارت تھی جس میں دھواں اور گیس بہت بھاری مقدار میں بھرے ہوئے اور باہم چپکے ہوئے تھے، پھر یہ بادل دھیرے دھیرے ملین در ملین ستاروں میں تبدیل ہوتا چلا گیا جس نے آسمان کو بھر دیا، کسی بھی حال میں یہ ممکن نہیں کہ اس عمل کو اس شخص کی طرف منسوب کیا جاسکے جو آج سے ۱۴۰۰ سال قبل وفات پا گئے! کیوں کہ ان کے پاس نہ تو ٹیلیسکوپ تھا اور نہ فضائی کشتیاں جو ان حقائق سے پردہ اٹھانے میں ان کی مدد کرتیں، اس لئے ضروری ہے کہ جس ذات نے محمد کو اس سے باخبر کیا وہ اللہ ہے"، چنانچہ پروفیسر (پالمر) نے کانفرنس کے اخیر میں اپنے قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔

آٹھویں طبی کانفرنس جو ریاض کے اندر سنہ ۱۴۰۴ء میں منعقد ہوئی، اس میں پروفیسر (ٹاجاٹاٹا جاسون) - جو کہ تھیلینڈ کے اندر مای یونیورسٹی میں شعبہ پوسٹ مارٹم اور جنین کے صدر ہیں - کھڑے ہوئے اور عرض کیا: "چوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے، اس لیے یہ ماننا ضروری ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول تھے جو اس حقیقت کے ساتھ بھیجے گئے تھے، ان کو اس حقیقت سے وحی کے ذریعہ سرفراز کیا گیا جو ان کے

پاس پیدا کرنے والے اور ہر چیز کا علم رکھنے والے (پروردگار) کی طرف سے آتی تھی، یہ خالق کوئی اور نہیں، صرف اللہ ہے۔

اس لیے میرا ماننا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ میں (یہ گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں)۔

• **دعاء...** اللہ پاک و برتر کے اسم گرامی (البدیع) کی شان بڑی نرالی ہے! جو اس نام کے ذریعہ اللہ سے دعا کرتا ہے، اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔

ترمذی نے روایت کیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے، ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور دعا مانگتے ہوئے وہ اپنی دعا میں کہہ رہا تھا: "اللهم لا إله إلا أنت المنان بديع السموات والأرض ذا الجلال والإكرام" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس نے کس چیز کے ذریعہ دعا کی ہے؟ اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعہ دعا کی ہے کہ جب بھی اس کے ذریعہ دعا کی جائے گی اللہ اسے قبول کرے گا، اور جب بھی اس کے ذریعہ کوئی چیز مانگی جائے گی اسے عطا فرمادے گا" [حدیث صحیح ہے]

اے اللہ! ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم کر، اے تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہرباں!

اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہمیں اپنی مغفرت اور رحمت سے نواز، ہمارے گناہوں کو درگزر کر دے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔



(۹۸)
المُعْطِي جلد جلالہ

عطاء: اس کی عظیم ترین نوازشوں میں سے ہے..

فضل و کرم: اس کی ایک صفت ہے..

جو دو سخا: اس کی عظیم ترین علامتوں میں سے ہے، اس سے بڑا سخا و فیاض، داتا و کرم فرما اور عطاء و نوازش والا کون ہو سکتا ہے؟!

اللہ پاک و برتر کے اسمائے حسنیٰ میں ایک خوبصورت نام: (المُعْطِي) بھی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عنایت کر دیتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا تو اللہ ہی ہے" [بخاری و مسلم]

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے: جو حقیقی معنوں میں تمام مخلوقات کو نوازتا ہے، جسے وہ نوازے اسے کوئی محروم نہیں رکھ سکتا اور جسے وہ محروم کر دے اسے کوئی نوازنے والا نہیں۔

اس پاک و برتر (پروردگار) کی نوازش ہر اس مخلوق کے لیے عام ہے جو موجود ہے، اس کی نوازش کی کوئی حد اور قید و بند نہیں، وہ جو دو کرم کے درجہ کمال پر فائز ہے۔

ہمارا پروردگار جب نوازتا ہے تو اس کی نوازش احسان اور اصلاح پر مبنی ہوتی ہے، اور جب کسی چیز سے محروم کرتا ہے تو یہ بھی اس کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔

هُوَ مَانِعٌ مُعْطٍ فَهَذَا فَضْلُهُ وَالْمَنْعُ عَيْنُ الْعَدْلِ لِلْمَنَانِ

يُعْطِي بِرَحْمَتِهِ وَيَمْنَعُ مَنْ يَشَاءُ بِحِكْمَةٍ وَاللَّهُ ذُو سُلْطَانِ

ترجمہ: وہی محروم کرنے والا اور وہی نوازنے والا ہے، یہ اس کا احسان ہے، محروم رکھنا بھی منان کے لئے عین عدل و انصاف ہے۔ وہ اپنی رحمت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنی حکمت سے محروم رکھتا ہے، اللہ بادشاہت و حکمرانی والا ہے۔

• اللہ کی نوازش دو قسم کی ہوتی ہے:

۱- عمومی نوازش جو دنیا میں ہوتی ہے:

یہ نوازش تمام مخلوقات کے لئے عام ہے، خواہ مومن ہو یا کافر، اللہ پاک و برتر نے دنیا میں ان کے معاملات کو درست فرمایا، فرمان باری تعالیٰ ہے:

(كُلًّا نُمِدُّ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا) (الإسراء: 20)

ترجمہ: ہر ایک کو ہم بہم پہنچائے جاتے ہیں انہیں بھی اور انہیں بھی تیرے پروردگار کے انعامات میں سے۔ تیرے پروردگار کی بخشش رکی ہوئی نہیں ہے۔

۲- خصوصی نوازش جو دنیا و آخرت دونوں جگہ کے لئے ہے:

یہ نوازش اللہ کے انبیاء و رسل اور اس کے نیک بندوں کے لئے ہے، چنانچہ اللہ انہیں دنیا کے اندر حلال روزی، نیک و صالح اولاد، ایمان و تقویٰ، یقین اور واضح ہدایت سے نوازتا ہے، جو کہ دنیا کی عظیم ترین نوازش ہے، حاکم نے "المستدرک" میں روایت کیا ہے اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "اللہ تعالیٰ دنیا اس شخص کو بھی دیتا ہے جسے وہ محبوب رکھتا ہے اور اس شخص کو بھی جسے وہ محبوب نہیں رکھتا، لیکن دین صرف اسے ہی دیتا ہے جسے وہ محبوب رکھتا ہے۔"

آخرت کی نوازش سے مراد: اللہ کی بلند و بالا جنت میں ملنے والی عظیم ترین نوازش ہے، اس سے بڑھ کر کوئی نوازش نہیں، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: (جَزَاءٌ مِّن رَّبِّكَ عَطَاءٌ حِسَابًا) (النبا: 36)

ترجمہ: (ان کو) تیرے رب کی طرف سے (ان کے نیک اعمال کا) بدلہ ملے گا جو کافی انعام ہوگا۔

• عطاء و نوازش کی کنجیاں:

ہمارا پروردگار کریم و داتا ہے اور کرم فرماؤں کو پسند کرتا ہے، وہ نوازنے والا ہے اور نوازش کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نوازش کرنے والوں کو لوگوں کی سرداری حاصل رہتی ہے، سنن ابی داؤد میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاتھ تین طرح کے ہیں، ایک ہاتھ اللہ کا ہے جو سب سے اوپر ہے، دوسرا ہاتھ دینے والے کا ہے جو اس کے بعد ہے اور سائل کا ہاتھ سب سے نیچے ہے، لہذا جو زائد ہو وہ دے دو اور اپنے نفس کے سامنے عاجز مت بنو" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

کرم فرماؤں کو شاہان شاہ کی جانب سے بڑا اجر ملتا ہے: (وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلْنَا لَكُم مِّن تَخْلُفِيْنَ فِيْهِ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ) (الحديد: 7)

ترجمہ: اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے۔ تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔

اللہ پاک و برتر نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں اتنا نوازے گا کہ وہ راضی اور خوش ہو جائیں گے: (وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى) (الضحیٰ: 5)

ترجمہ: تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (وخوش) ہو جائے گا۔

اللہ اپنے رسول کو آخرت میں جو نوازشیں عطا کرے گا، ان میں نہر کوثر بھی ہے:

(إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) (الکوثر: 1)

ترجمہ: یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حوض کوثر کے تعلق سے ارشاد فرمایا: "وہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اس پر بہت بھلائی ہے اور وہ ایک حوض ہے، جس پر قیامت کے دن میری امت پانی پینے کے لیے آئے گی، اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہیں" [مسلم]

جب اللہ تعالیٰ آپ کو دیکھے گا اور پائے گا کہ آپ نے اسے اپنا معتمد اور ماویٰ و ملجا بنا لیا ہے، تمام مخلوقات سے پہلو تہی کر کے آپ صرف اس سے اپنی ضرورتیں طلب کرتے ہیں، تو وہ آپ کے سوال سے بڑھ کر آپ کو نوازے گا اور آپ کی چاہت و مراد سے بڑھ کر آپ کا اعزاز و اکرام کرے گا۔

فِي النَّفْسِ لَمْ يَنْطِقْ بِهِنَّ لِسَانٌ
فَالسِّرُّ أَجْمَعُ عِنْدَهُ إِعْلَانٌ

سَبْحَانَ مَنْ يُعْطِي الْمَنَى بِخَوَاطِرِ
سَبْحَانَ مَنْ لَأَشْيَاءَ يَحْجُبُ عِلْمَهُ



سَبْحَانَ مَنْ هُوَ لَا يَزَالُ وَرِزْقُهُ لِلْعَالَمِينَ بِهِ عَلَيْهِ ضَمَانٌ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو دل اور خیالات میں آنے والی تمناؤں کو زبان پر آنے سے پہلے پوری کر دیتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کے علم سے کوئی چیز مخفی نہیں، تمام کے تمام راز ہائے سر بستہ اس کے لئے عیاں ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ازل سے تمام جہان والوں کے لیے اپنی روزی کی ضمانت لے رکھی ہے۔

اے اللہ! ہم پر اپنی نوازشیں کر، ہمیں محروم نہ رکھ، ہم پر اپنی سخاوت و فیاضی کی بارش برسا اور ہمیں نامراد نہ

لوٹا، اے سارے جہاں کے پالنے والے!



(۹۹)
المُحْسِنُ جَدِّ جَلَالِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب تم فیصلہ کرو تو انصاف کرو اور جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر احسان کرنے والا ہے اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں روایت کیا ہے]۔

دوسری حدیث میں آیا ہے، شداد بن اوس نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عز و جل احسان کرنے والا ہے اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے... [یہ حدیث صحیح ہے "الجامع الصغیر"]

ہمارا عزیز و برتر پروردگار اپنی ذات و صفات اور افعال میں درجہ کمال پر فائز ہے:

(وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا) (الأعراف: 180)

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔

اللہ سے بڑھ کر کوئی احسن اور اکمل نہیں!

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے: (الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ)

(السجدة: 7)

ترجمہ: جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی۔



احسان اللہ کی لازمی صفت ہے، کوئی مخلوق ایسی نہیں جو ایک پل کے لئے بھی اس کے احسان سے خالی ہو، اس کا فضل و احسان تمام مخلوقات کو محیط ہے، خواہ وہ فاجر ہوں یا مومن ہوں، یا کافر، اللہ کے فضل و احسان، جود و کرم اور انعام و اکرام کے بغیر ان کی بقانا ممکن ہے۔

بندے کے تئیں اللہ عزوجل کے احسان کا مظہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عدم سے وجود میں لایا: (هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا) (الإنسان: 1)

ترجمہ: یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔

(وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِن طِينٍ) (السجدة: 7)

ترجمہ: انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی۔

پھر ان کی صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں: (وَصَوَّرَكُمُ فَأَحْسَنَ صُورَتِكُمْ) (غافر: 64)

ترجمہ: تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں۔

پھر اسے عقل و دانش سے نوازتا کہ حق و باطل کے درمیان تمیز کر سکے: (وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ) (البلد: 10)

ترجمہ: ہم نے دکھا دیے اس کو دونوں راستے۔

نیز اس کے لیے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزیں مسخر کیں: (أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا

فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً) (لقمان: ۲۰)

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ہر چیز کو ہمارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہیں اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔

اس پر اتنی نعمتیں کیں کہ جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا: (وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ) (ابراہیم: 34)

ترجمہ: اگر تم اللہ کے احسان گننا چاہو تو انہیں پورے گن بھی نہیں سکتے۔ یقیناً انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

• کمال احسان و بھلائی:

بندے پر (اللہ کا) سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ: اسے دین اسلام کی ہدایت دی، اسلام قبول کرنے اور تادم حیات اس پر ثابت قدم رہنے کے لیے اس کے دل کو منشرح کر دیا: (إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ) (النحل: 128)

ترجمہ: یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو پاکیزہ اور پرامن زندگی سے سرفراز کرتا ہے: (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنْتَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) (النحل: 97)

ترجمہ: جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔

اولیاء کی مصیبت کو دور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ انہیں تکلیف اور حزن و ملال سے نجات عطا کرتا ہے، اللہ پاک و برتر حضرت یوسف علیہ السلام کے تعلق سے بیان فرماتا ہے: (إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ) (یوسف: 100)

ترجمہ: میرا رب جو چاہے اس کے لئے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

اللہ کے کمال احسان کا مظہر قیامت کے دن رونما ہو گا، اور یہ سب سے اعلیٰ احسان ہو گا اور اس کے ساتھ مزید انعام بھی، فرمان باری تعالیٰ ہے:

(لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ) (یونس: 26)

ترجمہ: جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی (اچھا بدلہ) ہے اور مزید برآں بھی۔

حُسنی (اچھا بدلہ) سے مراد: جنت ہے۔

مزید برآں سے مراد: پروردگار کے چہرہ انور کا دیدار ہے، جس سے زیادہ نہ کوئی حسین و جمیل ہے اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی اکمل و ارفع!

اللہ بزرگ و برتر نے ان کے لئے دو ثوابوں کو یکجا کر دیا ہے، دنیاوی اور اخروی، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: (فَاتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ) (آل عمران: 148)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور آخرت کے ثواب کی خوبی بھی عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

ہمارے عزیز و برتر پروردگار کا احسان بڑا ہے، اس نے اپنی شریعت کو خوب بہتر بنایا، اسے قابل ستائش انجام اور بڑے عظیم مقاصد پر مشتمل بنایا، جن کے اندر تمام مخلوقات کے لئے خیر و بھلائی پنہاں ہے: (وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ) (المائدة: 50)

ترجمہ: یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟

• احسان کی دو قسمیں ہیں:

۱- اللہ پاک و برتر کی عبادت میں احسان سے کام لینا:

یہ دین کا سب سے بلند اور اعلیٰ مقام ہے، جیسا کہ مشہور حدیث جبریل میں آیا ہے، حدیث میں احسان کی تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ: "تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو (یہ تصور رکھو کہ) وہ تو تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے" [بخاری و مسلم]۔

۲- اللہ پاک و برتر کے بندوں کے ساتھ احسان کرنا:

وہ یوں کہ ہر قسم کی خیر و بھلائی انہیں پہنچائی جائیں، اور ہر طرح کی اذیت اور تکلیف ان سے دور رکھی جائیں، پاک و برتر پروردگار کا فرمان ہے: (إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ) (التوبة: 120)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار اپنے اسمائے گرامی کو محبوب رکھتا ہے، اور بندوں کے اس عمل کو بھی محبوب رکھتا ہے کہ وہ ان اسمائے گرامی کے معانی کے تقاضوں کے مطابق اس کی قربت حاصل کریں، چنانچہ وہ مہربان ہے اور مہربانی کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے، وہ داتا و کرم فرما ہے اور کرم فرماؤں کو محبوب رکھتا ہے، وہ احسان کرنے



والا ہے اور احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: (إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ) (البقرة: 195)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ہمارے احسان و بھلائی کے سب سے زیادہ حقدار ہمارے والدین ہیں، جیسا کہ اللہ عز و جل کا فرمان ہے: (وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا) (الأحقاف: 15)

ترجمہ: ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: (وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ) (القصص: 77)

ترجمہ: جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر۔

وَأَدْعُوكَ فِي الضَّرَّاءِ رَبِّي لِتَسْمَعَا	إِلَيْكَ إِلَهَ الْعَرْشِ أَشْكُو تَضَرُّعًا
رَوْفًا رَحِيمًا مُسْتَجِيبًا لَنَا الدُّعَاءِ	إِلَهِي فَحَقِّقْ ذَا الرَّجَاءِ وَكُنْ بِنَا
و يَا وَاسِعًا قَدْ كَانَ عَفْوُكَ أَوْسَعَا	فِيَا مُحْسِنَا قَدْ كُنْتَ تُحْسِنُ دَائِمًا
فَإِنَّ لَنَا فِي الْعَفْوِ مِنْكَ لَمَطَمَعَا	نَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِنْ سُوءِ صُنْعِنَا
أَصَابَتْ وَصَافَتْ وَاکْتَشَفَتْ الضَّرَّاءُ وَارْفَعَا	أَغْشَانَا وَارْفَعِ الشِّدَّةَ الَّتِي
مِنَ الْعَفْوِ وَالْعُفْرَانِ يَا خَيْرَ مَنْ دَعَا	وَجُدْ وَتَفَضَّلْ بِالذِّي أَنْتَ أَهْلُهُ



ترجمہ: اے عرش کے پالنہار! ہم گڑ گڑا کر تجھ سے اپنی شکایت پیش کرتے ہیں، میرے پروردگار! تنگی و پریشانی میں ہم تجھ سے ہی دعا کرتے ہیں کہ تو سن لے۔ میرے معبود! اس امید کو پوری کر دے، ہمارے اوپر رحم و کرم کرتے ہوئے ہماری دعا کو قبول فرما۔ اے ہمارے محسن! تو ہمیشہ اپنا احسان کرتا رہا ہے، اے کشادگی والے (پالنہار!) تیرا عفو و درگزر بے حد کشادہ ہے۔ اے اللہ! ہم اپنی بد کرداری سے تیری پناہ چاہتے ہیں، ہمیں تیرے ہی عفو و درگزر کی حرص و طمع ہے۔ ہماری مدد فرما اور ہمیں جو سختی و شدت لاحق ہوئی ہے اسے دور کر کے ہمارے دکھ درد کا مداوا کر دے۔ ہمارے اوپر جو د و کرم فرما، اے سب سے بہتر دعا قبول کرنے والے (پالنہار!) ہمارے اوپر اپنے اس عفو و مغفرت کی نوازش فرما جس کا تو اہل اور سزاوار ہے۔

اے اللہ! ہمیں احسان کرنے والوں میں شمار کر، ہمارے اوپر اپنے احسانات کی برکھا برسا، ہمارے، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کے اعمال کو شرف قبولیت سے نواز۔



اللہ کے اسمائے حسنی سے متعلق چند اہم نکات

۱- مومن کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور اس کے افعال کے ذریعہ اللہ کی معرفت حاصل کرنے کی حتی المقدور کوشش کرے، لیکن اس معرفت میں تعطیل (اسماء و صفات کو بے معنی قرار دینا)، تمثیل (اللہ کی صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینا)، تحریف (اسماء و صفات کو ان کے حقیقی معانی سے پھیرنا) اور تکلیف (اللہ کی صفات کی کیفیت بیان کرنا) کی دخل اندازی نہ ہو۔

اللہ کی معرفت کتاب و سنت، صحابہ اور اخلاص کے ساتھ ان کی اتباع کرنے والوں سے جو آثار منقول ہیں، ان پر مبنی ہو۔

۲- اللہ عزیز و برتر کے اسمائے گرامی توفیقی (شرعی نصوص پر مبنی) ہیں، عقل کا ان میں کوئی دخل نہیں، اسی لیے ان کے تعلق سے کتاب و سنت میں وارد نصوص پر توقف کرنا ضروری ہے، ان میں کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔

۳- اسمائے حسنی کو شمار کرنا اور انہیں خاص تعداد میں محصور کرنا درست نہیں، کیوں کہ اللہ پاک و برتر کے بہت سے اسماء و صفات ایسے ہیں جن کی معرفت اللہ نے اپنے پاس علم غیب میں مخفی رکھا ہے، نہ تو قریب ترین فرشتے کو ان کا علم ہے اور نہ ہی کسی نبی مبعوث کو، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: **"..أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمِيَّتَ بِهِ نَفْسِكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ.."** (میں تیرے ان تمام اسمائے گرامی کے وسیلے سے تجھ سے دعا گو ہوں جن سے تو نے خود

کو موسوم کیا ہے، یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے، یا اپنی کسی مخلوق کو ان کی تعلیم دی ہے، یا اپنے پاس علم غیب میں انہیں مخفی رکھا ہے...) [حدیث صحیح ہے، اسے طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں روایت کیا ہے]۔

رہی بات یہ حدیث کہ: "اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، یعنی سو سے ایک کم ہے، جس شخص نے ان کو شمار کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا" [بخاری و مسلم]

تو یہ اجمالی بات ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا: (جس شخص نے ان کو شمار کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا) یہ ایک صفت ہے، نہ کہ مستقبل کی خبر، جس کے معنی یہ ہیں کہ: اللہ کے بہت سے اسمائے گرامی ایسے ہیں جن کی یہ خوبی ہے کہ: جو شخص ان کو شمار کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ ان اسماء کے علاوہ اور بھی اللہ کے اسماء ہوں، بلکہ یہ اسی طرح ہے کہ آپ کہیں: "فلاں شخص کے پاس سو ایسے غلام ہیں جنہیں اس نے جہاد کے لئے تیار کر رکھا ہے"، یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ اس کے پاس ان کے علاوہ اور بھی غلام ہوں جنہیں اس نے جہاد کے لئے تیار نہیں کیا ہے، اس میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: "جس شخص نے ان کو شمار کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا" کا مطلب یہ ہے کہ: جو شخص انہیں یاد کرے، ان کے معانی کو سمجھے اور ان کے ذریعہ اللہ پاک و برتر کی بڑائی بیان کرے، یہ تین مراتب ہیں، جس شخص کو ان میں سے کوئی ایک رتبہ حاصل ہو گیا اور ساتھ ہی اس کی نیت درست ہو اور ان اسماء کے تقاضوں پر وہ عمل پیرا ہو، تو وہ ان کو شمار کرنے والا قرار پائے گا، جیسا کہ قرطبی، خطابی اور ابن القیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

۴- اللہ جل جلالہ کے تمام اسمائے گرامی خوبصورت ہیں، ان اسماء کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: اسمائے جمال:

یہ اسماء گرامی بندے کے دل میں اللہ پاک و برتر کی محبت، اس کی انسیت، اس کی ملاقات کا شوق اور اس کی رغبت پیدا کرتے ہیں، اس کے اندر راحت و اطمینان کا احساس پیدا کرتے ہیں، مخلوق کے لیے امید کا دروازہ کھول دیتے ہیں، چنانچہ وہ اللہ پاک و برتر کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا، مثلاً یہ اسمائے گرامی: (الرحمن، الرحيم، الكريم، العفو، الحلیم، الغفور، التواب) وغیرہ۔

دوسری قسم: اسمائے جلال:

یہ اسمائے گرامی اللہ عزیز و برتر کی خشیت، خوف اور ہیبت پیدا کرتے ہیں، اللہ کی تعظیم اور توقیر کا جذبہ اجاگر کرتے ہیں۔

یہ وہ اسمائے گرامی ہیں جن کے اندر غلبہ و قہر، قوت و قدرت اور عظمت و جبروت کے معانی پائے جاتے ہیں، جیسے یہ اسمائے گرامی (العزیز، الجبار، القهار، القوي، الكبير، المتكبر)۔

تیسری قسم: اسمائے ربوبیت:

یہ وہ اسمائے گرامی ہیں جن سے: بندہ مومن کے اندر عاجزی و خاکساری کا احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ شعور جاگتا ہے کہ وہ اللہ عزیز و برتر کی مخلوق اور اس کے زیر سرپرستی و نگہبانی ہے۔

یہ ایسے اسمائے گرامی ہیں جو اللہ عزوجل کی ربوبیت پر دلالت کرتے ہیں، جیسے: (الرب، السيد، الملک، المالك، الخالق، الباری، الرزاق)۔

چوتھی قسم: اسمائے الوہیت:

یہ وہ اسمائے گرامی ہیں جو بندہ مومن کے اندر یہ شعور پیدا کرتے ہیں کہ وہ: اللہ پاک و برتر کا بندہ ہے ، اور یہ کہ اللہ ہی تن تنہا تمام تر عبادت کا مستحق ہے۔

یہ وہ اسمائے گرامی ہیں جن کے اندر الوہیت کے معانی پائے جاتے ہیں ، جیسے یہ اسمائے گرامی: (الإله ، الصمد)۔

یہ تقسیم معنی کے اعتبار سے ہے ، ورنہ اللہ عزوجل کے تمام اسمائے گرامی حسن و جمال ، عظمت و جلال ، کمال و رفعت کے معانی پر مشتمل ہیں، اللہ کے تمام اسمائے گرامی عمدہ ترین ذات اور عظیم ترین ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔

۵- اللہ تعالیٰ کا ہر ایک اسم گرامی اللہ عزیز و برتر کی صفت کمال کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے، اسی لیے انہیں اسمائے حسنی (خوبصورت ناموں) سے موسوم کیا گیا ہے ، اسی طرح اللہ بزرگ و برتر کی ساری صفتیں کمال سے متصف ہیں، اس کے تمام تر اوصاف عظمت و جلال کے پرتو ہیں، اس کے تمام افعال حکمت و رحمت ، مصلحت اور عدل و انصاف پر مبنی ہوتے ہیں۔

۶- اللہ عزیز و برتر کے اسمائے گرامی میں کوئی ایسا اسم نہیں جو شر اور برائی پر مشتمل ہو یا نقص و کمی پر دلالت کرتا ہو۔

کیوں کہ اللہ کی طرف شر کی نسبت درست نہیں، اس لیے شر نہ تو اس کی صفت میں داخل ہو سکتا ہے ، نہ اس کی ذات سے ملحق ہو سکتا ہے ، اور نہ ہی اس کے کسی فعل میں اس کی دخل اندازی ہو سکتی ہے، لہذا اس کی طرف شر کی نسبت نہ تو فعل کی شکل میں کی جاسکتی ہے اور نہ ہی صفت کے طور پر۔

۷- اللہ عزیز و برتر نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ ان اسمائے گرامی کے ذریعہ اس سے دعا کرے ، اللہ فرماتا ہے: (وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا) (الأعراف: ۱۸۰)

ترجمہ: سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو اسے ان کے ساتھ پکارو۔

اس دعا میں دعائے عبادت اور دعائے حاجت دونوں شامل ہے۔

یہ ایک عظیم ترین اطاعت اور قربت ہے۔

۸- اسمائے حسنی کے تفصیلی ذکر سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

اس سلسلے میں قاعدہ یہ ہے کہ: " اللہ پاک و برتر کے اسمائے گرامی کتاب و سنت سے ہی اخذ کئے جائیں "

۹- میں نے کتاب کی دوسری طباعت میں اللہ کے ان ننانوے اسمائے حسنی کی شرح و تفصیل پر اکتفا کیا ہے جن کے متعلق شیخ محمد بن صالح بن عثیمین ، شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز ، ڈاکٹر عمر سلیمان الاشقر کا یا ان میں سے دو کا ان پر اتفاق ہے، اللہ ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

آخری بات...

اللہ پاک و برتر کی بے پناہ حمد و ثنا کہ اس کتاب میں مذکورہ معلومات جمع کرنا میسر ہو سکا ، اللہ عزوجل سے



دعا گو ہوں کہ میری اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے ، اور اسے تمام بندوں کے لیے مفید بنائے

صلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

والحمد لله رب العالمین



فہرستِ کتاب:

صفحات	مشمولات
۲	انتساب
۳	مقدمہ
۶	دعاء و مناجات
اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی	
۷	۱،۲) اللہ، الإلہ
۱۶	۳) الرب
۲۳	۴، ۵) الأحَد، الواحد
۳۴	۶) الصَّمَد
۴۱	۷، ۸) الرَّحْمَن، الرَّحِيم
۵۱	۹) الْحَيِّ
۵۹	۱۰) الْقَيُّوم
۶۵	۱۱، ۱۲) الْمَلِك، الْمَلِيك
۷۶	۱۳) السَّبُّوح
۸۳	۱۴) الْقُدُّوس
۸۸	۱۵) السَّلَام



۹۵	(۱۶) المؤمن
۱۰۲	(۱۷) المہین
۱۰۸	(۱۸) العزیز
۱۱۹	(۱۹) الجبار
۱۲۶	(۲۰) المتکبر
۱۳۲	(۲۱، ۲۲) الخالق، الخلاق
۱۳۸	(۲۳) الباری
۱۴۳	(۲۴) المصور
۱۴۹	(۲۵) العفو
۱۵۷	(۲۶، ۲۷) الغفور، الغفار
۱۶۵	(۲۸) الکبیر
۱۷۲	(۲۹، ۳۰، ۳۱) الّاعلیٰ، العلیٰ، المتعال
۱۸۰	(۳۲، ۳۳) القاهر، القهار
۱۸۶	(۳۴) الوهاب
۱۹۳	(۳۵) الرزاق
۲۰۱	(۳۶) الفتاح
۲۰۹	(۳۷) السميع
۲۱۷	(۳۸) البصیر
۲۲۳	(۳۹) التواب



٢٣٢	(٢٠) العليم
٢٣٠	(٢١) العظيم
٢٢٩	(٢٢) القوي
٢٥٦	(٢٣) المتين
٢٦١	(٢٤، ٢٥، ٢٦) القادر، القدير، المتقدر
٢٦٩	(٢٧) الخفيظ
٢٧٧	(٢٨) الغني
٢٨٢	(٢٩، ٥٠) الحكيم، الحكيم
٢٩٢	(٥١) اللطيف
٢٩٨	(٥٢) الخبير
٣٠٢	(٥٣) الحكيم
٣١٠	(٥٤) الرؤوف
٣١٨	(٥٥) الودود
٣٢٦	(٥٦) البرّ
٣٣٢	(٥٧) القريب
٣٢٠	(٥٨) الجيب
٣٢٥	(٥٩) المجيد
٣٥٢	(٦٠) الحميد
٣٥٧	(٦١، ٦٢) الشاكر، الشكور

۳۶۴	(۶۳، ۶۴) الاکرم، الکریم
۳۷۴	(۶۵) المقیت
۳۸۲	(۶۶) الواسع
۳۹۳	(۶۷) الرقیب
۴۰۰	(۶۸) الحسیب
۴۰۸	(۶۹) الشہید
۴۱۵	(۷۰) الحق
۴۲۱	(۷۱) البین
۴۲۸	(۷۲) المحیط
۴۳۵	(۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶) الأول، الآخر، الظاهر، الباطن
۴۴۲	(۷۷) الوکیل
۴۵۴	(۷۸) النور
۴۶۲	(۷۹) الکانی
۴۶۹	(۸۰، ۸۱) المولیٰ، الولی
۴۷۸	(۸۲) الہادی
۴۸۵	(۸۳) النصیر
۴۹۱	(۸۴) الوارث
۴۹۸	(۸۵) الشافی
۵۰۹	(۸۶) الجلیل



۵۱۵	(۸۸، ۸۷) القابض، الباسط
۵۲۶	(۹۰، ۸۹) المقدم، المؤخر
۵۳۳	(۹۱) الحیی
۵۳۹	(۹۲) الدیان
۵۴۵	(۹۳) المئان
۵۵۲	(۹۴) الجواد
۵۵۷	(۹۵) الرفیق
۵۶۲	(۹۶) السید
۵۶۸	(۹۷) بدیع السموات والأرض
۵۷۴	(۹۸) المعطی
۵۷۹	(۹۹) المحسن
۵۸۶	اللہ کے اسمائے حسنی سے متعلق چند اہم نکات
۵۹۲	فہرست کتاب